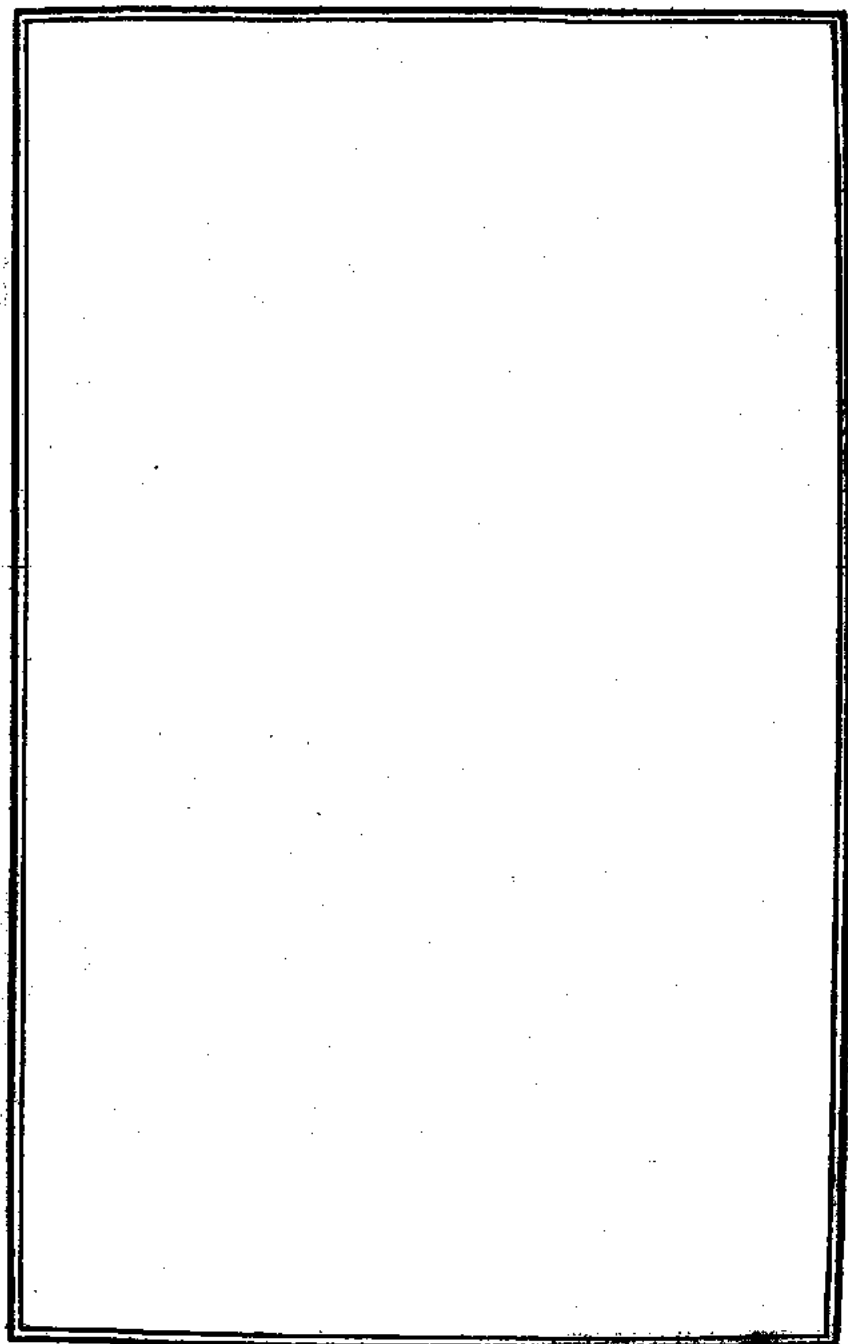






# واجب الاظہار استہنار

جو خاص اس غرض سے شائع کیا جاتا ہے کہ گورنمنٹ عالیہ  
قیصر ہند توجہ سے اسکو ملاحظہ فرماوے اور نیز اپنے  
مُریدوں کی آگاہی اور ہدایت کے لئے شائع کیا گیا ہے۔

میں اپنے دوستوں اور عام لوگوں کو اطلاع دیتا ہوں کہ جو میرے پر یہ الزام لگایا گیا تھا کہ  
گویا میں نے ایک شخص عبد الحمید نام کو ڈاکٹر کلارک کے قتل کرنے کیلئے بھیجا تھا۔ وہ مقدمہ عدالتی  
کے فضل و کرم سے بے اصل متفقہ ہو کر ۲۲ اگست ۱۸۹۶ء کو عدالت کپتان ایم۔ ڈبلیو  
ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر بہاول ضلع گورداسپورہ سے خارج کیا گیا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کو  
اس مقدمہ کی اصلیت ظاہر کرنی منظور تھی اسلئے اسے ایک ایسے حاکم ہمدرد مغز اور محنت  
کش اور منصف مزاج حق پسند خدا ترس یعنی جناب کپتان ایم۔ ڈبلیو ڈگلس صاحب  
ڈپٹی کمشنر بہاول ضلع گورداسپورہ کے ماتھے میں یہ مقدمہ دیا۔ جس کا پاک کانشنس  
اس بات پر مطمئن نہ ہو سکا کہ جو اظہار یعنی پہلا بیان عبد الحمید نے امرتسر کے مجسٹریٹ کے

سامنے اور نیز اس عدالت میں دیا تھا وہ صحیح ہے۔ سو صاحب موصوف نے مزید تقشیر کے لئے جناب کپتان لیما چنڈ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولس کو حکم دیا کہ بلور خود عبد الحمید سے اصلیت مقدمہ دریافت کریں۔ پھر بعد اس کے جس احتیاط اور نیک نیتی اور فراست اور غور اور طریق عدل اور انصاف سے جناب کپتان لیما چنڈ صاحب نے اس مقدمہ کی تقشیر میں کام لیا وہ بھی بجز خاص منصف مزاج اور نیک نیت اور بیدار مغز حکام کے ہر ایک کا کام نہیں۔ سوان حکام کا نیک مزاج اور نیک نیت اور انصاف پسند ہونا اور قدیم سے عدالت اور انصاف پسندی کا عادی ہونا اور پوری تحقیق اور تقشیر سے کام لینا یہی وہ اسباب تھے جو خدا نے میری بریت کے لئے پیدا کئے اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اور صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولس کی نیک نیتی اور انصاف پسندی اور بھی زیادہ کھلتی ہے جبکہ اس بات پر غور کی جائے کہ یہ مقدمہ درحقیقت ایک عیسائی جماعت کی طرف سے تھا اور گونگا ہران میں سے ایک ہی شخص پر وکار تھا۔ مگر مشورہ اور امدادیں کئی دلیسی کر سچوں کو دخل تھا۔ درحقیقت پہلک کے دلوں میں اس عدالت اور انصاف نے صاحبان موصوف کی بہت ہی خوبی اور عدل قابل تعریف جمادی ہے کہ ایسا مقدمہ جو مذہبی رنگ میں پیش کیا گیا تھا اس میں کچھ بھی اپنی قوم اور مذہب کی رعایت نہیں کی گئی اور نہایت منصفانہ روش سے وہ طریق اختیار کیا گیا جس کو عدالت چاہتی تھی میرے خیال میں یہ ایک ایسا عمدہ نمونہ ہے کہ جو صفو تاریخ میں ہمیشہ کے لئے یادگار رہے گا۔

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی نیک نیتی اور حق پسندی پر ایک اور بھی بڑی بھاری دلیل ہے اور وہ یہ ہے کہ باوجودیکہ انہوں نے عبد الحمید مخبر کا پہلا بیان تمام و کمال قلمبند کر لیا تھا اور اس کی تائید میں پانچ گواہ بھی گزر چکے تھے اور صاحب بہادر ہر طرح پر اختیار رکھتے تھے کہ ان بیانات پر اعتبار کر لیتے مگر محض انصاف اور عدالت کی کشش نے ان کے دل کو پوری تسلی سے روک دیا اور ان کا حق پسند کانشنس بول اٹھا کہ ان بیانات میں سچائی کا نور



نہیں ہے۔ لہذا انہوں نے کپتان صاحب پولیس کو مزید تحقیقات کے لئے اشارہ فرمایا۔ ایسا ہی جب صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ کو پولیس کے افسروں نے خبر دی کہ عبد الحمید مخبر اپنے پہلے بیان پر اصرار کر رہا ہے اس کو رخصت کیا جائے تو صاحب موصوف کے کانٹنس نے یہی تقاضا کیا کہ وہ بذات خود بھی اُس سے دریافت کریں۔ اگر حکام کی اس وجہ تک نیک نیتی اور تجربہ اور محنت کشی نہ ہوتی تو ہرگز ممکن نہ تھا کہ اس مقدمہ کی اصلیت کھلتی۔ ہم تب دل سے دُعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ایسے حکام کو جو ہر ایک جگہ انصاف اور عدل کو مد نظر رکھتے ہیں۔ اور پوری تحقیق سے کام لیتے ہیں اور احکام کے صادر کرنے میں جلدی نہیں کرتے ہمیشہ خوش رکھے اور ہر ایک بلا سے ان کو محفوظ رکھ کر اپنے مقاصد میں کامیاب کرے۔ یہ بات بھی اس جگہ بیان کر دینے کے لائق ہے کہ ڈاکٹر کلارک صاحب نے محض ظلم اور جھوٹ کی راہ سے اپنے بیان میں کئی جگہ میرے چال چلن پر نہایت شرمناک حملہ کیا تھا۔ اگر ایسے منصف مزاج مجسٹریٹ کی عدالت میں اُن تمام حلوں کے بارے میں میرا جواب لیا جاتا تو ڈاکٹر صاحب کے منصوبوں کی حقیقت کھل جاتی۔ مگر چونکہ حاکم انصاف پسند کے دل پر اُس مقدمہ کی مصنوعی بنیاد کی تمام حقیقت کھل گئی تھی جس کی تائید میں یہ تمام الزامات پیش کئے گئے تھے لہذا عدالت نے مقدمہ کو طول دینے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ اگرچہ ڈاکٹر صاحب کے اکثر کلمات جو نہایت دل آزار اور سراسر جھوٹ اور افترا اور کم سے کم اذالہ حقیقت عرفی کی حد تک پہنچ گئے تھے مجھے یہ حق دیتے تھے کہ اُن بیجا اور باطل الزاموں کا عدالت کے ذریعہ سے تدارک کروں۔ مگر میں باوجود مظلوم ہونے کے کسی کو آزار دینا نہیں چاہتا اور ان تمام باتوں کو حوالہ بخدا کرتا ہوں۔

یہ بھی ذکر کے لائق ہے کہ ڈاکٹر کلارک صاحب نے اپنے بیان میں کہیں اشارہ اور کہیں صراحت میری نسبت بیان کیا ہے کہ گویا میرا وجود گورنمنٹ کے لئے خطرناک ہے مگر میں اس اشتہار کے ذریعہ سے حکام کو اطلاع دیتا ہوں کہ ایسا خیال میری نسبت

ایک ظلم عظیم ہے۔ میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد میرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا جس کو دوبارہ گورنری میں لگایا گیا تھا اور جن کا ذکر سرگرمین صاحب کی تاریخ ریسیان پنجاب میں ہے اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑے سرکار انگیزی کو مدد دی تھی۔ لیکن پچاس سو اور گھوڑے ہم پہنچا کر عین زمانہ غدار کے وقت سرکار انگیزی کی امداد میں دیئے تھے۔ ان خدمات کی وجہ سے جو تہنیتیں خوشنودی حکام ان کو ملی تھیں۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہو گئیں مگر تین تہنیتیں جو مدت سے چھپ کر بنی ہوئی تھیں ان کی تھیں ماضی میں صبح کی گئی ہیں۔ پھر میرے والد صاحب کی وفات

## نقل مراسلہ

(دوسرے صاحب)

نمبر ۲۵۳

تہور پناہ شجاعت و شگاہ مرزا غلام مرتضیٰ

رئیس قادیان حفظہ

عرفیت شاعر بریادہ ہائی خدمات و حقوق

خود و خاندان خود بخاطر حضور انجانب در آمد

ماخوذ سید انیم کہ بلا شک شہاد و خاندان شہانہ

ابتداءً دخل و حکومت سرکار انگیزی جان شہانہ

وفا کیش ثابت قدم ماندہ اید۔ و حقوق

شہاد و اصل قابل قدر اند۔ بہرہ نیک تسلی

و تشفی دارید۔ سرکار انگیزی حقوق و

Translation of Certificate of  
J. M. Wilson

To,

Mirza Ghulam Murtaza Khan  
Chief of Qadian

I have persued your application reminding me of your and your family's past services and rights I am well aware that since the introduction of the British Govt. you and your family have certainly remained devoted faithful and steady subjects and that your rights are really worthy of regard. In every respect you may rest assured and satisfied that the

کے بعد میرا پڑا بھائی میرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا۔ اور جب تیوٹ کے گند پھوسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی

خدمات شاخوہر تو بھر کردہ خواہد شد۔  
باید کہ ہمیشہ ہوا خواہ وہاں نثار  
سرکار انگریزی برساند کہ دیری امر خوشنودی  
سرکار و بہبودی شاخوہر است۔ فقط  
المرقوم ۱۱ جون ۱۸۴۹ء مقام لاہور لائیکلی

British Govt. will never forget  
your family's rights and services  
which will receive due considera-  
tion when a favourable opportuni-  
ty offers itself.

You must continue to be  
faithful and devoted objects as in  
it lies the satisfaction of the Govt.  
and your welfare.

11.6.1849 Lahore.

نقل مراسلہ  
(دابرٹ کسٹ صاحب بہادر کشتہ لاہور)  
تہجد و شہادت و شہادہ مرزا غلام مرتضیٰ  
رئیس قادیان بغایت باشند۔

میں شریک تھا۔ پھر میں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا۔ تاہم  
سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد اور تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا ہوں۔ اس سترہ

انا نانا کا بھگم مفسدہ ہندوستان موقوفہ  
۱۸۵۷ء و از جانب آپ کے رفاقت و خیر غوی  
و مدد دی سرکار دولتدار انگلشیہ در باب  
نگاہداشت سواران و بہر سانی اسپان  
بخوبی بندہ نمودار پیوخی اور شروع مفسدہ  
سے آج تک آپ جمل ہوا خواہ سرکار یہے  
اور باعث خوشنودی سرکار ہوا لبند  
بجملہ دی اس خیر غوی اور خیر سگالی کے  
خلعت مبلغ دو صد روپیہ کا سرکار سے  
آپ کو عطا ہوتا ہے اور حسب منشاء چٹی  
صاحب چیت کشتہ بہادری نمبری ۵۷۶  
مورخہ ۱۰ اراگست ۱۸۵۸ء بمقام ہذا  
بانظہار خوشنودی سرکار و نیکنامی و  
وفاداری تمام آپ کے لکھا جاتا ہے۔  
مرقومہ تاریخ ۲۰ ستمبر ۱۸۵۸ء

Translation of  
Mr. Robert Cast's Certificate

To,

Mirza Ghulam Murtaza Khan,  
Chief of Qadian.

As you rendered great help in  
enlisting sowars and supplying  
horse to Govt. in the mutiny of  
1857 and maintained loyalty since  
its beginning upto date and  
thereby gained the favour of Govt.  
a Khalat worth Rs. 200/- is  
presented to you in recognition of

good services, and as a reward for  
your loyalty.

Moreover in accordance with  
the wishes of Chief Commissioner  
as conveyed in his no. 576 dt.  
10th August 58. This parwana is  
addressed to you as a token of  
satisfaction of Govt. for your  
fidelity and repute.

برس کی مدت میں جس قدر میں نے کتابیں تالیف کیں ان سب میں سرکار انگریزی کی اطاعت اور  
بھارتی کے لئے لوگوں کو ترغیب دی اور جہاد کی مخالفت کے بارے میں نہایت مؤثر تقریریں  
لکھیں۔ اور پھر میں نے قرین مصلحت سمجھ کر اسی امر مخالفت جہاد کو عام ملکوں میں پھیلائے  
کے لئے عربی اور فارسی میں کتابیں تالیف کیں جن کی چھپوائی اور اشاعت پر ہزار ہا روپیہ

نقل مراسلہ

فنانشل کشمیر

مشفق مہربان دوستان مرزا غلام قادیان  
رئیس قادیان حفظہ -

آپ کا خط ۲۰ ماہ حال کا لکھا ہوا ملاحظہ  
میں حضور پنجاب میں گذر امیر غلام مرتضیٰ  
صاحب آپ کے والد کی وفات سے ہم  
کو بہت افسوس ہوا مرزا غلام مرتضیٰ  
سرکار انگریزی کا اچھا خیر خواہ اور  
وفا دار رئیس تھا۔ ہم آپ کی خاندانی  
محافظہ سے اسی طرح پر عورت کریں گے جس  
طرح تمہارے باپ و وفادار کی کی جاتی  
تھی ہم کو کسی اچھے موقعہ کے نکلنے پر تمہارے  
خاندان کی بہتری اور بامعانی کا خیال رہے گا۔  
المرقوم ۲۹ جون ۱۸۷۶ء الراقم سربراہ  
ایجوٹن صاحب بہادر فنانشل کشمیر

Translation of Sir Robert Egerton  
Financial Commr's;  
Murasala dt. 29 June 1876

My dear friend Ghulam Qadir

I have persued your letter of  
the 2nd instant and deeply regret  
the death of your father Mirza  
Ghulam Murtza who was great  
well wisher and faithful Chief  
of Govt.

In consideration of your  
family services I will esteem you  
with the same respect as that  
bestowed on your loyal father.  
I will keep in mind the restoration  
and welfare of your family when  
a favourable opportunity occurs.

خریج ہوئے اور وہ تمام کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم اور مصر اور بغداد اور افغانستان میں شایع کی گئیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی نہ کسی وقت ان کا اثر ہوگا۔ کیا اس قدر بڑی کارروائی اور اس قدر دور دراز مدت تک ایسے انسان سے ممکن ہے جو دل میں بغاوت کا ارادہ رکھتا ہو؟ پھر میں پوچھتا ہوں کہ جو کچھ میں نے سرکار انگریزی کی امداد اور حفظ امن اور جہادی خیالات کے روکنے کے لئے برابر سترہ سال تک پورے جوش سے پوری استقامت سے کام لیا۔ کیا اس کام کی اور اس خدمت نمایاں کی اور اس مدت دراز کی دوسرے مسلمانوں میں جو میرے مخالف ہیں کوئی نظر ہے؟ اگر میں نے یہ اشاعت گورنمنٹ انگریزی کی سچی خیر خواہی سے نہیں کی تو مجھے ایسی کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم وغیرہ بلاد اسلامیہ میں شایع کرنے سے کس انعام کی توقع تھی؟ یہ سلسلہ ایک دو دن کا نہیں بلکہ برابر سترہ سال کا ہے اور اپنی کتابوں اور رسالوں کے جن مقامات میں میں نے یہ تحریریں لکھی ہیں ان کتابوں کے نام مع ان کے نمبر صفحات کے یہ ہیں۔ جن میں سرکار انگریزی کی خیر خواہی اور اطاعت کا ذکر ہے۔

| نمبر | نام کتاب                             | تاریخ طبع       | نمبر صفحہ                     |
|------|--------------------------------------|-----------------|-------------------------------|
| ۱    | برائین احمدیہ حصہ سوم                | ۱۸۸۲ء           | الف سے جب تک (شروع کتاب)      |
| ۲    | برائین احمدیہ حصہ چہارم              | ۱۸۸۴ء           | الف سے د تک ایضاً             |
| ۳    | آریہ دھرم (نولس) باب و قیاس دفعہ ۲۹۸ | ۲۲ ستمبر ۱۸۹۵ء  | ۵۷ سے ۶۴ تک آخر کتاب          |
| ۴    | التماس شامل آریہ دھرم ایضاً          | ۲۲ ستمبر ۱۸۹۵ء  | ۱ سے ۴ تک آخر کتاب            |
| ۵    | درخواست شامل آریہ دھرم ایضاً         | ۲۲ ستمبر ۱۸۹۵ء  | ۶۹ سے ۷۲ تک آخر کتاب          |
| ۶    | خط در بارہ توسیع دفعہ ۲۹۸            | ۲۱ اکتوبر ۱۸۹۵ء | ۱ سے ۸ تک                     |
| ۷    | آئینہ کمالات اسلام                   | فروری ۱۸۹۶ء     | ۱۷ سے ۲۰ تک اور ۵۱۱ سے ۵۲۸ تک |
| ۸    | نور الحق حصہ اول (اعلان)             | ۱۳۱۱ھ           | ۲۳ سے ۵۴ تک                   |

|    |                                          |                |                              |
|----|------------------------------------------|----------------|------------------------------|
| ۹  | شہادۃ القرآن (گورنمنٹ کی قومی کتاب)      | ۲۷ ستمبر ۱۸۹۲ء | الحق سے ح تک آخر کتاب        |
| ۱۰ | نور الحق حصہ دوم                         | ۱۳۱۱ھ          | ۴۹ سے ۵۰ تک                  |
| ۱۱ | سر الخلافہ                               | ۱۳۱۲ھ          | ۷۱ سے ۷۲ تک                  |
| ۱۲ | اتمام الحجہ                              | ۱۳۱۱ھ          | ۲۵ سے ۲۷ تک                  |
| ۱۳ | حکامۃ البشری                             | ۱۳۱۱ھ          | ۳۹ سے ۴۲ تک                  |
| ۱۴ | تحفہ قصیرہ                               | ۲۵ مئی ۱۸۹۶ء   | تمام کتاب                    |
| ۱۵ | ست بچن                                   | نومبر ۱۸۹۵ء    | ۱۵۲ سے ۱۵۴ تک اور ٹائٹل پیج  |
| ۱۶ | انجام آتم                                | جنوری ۱۸۹۶ء    | ۲۸۲ سے ۲۸۴ تک آخر کتاب       |
| ۱۷ | سراج منیر                                | ۱۸۹۷ء          | صفحہ ۷۴                      |
| ۱۸ | تکمیل تبلیغ معشرۃ بطریق                  | ۱۲ جنوری ۱۸۹۹ء | صفحہ ۷۴ اور صفحہ ۷۶ شرط چارم |
| ۱۹ | اشہار قابل توجہ گورنمنٹ اور عالم کیلئے   | ۲۷ فروری ۱۸۹۵ء | تمام اشتہار یک طرفہ          |
| ۲۰ | اشہار دوبارہ سفیر سلطان روم              | ۲۴ مئی ۱۸۹۶ء   | ۱ سے ۲ تک                    |
| ۲۱ | اشہار حلیہ ریاست بھٹن جو ملی مقام قادیان | ۲۴ جون ۱۸۹۶ء   | ۱ سے ۲ تک                    |
| ۲۲ | اشہار بھارتیہ بھٹن جو ملی مقام قادیان    | ۷ جولائی ۱۸۹۶ء | تمام اشتہار یک ورق           |
| ۲۳ | اشہار متعلق بزرگ                         | ۲۵ جون ۱۸۹۶ء   | صفحہ ۱۰                      |
| ۲۴ | اشہار لائق توجہ گورنمنٹ و متوجہ برطانوی  | ۱۰ دسمبر ۱۸۹۲ء | تمام اشتہار اسے تک           |

اور حال میں جب حسین کا می سفیر روم قادیان میں میری ملاقات کے لئے آیا اور اس نے مجھے اپنی گورنمنٹ کے اغراض سے مخالفت پاکر ایک سخت مخالفت ظاہر کی وہ تمام حال بھی میں نے اپنے اشتہار مورخہ ۲۴ مئی ۱۸۹۶ء میں شائع کر دیا ہے وہی اشتہار تھا جس کی وجہ سے بعض مسلمان اڈیٹروں نے بڑی مخالفت ظاہر کی اور بڑے جوش میں اگر مجھ کو

گالیاں دیں کہ یہ شخص سلطنت انگریزی کو سلطان روم پر ترجیح دیتا ہے اور رومی سلطنت کو قصور وار ٹھہراتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جس شخص پر خود قوم اس کی ایسے ایسے خیالات رکھتی ہے اور نہ صرف اختلاف اعتقاد کی وجہ سے بلکہ سرکار انگریزی کی خیر خواہی کے سبب سے بھی ملامتوں کا نشانہ بن رہا ہے کیا اس کی نسبت یہ ظن ہو سکتا ہے کہ وہ سرکار انگریزی کا بدخواہ ہے؟ یہ بات ایک ایسی واضح تھی کہ ایک بڑے سے بڑے دشمن کو بھی جو محمد حسین بٹالوی ہے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے حضور میں اسی مقدمہ ڈاکٹر ہنری کلاؤک میں اپنی شہادت کے وقت میری نسبت بیان کرنا پڑا کہ یہ سرکار انگریزی کا خیر خواہ اور سلطنت روم کے مخالف ہے۔ اب اس تمام تقریر سے جس کے ساتھ میں نے اپنی سترہ سالہ مسلسل تقریروں سے ثبوت پیش کئے ہیں صاف ظاہر ہے کہ میں سرکار انگریزی کا بدلہ دہان خیر خواہ ہوں۔ اور میں ایک شخص امن دوست ہوں اور اطاعت گورنمنٹ اور ہمدردی بندگان خدا کی میرا اصول ہے۔ اور یہ وہی اصول ہے جو میرے مریدوں کی شرائط بیعت میں داخل ہے۔ چنانچہ پچھ شرائط بیعت جو ہمیشہ مریدوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اس کی دفعہ چہارم میں ان ہی باتوں کی تصریح ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ میں نے بعض اشخاص کی موت وغیرہ کی نسبت پیش گوئی کی ہے لیکن نہ اپنی طرف سے بلکہ اُس وقت اور اُس حالت میں کہ جب کہ اُن لوگوں نے اپنی رضا و رغبت سے ایسی پیش گوئی کے لئے مجھے تحریری اجازت دی۔ چنانچہ ان کے ہاتھ کی تحریریں اب تک میرے پاس موجود ہیں۔ جن میں سے بعض ڈاکٹر کلاؤک کے مقدمہ میں شامل مثل کی گئی ہیں۔ مگر چونکہ باوجود اجازت دینے کے پھر بھی ڈاکٹر کلاؤک صاحب نے اُن پیشگوئیوں کا ذکر کیا اور اصل واقعات کو چھپایا اس لئے اسے **ایسٹ**

چند بعض ہمارے مخالف جن کو انفر اور جھوٹ بولنے کی عادت ہے لوگوں کے پاس کہتے ہیں کہ ڈپٹی کمشنر نے یہ پیشگوئیاں کہنے سے منع کر دیا ہے خاص کر ڈپٹی ایلی چیٹگوئیوں اور مذہب کی چیٹگوئیوں کی مخالفت کہ ہے۔ سو واضح ہے کہ یہ باتیں سرسری ہیں یہ بالکل کالی مخالفت نہیں ہوئی اور مذاہب کی چیٹگوئیوں میں جس طرح کہ ہم نے اختیار کیا ہے۔ ایسے رضامندی لینے کے بعد پیشگوئی کرتا اس طریق پر عادت اور قانون کا کوئی اعتراض نہیں۔ **وہ**



میں پسند نہیں کرتا کہ ایسی درخواستوں پر کوئی اندازی پیشگوئی کی جائے بلکہ آئندہ ہماری طرف سے یہ اصول رہے گا کہ اگر کوئی ایسی اندازی پیشگوئیوں کے لئے درخواست کرے تو اس کی طرف ہرگز توجہ نہیں کی جائے گی جب تک وہ ایک تحریری حکم اجازت صاحب مجسٹریٹ ضلع کی طرف سے پیش نہ کرے۔ یہ ایک ایسا طریق ہے جس میں کسی محکمہ کی گنجائش نہیں رہے گی۔

یہ بات بھی میں تسلیم کرتا ہوں کہ مخالفوں کے مقابل پر تحریری مباحثات میں کسی قدر میرے الفاظ میں سختی استعمال میں آئی تھی۔ لیکن وہ ابتداً ہی طور پر سختی نہیں ہے بلکہ وہ تمام تحریریں نہایت سخت حملوں کے جواب میں لکھی گئی ہیں۔ مخالفوں کے الفاظ ایسے سخت اور دشنام دہی کے رنگ میں تھے جن کے مقابل پر کسی قدر سختی مصلحت تھی۔ اس کا ثبوت اُس مقابلہ سے ہوتا ہے جو میں نے اپنی کتابوں اور مخالفوں کی کتابوں کے سخت الفاظ اکٹھے کر کے کتاب مثل مقدمہ مطبوعہ کے ساتھ شامل کئے ہیں جس کا نام میں نے کتاب البریت رکھا ہے اور بائیں ہمہ میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ میرے سخت الفاظ جوابی طور پر ہیں ابتداً سختی کی مخالفوں کی طرف سے ہے۔

اور میں مخالفوں کے سخت الفاظ پر بھی صبر کر سکتا تھا۔ لیکن دو مصلحت کے سبب سے میں نے جواب دینا مناسب سمجھا تھا۔ اول یہ کہ مخالف لوگ اپنے سخت الفاظ کا سختی میں جواب پا کر اپنی روش بدل لیں اور آئندہ تہذیب سے گفتگو کریں۔ دوم یہ کہ مخالفوں کی نہایت ہتک آمیز اور غصہ دلانے والی تحریروں سے عام مسلمان جو شخص میں نہ آویں اور سخت الفاظ کا جواب بھی کسی قدر سخت پا کر اپنی پرہوش طبیعتوں کو اس طرح سمجھالیں کہ اگر اُس طرف سے سخت الفاظ استعمال ہوتے تو ہماری طرف سے بھی کسی قدر سختی کے ساتھ اُن کو جواب مل گیا اور اس طرح وہ وحشیانہ اشتقاقوں سے دلکش رہیں۔ میں خوب جانتا ہوں کہ ایسی مذہبی تحریروں سے جیسا کہ لیکچر آرم اور اندر من

اور ویسا نہ اور پادری عماد الدین کی کتابیں اور پرچہ نور افشاں و دیانہ کے اکثر  
مضمون ہیں فتنہ اور اشتعال کا سخت احتمال تھا مگر چونکہ ان کتابوں کے مقابل پر  
کتابیں تالیف ہوئیں اور سخت باتوں کا جواب کسی قدر سخت باتوں کے ساتھ ہو گیا  
اس لئے مسلمانوں کے عوام کا جوش اندر ہی اندر دب گیا۔

یہ بات بالکل سچ ہے کہ اگر سخت الفاظ کے مقابل پر دوسری قوم کی طرف سے کچھ  
سخت الفاظ استعمال نہ ہوں تو ممکن ہے کہ اس قوم کے جاہلوں کا غیظ و غضب کوئی اور  
راہ اختیار کرے مظلوموں کے بنیادوں پر کھینچنے کیلئے یہ ایک حکمت عملی ہے کہ وہ بھی مباحثات  
میں سخت حملوں کا سخت جواب دیں۔ لیکن یہ طرز بھی کچھ بہت قابل تعریف نہیں بلکہ اس  
سے تحریرات کا رد عملی اثر کھٹ جاتا ہے اور کم سے کم نقصان یہ ہے کہ اس سے ملک میں  
بد اخلاقی پھیلتی ہے۔ یہ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ عام طور پر ایک سخت قانون جاری کر کے  
ہر ایک مذہبی گروہ کو سخت الفاظ کے استعمال سے ممانعت کر دے تاکہ کسی قوم کے پیشوا  
اور کتاب کی توہین نہ ہو۔ اور جب تک کسی قوم کی معتبر اور مسلم کتابوں سے واقعات صحیحہ  
معلوم نہ ہوں ہیں اسے اعتراض پیدا ہو سکتا ہو کوئی اعتراض نہ کیا جائے۔ ایسے قانون سے  
ملک میں بہت امن پھیل جائیگا اور مفسد طبع فتنہ انگیز لوگوں کے مونہ بند ہو جائیں گے  
اور تمام مذہبی بحثیں علمی رنگ میں آجائیں گی۔ اسی غرض سے میں نے ایک درخواست گورنمنٹ  
میں پیش کرنے کے لئے طیار کی ہے اس کے ساتھ کئی ہزار مسلمانوں کے دستخط بھی ہیں  
مگر چونکہ اب تک کافی دستخط نہیں ہوئے اس لئے ابھی تک توقف ہے۔ مگر درحقیقت یہ  
ایسا کام ہے کہ ضرور اس طرف گورنمنٹ کی توجہ چاہیئے۔ حفظ امن کے لئے اس سے بہتر  
اور کوئی تدبیر نہیں کہ ہنگ آمیز اور فتنہ انگیز الفاظ سے ہر ایک قوم پرہیز کرے۔ اور  
کسی مذہب پر وہ الزام نہ لگائے جس کو اس مذہب کے حامی قبول نہیں کرتے  
اور نہ ان کی مسلم اور معتبر کتابوں میں اس کا کوئی اصل صحیح پایا جاتا ہے۔ اور نہ ایسا الزام

لکھنے جو اس کی مسلم کتابوں یا نبیوں پر بھی عائد ہوتا ہے۔ اور جو شخص اس ہدایت کی خلاف ورزی کرے اس کے لئے کوئی سزا مقرر ہو۔ بے شک بغیر اس تدبیر کے مذہبی فقہوں کا زہر پانچ لکلی دور نہیں ہو سکتا۔

میں افسوس سے کہتا ہوں کہ ڈاکٹر کلارک نے میری بعض مذہبی تحریریں پیش کر کے عدالت میں یہ خلاف واقعہ بیان کیا ہے کہ یہ سخت لفظ خود بخود ان کی نسبت کہے گئے ہیں۔ میں حکام کو یقین دلاتا ہوں کہ ہرگز یہ میری عادت میں داخل نہیں کہ خود بخود کسی کو آزار دوں اور نہ ایسی عادت کو میں پسند کرتا ہوں۔ بلکہ جو کچھ سخت الفاظ میں لکھا گیا وہ سخت الفاظ کا جواب تھا۔ مگر مخالفوں کی سختی سے نہایت کم تاہم یہ طریق بھی میری طبیعت اور عادت سے مخالف ہے۔ اور جیسا کہ صاحب ڈبئی کشر بہادر نے مقدمہ کے فیصلہ پر مجھے یہ ہدایت کی ہے کہ آئندہ اشتعال کو روکنے کے لئے مباحثات میں نرم اور مناسب الفاظ کو استعمال کیا جائے میں اسی پر کار بند رہنا چاہتا ہوں اور اس اشتہار کے ذریعہ سے اپنے تمام مریدوں کو جو پنجاب اور ہندوستان کے مختلف مقامات میں سکونت رکھتے ہوں نہایت تاکید سے سمجھاتا ہوں کہ وہ بھی اپنے مباحثات میں اس طرز کے کار بند رہیں۔ اور ہر ایک سخت اور فتنہ انگیز لفظ سے پرہیز کریں۔ اور جیسا کہ میں نے پہلے اس کے شرائط بیعت کی دفعہ چہام میں سمجھایا ہے سرکار انگریزی کی سچی غیر خواہی اور بنی نوع کی سچی ہمدردی کریں اور اشتعال دینے والے طریقوں سے اجتناب رکھیں اور پرہیزگار اور صالح اور بے شر انسان بن کر پاک زندگی کا نمونہ دکھلائیں۔ اور اگر کوئی ان میں سے ان وصیتوں پر کار بند نہ ہو یا بے جا جوش اور وحشیانہ حرکت اور بدزبانی سے کام لے تو اس کو یاد رکھنا چاہیے کہ وہ ان صورتوں میں ہماری جماعت کے سلسلہ سے باہر متصور ہو گا اور مجھ سے اس کا کوئی تعلق باقی نہیں رہے گا۔ دیکھو! آج میں کھلے کھلے لفظوں سے آپ

لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ لوگ ہر ایک مفسدہ اور فتنہ کے طریق سے مجتنب رہیں اور صبر اور برداشت کی عادت کو اور بھی ترقی دیں اور بدی کی تمام راہوں سے اپنے تئیں دور رکھیں اور ایسا نمونہ دکھلائیں جس سے آپ لوگوں کی ہر ایک نیک خلق میں زیادت ثابت ہو۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ آپ لوگ جو اہل علم اور فاضل اور تربیت یافتہ اور نیک مزاج ہیں ایسا ہی کریں گے۔ مگر یاد رہے اور خوب یاد رہے کہ جو شخص ابنِ وصیتوں پر کار بند نہ ہو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ ❖

ہماری تمام نصیحتوں کا خلاصہ تین امر ہیں **اول** یہ کہ خدائے کے حقوق کو یاد کر کے اس کی عبادت اور اطاعت میں مشغول رہنا۔ اُس کی عظمت کو دل میں بٹھانا۔ اور اُس سے سب سے زیادہ محبت رکھنا اور اُس سے ڈر کر نفسانی جذبات کو چھوڑنا اور اس کو واحد لا شریک جاننا اور اس کے لئے پاک زندگی رکھنا اور کسی انسان یا دوسری مخلوق کو اُس کا مرتبہ نہ دینا۔ اور درحقیقت اُس کو تمام روحوں اور جسموں کا پیدا کرنے والا اور مالک یقین کرنا۔ دوم یہ کہ تمام بنی نوع سے ہمدردی کے ساتھ پیش آنا۔ اور حق المقدور ہر ایک سے بھلائی کرنا اور کم سے کم یہ کہ بھلائی کا ارادہ رکھنا۔ مدوم یہ کہ جس کو نمٹنے کے زیر سایہ خدا نے ہم کو کر دیا ہے لیکن گورنمنٹ برطانیہ جو ہماری آبرو اور جان اور مال کی محافظ ہے اُس کی کبھی خیر خواہی کرنا اور ایسے مخالف امن امور سے دور رہنا جو اس کو تشویش میں ڈالیں۔ یہ اصول ثلاثہ ہیں جن کی محافظت ہماری جماعت کو کرنی چاہیے اور جن میں اعلیٰ سے اعلیٰ نمونے دکھلانے چاہئیں۔

اور یاد رہے کہ یہ اشتہار مخالفین کے لئے بھی بطور نوٹس ہے چونکہ ہم نے

❖ میری جماعت میں جسے ٹیڈے موزن اہل اسلام داخل ہیں کبھی بھی بعض تفسیلات اور بعض اکٹرا سٹنڈ اور لچنگ کلڈ اور بعض دیگر اور بعض سہرا اور بعض ریٹس اور جاگیر دار اور غائب اور بعض ٹیڈے بڑے فاضل ماہر ڈاکٹر اور لی آفے اور ایم آفے اور بعض سجادہ نشین ہیں۔ منہ

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے سامنے یہ عہد کر لیا ہے کہ آئندہ ہم سخت الفاظ سے کام نہ لیں گے اس لئے حفظ امن کے مقاصد کی تکمیل کے لئے ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے تمام مخالف بھی اس عہد کے کار بند ہوں۔ اور یہی وجہ تھی کہ ہم نے عدالت کے سامنے اس بحث کو طول دینا نہیں چاہا حالانکہ ہمارے تمام سخت الفاظ جوابی تھے اور نیز ان کے مقابل پر نہایت کم۔ سو ہم نے جوابی طور کے سخت الفاظ کو بھی چھوڑنا چاہا۔ کیونکہ ہمارا مدت سے یہ ارادہ تھا کہ تمام قومیں مباحثات میں الفاظ کی سختی کو استعمال نہ کریں۔ اسی ارادہ کی وجہ سے ہم نے اُس درخواست پر دستخط مسلمانوں کے کرائے ہیں۔ جس کو عقرب بھنڈو رجناب نواب گورنر جنرل بہادر بھیجنے کا ارادہ ہے۔ سو مخالفین مذہب کو بند بعد اس نوٹس کے عام اطلاع دی جاتی ہے کہ اس فیصلہ کے بعد وہ بھی مباحثات میں اپنی روشیں بدلائیں۔ اور آئندہ سخت اور جوش پیدا کرنے والے الفاظ اور ہتک آمیز الفاظ اپنے اخباروں اور رسالوں میں ہرگز استعمال نہ کریں۔ اور اگر اب بھی اس نوٹس کے شائع ہونے کے بعد انہوں نے اپنے سابق طریق کو نہ چھوڑا تو انہیں یاد رہے کہ ہم دنیا ہم میں سے کسی کو حق حاصل ہو گا کہ بدلتے عدالت پورہ جوں کریں۔ حفظ امن کے لئے ہر ایک قوم کا فرض ہے کہ رفتہ انگیز تحریروں سے اپنے تئیں بچائے۔ پس جو شخص اس نوٹس کے شائع ہونے کے بعد بھی اپنے تئیں سخت الفاظ اور بد زبانی اور قہقہوں سے روک نہ سکے ایسا شخص درحقیقت گورنمنٹ کے مقاصد کا دشمن اور رفتہ پسند آدمی ہے۔ اور عدالت کا فرض ہو گا کہ امن کو قائم رکھنے کے لئے اس کی گوشمالی کرے۔

بحث کرنے والوں کے لئے یہ بہتر طریق ہو گا کہ کسی مذہب پر بے بودہ طور پر اعتراض نہ کریں بلکہ ان کی مسلم اور معتبر کتابوں کی مدد سے ادب کے ساتھ اپنے شبہات پیش کریں اور شکے اور ہنسی اور توہین سے اپنے تئیں بچاویں اور مباحثات میں حکیمانہ طرز اختیار کریں اور اچھے

اعتراض بھی نہ کریں جو ان کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔ مثلاً اگر ایک مسلمان عیسائی عقیدہ پر اعتراض کرے تو اس کو چاہیے کہ اعتراض میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان اور عظمت کا پاس رکھے اور ان کی وجاہت اور مرتبہ کو نہ بھلا دے۔ ہاں وہ نہایت نرمی اور ادب سے اس طرح اعتراض کر سکتا ہے کہ خدا نے جو بیٹے کو دنیا میں بھیجا تو کیا یہ کام اُسکی اپنی قدیم عادت کے موافق کیا یا خلاف عادت ہا اگر عادت کے موافق کیا تو پہلے بھی بیٹے اس کے دنیا میں آئے ہوں گے اور مصلوب بھی ہوئے ہوں گے یا ایک ہی بیٹا بار بار آیا ہو گا۔ اور اگر یہ کام خلاف عادت ہے تو خدا کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خدا اپنی انہی ابدی عادتوں کو کبھی نہیں چھوڑتا۔ یا مثلاً یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ یہ عقیدہ صحیح نہیں ہے کہ نوحؑ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کے گناہوں کے سبب سے خدا کی نظر میں لعنتی ٹھہر گئے تھے کیونکہ لعنت کے معنی نفرت کے رو سے یہ ہیں کہ خدا اُس شخص سے جس پر لعنت کی گئی ہے بیزار ہو جائے اور وہ شخص خدا سے بیزار ہو جائے اور دونوں میں باہم دشمنی واقع ہو جائے۔ اور شخص ملعون خدا کے قرب سے دور جا پڑے۔ اور یہ دلیل حالت ایسے شخص کی کسی نہیں ہو سکتی جو درحقیقت خدا کا پیارا ہے۔ اور جب کہ لعنت جائز نہ ہوئی تو کفارہ باطل ہوا۔ غرض ایسے اعتراض جن میں معقول تقریر کے ساتھ کسی فرقہ کے عقائد کی غلطی کا اظہار ہو، ہر ایک محقق کا حق ہے جو نرمی اور ادب کے ساتھ پیش کرے اہد حتی الوسع یہ کوشش ہو کہ وہ تمام اعتراضات علمی رنگ میں ہوں تا لوگوں کو ان سے فائدہ پہنچ سکے اور کوئی مفسدہ اور اشتعال پیدا نہ ہو۔

اور یہ خدا تعالیٰ کا شکر کرنے کا مقام ہے کہ ہم لوگ جو مسلمان ہیں ہمارے اصول میں یہ داخل ہے کہ گذشتہ نبیوں میں سے جن کے فرقے اور قومیں اور امتیں بکثرت دنیا میں پھیل گئی ہیں کسی نبی کی تلمذ نہ کریں کیونکہ ہمارے اسلامی اصول کے موافق خدا تعالیٰ مغربی کو ہرگز یہ عزت نہیں بخشا کہ وہ ایک سچے نبی کی طرح مقبول خلائق ہو کہ ہزار فرقے اور قومیں اسکو مانیں اور اس کا دین زمین پر چھ ماہ سے اور مگر پائے لہذا ہمارا یہ فرض ہونا چاہیے کہ ہم تمام قومیں

کے نبیوں کو جنہوں نے خدا کے الہام کا دعویٰ کیا اور مقبول مخلوق ہو گئے اور ان کا دین زمین پر جم گیا خواہ وہ ہندی تھے یا فارسی۔ یعنی تھے یا عبرانی خواہ کسی اور قوم میں سے تھے۔ حقیقت سچے رسول مان لیں۔ اور اگر ان کی امتوں میں کوئی خلاف حق باتیں پھیل گئی ہوں تو ان باتوں کو ایسی غلطیاں قرار دیں جو بعد میں داخل ہو گئیں۔ یہ اصول ایک ایسا دلکش اور پیارا ہے جس کی برکت سے انسان ہر ایک قسم کی بدزبانی اور بدتمیزی سے بچ جاتا ہے اور حقیقت واقعی امر یہی ہے کہ جو ٹٹے نبی کو خدا تعالیٰ اپنے کو ڈرنا بندوں میں ہرگز قبولیت نہیں بخشا اور اس کو وہ عزت نہیں دیتا جو سچوں کو دی جاتی ہے اور صدیوں اور زمانوں میں اس کی قبولیت ہرگز قائم نہیں رہ سکتی بلکہ بہت جلد اس کی جماعت متفرق ہو جاتی اور اس کا سلسلہ دوہم برہم ہو جاتا ہے۔

سو اسے دوستوں اس اصول کو محکم پکڑو۔ ہر ایک قوم کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ۔ نرمی سے عقل بڑھتی ہے اور بردباری سے گہرے خیال پیدا ہوتے ہیں۔ اور جو شخص یہ طریق اختیار نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اگر کوئی ہماری جماعت میں کوئی مخالفت کی گالیوں اور سخت گوئی پر صبر نہ کر سکے تو اس کا اختیار ہے کہ عدالت کے رُوی چارہ ہوئی کرے۔ مگر یہ مناسب نہیں ہے کہ سختی کے مقابل پر سختی کر کے کسی مُفسد کو پیدا کریں۔ یہ تو وہ وصیت ہے جو ہم نے اپنی جماعت کو کر دی۔ اور ہم ایسے شخص سے بیزار ہیں اور اس کو اپنی جماعت سے خارج کرتے ہیں جو اس پر عمل نہ کرے۔

مگر ہم اپنی عادل گورنمنٹ سے یہ بھی امید رکھتے ہیں کہ جو لوگ آئندہ مخالفانہ چلے تو ہمیں اور بدزبانی کے ساتھ ہم پر کریں یا ہمارے رسول کو ہم صلی اللہ علیہ وسلم پر یا قرآن شریف پر یا اسلام پر تو ان کی بدزبانی کا تدارک بھی واجب طور پر کیا جائے۔ اور ہم کہہ چکے ہیں اور پھر دوبارہ لکھتے ہیں کہ ہماری یہ جماعت گورنمنٹ انگریزی کی سچی خواہ ہے اور ہمیشہ خیر خواہ رہے گی۔ اور میری تمام جماعت کے لوگ حقیقت غریب مزاج اور

امن پسند اور اول درجہ کے خیر خواہ سرکار انگریزی ہیں۔ اور باہیں ہم معوز اور شریف ہیں۔  
 اور بعض نادانوں کا یہ خیال کہ گویا میں نے افترا کے طور پر الہام کا دھوٹے کیا ہے  
 غلط ہے بلکہ درحقیقت یہ کام اُس قادر خدا کا ہے جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اور اس  
 جہان کو بنایا ہے۔ جس زمانہ میں لوگوں کا ایمان خدا پر کم ہو جاتا ہے اُس وقت میرے  
 جیسا ایک انسان پیدا کیا جاتا ہے اور خدا اس کے ہر کلام کو بتاتا ہے اور اُس کے ذریعے سے  
 اپنے عجائب کلام دکھاتا ہے۔ یہاں تک کہ لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ خدا ہے۔ میں  
 عام اطلاع دیتا ہوں کہ کوئی انسان خواہ ایشیائی ہو خواہ یورپین اگر میری صحبت  
 میں رہے تو وہ ضرور کچھ عرصہ کے بعد میری ان باتوں کی سچائی معلوم کرے گا۔

یاد رہے کہ یہ باتیں حفظ امن کے مخالفت نہیں۔ ہم دنیا میں فوجی کے ساتھ زندگی  
 بسر کرنے آئے ہیں اور بنی نوع کی ہمدردی اور اس گورنمنٹ کی خیر خواہی جس کے ہم ماتحت  
 ہیں لینے گورنمنٹ برطانیہ ہمارا اصول ہے۔ ہم ہرگز کسی مفسدہ اور نقص  
 امن کو پسند نہیں کرتے اور اپنی گورنمنٹ انگریزی کی ہر ایک وقت  
 میں مدد کرنے کے لئے طیارہ ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کا شکر  
 کرتے ہیں جس نے ایسی گورنمنٹ کے زیر سایہ ہمیں  
 رکھا ہے۔ فقط المرقوم ۲۰ ستمبر ۱۸۹۶ء۔

المش  
 میرزا غلام احمد از قایان



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ  
**مقدمہ**

یہ کتاب جس کا نام کتاب البریت ہے اس غرض سے چھاپی جاتی ہے کہ تا اس مقدمہ میں غور کر کے ہر ایک شخص سوچے اور سمجھے کہ کیونکر خدا تعالیٰ اُن لوگوں کو جو اُس پر توکل کرتے ہیں دشمنوں کے بہتانوں اور افتراؤں سے بچا لیتا ہے اور کیونکر وہ اپنے مخلص بندوں کے لئے ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن سے ان تمام بہتانوں اور بناوٹوں کی حقیقت کھل جاتی ہے جو ان کے ہوا کی کے ہوا کرنے کے لئے بنائی جاتی ہیں۔

درحقیقت وہ خدا بڑا زبردست اور قوی ہے جس کی طرف محبت اور وفا کے ساتھ بھجنے والے ہرگز ضائع نہیں کئے جاتے۔ دشمن کہتا ہے کہ میں اپنے منصوبوں سے اُن کو ہوا کر دوں اور بداندیش ارادہ کرتا ہے کہ میں اُن کو کھل ڈالوں۔ مگر خدا کہتا ہے کہ اُسے نادان کیا تو میرے ساتھ دُشے گا؟ اور میرے عزیز کو ذلیل کر سکے گا؟ درحقیقت زمین پر کچھ نہیں ہو سکتا مگر وہی جو آسمان پر پہلے ہو چکا۔ اور کوئی زمین کا ہاتھ اس قدر سے زیادہ لمبا نہیں ہو سکتا جتنے کہ وہ آسمان پر لمبا کیا گیا ہے۔ پس ظلم کے منصوبے باندھنے والے سخت نادان ہیں جو اپنے کردہ اور قابلِ شرم منصوبوں کے وقت اُس برتر ہستی کو یاد

نہیں دیکھتے جس کے ارادہ کے بغیر ایک پتہ بھی گز نہیں سکتا۔ لہذا وہ اپنے ارادوں میں ہمیشہ ناکام اور شرمندہ رہتے ہیں اور ان کی بدی سے راستہ بازوں کو کوئی غر نہیں پہنچتا بلکہ خدا کے نشان ظاہر ہوتے ہیں اور خلق اللہ کی معرفت بڑھتی ہے وہ قوی اور قادر خدا اگر میدان آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتا مگر اپنے عجیب نشانوں سے اپنے تئیں ظاہر کر دیتا ہے۔ اور بداندیشوں کے حملے راستہ بازوں پر قدیم سے ہوتے چلے آئے ہیں۔

مجھ سے پہلے یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت بھی یہی ارادہ کیا تھا کہ ناحق مجرم ٹھہرا کر سولی دلا دیں۔ مگر خدا کی قدرت دیکھو کہ کس طرح اُس نے اپنے اُس مقبول کو بچا لیا۔ اُس نے پیلاطوس کے دل میں ڈال دیا کہ یہ شخص بے گناہ ہے اور فرشتہ نے خواب میں اس کی بیوی کو ایک رُعب ناک نظارہ میں ڈرایا کہ اس شخص کے مصلوب ہونے میں تمہاری تباہی ہے۔ پس وہ ڈر گئے اور اُس نے اپنے خاوند کو اس بات پر مستعد کیا کہ کسی جیل سے مسیح کو یہودیوں کے بد ارادہ سے بچالے۔ پس اگرچہ وہ نلسا ہر یہودیوں کے آنسو پونچھنے کے لئے صلیب پر پڑھایا گیا لیکن وہ قدیم رسم کے موافق نہ تین دن صلیب پر رکھا گیا بلکہ کسی کے مارنے کے لئے ضروری تھا اور نہ ہڈیاں توڑی گئیں بلکہ یہ کہہ کر بچا لیا گیا کہ اُس کی توجان نکل گئی۔ اور ضرور تھا کہ ایسا ہی ہوتا تا خدا کا مقبول اور راستہ باز نبی برانم پیشہ کی موت سے مر کر لینے صلیب کے ذریعہ سے جان دے کہ اُس لعنت کا حصہ نہ لیوے جو روز ازل سے اُن شریروں کے لئے مقرر ہے جن کے تمام علاقے خدا سے ٹوٹ جاتے ہیں اور درحقیقت جیسا کہ لعنت کا مفہوم ہے وہ خدا کے دشمن اور خدا ان کا دشمن ہو جاتا ہے۔ پس کیونکر وہ لعنت جس کا یہ ناپاک مفہوم ہے ایک برگزیدہ پر وارد ہو سکتی ہے؟ سو اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیبی موت سے بچائے گئے۔ اور جیسا کہ تحقیق سے ظاہر ہوتا ہے وہ کشمیر میں اگر فوت ہوئے اور اب تک نبی شہزادہ کے نام پر کشمیر میں ان کی قبر موجود ہے۔ اور لوگ بہت تعظیم سے

اُس کی زیادت کرتے ہیں اور عام خیال ہے کہ وہ ایک شہزادہ نبی تھا جو اسلامی ملکوں کی طرف سے اسلام سے پہلے کشمیر میں آیا تھا اور اس شہزادہ کا نام غلطی سے بجائے یسوع کے کشمیر میں پوز آسٹ کر کے مشہور ہے جس کے معنی ہیں کہ یسوع غم ناک۔ اور جب پلاطوس کی بیوی کو فرشتہ نظر آیا اور اس نے اُس کو دھمکایا کہ اگر یسوع مارا گیا تو تمہاری تباہی ہوگی یہی اشارہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بچانے کے لئے تھا۔ ایسا دُنیا میں کہیں نہیں ہوا کہ اس طرح پر کسی راستہ کی حمایت کے لئے فرشتہ ظاہر ہوا ہو اور پھر وہ یسوع فرشتہ کا ظاہر ہونا عیث اور لا حاصل گیا ہوا اور جس کی سفارش کے لئے آیا ہو وہ ہلاک ہو گیا ہو۔ غرض یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ اُس وقت کے یہودی اپنے ارادہ میں نامور رہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس کو سٹھ میں رکھے گئے تھے جو قبر کے نام سے مشہور تھا اور دراصل ایک بڑا وسیع کوٹھا تھا وہ اُس کے تیسرے دن بخیر و عافیت باہر آگئے اور شاگردوں کو ملے اور ان کو مبارک باد دی کہ میں خدا کے فضل سے دنیوی زندگی کے ساتھ بدستور اب تک زندہ ہوں اور پھر ان کے ہاتھ سے لے کر روٹی اور کباب کھائے اور اپنے زخم ان کو دکھلائے اور چالیس دن تک ان کے ان زخموں کا انس مریم کے ساتھ علاج ہوتا رہا جس کو قراہ دینیوں میں مریم عیسیٰ یا مریم و نسل یا مریم و ایتین کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ یہ مریم چوٹ وغیرہ کے زخموں کے لئے بہت مفید ہے اور قریباً طب کی ہزار کتاب میں اس مریم کا ذکر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی چوٹوں کے لئے اُس کو بنایا گیا تھا۔ وہ پورا دن طب کی کتابیں عیسائیوں کی جو آج سے چودہ سو برس پہلے رومی زبان میں تصنیف ہو چکی تھیں ان میں اس مریم کا ذکر ہے۔ اور یہودیوں اور عیسویوں کی طبابت کی کتابوں میں بھی یہ نسخہ مریم عیسیٰ کا لکھا گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مریم الہامی ہے اور اس وقت جبکہ حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب پر کسی قدر زخم پہنچے تھے انہیں دلوں میں خدا تعالیٰ نے بطور الہام یہ دو این اُن پر ظاہر کی تھیں۔

یہ مریم پوچھنا کہ نہایت یقینی طور پر یہ لگاتی ہے اور قطعی طور پر ظاہر کرتی ہے کہ درحقیقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیبی موت سے بچائے گئے تھے کیونکہ اس مریم کا تذکرہ صرف اہل اسلام کی ہی کتابوں میں نہیں کیا گیا بلکہ قدیم سے عیسائی یہودی مجوسی اور اطباء اسلام اپنی کتابوں میں ذکر کرتے آئے ہیں۔ اور نیز یہ بھی لکھتے آئے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی چوٹوں کے لئے یہ مریم طیار کی گئی تھی جسٹن اتفاق سے یہ سب کتابیں موجود ہیں اور اکثر چھپ چکی ہیں اگر کسی کو سچائی کا پتہ لگانا اور راستی کا سراغ چلانا منظور ہو تو ضرور ان کتابوں کا ملاحظہ کرے شاید آسمانی روشنی اس کے دل پر پڑ کر ایک بھاری بلا سے نجات پا جائے اور حقیقت کھل جائے۔ اس مریم کو اڈنے والے نئے طبابت کا مذاق رکھنے والے بھی جانتے ہیں یہاں تک کہ قراباؤین قادسی میں بھی جو ایک فانی کی کتاب ہے تمام مریموں کے ذکر کے باب میں اس مریم کا نسخہ بھی لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ یہی مریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے بنائی گئی تھی۔ پس اس کے برعکس کہ اور کیا ثبوت ہو گا کہ دنیا کے تمام ملیبیوں کے اتفاق سے جو ایک گروہ خواص ہے جن کو سب سے زیادہ تحقیق کرنے کی عادت ہوتی ہے اور مذہبی تعصبات سے پاک ہوتے ہیں یہ ثابت ہو گیا ہے کہ یہ مریم حوالیہ لے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی چوٹوں کے لئے طیار کی تھی۔

ایک عجیب فائدہ اس مریم کے واقعہ کا یہ ہے کہ اس کے حضرت عیسیٰ کے آسمان پر چڑھنے کی بھی ساری حقیقت کھل گئی اور ثابت ہو گیا کہ یہ تمام باتیں بے اہل اور یہودہ تصورات ہیں۔ اور نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ دفع جس کا قرآن شریف میں ذکر ہے حقیقت میں وفات کے بعد

نوٹ۔ ہم پہلی کتابوں میں ذکر کر چکے ہیں کہ امام بخاری اور امام ابن حزم اور امام مالک رضی اللہ عنہم اور دیگر ائمہ کبار کا بھی مذہب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام درحقیقت فوت ہو گئے ہیں۔ اب واضح رہے کہ شیخ محی الدین ابن العربی کا بھی یہی مذہب ہے۔ چنانچہ وہ نزول کی حقیقت اپنی تفسیر کے

تھا اور اسی رفیع مسیح سے خدا تعالیٰ نے یہودیوں اور عیسائیوں کے اُس جھگڑے کا فیصلہ کیا جو صد ہا برس سے اُن کے درمیان چلا آتا تھا یعنی یہ کہ حضرت عیسیٰ مردودوں اور ملعونوں سے نہیں ہیں اور نہ کفار میں سے جن کا رفیع نہیں ہوتا بلکہ وہ سچے نبی ہیں اور حقیقت اُن کا رفیع روحانی ہوا ہے جیسا کہ دوسرے نبیوں کا ہوا۔ یہی جھگڑا تھا اور رفیع جہانی کی نسبت کوئی جھگڑا نہ تھا بلکہ وہ غیر متعلق بات تھی جس پر کذب اور صدق کا مدار نہ تھا۔ بات یہ ہے کہ یہودیہ چاہتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب کا الزام دے کر ملعون ٹھہرا دیں یعنی ایسا شخص جس کا مرنے کے بعد خدا کی طرف روحانی رفیع نہیں ہوتا اور نجات سے جو قرب الہی پر موقوف ہے بے نصیب رہتا ہے۔ سو خدا نے اس جھگڑے کو یوں فیصلہ کیا کہ گواہی دی کہ وہ صلیبی موت جو روحانی رفیع سے مانع ہے حضرت مسیح پر ہرگز وارد نہیں ہوئی اور اُن کا وفات کے بعد رفیع الی اللہ ہو گیا ہے۔ اور وہ قرب الہی یا کرباں نجات کو پہنچ گیا۔ کیونکہ جس کیفیت کا نام نجات ہے اسی کا دوسرے لفظوں میں نام رفیع ہے اسی کی طرف ان آیات میں اشارہ ہے کہ دَمًا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَكُوْهُ - بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ افسوس کہ ہمارے کچھ فہم علماء پر کہاں تک غباوت اور بلاوت وارد ہو گئی ہے کہ وہ یہ بھی نہیں سوچتے کہ قرآن نے اس آیت میں کہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَذَاقَکَ اَحَبَّ رَفِیْعِ جَسَدِیّ

صفحہ ۲۰۲ میں یہ لکھتے ہیں ”وَجَبَ نَزْوٰہِ فِیْ اٰخِرِ الزَّمٰنِ بِتَعْلُقِہٖ بِبَدَنِ اٰخِرِیْنَ عِیْسٰی نَازِلٌ تَوْبُوْکًا کَرَامًا مِّنْ سَمُوْعِیْنِ سَے کہ دوسرے بدن کے ساتھ اس کا تعلق ہو گا یعنی بطور بھڑکنا نزل ہو گا جیسا کہ صوفیہ کرام کا مذہب ہے۔ پھر اسی صفحہ میں لکھتے ہیں ”رَفِیْعِ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ بِاِتِّصَالِ رُوْحِہٖ عِنْدَ الْمَفَارِقَةِ عَنِ الْعَالَمِ السُّفْلِ بِالْعَالَمِ الْعُلُوِّ“۔ یعنی عیسیٰ کے رفیع کے یہ معنی ہیں کہ جب عالم سفلی سے اس کی روح جدا ہوئی تو عالم بالا سے اس کا اتصال ہو گیا۔ پھر صفحہ ۲۰۱ میں لکھتے ہیں کہ ”رَفِیْعِ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ“ اس کے تفسیر کے بعد روحوں کے آسمان میں پہنچائی گئی۔ فتاویٰ - منہج

کا ذکر کیا ہے تو اس ذکر کا کیا موقع تھا اور کونسا جھگڑا اس بار سے میں یہود اور انصار نے کا تھا۔ تمام جھگڑا قہری تھا کہ صلیب کی وجہ سے یہود کو بہانہ ہاتھ آگیا تھا کہ نعوذ یا قہر یہ شخصی یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملعون ہے۔ یعنی اُس کا خدا کی طرف رفع نہیں ہوا۔ اور جب رفع نہ ہوا تو لعنتی ہونا لازم آیا کیونکہ رفع الی اللہ کی ضد لعنت ہے۔ اور یہ ایک ایسا انکار تھا جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے نبوت کے دعوے میں جھوٹے ٹھہرتے تھے کیونکہ قریت نے فیصلہ کر دیا ہے کہ جو شخص مصلوب ہو اُس کا رفع الی اللہ نہیں ہوتا یعنی مرنے کے بعد استبازوں کی طرح خدا اٹھنے کی طرف اُس کی روح اٹھائی نہیں جاتی یعنی ایسا شخص ہرگز نجات نہیں پاتا۔ پس خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اپنے سچے نبی کے دامن کو اس تہمت سے پاک کرے اس لیے اُس نے قرآن میں یہ ذکر کیا وَمَا صَلَّوْهُ وَمَا صَلَّوْهُ اور یہ فرمایا عیسیٰ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَاَفْعَلْکَ اِلٰی۔ تا معلوم ہو کہ یہودی جھوٹے ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اور سچے نبیوں کی طرح رفع الی اللہ ہو گیا اور یہی وجہ ہے جو اس آیت میں یہ لفظ نہیں فرمائے گئے کہ رافِعکَ اِلٰی السَّمَاءِ بلکہ یہ فرمایا کہ رَافِعْکَ اِلٰی تاصریح طور پر ہر ایک کو معلوم ہو کہ یہ رفع روحانی ہے نہ جسمانی کیونکہ خدا کی جناب جس کی طرف راستبازوں کا رفع ہوتا ہے روحانی ہے نہ جسمانی۔ اور خدا کی طرف روح پڑھتے ہیں نہ کہ جسم۔

اور خدا تعالیٰ نے جو اس آیت میں کوئی کو پہلے رکھا اور رفع کو بعد تو اسی واسطے یہ ترتیب اختیار کی کہ تاہر ایک کو معلوم ہو کہ یہ وہ رفع ہے کہ جو راستبازوں کیلئے موت کے بعد ہوا کرتا ہے۔ ہمیں نہیں چاہیے کہ یہودیوں کی طرح تحریف کر کے یہ کہیں کہ دراصل کوئی کا لفظ بعد میں ہے اور رفع کا لفظ پہلے کیونکہ بغیر کسی حکم اور قطعی دلیل کے محض غٹھن اور اوہام کی بنا پر قرآن کو الٹ پلٹ دینا اُن لوگوں کا کام ہے جن کی رو میں یہودیوں کی روحوں سے مشابہت رکھتی ہیں۔ پھر جس حالت میں آیت فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنی میں صاف

طور پر بیان فرمایا گیا ہے کہ عیسائیوں کا تہام بگاڑا وہ مگر اسی حضرت عیسیٰ کی وفات کے بعد ہوئی ہے تو اب سوچنا چاہیے کہ حضرت عیسیٰ کو اب تک زندہ مانتے میں یہ اقرار بھی کرنا پڑتا ہے کہ اب تک عیسائی بھی گمراہ نہیں ہوئے۔ اور یہ ایک ایسا خیال ہے جس سے ایمان جانے کا نہایت خطرہ ہے۔

میں اس وقت محض قوم کی ہمدردی سے اہل بات سے دور ہاڑا اور اصل تذکرہ یہ تھا کہ خدا تعالیٰ نے شرعاً اعدائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچالیا تھا چنانچہ خود حضرت مسیح نے فرمایا تھا کہ میری مثال یونس نبی کی طرح ہے اور یونس کی طرح میں بھی تین دن قبر میں رہوں گا۔ اب ظاہر ہے کہ مسیح جو نبی تھا اُس کا قول جھوٹا نہیں ہو سکتا اس لئے اپنے قہقہہ کو یونس کے قہقہہ سے مشابہ قرار دیا ہے اور جو نکلے یونس مچھلی کے پیٹ میں نہیں مرا بلکہ زندہ رہا اور زندہ ہی داخل ہوا تھا اس لئے مشابہت کے تقاضا سے ضروری طور پر ماننا پڑتا ہے کہ مسیح بھی قبر میں نہیں مرا اور نہ مردہ داخل ہوا۔ ورنہ مردہ کو زندہ سے کیا مشابہت؟ غرض اس طرح پر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دشمنوں کے شر سے بچالیا۔ ایسا ہی موسیٰ علیہ السلام کو بھی اُس نے فرعون کے بدادارادہ سے بچایا۔ ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ کے دشمنوں کے ہاتھ سے بچایا۔ مکہ والوں نے اتفاق کر کے باہم عہد کر لیا تھا کہ اِس شخص کو جو ہر وقت خدا خدا کرتا اور ہمارے بتوں کی امانت کرتا ہے گرفتار کر کے بُرے عذاب کے ساتھ اُس کی زندگی کا خاتمہ کر دیں۔ مگر خدا نے اپنی خدائی کا کرشمہ ایسا دکھلایا کہ اول اپنی وحی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دے دی کہ اس وقت اس شہر سے نکل جانا چاہیئے کہ دشمن قتل کرنے پر متفق اللفظ ہو گئے ہیں۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک وفادار رفیق کے ساتھ جو صدیق اکبر تھا شہر سے باہر جا کر ایک غار میں چھپ گئے جس کا نام ثور تھا جس کے معنی ہیں ثور ان قتلہ این نام پہلے سے پیش گوئی کے طور پر چلا آتا تھا اس واقعہ کی طرف اشارہ ہوا غرض جب آنحضرت صلی اللہ علیہ

و سلم جا کر غار ثور میں چھپ گئے تب دشمنوں نے تعاقب کیا اور غار ثور تک سراخ پہنچا دیا۔ اور سراخ چلانے والے نے اس بات پر زور دیا کہ یقیناً وہ اسی غار کے اندر ہیں یا یوں کہو کہ اس کے آگے آسمان پر چلے گئے کیونکہ سراخ آگے نہیں چلتا۔ مگر چند مگر کے رئیسوں نے کہا کہ اس بڑھے کی عقل مادی گئی ہے غار پر تو کبوتری کا آشیانہ ہے اور ایک درخت ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے بھی پہلے کا ہے لہذا کسی طرح ممکن نہیں کہ کوئی غار کے اندر جاسکے اور آشیانہ سلامت رہے اور درخت کا ٹانہ جائے اور ان میں سے کوئی شخص درخت اور آشیانہ کو ہٹا کر اندر نہ جاسکا کیونکہ لوگوں نے بار بار دیکھا تھا کہ کئی دفعہ بہت سے سانپ غار کے اندر سے نکلتے اور اندر جاتے ہیں اس لئے وہ سانپوں کی غار مشہور تھی سو موت کے غم نے سب کو بچڑھایا اور کوئی حیرات نہ کر سکا کہ اندر جاسے یہ خدا کا فضل ہے کہ سانپ جو انسان کا دشمن ہے اپنے حبیب کی حفاظت کے لئے اس سے کام لے لیا اور چٹکی کبوتری کے آشیانہ سے لوگوں کو تسلی دی۔ یہ کبوتری نوح کی کبوتری سے مشابہ تھی جس نے آسمانی سلطنت کے مقدس خلیفہ اور تمام برکتوں کے سرچشمہ کی حمایت کی۔ پس یہ تمام باتیں غور کے لائق ہیں کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے رسولوں کو دشمنوں کے ہزاروں سے بچالیا۔ اُس کی حکمتوں اور قدرتوں پر قربان ہونا چاہیے کہ شریعہ انسان اُس کے راستباز بندوں کے ہلاک کرنے کے لئے کیا کچھ سوچتا ہے اور درپردہ کیسے کیسے منصوبے باندھ جاتے ہیں اور میرا انجام کار خدا تعالیٰ کچھ ایسا کرشمہ قدرت دکھلاتا ہے کہ مگر کرنے والوں کا مگر انہی پر اٹھا کر مارتا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو ایک راستباز بھی شریروں کے ہزاروں سے بچ نہ سکتا۔ درحقیقت راستباز کا اُس وقت نشان ظاہر ہوتا ہے جبکہ اُس پر کوئی مصیبت آتی ہے۔ اور اُس کا موید ہونا اُس وقت لوگوں پر کھلتا ہے کہ جب کہ اُس کی آبروراجان لینے کے لئے منصوبے باندھ جاتے ہیں۔ راستباز پر خدا تعالیٰ اس لئے مصیبت نہیں بھیجتا کہ تا اُس کو ہلاک کرے بلکہ اس لئے بھیجتا ہے کہ تا اپنی قدرتیں اُس کی تائید



میں لوگوں کو دکھلا دے اور وہ غیبی تائیدی ظاہر کرے کہ جو راستہ بازوں کے شامل حال ہوتی ہیں۔ نادان کہتا ہے کہ یہ سب بے ہودہ باتیں ہیں کیونکہ احق نہیں جانتا کہ خدا کن قوتوں کا مالک ہے اور نادان اسکی بے خبری ہے کہ اُس اعلیٰ طاقت میں کیا کیا عجیب قدرتی ہیں اور اسباب پیدا کرنے کی کیا کیا عیق راہیں ہیں۔ افسوس اُن لوگوں پر جو نشانوں کے بعد بھی اُس کو نہیں پہچانتے۔

یہ مقدمہ جو میرے پر بنایا گیا تھا اس میں محمد حسین بٹالوی بڑا اصرار تھا کہ کسی طرح عیسائیوں کو کامیابی ہو۔ وہ خیال کرتا تھا کہ مجھے شکار مارنے کے لئے ایک موقع ملا ہے۔ اور اُس کو یقین تھا کہ یہ وار اُس کا ہرگز خالی نہ جائیگا مایہ جو ہے وہ کلارک کا گواہ بن کر آیا تھا اور اس غلط خبر سے وہ بہت ہی خوش تھا کہ اس عاجز پروارنٹ گرفتاری جاری ہو گیا ہے۔ مگر دراصل بات یہ تھی کہ امرتسر کے مجسٹریٹ نے درحقیقت یکم اگست کو میری گرفتاری کے لئے وارنٹ جاری کر دیا تھا لیکن خدا تعالیٰ نے اس مقدمہ میں اول کمر شہد قدرت یہی ہے کہ باوجود کئی دن گزر چکنے کے وہ وارنٹ گورہاپورہ میں پہنچ نہ سکا معلوم نہیں کہ کہاں غائب ہو گیا۔ بقول وارنٹ دین جو اس مقدمہ کی مدفن میں شریک ہے عیسائی اس بات کے ہر روز غلط فہمی سے کہ کب یہ شخص گرفتار ہو کر امرتسر میں آتا ہے اور بعض جماعت مولوی اور اُن کی جماعت کے لوگ ہر روز اسٹیشن امرتسر پر جاتے تھے کہ تا مجھے اُس حالت میں دیکھیں کہ ہنگامی ہاتھ میں اور پولیس کی حراست میں ریل سے اُترا ہوں۔ آخر جب وارنٹ کی تعمیل میں دیر لگی تو یہ لوگ نہایت تعجب میں پڑے کہ یہ کیا جید ہے کہ باوجود وارنٹ جاری ہو جانے کے اور کئی دن اُس پر گزرنے کے یہ شخص اب تک گرفتار ہو کر امرتسر میں نہیں آیا اور درحقیقت تعجب کی جگہ تھی کہ باوجود یکہ وارنٹ کا حکم یکم اگست کو جاری ہو گیا تھا پھر بھی ۷ اگست تک اس کی تعمیل کا حوام کو کچھ پتہ نہ لگا۔ یہ ایسا امر ہے کہ سمجھ میں نہیں آسکتا۔ غرض بعد اس کے صاحب ڈپٹی کمشنر

ضلع امرتسر کو معلوم ہوا کہ انہوں نے غیر ضلع میں وارنٹ روانہ کرنے میں غلطی کی اور وہ اس بات کے مجاز نہ تھے کہ ملازم کی گرفتاری کے لئے غیر ضلع میں وارنٹ جاری کیا جائے۔ اس لئے انہوں نے ضلع گورداسپورہ میں تار دی کہ وارنٹ کی تعمیل روک دی جائے۔ اور اس جگہ خدا کا کام یہ کہ ضلع گورداسپورہ کے افسر خود تعجب میں تھے کہ کب وارنٹ آیا کہ تا اس کی تعمیل روک دی جائے۔ آخر وہ تار داخلہ فتر کی گئی۔ اور پھر بعد اس کے مثل مقدمہ منتقل ہو کر صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپورہ کے پاس آگئی۔ پھر بعد اس کے مجھے اس بات پر اطلاع نہیں کہ کیونکر بجائے وارنٹ کے صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپورہ کی عدالت سے سمن جاری ہوا۔ ہاں میں نے سنا ہے کہ کلارک نے معہ اپنے وکیل کے اس پر بحث کی تھی کہ ضرور وارنٹ جاری ہو جیسا کہ امرتسر سے جاری ہوا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے جو دلوں کا مالک ہے اس نے مثل کے پہنچتے ہی صاحب ڈپٹی کمشنر بہاول ضلع گورداسپورہ کے دل پر یہ بات جما دی کہ مقدمہ مشتبہ ہے اور وارنٹ کے لائق نہیں اس لئے انہوں نے میرے نام سمن جاری کیا۔ مگر شیخ محمد حسین صاحب کو ان باتوں کی کچھ سمجھ نہ تھی۔ وہ اس خیال پر کہ عنقریب یہ عاجز صاحب ضلع کی کچہری میں گرفتار ہو کر آنے کا بڑے ناز سے کچہری میں تشریف لائے اور میاں کی طرح ادھر ادھر دیکھتے تھے کہ تا میری گرفتاری اور تھکڑی کا نظارہ دیکھیں اور اپنے یاروں کو دکھائیں اتنے میں میں قریب نو بجے کے بٹالہ میں جہاں صاحب ڈپٹی کمشنر بہ تقرب دورہ فروکش تھے پہنچ گیا۔ اور جب میں صاحب ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں گیا تو پہلے سے میرے لئے کرسی بچائی گئی تھی۔ جب میں حاضر ہوا تو صاحب ضلع نے بڑے لطف اور مہربانی سے اشارہ کیا کہ تائیں کرسی پر بیٹھ جاؤں۔ تب محمد حسین بٹالوی اور کئی سو آدمی جو میری گرفتاری اور ولایت کے دیکھنے کے لئے آئے تھے ایک حیرت کی حالت میں رہ گئے کہ یہ دن تو اس شخص کی ولایت اور بے عزتی کا سمجھا گیا تھا مگر یہ تو بڑی شفقت اور مہربانی کے ساتھ کسی پر بھلایا گیا۔ میں اس وقت خیال

کرتا تھا کہ میرے مخالفوں کو یہ عذاب کچھ تصور نہیں کروہ اپنی امیدوں کے مخالف عدالت میں میری عزت دیکھ رہے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کا ارادہ تھا کہ اس کے بھی زیادہ اُن کو رسوا کرے۔ سو ایسا اتفاق ہوا کہ سرگودہ مخالفوں کا محمد حسین ٹالووی جس نے آج تک میری جان اور ابرو پر حملے کئے ہیں ڈاکٹر کلارک کی گواہی کے لئے آیا تا عدالت کو مقیمین دلائے کہ شخص ضرور ایسا ہی ہے جس سے امید ہو سکتی ہے کہ کلارک کے قتل کے لئے عبد الحمید کو بھیجا ہو۔ اور قبل اس کے کہ وہ شہادت دینے کے لئے عدالت کے سامنے آوے ڈاکٹر کلارک نے بخد مت صاحب ڈپٹی کمشنر اُس کے لئے بہت سفارش کی کہ یہ غیر معتد مولویوں میں ایک نامی شخص ہے اس کو گری ملنی چاہئے۔ مگر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے اس سفارش کو منظور نہ کیا۔ غالباً محمد حسین کو اس امر کی خبر نہ تھی کہ اُس کی کرسی کے لئے پہلے تذکرہ ہو چکا ہے اور گری کی درخواست نامنظور ہو چکی ہے اس لئے جب وہ گواہی کے لئے افسر بلا یا گیا تو جیسا کہ شک ملا جاہ طلب اور خود نما ہوتے ہیں آتے ہی بڑی شوخی سے اُس نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سے کرسی طلب کی۔ صاحب موصوف نے فرمایا کہ تجھے عدالت میں کرسی نہیں ملتی اس لئے ہم کرسی نہیں دے سکتے۔ پھر اُس نے دوبارہ کرسی کی لالچ میں بیخود ہو کر عرض کی کہ تجھے کرسی ملتی ہے اور میرے باپ رحیم بخش کو بھی کرسی ملتی تھی۔ صاحب بہادر نے فرمایا کہ تو جھوٹا ہے نہ تجھے کرسی ملتی ہے نہ تیرے باپ رحیم بخش کو ملتی تھی ہمارے پاس تمہاری کرسی کے لئے کوئی تحریر نہیں۔ تب محمد حسین نے کہا کہ میرے پاس چٹھیا ہے لاٹ صاحب مجھے کرسی دیتے ہیں۔ یہ جھوٹی بات سن کر صاحب بہادر سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ ”بک بک مت کر پیچھے ہٹ اور سیدھا کھڑا ہو جا“ اس وقت مجھے بھی محمد حسین پر رحم آیا کیونکہ اُس کی موت کی سی حالت ہو گئی تھی۔ اگر بدن کاٹو تو شاید ایک قطرہ لہو

چھ یہ بات بالکل درست نہیں کہ غیر مقلد سب محمد حسین کے مقلد ہیں بلکہ بہت سے لوگ اس کے مخالف ہیں اور اس کے طریقوں سے بیزار۔ منہ

کا نہ ہو۔ اور وہ ذلت پہ پہنچی کہ مجھے تمام عمر میں اس کی نظیر یاد نہیں۔ پس بے چارہ غریب اور خاموش اور ترسان اور لرزان ہو کر پیچھے ہٹ گیا اور سیدھا کھڑا ہو گیا اور پہلے میز کی طرف ٹھکرا ہوا تھا۔ تب فی الفور مجھے خدا تعالیٰ کا یہ الہام یاد آیا کہ اِنِّیْ مُہِیْنٌ مِّنْ اَرَادَ اِهْاَنْتَکَ یعنی میں اُس کو ذلیل کروں گا جو تیری ذلت چاہتا ہے۔ یہ خدا کے مزے کی باتیں ہیں۔ مبارک وہ جوان پر غور کرتے ہیں۔

خیال کرنا چاہیے کہ محمد حسین اس وقت اس خوشی سے جبرا ہوا کپھری میں آیا تھا کہ میں اس شخص کو گرفتار اور ہاتھ میں پکڑ لی اور ذلیل ہو کر پوتوں میں بیٹھا ہوا دیکھوں گا۔ تب میرا بھی خوش ہو گا اور اپنے نفس کو کہوں گا کہ اے نفس تجھے مبارک ہو کہ تو نے آج اپنے مخالف کو ایسی حالت میں دیکھا۔ لیکن اس بد قسمت کے ایسے طالع کہلاں تھے کہ یہ خوشی کا دن دیکھے سو آخر اس بد نصیب نے دیکھا تو یہ دیکھا کہ کپھری کے اندر قدم ڈالتے ہی مجھے صاحب ڈپٹی کمشنر کے پاس عزت کے ساتھ کرسی پر بیٹھا ہوا پایا۔ ایسے دلآزار مشاہدہ نے اُس کے نفس کو بے بس کر دیا اور اپنے حریف کو ایسی عزت کی حالت میں دیکھ کر اُس کا نفس امارہ عاجز ہو کر رہ گیا اور جاہ طلبی کا جوش مبرک اور بے اختیار ہو کر بول اٹھا کہ مجھے کرسی ملنی چاہیے۔ تب جو حالت اس کی ہوئی سو ہوئی۔ یہ تمام سزا اُس بد اندیشی کی تھی جو اُس نے میری نسبت کی۔

**گندم از گندم بر وید جو ز جو ۛ از مرکبات عمل غافل مشو**

نادان نے یہ خیال نہ کیا کہ اگر میں مظلوم ہو کر اس کے خواہش کے موافق بندوبست وارنٹ گرفتار کیا جاتا اور بہت کڑی ڈال جاتا اور ذلیل ہو کر میں بیٹھا جاتا اور جیسا کہ اُس کی تمنا تھی چٹائی یا جاتا یا جس مقام کی سزا پاتا تو میرا اس میں کیا حرج تھا۔ خدائی راہ میں ہر ایک ذلت اور موت غم کی جگہ ہے۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں اس دنیا کے جاہ و جلال کو نہیں چاہتا۔ لیکن اُس نے دشمنوں کے ارادوں اور خواہشوں پر نظر ڈال کر مجھے اُس ذلت اور ذلت کی موت سے بچا لیا۔ یہ اُس کا کام ہے اُس نے جو کچھ کیا اپنی مرضی سے کیا۔ محمد حسین کو لکھ میرت

کی آنکھ دی جاتی تو اس سے وہ بڑا دینی فائدہ حاصل کر سکتا تھا۔ بھلا ہم محمد حسین اور اس کے ہم خیال لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ یہ تمام غیبی افعال جو میری تائید میں اور میری عزت کی حفاظت کے لئے اور میرے اعدا کو شرمندہ کرنے کے لئے ظہور میں آئے یہ کس کے افعال تھے؟ آیا خدا کے یا انسان کے؟ اور تشریح اس کی یہ ہے کہ پہلے یہ غیبی فعل ظہور میں آیا کہ میری گرفتاری میں توقف ڈال دی گئی اور امرتسر کا وہ وارنٹ جس کے ساتھ چالیس ہزار روپیہ کی ضمانت کا حکم اور تیس ہزار کا چلک تھا ایک سیرت افراطی سے روک دیا گیا۔ یہ وارنٹ امرتسر کے مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت سے یکم اگست ۱۸۹۶ء کو جاری ہوا تھا مگر ۱۸ اگست ۱۸۹۶ء تک گورنر اسپورہ میں پہنچ نہ سکا اور کچھ تہ نہ لگا کہ کہاں گیا اور آخر حکم امتناعی پہنچا کہ وارنٹ کی تعمیل روک دی جائے کیونکہ مجسٹریٹ کو معلوم ہو کہ وہ غیر ضلع کے طرم پر وارنٹ جاری کرنے کا قانوناً مجاز نہیں ہے۔ یہ تو غیبی فعل تھا جو میری تائید کے لئے ظہور میں آیا۔

پھر دو مسر اغیبی فعل یہ تھا کہ جب مثل منتقل ہو کر گورنر اسپورہ میں آئی تو باوجودیکہ امرتسر کے مجسٹریٹ نے وارنٹ جاری کیا تھا مگر صاحب ڈپٹی کمشنر گورنر اسپورہ نے باوجود ڈاکٹر کلاک اور اس کے وکیل کے بہت اصرار اور ہاتھ پیر مارنے کے بجائے وارنٹ منسوی جاری کر دیا اور وارنٹ سے انکار کیا۔

اور پھر تیسرا غیبی فعل یہ تھا کہ محمد حسین وغیرہ مخالفوں نے پامنا تھا کہ میری ذلت کی حالت دیکھیں مگر ان کو میری عزت کی حالت دکھائی گئی۔ میں نے اپنی جماعت کے بعض لوگوں سے سنا ہے کہ ایک شریعہ مخالف کچہری کے وقت ایک شخص سے میرا نام لے کر باتیں کرتا تھا کہ آج وہ شخص پولیس کی حراست میں ہے اور ہنگامی ہاتھ میں پڑی ہوئی ہے اس نے جو ٹاڈا دھوئے کیا تھا اس لئے یہ سزا ملی۔ تب دوسرے شخص نے جس سے وہ باتیں کرتا تھا اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو اس موقع پر کھڑا کیا جہاں صاحب ڈپٹی کمشنر گورنر اسپورہ عدالت کی

کوئی پر بیٹھے ہوئے نظر آ رہے تھے اور اس کو کہا کہ ذرہ نظر غور کر کے دیکھ صاحب ڈپٹی کمشنر کے قریب دوسرا شخص کرسی پر بیٹھا ہوا کون ہے تب وہ دیکھ کر بہت شرمندہ ہوا اور کہا یہ تو وہی ہیں جن کی نسبت لوگوں نے اڑایا ہے کہ وہ گرفتار اور راست میں ہے۔

اور پھر چوتھا غیبی فصل یہ ہے کہ میری حاضری کا دن محمد حسین بٹالوی کے لئے گویا عید کا دن تھا اور وہ اپنے دل میں اُس روز میری ذلت اور بے عزتی کے بہت سے قصورات باندھے ہوئے تھا اور گویا اُس وقت میری ذلت مشہور کرنے کے واسطے میں اپنے دل میں اس اشاعتِ آئندہ کے کئی ورق لکھ رہا تھا کہ خدا نے وہ ذلت اٹھا کر اُسی کے سر پر ماری اور میرے روبرو اور میرے دوستوں کے روبرو کرسی مانگنے پر صاحب ڈپٹی کمشنر نے ایسی سخت تین جھڑکیاں اُس کو دیں کہ اُس کو مل گئیں۔ خدا کی قدرت دیکھو کہ میری ذلت دیکھنے آیا تھا اور اپنی ذلت اس کو پیش آئی۔ اور پھر اندر سے جھڑکیاں کھا کر باہر آیا جہاں اردلی کمرے ہوتے ہیں اور اندر کے معاملہ کی پردہ پوشی کے لئے ایک کرسی پر جو باہر کے کمرہ میں تھی بیٹھ گیا اور ادلیوں کو معلوم تھا کہ اس شخص کو کرسی نہیں ملی بلکہ کرسی کی درخواست پر اُس نے جھڑکیاں کھائیں اس لئے انہوں نے کرسی پر سے اُس کو جھڑک کر اٹھا دیا پھر اُس طرف سے پولیس کے کمرہ کی طرف آیا اور اتفاقاً ایک اور کرسی باہر کے کمرہ میں بھی ہوئی تھی اس پر بیٹھ گیا تب کپتان صاحب کی اُس پر نظر جا پڑی اور اُسی وقت کنسبل کی معرفت جھڑکی کے ساتھ کرسی پر سے اٹھایا گیا۔ اُس وقت غالباً ہزار آدمی کے قریب یا اس کے زیادہ اُس کی اس ذلت کو دیکھتے ہوں گے۔ لوگوں نے یقین کر لیا کہ جھوٹے مقدمہ میں اُس نے پادری کی گواہی دی ہے اس لئے یہ سزا ملی۔

پانچواں غیبی فصل یہ ہے کہ باوجودیکہ یہ مقدمہ حسب اقرار و اکثر کارار کے تین قیاموں کے اتفاق سے قائم کیا گیا تھا اور اس مقدمہ کی پیروی میں پادریوں نے پورا زور دیا تھا اور سرکاری مقدمہ سمجھا گیا تھا تب بھی خدا نے کپتان ڈگلس صاحب کے ہاتھ سے

اُس کو خارج کر دیا اور مجھے بری کیا۔

اب یہ پانچ فعل جو ظہور میں آئے یہ دانشمندوں کے لئے سوچنے کے لائق ہیں کہ یہ کس کا کام ہے؟ عقلمند لوگ سوچ لیں کہ جب کہ یہ مقدمہ میرے پر سرکار کی طرف سودا ہو رہا تھا اور ایک خطرناک مقدمہ تھا اور میری ذلت کے لئے ہر طرف سے لوگ زور دے رہے تھے تو ایسی حالت میں کس طاقت عظمیٰ نے مجھے عزت دی اور محمد حسین کو سخت ذلیل کیا اور کلارک کو بھی نہایت نیکی اور ندامت پہنچائی کہ عدالت نے قوی ثبوت کیا کہ یہ مقدمہ عبدالرحیم عیسائی و وارث دین وغیرہ عیسائیوں اور ان متعلقین کی بناوٹ ہے۔ کیا یہ فعل خدا کا ہے یا انسان کا؟ کیا خدا کی تائید کے بغیر اس کے کوئی اور بھی مہتمم ہیں کہ خدا نے محافل میں پھوٹ ڈال دی اور حق کو ظاہر کر دیا اور جو میرے ذلیل کرنے کے واسطے تھا اُس کو حاکم اور خلق اللہ کے ذریعہ سے ذلت پہنچائی۔ حاکم کے ذریعہ سے جو ذلت ہوئی اس کی حقیقت آپ لوگ سن چکے ہیں کہ اس نے کرسی مانگنے پر محمد حسین کو سخت جبر کیا دیں اور یہ جبر کیا نہایت مناسب اور عین محل پر تھیں کیونکہ محمد حسین نے علنی شہادت کے مقام پر کھڑا ہو کر دو جھوٹ بولے۔ اول یہ کہ اس کو عدالت میں کرسی ملتی ہے اور دوسرے یہ کہ اُس کے باپ رحیم بخش کو بھی کرسی ملتی تھی اور یہ دونوں جھوٹ نہایت مکروہ اور قابلِ شرم تھے کیونکہ محمد حسین ایک خشک ملا بلکہ نیم ملا ہے جو چند حدیثیں نذیر حسین کر پڑ کر مولوی کہلاتا ہے جس کے ہم جنس ہزاروں ماسجدوں کے حجروں میں مسلمانوں کی روٹیوں پر گزارہ کرتے ہیں اُس کو کس دن عدالت میں کرسی ملی اور کن دہائیوں میں شمار کیا گیا۔ اور ایسا ہی رحیم بخش اُس کا باپ تھا جو بٹالہ کے بعض رئیسوں کی نوکریاں کر کے گزارہ کرتا تھا۔ ہاں بٹالہ کے رئیس میاں صاحب نے ایک مرتبہ اُس کو نوکر رکھا تھا۔ معلوم نہیں کہ تنخواہ پر یا صرف روٹی پر۔ پھر سننا ہے کہ بٹالہ کے بعض ہندو مہاجنوں کے پاس بھی نوکر رہا اور اس طرح پر گزارہ کرتا رہا۔ ایک دفعہ ہمارے پاس بھی نوکر رہنے کے لئے آیا تھا۔

لیکن بعض وجوہ کے رُو سے اُس کو نوکر نہیں رکھا گیا تھا اور یوں تو ہمیشہ نہایت اعتقاد اور ارادت کے ساتھ آتا تھا۔ محمد حسین پر سخت ناراض تھا اور وہ کلمات کہتا تھا جن کا ذکر کرنا اس جگہ مناسب نہیں۔ بعض خطوط بھی اُس کے محمد حسین کے ناگفتنی حالات کی نسبت میرے پاس اب تک موجود ہوں گے جن کو وہ عدالت تک پہنچانا چاہتا تھا اور میں نے اس کو بار بار منع کیا تھا اور کئی دفعہ محمد حسین کو اُس کے قدموں پر گرایا تھا تا اس طرح پر رحیم بخش اس کی پردہ دری سے باز رہے اور اس بات کا میں ہی سبب تھا کہ وہ ان خیالات سے کسی قدر باز رہا اور نہ میں نے سنا ہے کہ مولوی غلام علی امرتسری وغیرہ حاسد طبع ملا اُس کو محمد حسین کے خوار کرنے کے لئے برا ٹھیکہ کرتے تھے۔ غرض نہ محمد حسین کسی کُرسی نشین رئیسوں میں داخل ہوا اور نہ اُس کا باپ اور نہ اُس کا دادا اور اگر یہ لوگ کُرسی نشین تھے تو سرپیل گرین صاحب نے بڑی ہی غلطی کی کہ جب پنجاب کے کُرسی نشین رئیسوں کے حالات لکھنے میں ایک کتاب طیار کی تو اس کتاب میں ان دونوں بیچاروں کا کچھ بھی ذکر نہیں کیا اور نیز اس صورت میں حکام ضلع کی بڑی غفلت ہے کہ باوجودیکہ یہ دونوں باپ بیٹے قدیم سے کُرسی نشین تھے مگر میر بھی حکام نے اپنے ضلع کی فہرست میں اس باپ بیٹے کا اب تک کُرسی نشینوں میں نام نہ لکھا۔

افسوس کہ ایسے مولویوں کے ہی جھوٹوں نے جو گواہی کے موقع پر بھی جھوٹ کو شیر مادہ سمجھتے ہیں مخالفوں کو مسلمانوں پر اعتراض کرنے کا موقعہ دیا ہے۔ جب یہ لوگ مولوی کہلا کر ایسے گندے جھوٹ بولیں اور عدالت کے سامنے گواہی کے موقع پر خلاف واقعہ بیان کریں تو ان کے حیلوں کا کیا حال ہوگا۔ افسوس کہ اس بٹار کے ملا کو کُرسی لینے کا شوق کیوں پیدا ہوا۔ اس کے خاندان میں کون کُرسی نشین تھا۔ بہتر تھا کہ چپکے پا دیوں کی گواہی دیجے چلا جاتا پڑہ بنا رہتا۔ کسی کو معلوم ہی نہ تھا کہ آپ کو کُرسی نہیں ملتی۔ اختیار تھا کہ آپ دوستوں میں لاف مارتے کر مجھے کُرسی ملی تھی۔ مگر کُرسی مانگ کر اپنے خاندان کا سارا پردہ بچا دیا۔ اور



پھر یہ بے وقوفی ہوئی کہ حضرت شیخ صاحب عدالت کے سامنے یہ تمام سبکی اٹھا کر پھر باہر  
اگر کسی پر بیٹھ گئے۔ اور جب ایک طرف سے اٹھایا گیا تو دوسری طرف جا کر کسی پر بیٹھ گئے  
پھر جب وہاں سے بھی بڑی ذلت کے ساتھ اٹھائے گئے تو آپ ایک شخص کی چادر لے کر زمین  
پر بچھا کر بیٹھے محض اس شخص نے آپ کو موردِ قہر الہی سمجھ کر نیچے سے چادر کھینچ لی اور کہا کیا تو ایک  
مذہبی مقدمہ میں جو بناوٹی ہے چادر یوں کی گواہی دیتا ہے اور میری چادر پر بیٹھتا ہے۔ میں  
اپنی چادر پلید کرانی نہیں چاہتا۔

پھر بعد اس کے جو صاحبِ صلح نے جھڑکی دیکر اور کسی سے محروم کر کے محمد حسین کو یہ جا  
کھڑا کیا اہل عدالت کے چہرہ امیوں نے بھی بار بار اس کو کسی سے اٹھایا ایک اور ذلت  
محمد حسین کی یہ ہوئی کہ لوگ اس کی اس حرکت سے ناراض ہوئے کہ چادر یوں کے ایک جھوٹے  
مقدمہ میں وہ گواہ بن کر آیا اور بہت زور لگایا کہ اس جھوٹ کو پس کر کے ہزاروں نیک طینت  
انسان اس کے ان حالات پر نفرت کرتے تھے کہ اس شخص مولوی کہلا کر ایک جھوٹے مقدمہ  
میں عیسائیوں کی گواہی دی اور بار بار کہتے تھے کہ اس گواہی کا باعث صرف نفسانی کینہ اور  
بغض ہے۔ ایک پیر مرد نے اس روز اس کے حالات دیکھ کر آہ کھینچ کر کہا کہ مجھے تو معلوم  
ہوتا ہے کہ مولوی لوگ مشکل سے ایمان سلامت لے جائیں گے۔ پس افسوس اس شخص  
کی زندگی پر کہ اس شخص ایسی ناپاک حرکتوں سے تمام مولویوں کو بدنام کیا۔

اب اس شخص کا میری نسبت بغض انتہا تک پہنچ گیا ہے۔ اس شخص سے خدا کا مقابلہ  
نہیں ہو سکتا ورنہ یہ شخص میری جان اور آبرو کا سخت دشمن ہے۔ اور اب بغض کے جوش  
میں وہ باتیں اس کے مونہ سے نکلتی ہیں جو ایک صالح اور متقی کے مونہ سے ہرگز نہیں  
نکل سکتیں۔ اس کو یہ خیال نہیں کہ دشمنوں کا ہر ایک منصوبہ اہل حق کی صفائی کا زیادہ موجب  
ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب تک جتنے منصوبے میری نسبت کئے گئے ان سے میرا  
کچھ نقصان نہیں بلکہ میری بریت ثابت ہوئی۔ اول لیکھرام کے مقدمہ میں میری تلافی کرائی گئی تو

میرا دامن پاک ثابت ہوا۔ پھر اب ارادہ قتل کا مقدمہ میرے پر بنایا گیا سو اس میں بھی بہت تحقیق کے بعد میں بری کیا گیا۔ یہ دونوں مخالفوں کے حملے میرے لئے مضر نہیں ہوئے بلکہ حکام وقت نے دودھ میری حالت کو آزمایا اور دشمنوں کے منصوبے کی حقیقت کھل گئی۔ اور اگرچہ محمد حسین نے اپنی دالست میں پادریوں کا رفیق بن کر میرے پھانسی دلانے کے لئے بڑے زور شور سے اظہار دیا اور جو کچھ اس کی فطرت میں تھا اس روز اس نے پورا کسے دکھا دیا۔ لیکن اس تمام بہتان کا اگرچہ کچھ نتیجہ ہوا تو بس یہی کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے اپنے چچے انگریزی میں لکھ دیا کہ یہ شخص لینے محمد حسین مرزا صاحب کا سخت دشمن ہے اور اس کے تمام بیان کو فضول سمجھ کر فیصلہ میں اس کے اظہار کا ایک ذرہ ذکر نہیں کیا اور اس کے بیان کو نہایت ہی بے عزتی کی نگاہ سے دیکھا۔ پس اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جس حالت میں محمد حسین کا بیان ایسا فضول اور ذلیل اور پایہ اعتبار سے ساقط سمجھا گیا تو خدا تعالیٰ کی طرف سے کیا حکمت تھی کہ یہ پادریوں کی طرف سے عدالت میں گواہی دینے آیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ بغا ہر اس میں دو حکمتیں معلوم ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ تاگوں کو اس شخص کی تقویٰ اور دین داری اور اسلام کا حال معلوم ہو کر ایسے جھوٹے اور قابل شرم مقدمہ میں جو عیسائیوں نے محض مذہبی جوش سے اٹھایا تھا اس نے اپنے تئیں گواہ بنایا اور خدا محض شرارت سے میرے پھانسی دلانے کی تدبیر سوچی۔ دوسری یہ حکمت تھی کہ یہ شخص عدالت میں جانے اور کڑی سزائے کا سوال کرے اور عدالت سے اس کو جھڑکیاں ملیں اور اس طرح پر صادق کی ذلت ڈھونڈنے کی سزا میں اپنی ذلت دیکھے۔

بار بار افسوس آتا ہے کہ اس شخص کو کڑی مانگنے کی کیوں خواہش پیدا ہوئی۔ اچھے آدمی اگر کسی مجلس میں جاتے ہیں تو بالطبع صدر نشینی کو مکروہ جانتے ہیں اور انکسار کے ساتھ لیک معمولی جگہ بیٹھ جاتے ہیں تب صاحب خانہ کی وجہ ان پر نظر پڑتی ہے تو وہ شفقت سے اٹھتا ہے اور ان کا ہاتھ پکڑتا ہے اور تواضع سے ان کو صدر کے مقام پر بٹھنے لیتا ہے۔ کہ

آپ کی جگہ یہ ہے مجھے شرمندہ نہ کیجئے۔ پس یہ جانے عبرت ہے کہ محمد حسین نے شیعہ جتدے کے لئے اپنے مزے کرسی ماٹی اور پھر بجائے کرسی کے پھر لکڑیاں ملیں۔ کسی نے یہ کہہا ہے

**بن مانگے موتی ملیں مانگے ملے نہ بھیک**

یعنی بغیر مانگنے کے موتی مل جاتے ہیں مگر مانگنے سے گدائی کا ٹکڑہ بھی نہیں ملتا۔ پھر تعجب ہے کہ اس شخص نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے روبرو وہی لیکھرام کے قتل کا قصہ شروع کر دیا۔ اور صاحب موصوف کو میری نسبت کہا کہ میں نے اپنے اشاعت السنہ میں یہ لکھا ہے کہ اس شخص سے لیکھرام کے قاتل کو چھنا چاہیئے کہ الہام سے بتا دے کہ کون قاتل ہے اور مدعا اس تفتی بٹالوی کا یہ تھا کہ لیکھرام کا قاتل بھی یہی شخص ہے۔

**اب ناظرین سوچیں** اگر اس شیخ بٹالوی کی کہاں تک ذہن پرور گئی ہے۔ میری عداوت کے لئے کیونکر دین اور دیانت کو چھوڑنا جاتا ہے۔ جب آریوں نے لیکھرام کے بارے میں شور مچایا تو ان کے ساتھ حا ملا اور جب پادریوں نے شور مچایا تو ان کے ساتھ حا ملا۔ کوئی نہیں پوچھتا کہ یہ اسلام کا مخالف کیا کرتا پھرتا ہے۔ لیکھرام کے قتل کو بار بار یاد دلانا یہ اُس کی شرارت ہے کہ تا یہ بہتان میرے پر لگاوے۔ اور اس طرح پر خدا کی پیشگوئی کو بے عزت کر کے معدوم کر دیوے۔ میں بار بار لکھ چکا ہوں کہ لیکھرام کی نسبت میں نے خود لیکھرام نے نہایت شوخی سے موت کی پیشگوئی کو مانگا تھا پھر جبکہ لیکھرام کو مارنا بطور عذاب کے تھا تو کیونکر خدا تعالیٰ قاتل کا نام بتا دے اور اپنے انتقام کو آپ خواب کرے ہاں محمد حسین اگر ہندوؤں کا درحقیقت خیر خواہ ہے تو قاتل کا نام معلوم کرنے کے لئے ایک تدبیر کر سکتا ہے اور وہ یہ کہ لیکھرام کے قاتل کا ان لوگوں کے ذریعے سے پتہ دریافت کرے جو اس کے گروہ میں ٹہم کہلاتے اور مجھے کافر جانتے ہیں۔

ماسوا اس کے اگر محمد حسین کی دانست میں میرے الہامات میرے ہی اخترا تھے تو اس کو چاہیے تھا کہ بجائے ایسی بے ہودہ باتوں کے یہ مضمون لکھتا کہ گورنمنٹ کو یہ تحقیق کرنا چاہیے کہ یہ شخص ملہم من اللہ ہونے کے دعوے میں سچا ہے یا جھوٹا۔ اور طریق آزمائش یہ ہے کہ گورنمنٹ عام طور پر اس سے کوئی پیشگوئی مانگے پھر اگر وہ پیشگوئی اپنے وقت پر پوری نہ ہو تو گورنمنٹ یقین کر لے کہ یہ شخص جھوٹا اور مفتری ہے اور اس سے یہ نتیجہ نکال لے کہ میکھرام کا قاتل بھی یہی ہو گا۔ کیونکہ ایک جھوٹا شخص جب کسی اپنی پیشگوئی میں دیکھتا ہے کہ میرا جھوٹ کھل جائے گا تو بے شک وہ ناجائز طریقوں کی طرف توجہ کرتا ہے اور اس کی خبیث ذات سے کچھ بعید نہیں ہوتا کہ ایسی ایسی ناپاک حرکات اسکی صادر ہوں۔ اگر اس تقریر کے ساتھ گورنمنٹ کو میکھرام کے مقدمہ میں میری نسبت توجہ دلانا تو کچھ تعجب نہ تھا کہ یہ تقریر قبول کے لائق ٹھہرتی اور انصاف پسند لوگ بھی اس کو پسند کرتے اور مجھے بھی ایسے ہوا خندہ میں کچھ غدر نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ اگر میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوں اور میری پیشگوئیاں میری طرف سے نہیں ہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں تو بے شک میری بریت کے لئے اس قدر خدا تعالیٰ کی مدد چاہیے کہ وہ کسی الہامی پیش گوئی سے جو سچی نکلے گورنمنٹ کو اس کے مطالبہ کے وقت مطمئن کر دیوے اور وہ سمجھ جائے کہ درحقیقت یہ کاروبار خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے نہ انسان کی طرف سے۔

لیکن اس بات پر زور دینا کہ میں میکھرام کے قاتل کا نام بیان کرنا صحیح نہیں ہے خدا تعالیٰ اپنے مصالح میں کسی کا حکم نہیں ہو سکتا۔ اگر اسکی ایک بات کو مخفی کرنا چاہا ہے تو ہم اس پر زور نہیں ڈال سکتے کہ وہ ضرور اس بات کو ظاہر کرے۔ جو شخص خدا تعالیٰ پر ایسی حکومت چلانا چاہتا ہے یا چلانے کے لئے درخواست کرتا ہے تو وہ عبودیت کے آداب کو بالکل بے نصیب ہے۔ خدا علم غیب اپنی مرضی سے ظاہر کرتا ہے انسان کی مرضی سے ظاہر نہیں کرتا دیکھو حضرت یعقوب علیہ السلام کو اس پتہ کے لگانے کی کسی قدر ضرورت تھی کہ ان کا بیٹا

مرگیا یا زندہ ہے۔ اور اس غم سے وہ چالیس برس تک روتے رہے لیکن جب تک خدا تعالیٰ کا ارادہ نہ ہو ان پر ہرگز نہ کھولا گیا کہ کیوں غم کرتا ہے تیرا بیٹا تو مصر میں خوش و خرم نائب سلطنت ہے۔ غرض خدا کے بندے ادب کے ساتھ اس کے حضور میں کھڑے ہوتے ہیں اس بگڑا لنگ کو بھی دم مارنے کی جگہ نہیں۔

ہمدی لیکھرام سے کوئی ذاتی عداوت نہ تھی اور نہ دین اسلام میں اہانت دیتا ہے کہ ہم ناحق خون کرتے پھریں پھر کونسا باعث تھا کہ ہم اس برکت بے جا کے مرگے ہوئے۔ اور ایک پیشگوئی جھوٹی بنا اور پھر اس کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے قتل کا ارادہ کرنا یہ ایک ایسا طریق ہے کہ بجز ایک شریر اور خبیث انسان کے کوئی اس کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔ سو محمد حسین اور اس کی جماعت کو خوب یاد رکھنا چاہیے کہ یہ ایک بڑا خدا تعالیٰ کا نشان تھا جو ظہور میں آیا جو خدا کے یہ کس کی طاقت تھی کہ لیکھرام کی موت کی طرف اشارہ کرے کہ وہ اتنی مدت میں فلاں دیں اور فلاں تاریخ واقع ہوگی اور قتل کے ذریعہ سے ہوگی افسوس کہ ان لوگوں نے محض تعصب سے خدا کے نشانوں کی تکذیب کی۔ یہ کس قدر حماقت ہے کہ ہمارے مخالف دلوں میں خیال کتے ہیں کہ کسی مرید کو بھیج کر لیکھرام کو قتل کر دیا ہوگا۔ مجھے اس بے وقوفی کے تصور سے ہنسی آتی ہے کہ ایسی بے ہودہ باتوں کو ان کے دل کیونکر قبول کھیتے ہیں جس مرید کو پیشگوئی کی تصدیق کے لئے قتل کا حکم کیا جائے کیا ایسا شخص بھی مرید رہ سکتا ہے؟ کیا فی القوم اس کے دل میں نہیں گزرے گا کہ یہ شخص جھوٹی پیشگوئیاں بناتا اور پھر انکو سچی پیشگوئیاں ٹھہرانے کے لئے ایسے منصوبے استعمال کرتا ہے۔ پس میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ محمد حسین نے یہ نہایت ظلم کیا ہے کہ ایک سچی پیشگوئی کو جو خدا تعالیٰ کا ایک مجزہ تھا انسان کا منصوبہ ٹھہرایا۔ اگر اس کی نیت میں فساد نہ ہوتا تو وہ اپنی شامۃ اللہ میں یہ نہ لکھتا کہ اس شخص کو گودِ عنایت پر لے تا الہام سے بتلاوے کہ لیکھرام کا قاتل کون ہے؟ گویا محمد حسین خدا تعالیٰ سے ٹھٹھا کرتا اور اس کے فعل کو عیب ٹھہراتا ہے اور حیر کے ساتھ

اُس کا دامن پکڑنا چاہتا ہے کہ تو نے لیکھرام کو تو مارا اب کہاں جاتا ہے اُس کے قاتل کا پتہ تو بتلا۔۔۔  
اور آپ قرآن میں پڑھتا ہے کہ لَا يَسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ ﴿۱۰﴾

اس قدر شوخی انسان کو نہیں چاہیے اور یہ بے باکی آدم زاد کے لئے مناسب نہیں  
کیا وہ اُس خدا کے وجود میں شک رکھتا ہے جس کی ہستی پر ذرہ ذرہ مہر لگا رہا ہے؟ اگر  
اُس کی نیت میں کبھی نہ ہوتی تو عداوت اور بدظنی کے جوش سے ایسی بکواس نہ کرتا یہ اُس کا حق  
تھا کہ میری نسبت بار بار گورنمنٹ کو توہمہ دلاتا کہ لیکھرام کے قتل میں مجھے الہامی پیشگوئی کا  
ایک بہانہ معلوم ہوتا ہے اور وہ اصل لیکھرام کا قاتل بھی شخص ہے۔ اور اگر خدا سے اس  
شخص کو پیشگوئی ملتی ہے تو گورنمنٹ اس شخص کو پکڑے اور مواخذہ کرے کہ اگر تو اس  
دعوے میں سچا ہے تو تصدیق دعوے کے لئے میں بھی کوئی پیشگوئی دکھلاتا تیری سچائی  
ہم پر ثابت ہو۔ پھر اگر گورنمنٹ کسی الہامی پیشگوئی کے دکھلانے کے لئے مجھے پکڑتی اور غلط  
مجھے مردودوں اور غفلتوں کی طرح چھوڑ دیتا اور کوئی پیشگوئی گورنمنٹ کی اطمینان کیلئے ظاہر  
نہ کرتا تو میں غرضی سے قبول کر لیتا کہیں جھوٹا ہوں تب گورنمنٹ کا اختیار تھا کہ لیکھرام کا  
قاتل مجھ کو ہی تصور کر کے مجھے بھانسی دے دے۔ لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا اور نہ  
یہ چاہا کہ کوئی ایسا طریق اختیار کرے جس سے سچائی ظاہر ہو۔ بلکہ میری تائید میں بہت سے  
نشان خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہوئے اور محض نخل کے رو سے اس شخص نے ان کو قبول  
نہیں کیا اور ہمیشہ گورنمنٹ کو دھوکہ دینے کے لئے جھوٹی باتیں لکھتا اور کہتا رہا۔ مگر ہماری  
عادل گورنمنٹ محض باتوں کو ایک خود غرض دشمن کے مُنہ سے سُن نہیں سکتی خدا کا یہ فضل اور  
احسان ہے کہ ایسی شخص گورنمنٹ کے زیر سایہ نہیں رکھا۔ اگر ہم کسی اور  
سلطنت کے زیر سایہ ہوتے تو یہ ظالم طبع ملائکہ بھاری جان اور آبرو کو چھوڑنا چاہتے۔  
اَلَا مَآ شَاءَ اللہ ان ربی علی کل شئ قَدِیر۔

۴ خدا نے کاموں سے پوچھا نہیں جاتا کہ کیوں ایسا کیا۔ لیکن بندے پوچھے جائیں گے۔

اور محمد حسین کا میری پیشگوئیوں پر یہ جرح کہ کوئی الہامی پیشگوئی اس صورت میں سچی ہو سکتی ہے جب کہ اُس کے ساتھ کی تمام اور پیشگوئیاں سچی ثابت ہوئی ہوں۔ یہ فی الواقع سچ ہے۔ مگر محمد حسین کا یہ خیال کہ گویا بعض پیشگوئیاں میری جھوٹی نکل ہیں یہ سراسر جھوٹ ہے۔ میں کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں کہ میری کوئی پیشگوئی جھوٹی نہیں نکلی، اہم کی نسبت جو پیشگوئی تھی اس میں صاف ایک شرط تھی۔ اور احمد بیگ کے داماد کی نسبت بھی تو جی تو جی کے الہام کی شرط تھی اور میں ثابت کر چکا ہوں کہ ان دونوں شرطوں کے موافق وہ دونوں پیشگوئیاں پوری ہوئیں اور لیجر ام کی پیشگوئی میں کوئی شرط نہ تھی اس لئے وہ باشرط پوری ہوئی۔ احمد بیگ کے سامنے کوئی خوفناک نمونہ نہ تھا اس لئے وہ نہ ڈرا اور شرط سے فائدہ نہ اٹھایا اور پیشگوئی کے موافق جلد فوت ہو گیا مگر اُس کے بعد اُس کے عزیزوں نے احمد بیگ کی موت کا نمونہ دیکھ لیا اور بہت ڈر سے لہذا شرط سے فائدہ اٹھالیا اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْلِفُ الْمِيعَادَ۔ اور اگر کوئی شرط بھی نہ ہوتی اور جس کی نسبت پیشگوئی کی گئی ہے رجوع کرتا اور ڈرتا یا اس کے عزیز جو اہل مخاطب پیشگوئی کے تھے رجوع کرتے اور ڈرتے تب بھی خدا تعالیٰ عذاب میں مہلت دے دیتا جس طرح یونس نبی کی امت کو مہلت دی حالانکہ اس کی پیشگوئی میں کوئی شرط نہ تھی۔ خدا نے ابتدا سے وعید کے ساتھ یہ شرط لگا رکھی ہے کہ اگر چاہوں تو وعید کو موقوف کروں اس لئے قرآن میں یہ تو آیا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْلِفُ الْمِيعَادَ اور یہ نہیں آیا کہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْلِفُ الْوَعِيدَ۔

ماسوا اس کے یہ کہنا کہ سچے نبیوں اور محدثوں کی تمام پیشگوئیاں عوام کی نظر میں صفائی سے پوری ہوتی رہی ہیں بالکل جھوٹ ہے بلکہ بعض وقت ایسا بھی ہوا ہے کہ جب خدا تعالیٰ کو کوئی امتحان منظور ہوتا تھا تو کسی نبی کی پیشگوئی عوام پر مشتبہ رکھی جاتی تھی اور وہ لوگ شور مچاتے رہتے تھے بلکہ ایک فتنہ کی صورت ہو کر بعض مُرتد ہوتے رہے ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت پہلی کتابوں میں یہ پیشگوئی تھی کہ وہ بادشاہ ہو گا لیکن

وہ بادشاہ کی صورت میں ظاہر نہ ہوئے تب بہت سے کوتہ اندیش مرتد ہو گئے۔ اور پہلی کتابوں میں تھا کہ جب تک ایلیا نہ آوے مسیح نہ آئے گا۔ لیکن نصوص کے ظاہر کے لحاظ سے ایلیا اب تک نہیں آیا۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ کی پیشگوئی میں جو نجات دلانے کے بارے میں تھی بنی اسرائیل نے شک کیا اور پیشگوئیوں کو جھوٹی سمجھا اور بعض لغزش کھانے والوں نے حدِ یسوعیہ کی پیشگوئی میں بھی شک کیا اور خیال کیا کہ وہ ظہور میں نہیں آئی۔ لیکن دراصل شک کرنے والے غلطی پر تھے۔ پس یہ تو عادت اللہ میں داخل ہے کہ بعض پیشگوئیاں مامورین کی جہلاء اور سفہاء اور کوتہ اندیشوں پر مشتبہ ہو جاتی ہیں اور خیال کرنے لگتے ہیں کہ وہ جھوٹی ہوتیں۔ پس محمد حسین ان ہی جہلاء کا مبعانی ہے جو اس سے پہلے گذر چکے ہیں۔ مسیحی نسبت وہ کوئی ایسا کلمہ نہیں کہتا جو پہلے اس سے خدا کے پاک نبیوں کی نسبت نہیں کہا گیا۔

غرض یہ کہی نہ ہوا اور نہ ہوگا کہ تمام مامورین کی پیشگوئیاں جہلاء کی نظر میں صفائی سے پوری ہو گئی ہوں بلکہ محمد حسین کی طرح بعض جاہل نبیوں کی بعض پیشگوئیوں کی نسبت بھی کہتے رہے ہیں کہ وہ جھوٹی نکلیں چنانچہ سال میں ایک یہودی فاضل نے جو حضرت مسیح کے روزِ نبوت میں کتاب لکھی ہے اس کتاب میں ایک فہرست دی ہے کہ اتنی پیشگوئیاں اس شخص کی جھوٹی نکلیں۔ حالانکہ سچے نبی کی تمام پیشگوئیاں ضرور پوری ہو جاتی ہیں۔ اور یہی فاضل یہودی لکھتا ہے کہ اس شخص کی تکذیب کے لئے ہمیں یہ کافی ہے کہ اس کی تعلیم تورات کی تعلیم سے صریح مخالف ہے اگر یہ خدا کا کلام ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ اس قدر تناقض پیدا ہوتا۔ پھر لکھتا ہے کہ دوسری یہ بات ہم یہودیوں کے لئے اس شخص کے قبول کرنے میں نہایت روک اور اس انگار میں خدا اور ہم میں ایک محبت ہے کہ ہمیں نبیوں کی زبانی خبر دی گئی ہے کہ وہ مسیح جس کا کتابوں میں وعدہ ہے ہرگز نہیں آئے گا جب تک پہلے اس کی ایلیا جو اس کا ہر اٹھایا گیا ہے دنیا میں نہ آئے مگر وہ اب تک نہیں آیا۔ پھر یہ شخص اپنے دعویٰ مسیحیت میں کیونکر سچا



شہر سکتا ہے؟ اور یہی فاضل یہودی اس مقام میں لکھتا ہے کہ عیسائی ایلیا کے بارے میں ہمیں یہ جواب دیتے ہیں کہ ایلیا کے نزول سے یوحنا بن زکریا کا آنا مراد ہے جس کو مسلمان بھی کہتے ہیں اور مراد یہ تھی کہ ایلیا کی قوت اور طبع پر ایک شخص یعنی یحییٰ آئے گا۔ نہ یہ کہ حقیقت میں کوئی آسمان سے اتر آئے گا۔ اس کے جواب میں فاضل مذکور لکھتا ہے کہ "ناظرین خود انصافاً ہم میں اور عیسائیوں میں فیصلہ کریں کہ اگر درحقیقت ایلیا سے مراد یوحنا یعنی یحییٰ ہوتا تو خدا تعالیٰ ہرگز یہ نہ کہتا کہ خود ایلیا واپس آئے گا بلکہ یہ کہتا کہ اُس کا شیل بھی آئے گا۔" اور اس پر فاضل مذکور بہت زور دیتا ہے کہ "انصوص کو ظاہر سے پھیرنا بغیر کسی قرینہ قویہ کے یہی جھوٹے نبی کا نشان ہے۔"

اب سوچنا چاہیئے کہ نبیوں کی پیشگوئیوں میں کیسے کیسے مشکلات ہیں۔ مثلاً ایلیا کی پیشگوئی میں کسی مصیبت کا یہودیوں کو سامنا پیش آیا کہ اب تک وہ حضرت مسیح کے قبول کرنے سے محروم رہے۔ کیا تعجب کی جگہ نہیں کہ یہودی جیسی ایک تجربہ کار اور الہی کتبوں میں نشوونما پانے والی قوم ایلیا کے لفظ پر اگر ایسے ہی سے دُور جا پڑے کہ یحییٰ نبی سے بھی انکار کر دیا؟ اس کے دانا معلوم کر سکتا ہے کہ پیشگوئیوں کی تکذیب میں جلدی نہیں کرنا چاہیئے کہ اکثر ان پر استعارات غالب ہوتے ہیں۔ عقلمند وہ ہوتا ہے جو دوسرے سے نصیحت پکڑتا اور عبرت حاصل کرتا ہے۔ مسلمانوں کو حضرت عیسیٰ کے نزول کے بارے میں اُسی خطرناک انجام سے ڈرنا چاہیئے کہ جو یہودیوں کو ایلیا کے بارے میں ظاہر نقص پر زور دینے سے پیش آیا۔ جس بات کی پہلے زمانوں میں کوئی بھی نظیر نہ ہو بلکہ اُس کے باطل ہونے پر نظیریں موجود ہوں اُس بات کے پیچھے پڑ جانا نہایت درجہ کے بے وقوف کا کام ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فاستلوا اهل الذکر ان کنتھلا تعلمون۔ یعنی خدا کی سنتوں اور عادات کا نمونہ یہود اور نصاریٰ سے پوچھ لو اگر تمہیں معلوم نہیں۔

اب ہم اس تقریر کو اسی قدر پر کفایت کرنے ایک اور عجیب بات بیان کرتے ہیں کہ

یہ قبتہ ایک جھوٹے اور مصنوعی مقدمہ کا جو میرے پربر پاکیا گیا خدا تعالیٰ نے کئی چھپینے پہلے اس کی اطلاع مجھے دی تھی اور نہ ایک دفعہ بلکہ ۲۹ جولائی ۱۸۹۷ء تک متواتر الہامات اس بارے میں کئے گئے کہ ایک ایٹلا اور مقدمہ اور باز پرس حکام کی طرف سے ہوگی اور ایک الزام لگایا جائے گا۔ اور آخر خدا اس جھوٹے الزام سے بری کرے گا۔ اور پھر ماضی کے بعد ۲۲ اگست ۱۸۹۷ء تک اطمینان اور تسلی دہی کے الہام ہوتے رہے یہاں تک کہ ۲۳ اگست ۱۸۹۷ء کو خدا تعالیٰ نے بری کر دیا۔ یہ تمام الہامات قریناً اپنی جماعت کے ستواؤں کو قبل از وقت سنائے گئے تھے جن میں انخویم مولوی حکیم فضل الدین صاحب اور انخویم مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی اور انخویم شیخ رحمت اللہ صاحب گجراتی۔ اور انخویم خواجہ کمال الدین صاحب بی اے اور انخویم میاں محمد علی صاحب ایم اے اور انخویم حکیم فضل الدین صاحب اور انخویم سید حامد شاہ صاحب اور انخویم خلیفہ نور الدین صاحب جموں اور انخویم مرزا خدا بخش صاحب وغیرہ احباب داخل ہیں اور ہر ایک صلفاً بیان کر سکتا ہے کہ یہ الہامات پیشگوئی کے طور پر ان کو سنائے گئے تھے۔ پس اس مقدمہ کا ہماری جماعت کو یہ فائدہ پہنچا کہ اس کے طفیل انہوں نے کئی نشان دیکھ لئے ایک تو یہی نشان کہ خدا تعالیٰ نے قبل از مقدمہ مقدمہ کی خبر اور نیز انجام کار بری ہونے کی خبر دی۔ اور دوسرا یہ نشان کہ جو پہلے چھپے ہوئے الہام میں یہ فقرہ تھا کہ اِنِّی مُہِلِّکٌ مِّنْ اِرَادَ اَہَا نَتَشْکِ اِسْ کِ تَصْدِیْقِ دِیْکَہِ لَی۔ اور تیسرا یہ نشان کہ مخالفوں نے تو مجھ پر الزام لگانا چاہا تھا پر خدا تعالیٰ نے حکام کی نظر میں انہیں کو ملزم کر دیا۔ اور چوتھا یہ نشان کہ محمد حسین نے مجھے ذلت کی حالت میں دیکھنا چاہا تھا خدا تعالیٰ نے یہ ذلت اسی پر ڈال دی اور اس کے شر سے مجھے بچا لیا۔ یہ خدا کی تائید ہے چلے ہیں کہ ہماری جماعت اس کو یاد رکھے۔ اور ایک بڑی الہی حکمت اس مقدمہ کے حائر ہونے میں یہ تھی کہ خدا تعالیٰ اس طور سے بھی میری ممانکت حضرت مسیح سے ثابت کرے اور میری سوانح کی اس کی سوانح

سے مشابہت لوگوں پر ظاہر فرماوے۔ چنانچہ وہ تمام ممالکتیں اس مقدمہ سے ثابت ہوئیں۔ متحکمہ ان کے یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گرفتاری کے لئے ان کے ایک نام کے مرید نے جس کا نام یہود اسکریوٹلی تھا یہودیوں سے تیس روز پہلے یکے حضرت مسیح کو گرفتار کروایا۔ ایسا ہی میرے مقدمہ میں ہوا کہ عبد الحمید نامی ایک میرے اذعان مرید نے نصرانیوں کے پاس جا کر اور ان کی طرح وہی میں گرفتار ہو کر ان کی تعلیم سے میرے پر ارادہ قتل کا مقدمہ بنایا۔ دوسری ممالکت یہ کہ مسیح کا مقدمہ ایک عدالت سے دوسری عدالت میں منتقل ہوا تھا۔ ایسا ہی میرا مقدمہ بھی امرتسر کے ضلع سے گورداسپورہ کے ضلع میں منتقل ہوا۔ تیسری ممالکت یہ کہ پیلطوس نے حضرت مسیح کی نسبت کہا تھا کہ یسوع کا کوئی گناہ نہیں دیکھتا۔ ایسا ہی کپتان ڈگلس صاحب نے عین عدالت میں ڈاکٹر کارک کے رو برو مجھ کو کہا کہ میں آپ پر کوئی الزام نہیں لگاتا۔ چوتھی ممالکت یہ کہ جس روز مسیح نے صلیبی موت سے نجات پائی اُس روز اُس کے ساتھ ایک چور گرفتار ہو کر مرنا یا ہوا گیا تھا ایسا ہی میرے ساتھ بھی اسی تاریخ یعنی ۲۳ اگست ۱۸۹۷ء کو اسی گڑی میں جب میں بڑی ہوا تو محنتی فوج کا ایک عیسائی بوہر چھری گرفتار ہو کر اسی عدالت میں پیش ہوا چنانچہ اس چھری نے تین مہینہ قید کی سزا پائی۔ پانچویں ممالکت یہ کہ مسیح کے گرفتار کرانے کیلئے یہودیوں اور ان کے سردار کاہن نے شور مچایا تھا کہ مسیح سلطنت روم کا باغی ہے اور آپ بادشاہ بننا چاہتا ہے۔ ایسا ہی محمد حسین ثالوی نے عیسائیوں کا گواہ بن کر عدالت میں محض شرارت سے شور مچایا کہ یہ شخص بادشاہ بننا چاہتا ہے اور کہتا ہے کہ میرے محافظ جس قدر سلطنتیں ہیں سب کاٹی جائیں گی۔ چھٹی ممالکت یہ کہ جس طرح پیلطوس نے سردار کاہن کے کہو اس پر کچھ بھی توجہ نہ کی اور سمجھ لیا کہ مسیح کا یہ شخص پکا دشمن ہے۔ اسی طرح کپتان ایچ ایم ڈگلس صاحب نے محمد حسین ثالوی کے بیان پر کچھ بھی توجہ نہ کی۔ اور اُس کے اظہار میں لکھ دیا کہ یہ شخص مرزا صاحب کا پکا دشمن ہے۔ اور پھر اخیر حکم میں اُس کے اظہار کا

ذکر تک نہیں کیا اور بالکل بے ہودہ اور خود غرضی کا بیان قرار دیا۔ ساتویں مماثلت یہ ہے کہ  
 ہر طرح مسیح کو گرفتاری سے پہلے خبر دی گئی تھی کہ اس طرح تجھے گرفتار کریں گے اور تیرے  
 قتل کرنے کے لئے کوشش کریں گے اور آخر خدا تجھے ان کی شرارت سے بچا لیا گا۔  
 ایسا ہی مجھے خدا تعالیٰ نے اس مقدمہ سے پہلے خبر دے دی اور ایک بڑی جماعت جو حاضر  
 تھی سب کو وہ اہامات سنائے گئے اور جو حاضر نہیں تھے ان میں سے اکثر اسباب کی  
 طرف خطا لکھے گئے تھے۔ اور یہ لوگ سو سے کچھ زیادہ آدمی ہیں۔

بالآخر یہ بھی واضح رہے کہ یہ مقدمہ ادادہ قتل جو میرے پر وار کیا گیا درحقیقت بناوٹی  
 تھا۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے خود گواہی دی ہے کہ پہلا بیان عہد الحمید کا ان کو لپھری تسلی  
 نہیں بخشتا۔ اور دوسرے بیان پر کوئی حرج نہیں کیا۔ پھر ایک بڑی دلیل پہلے بیان کے  
 جھوٹا ہونے پر یہ ہے کہ نور دین عیسائی اور پادری گرسے صاحب نے اس بات کو تصدیق  
 کر لیا ہے کہ عہد الحمید پہلے ان کے پاس آیا تھا اور چاہتا تھا کہ عیسائی ہو کر ان میں گزارہ کرے  
 مگر وہ اُس کو روٹی نہیں دے سکے۔ لہذا وہ نور دین کی نشان دہی سے کلارک کے پاس پہنچا  
 اب صاف ظاہر ہے کہ اگر عہد الحمید کلارک کے قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا تو اُس کو کیا ضرور  
 تھا کہ نور دین کے پاس جاتا اور پھر پادری گرسے کے پاس جاتا۔ اُس کو تو براہ راست ڈاکٹر کلارک کے  
 پاس جانا چاہیئے تھا۔ یہ ایک ایسا امر ہے جس کے تمام مقدمہ کھلتا ہے اور قرآن بھی صاف  
 دلالت کرتے ہیں کہ یہ شخص گجرات میں پہلے عیسائی رہ چکا تھا اور بدعتی سے نکلا گیا تھا لہذا  
 اُس نے مناسب سمجھا کہ اپنا پہلا نام ظاہر نہ کرے تا عیسائی لوگ پاس رکھنے میں عذر نہ کریں۔  
 اسی بات کا اُس نے اپنے دوسرے اظہار میں اقرار بھی کیا ہے۔ افسوس کہ صاحب ڈپٹی کمشنر  
 بہادر اور کپتان صاحب پولیس نے تو دراصل ابتدا سے ہی اپنی فراست سے سمجھ لیا تھا کہ یہ مقدمہ

چھوٹا دیکھنے والے نے اپنے تئیں دوسرے شعلہ دیہی کی بات اٹھا کر قہر میں زندہ داخل ہو گا اور  
 زندہ رہے گا کیونکہ جس نے خدا سے الہام پایا تھا کہ وہ صلیب کی موت سے ہرگز نہیں ہرجا۔ منہ

سچا نہیں ہے مگر محمد حسین بٹالوی نے مارے تعصب اور بخل کے اس مقدمہ کو سچا قرار دیا اور اپنا نفسانی کینہ نکالنے کے لئے یہ ایک موقع سمجھا۔ اسی غرض سے وہ ایسے جھوٹے اور قابل شرم مقدمہ میں عیسائیوں کی مدد دینے کے لئے عدالت میں آیا۔ فَلْيَبْكَ عَلَىٰ نَقْوَاهِ مِنْ كَانٍ بِالْكِبَا۔

لیکن باطلیح اس جگہ ایک سوال ہوتا ہے کہ ایسے مولوی جو مدتوں تک تقویٰ اور کفّت لسان اور دیانت اور امانت کا لوگوں کو وعظ کرتے رہے کیونکر ان کو حق کے قبول کرنے کے لئے مدد نہ ملی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا بلکہ انسان اپنے نفس پر آپ ظلم کرتا ہے۔ عاۃ اللہ یہ ہے کہ جب ایک فعل یا عمل انسان سے صادر ہوتا ہے تو جو کچھ اس میں اثر خفی یا کوئی خاصیت چھپی ہوئی ہوتی ہے خدا تعالیٰ ضرور اس کو ظاہر کر دیتا ہے مثلاً جس وقت ہم کسی کو ٹھڑی کے چاروں طرف سے دو دائرے بند کر دیں گے تو یہ ہمارا فعل ہے جو ہم نے کیا اور خدا تعالیٰ کی طرف سے اس پر اثر یہ مترتب ہو گا کہ ہماری کو ٹھڑی میں اندھیرا ہو جائیگا اور اندھیرا کرنا خدا کا فعل ہے جو قدیم سے اس کے قانون قدرت میں مندرج ہے۔ ایسا ہی جب ہم ایک وزن کافی تک نہر کھالیں گے تو کچھ شک نہیں کہ یہ ہمارا فعل ہو گا پھر بعد اس کے بھی مار دینا یہ خدا کا فعل ہے جو قدیم سے اس کے قانون قدرت میں مندرج ہے۔ غرض ہمارے فعل کے ساتھ ایک فعل خدا کا ضرور ہوتا ہے جو ہمارے فعل کے بعد ظہور میں آتا اور اس کا نتیجہ لازمی ہوتا ہے۔ سو یہ انتظام جیسا کہ ظاہر سے متعلق ہو ایسا ہی باطن سے بھی متعلق ہے۔ ہر ایک ہمارا نیک یا بد کام ضرور اپنے ساتھ ایک اثر رکھتا ہے جو ہمارے فعل کے بعد ظہور میں آتا ہے۔ اور قرآن شریف میں جو ختم اللہ علیٰ قلوبہم آیا ہے اس میں خدا کے مہر لگانے کے یہی معنی ہیں کہ جب انسان بدی کرتا ہے تو بدی کا نتیجہ اثر کے طور پر اس کے دل پر اور موتہ پر خدا تعالیٰ ظاہر کر دیتا ہے اور یہی معنی اس آیت کے ہیں کہ فَلَمَّا زَاغُوا زَاغَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِيَصْغَبُوا بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ۔

اُن کے دل کو حق کی مناسبت سے دور ڈال دیا اور آخر کو معاندانہ جوش کے اثر میں ایک عجیب کیا پلٹ اُن میں ظہور میں آئی اور ایسے بگڑے کر گویا وہ نہ ہے اور رفتہ رفتہ نفسانی مخالفت کے زہر نے اُن کے انوارِ فطرت کو دبا لیا۔ سو ایسا ہی ہمارے اندرونی مخالفوں کا حال ہوا۔ یہ کام روز کے طور پر نازل ہونا جس کو تمام محقق مانتے چلے آئے ہیں یہ ایک ایسا مسئلہ نہ تھا جو کسی اہل علم کی سمجھ میں نہ آوے۔ بڑے بڑے اکابر اس کو مان چکے ہیں۔ یہاں تک کہ محی الدین ابن العربی صاحب بھی اپنی تفسیر میں صاف لفظوں میں کہتے ہیں کہ نزولِ مسیح اس طرح ہو گا کہ اُس کی صبح کسی اہل بدین سے قتل کر کے لی یعنی اُس کی خواہر طبیعت پر جو ایک روحانی امر ہے کوئی اور شخص پیدا ہو گا۔ سو خدا تعالیٰ ان لوگوں کو مدد دینے کے لئے طیارہ تھا اگر وہ مدد لینے کے لئے طیارہ بھرتے۔ مگر وہ تو بخل اور تعصب سے بہت دور جا پڑے اور نہ چاہا کہ خدا تعالیٰ اُن کے دلوں کو منور کرے۔ ہاں میں یقین رکھتا ہوں کہ اُن کی اس ضد اور مخالفت میں بھی خدا تعالیٰ کی ایک حکمت ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے کہ جن روحانی امراض کو وہ اپنی ملامت سے پوشیدہ رکھتے تھے اور اس طرح پر خلقت کو بھی دھوکہ دیتے اور خود اپنے نفس سے بھی فریب کرتے تھے وہ تمام مرضیں اُن پر نظر پڑا ہر کی جائیں اور ریاکاری کے تمام پردے اُٹھا دیئے جائیں۔ سو انہوں نے اپنی نفسانی آندھیوں اور تعصب کے طوفان کی سرگردانیوں سے صدق و ثبات کے پہاڑ سے ٹک کھا کر اور تلوار کی تیز دھار پر ہاتھ مار کر ظاہر کر دیا کہ وہ اپنی فطرت کے دوسے کیسے مہلک زخموں کے لئے مستعد ہو رہے ہیں اور کس طرح کینہ پُر کے خیالات اُن کو ہلاکت کی طرف بھیج رہے ہیں اور اُن پر روز کھلتا جاتا ہے کہ کس قدر وجودِ حق کا طرح طرح کے حسد اور بخل کا مجموعہ اور خود بینی اور تکبر کا سرچشمہ ہے۔ اس طرح پر قوی اُمید ہے کہ وہ ایک دن اپنے ان تمام حالات پر نظر ڈال کر متنبہ ہو جائیں گے اور اسخراں کو ایک روحانی آنکھ عطا ہوگی جس سے وہ خطرناک راہوں سے مجتنب ہو سکیں گے۔

ہم کئی دفعہ لکھ چکے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کی راہ یا یوں کہو کہ ہدایت کے اسباب اور وسائل تین ہیں۔ یعنی ایک یہ کہ کوئی گم گشتہ محض خدا کی کتاب کے ذریعہ سے ہدایت یاب ہو جائے۔ اور دوسرے یہ کہ اگر خدا تعالیٰ کی کتاب سے اچھی طرح سمجھ نہ سکے تو عقلی شہادتوں کی روشنی اس کو راہ دکھلا دے۔ اور تیسرے یہ کہ اگر عقلی شہادتوں سے بھی مطمئن نہ ہو سکے تو آسمانی نشان اُس کو اطمینان بخشیں۔ یہ طریق ہیں جو بندوں کے مطمئن کرنے کے لئے قدیم سے مادۃ اللہ میں داخل ہیں یعنی ایک سلسلہ کتب ایمانیہ جو کمال اور نقل کے رنگ میں عام لوگوں تک پہنچتا ہے جن کی خبروں اور ہدایتوں پر ایمان لانا ہر ایک مومن کا فرض ہے اور اُن کا مخزن اتم اور مکمل قرآن شریف ہے۔ دوسرا سلسلہ مقولات کا جس کا منبع اور ماخذ دلائل عقلیہ ہیں۔ تیسرا سلسلہ آسمانی نشانوں کا جس کا سرچشمہ نبیوں کے بعد ہمیشہ امام الزمان اور محمد والوقت ہوتا ہے۔ چل وارت اُن نشانوں کے انبیاء علیہم السلام ہیں۔ پھر جب اُن کے معجزات اور نشان مدت مدید کے بعد منقول کے رنگ میں ہو کر فصیح التأثير ہو جاتے ہیں تو خدا تعالیٰ ان کے قدم پر کسی اور کو پیدا کرتا ہے تاہم آئینہ اولوں کے لئے نبوت کے عجائب کے کسے بطور منقول ہو کر مُردہ اور بے اثر نہ ہو جائیں۔ بلکہ وہ لوگ بھی بذات خود نشانوں کو دیکھ کر اپنے ایمانوں کو تازہ کریں۔ غرض خدا تعالیٰ کے وجود اور راہ راست پر یقین لانے کے لئے ہی تین طریقے ہیں جن کے ذریعہ سے انسان تمام شبہات سے نجات پاتا ہے۔ اگر خدا کی کتاب اور اُس کے مندرجہ معجزات اور نشان اور ہدایتیں جو اس زمانہ کے عام لوگوں کی نظر میں بطور منقول کے ہیں کسی پر مشتبہ رہیں تو ہزاروں عقلی دلائل ان کی تائید میں کھڑے ہوتے ہیں اور اگر عقلی دلائل بھی کسی سادہ لوح پر مشتبہ رہیں تو پھر دُھوٹنے والوں کے لئے آسمانی نشان بھی موجود ہیں۔ لیکن بڑے بد قسمت وہ لوگ ہیں کہ جو باوجود ان ان تینوں راہوں کے کھٹلے ہونے کے پھر بھی ہدایت پانے سے بے نصیب رہتے ہیں۔ اور حقیقت ہمارے اندرونی اور بیرونی مخالف اسی قسم کے ہیں۔ مثلاً اس زمانہ کے مولویوں کو

یاد بار قرآن اور احادیث سے دکھلایا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں مگر انہوں نے قبول نہ کیا۔ پھر عقلی طور پر ان کو شرم دلائی گئی کہ یہ عقیدہ تمہارا عقل کے بھی سراسر مخالف ہے۔ تمہارے ہاتھ میں اس بات کی کوئی نظیر نہیں کہ اس کے پہلے کوئی آسمان سے بھی اترتا ہے۔ پھر آسمانی نشان متواتر ان کو دکھلانے لگے اور خُدا کی حجت اُن پر پوری ہوئی۔ لیکن تعصب ایسی بلا ہے کہ یہ لوگ اب تک اس فاسد عقیدہ کو نہیں چھوڑتے۔

ایسا ہی پادری صاحبان بھی ان تینوں طریقوں کے ذریعہ سے ہمارے ملزم ہیں مگر پھر بھی اپنے بے اہل عقائد کو چھوڑنا نہیں چاہتے اور نہایت ٹکٹے اور بے جان خیالات پر لگے جاتے ہیں۔ اور وسائلِ ثلاثہ مذکورہ کے رو سے وہ اس طرح ملزم ٹھہرتے ہیں کہ اگر مثلاً ان کے اُس سبمانی اور محدود خدا کا جس کا نام وہ یسوع رکھتے ہیں پہلی تعلیموں سے پتہ تلاش کیا جائے یا یہودیوں کے اظہار لئے جائیں تو ایک ذرہ سی بھی ایسی تعلیم نہیں ملے گی جس سے ایسے خدا کا نقشہ کھینچ کر دکھلایا ہو۔ اگر یہودیوں کو یہ تسلیم دی جاتی تو ممکن نہ تھا کہ ان کے تمام فرقے اُس ضروری تعلیم کو جو ان کی نجات کا مدار تھی فراموش کر دیتے اور کوئی ایک اور فرقہ بھی اُس تعلیم پر قائم نہ رہتا۔ کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ ایک ایسا عظیم الشان گروہ جیسے ہر زمانہ میں ہر دماغِ عالم فاضل موجود رہے ہیں اور جن کے ساتھ ساتھ صدیاں نبی جوتے چلے آئے ہیں ایک ایسی تعلیم سے اُن کو بے خبری ہو جو چودہ سو برس سے برابر ان کو ملتی رہی اور لاکھوں افراد ان کے ہر صدی میں اُس تعلیم میں نشو و نما پاتے رہے۔ اور ہر صدی کے پیغمبر کی معرفت وہ تعلیم نازل ہوتی رہی اور ہر ایک فرقہ اُن کا اُس تعلیم کا پابند رہا اور اُن کے رگ و ریشہ میں وہ تعلیم گھس گئی۔ اور ایسا ہی صدی بعد صدی اُن کے نبی نہایت اہتمام سے اُس تعلیم کی تاکید کرتے چلے آئے۔ یہاں تک کہ اُس صدی تک نوبت پہنچ گئی جس میں ایک شخص نے خُدا کی کا دعویٰ کیا اور وہ لوگ سب کے سب اُس دھوکے



سے سخت انکاری ہوئے اور بالاتفاق کہا کہ یہ دعویٰ اُس مسلسل تعلیم کے برخلاف ہے کہ جو توریت اور دوسری کتابوں سے خدا کے نبیوں کی معرفت چودہ سو برس سے آج تک ہیں ملتی رہی ہے۔

سوعیسائی عقیدہ کے بطلان کے لئے اسکی زیادہ اور کیا دلیل ہوگی کہ وہ جس تعلیم کو پہنچی اور مغائب اللہ سمجھتے ہیں وہی تسلیم اُن کے جلدائیل عقیدہ کی مکتب ہے۔ اور اُن کے اس عقیدہ سے ایسی کھلی کھلی مخالفت ہے کہ کہیں کسی یہودی کو یہ شک بھی نہیں گذرا کہ اُن تعلیم میں تثلیث بھی داخل ہے۔ ہاں عیسائی لوگ پیشگوئیوں کی طرف باقاعدہ پیراستے ہیں مگر یہ خیالی نہایت ہنسی کی بات اور قابلِ شرم ہے کیونکہ جن نبیوں کی یہ موعودا نہ تعلیم تھی جو مسلسل طور پر یہودیوں کے ہاتھوں میں چلی آئی۔ کیوں کہ ممکن تھا کہ ایسے انبیاء علیہم السلام اپنی تعلیم کے مخالف پیشگوئیاں بیان کرتے اور اپنی تعلیم اور پیشگوئیوں میں ایسا تناقض ڈال دیتے کہ تعلیم کا تو کچھ اور منشا اور پیشگوئیوں کا کچھ اور ہی منشا ہو جاتا۔

اور اس بزرگ عقیدہ کے لئے یہ ایک نکتہ نہایت باریک بینی سے پیشگوئیوں میں استقامت اور مجازات بھی ہوتے ہیں مگر تعلیم کیلئے تصریح اور تفصیل ضروری ہوتی ہے اسلئے جہاں کہیں تعلیم اور پیشگوئی کا تناقض معلوم ہو تو یہ لازم ہوتا ہے کہ تعلیم کو مقدم رکھا جائے۔ اور پیشگوئی کو اگر اُس کے مخالف ہو ظاہر الفاظ سے پھیر کر تعلیم کے مطابق اور موافق کر دیا جائے تا فرغ تناقض ہو۔ بہر حال تعلیمی مضمون کا لحاظ مقدم چاہیے۔ کیونکہ تعلیم علاوہ تصریح اور تفصیل کے اکثر معروض افادہ استفادہ میں آتی رہتی ہے۔ لہذا اس کے مقاصد اور مدعا کسی طرح مخفی نہیں رہ سکتے برخلاف پیشگوئیوں کے کہ وہ اکثر گوشہ گسائی میں پڑی رہتی ہیں۔ پس اس حکم اصول کے رو سے یہودی لوگ عیسائیوں کے مقابل پر اس بحث میں بالکل سستے ہیں کیونکہ یہودیوں نے تعلیم کو پیشگوئیوں پر مقدم رکھا اور پیشگوئیوں کے وہ مننے کئے جو تعلیم کے مخالف نہ ہوں۔ مگر عیسائیوں نے پیشگوئیوں کے وہ مننے کئے ہیں جو تعلیم کے سراسر مخالف ہیں۔ ماسوا اس کے یہودیوں کے مننے و طرح

سے بھی مستند ہیں کہ وہ انبیاء علیہم السلام سے سنتے چلے آئے ہیں اور حضرت یحییٰ کا ایک فرقہ جو بلاد شام میں اب تک پایا جاتا ہے وہ بھی عیسائیوں کے اس عقیدہ کے مخالف ہے اور یہودیوں کا موید ہے اور یہ اور دلیل اس بات پر ہے کہ عیسائی غلطی پر ہیں۔ غرض منقول کے رو سے عیسائیوں کا عقیدہ نہایت بُرا ہے بلکہ قابلِ شرم ہے۔ رہا دوسرا ذریعہ شناخت حق کا جو عقل ہے سو عقل تو عیسائی عقیدہ کو دور سے دھکے دیتی ہے۔ عیسائی اس بات کو مانتے ہیں کہ جس جگہ تثلیث کی منادی نہیں پہنچی ایسے لوگوں سے صرف قرآن اور توریت کی توحید کے رو سے مواخذہ ہو گا تثلیث کا مواخذہ نہیں ہو گا۔ پس وہ اس بیان سے صاف گواہی دیتے ہیں کہ تثلیث کا عقیدہ عقل کے موافق نہیں کیونکہ اگر عقل کے موافق ہوتا تو جیسا کہ بے خبر لوگوں سے توحید کا مواخذہ ضروری ہے ایسا ہی تثلیث کا مواخذہ بھی ضروری ٹھہرتا۔ اب ان دونوں کے بعد تیسرا ذریعہ شناخت حق کا آسمانی نشان ہیں یعنی یہ کہ سچے مذہب کے لئے ضروری ہے کہ اس کا صرف قصوں اور کہانیوں پر سہارا نہ ہو بلکہ ہر ایک زمانہ میں اس کی شناخت کے لئے آسمانی دروازے کھلے رہیں اور آسمانی نشان ظاہر ہوتے رہیں تا معلوم ہو کہ اُس زندہ خدا سے اُس کا تعلق ہے کہ جو ہمیشہ سچائی کی حمایت کرتا ہے۔ سو افسوس کہ عیسائی مذہب میں یہ علامت بھی پائی نہیں جاتی بلکہ بیان کیا جاتا ہے کہ سلسلہ نشانوں اور معجزات کا آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گیا ہے۔ اور بجائے اس کے کہ کوئی موجودہ آسمانی نشان دکھلایا جائے اُن باتوں کو پیش کرتے ہیں کہ جو اس زمانہ کی نظر میں صرف قصے اور کہانیاں ہیں۔ ظاہر ہے کہ اگر سیورج نے کسی زمانہ میں اپنی خدائی ثابت کرنے کیلئے چند ماہی گیروں کو نشان دکھلائے تھے تو اب اس زمانہ کے تعلیم یافتہ لوگوں کو اُن پر پڑھوں کی نسبت نشان دیکھنے کی بہت ضرورت ہے کیونکہ ان بچاروں کو کسی طرح عاجز انسان کی خدائی سمجھ نہیں آتی اور کوئی منطقی یا فلسفہ ایسا نہیں جو ایسے شخص کو خدائی کے دعوے کی ڈگری دے جس کی ساری رات کی دعا بھی منظور نہ ہو سکی اور جس نے اپنے زندگی کے سلسلہ میں ثابت کر دیا کہ اس کی روح کمزور بھی ہے اور نادان بھی۔ پس اگر سیورج اب بھی زندہ خدا ہے

اور اپنے پرستاروں کی آواز سنتا ہے تو چاہیے کہ اپنی جماعت کو جو ایک مقبول عقیدہ پر ہے وہ بزور  
 سے بھی ہے اپنے آسمانی نشانوں کے ذریعہ سے مدد دے۔ انسان قسلی پائے کیلئے ہمیشہ آسمانی  
 نشانوں کے مشاہدہ کا محتاج ہے اور ہمیشہ روح اس کی اس بات کی بھوک اور پیاسی ہے کہ اپنے  
 خدا کو آسمانی نشانوں کے ذریعہ سے دیکھے اور اس طرح پودہریوں اور طبعیوں اور محمدؐ کی کشاکش  
 سے نجات پاوے۔ سو سچا مذہب خدا کے ڈھونڈنے والوں پر آسمانی نشانوں کا دروازہ  
 ہرگز بند نہیں کرتا۔

اب جب میں دیکھتا ہوں کہ عیسائی مذہب میں خدا شناسی کے تینوں ذریعے مفقود ہیں  
 تو مجھے تعجب آتا ہے کہ کس بات کے سہارے سے یہ لوگ یسوع پرستی پر زور مار رہے ہیں۔ کیسی  
 بد نصیبی ہے کہ آسمانی دروازے ان پر بند ہیں۔ مقبولی دلائل ان کو اپنے دروازے سے دھکے دیتے  
 ہیں۔ اور عقلی دستاویزیں جو گزشتہ نبیوں کی مسلسل تعلیموں سے پیش کرنی چاہیئے تھیں وہ ان کے  
 پاس موجود نہیں۔ مگر پھر بھی ان لوگوں کے دلوں میں خدا تعالیٰ کا خوف نہیں۔ انسان کی عقلندی  
 یہ ہے کہ ایسا مذہب اختیار کرے کہ جس کے اصول خدا شناسی پر سب کا اتفاق ہو اور  
 عقل بھی شہادت دے اور آسمانی دروازے بھی اُس مذہب پر بند نہ ہوں۔ سو غور کر کے معلوم  
 ہوتا ہے کہ ان تینوں صفقتوں سے عیسائی مذہب بے نصیب ہے اُس کا خدا شناسی کا طریق  
 ایسا نالا ہے کہ نہ اس پر یہودیوں نے قدم مارا اور نہ دنیا کی اور کسی آسمانی کتاب نے وہ ہدایت  
 کی۔ اور عقل کی شہادت کا یہ حال ہے کہ خود یورپ میں جس قدر لوگ علوم عقلیہ میں ماہر ہوتے جاتے  
 ہیں وہ عیسائیوں کے اس عقیدہ پر ٹھٹھا اور ہنسی کرتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ عقلی عقیدے سب کلیت کے رنگ میں ہوتے ہیں۔ کیونکہ قواعد کلیہ  
 سے اُن کا استخراج ہوتا ہے۔ لہذا ایک فلاسفر اگر اس بات کو مان جائے کہ یسوع خدا ہے تو  
 چونکہ دلائل کا حکم کلیت کا فائدہ بخشتا ہے اُس کو ماننا پڑتا ہے کہ پہلے بھی ایسے کروڑ ہا خدا گذرے  
 ہیں اور اُن کے بھی ہو سکتے ہیں اور یہ باطل ہے۔

اور آسمانی نشانوں کی شہادت کا یہ حال ہے کہ اگر تمام پاوری مسیح مسیح کرتے مریضی سائیں تاہم ان کو آسمان سے کوئی نشان مل نہیں سکتا۔ کیونکہ مسیح خدا ہوتا تو ان کو نشان دے۔ وہ تو پچارہ اور عاجز اور ان کی فریاد سے بے خبر ہے۔ اور اگر خبر بھی ہو تو کیا کر سکتا ہے۔

دنیا میں ایسا مذہب اور ان صفات کا جامع صرف (مسلم) ہے۔ ہر ایک مذہب کی خدا شناسی کے اگر زوائد نکال دیئے جائیں اور مخلوق پرستی کا حصہ الگ کر دیا جائے تو جو باقی رہے گا وہی توحید اسلامی ہے۔ اس کے معلوم ہوا کہ اسلامی توحید سب کی مافی ثانی ہے۔ پس ایسے لوگ کس قدر اپنے تئیں خطرہ میں ڈالتے ہیں کہ ایک امر کو جو مسلم الکل ہے قبول نہیں کرتے اور ایسے عقیدوں کی پیروی کرتے ہیں کہ جو محض ان کے اپنے دعوے ہیں اور عام قبولیت سے خالی ہیں۔ اگر قیامت کے دن حضرت مسیح نے کہیدیا کہ میں تو خدا نہیں تھا۔ تم نے کیوں خواہ مخواہ میرے ذمہ خدائی لگادی تو پھر کہاں جائیں گے اور کس کے پاس جا کر روئیں گے؟ خدا تعالیٰ نے عیسائیوں کو مزم کرنے کے لئے چار گواہ ان کے ابطال پر مقرر کئے ہیں۔ اول یہودی کہ جو تھینا ساڑھے تین ہزار برس سے گواہی دے رہے ہیں کہ ہمیں ہرگز ہرگز تثلیث کی تسلیم نہیں ملی اور نہ کوئی ایسی پیشگوئی کسی نبی نے کی کہ کوئی خدا یا حقیقی طور پر ابن اللہ زمین پر ظاہر ہونے والا ہے۔ دوم حضرت یحییٰ کی امت یعنی یوحنا کی امت جو اب تک بلاد شام میں موجود ہے جو حضرت مسیح کو اپنی قدیم تعلیم کے رو سے صرف انسان اور نبی اور حضرت یحییٰ کا شاگرد مانتے ہیں تیلیس سے فرقہ موعده عیسائیوں کا جن کا بار بار قرآن شریف میں بھی ذکر ہے۔ جن کی بحث روم کے تیسری صدی کے قیصر نے تثلیث والوں کو کرانی تھی اور فرقہ موعده غالب رہا تھا اور اسی وجہ سے قیصر نے فرقہ موعده کا مذہب اختیار کر لیا تھا۔ چوتھے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف نے انہوں نے گواہی دی کہ مسیح ابن مریم ہرگز خدا نہیں ہے اور نہ خدا کا بیٹا ہے بلکہ خدا کا نبی ہے۔

اور علاوہ اس کے ہزاروں راستہ باز خدا تعالیٰ کا الہام پاکر اب تک گواہی دیتے چلے

اُسے ہیں کہ مسیح ابن مریم ایک عاجز بندہ ہے اور خدا کا نبی۔ چنانچہ اس زمانہ کے عیسائیوں پر گواہی دینے کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے کھڑا کیا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ تم میں لوگوں پر ظاہر کروں کہ ابن مریم کو خدا ٹھہرانا ایک باطل اور کفر کی راہ ہے۔ اور مجھے اس نے اپنے مکالمات اور مخاطبات سے مشرف فرمایا ہے اور مجھے اُن کے بہت سے نشانوں کے ساتھ بھیجا ہے اور میری تائید میں اُس نے بہت سے خوارق ظاہر فرمائے ہیں۔ اور درحقیقت اس کے فضل و کرم سے ہماری مجلس خُلا اِنما مجلس ہے۔ جو شخص اس مجلس میں صحبت نیت اور پاک ارادہ اور مستقیم جستجو سے ایک مدت تک رہے تو میں یقین کرتا ہوں کہ اگر وہ دہریہ بھی ہو تو آخر خدا تعالیٰ پر ایمان لاوے گا۔ اور ایک عیسائی جس کو خدا تعالیٰ کا خوف ہو اور جو سچے خدا کی تلاش اور سمجھ اور پیاس رکھتا ہو اُس کو لازم ہے کہ بے ہودہ قصے اور کہانیاں لاتھ سے چھینک دے اور چشم دید ثبوتوں کا طالب بن کر ایک مدت تک میری صحبت میں رہے پھر دیکھے کہ وہ خدا جو زمین اور آسمان کا مالک ہے کس طرح اپنے آسمانی نشان اس پر ظاہر کرتا ہے۔ مگر افسوس کہ ایسے لوگ بہت تھوڑے ہیں جو درحقیقت خدا کو دیکھنے والے اور اُس تک پہنچنے کیلئے دن رات سرگرداں ہیں۔ اے عیسائیوں! یاد رکھو کہ مسیح ابن مریم ہرگز ہرگز خدا نہیں ہے۔ تم اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو۔ خدا کی عظمت مخلوق کو مت دو۔ ان باتوں کے سننے سے ہمارا دل کانپتا ہے کہ تم ایک مخلوق ضعیف و رماندہ کو خدا کر کے پکارتے ہو سچے خدا کی طرف آ جاؤ تا تمہارا بھلا ہو اور تمہاری عاقبت بخیر ہو۔

ناظرین اس مقام سے یہ دینی فائدہ بھی حاصل کر سکتے ہیں کہ پادریوں کا یہ دعوئے ہے کہ پاک باطنی اور پاک روشنی صرف ہمارے ہی حصہ میں آگئی ہے اور دوسری قومیں سراسر گناہوں میں مبتلا ہیں۔ مگر یہ دعویٰ اُن کا ہمیشہ جو ٹانا اور خلاف واقعہ ثابت ہوتا رہا ہے بلکہ حق بات یہ ہے کہ بہت سے لوگ ان میں بھی ایسے ہیں کہ وہ قابلِ شرم زندگی بسر کرتے ہیں انجیل کی تعلیم کو

انہوں نے ایسا بگاڑا ہے کہ گویا اُس کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور ہیں۔ ہم کسی پادری کو نہیں دیکھتے کہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری بھی پھیر دے۔ بلکہ کئی اُن میں سے جھوٹے مقدمے برپا کرتے اور نہایت بے صبری اور کینہ کشی کی وجہ سے ادنیٰ باتوں کو عدالتوں تک پہنچاتے ہیں۔ پھر زور پر زور دیا جاتا ہے کہ حکام اُن کے دشمنوں کو سزا دیں۔ اسی مقدمہ کو دیکھنا چاہیے کہ کس طرح سراسر جھوٹ باندھا گیا۔ اور کس طرح حضرات و اعلیٰ انجیل نے قتل کے مقدمہ میں مجھے مانوڈ کرانے کے لئے قہیں کھائی ہیں۔ ڈاکٹر کلارک اور وارث دین اور عبد الرحیم اور پریم داس اور یوسف خاں یہ سب حضرات عیسائیان وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس قابلِ شرم مقدمہ کی تائید میں انجیل اُنجیل اُنٹھائی۔ یہ وہی بزرگ ہیں جو آتم کے مقدمہ میں بار بار کہتے تھے کہ ”ہمارے مذہب میں قسم کھانا ہرگز درست نہیں ہے۔ آتم کیوں قسم کھاتا“ بلکہ ڈاکٹر کلارک نے ایک اشتہار میں بہت سی توہین کے ساتھ یہ لکھا تھا کہ ”ہمارے مذہب میں قسم کھانا ایسا ہے جیسا کہ مسلمانوں میں خضر خیر کھانا“ سو ان لوگوں نے ثابت کر دیا کہ کہاں تک ان کے قول اور فعل میں مطابقت ہے۔ ہم عبد اللہ آتم کی کیا چاہتے تھے یہی تو چاہتے تھے کہ وہ منصفوں کے جلسہ عدالت میں حاضر ہو کر قسم کھا دے کہ وہ ہماری شرط کے موافق اسلامی عظمت سے ڈرا نہیں۔ سو چونکہ وہ سچ پر نہیں تھا اس لئے قسم کھانے کی جرأت نہ کر سکا۔ اگر یہ عذر تھا کہ ”ہم عدالت میں قسم کھاتے ہیں نہ کسی اور جگہ“ تو اول تو یہ عند اُن کی کتابوں میں مندرج نہیں۔ انجیل میں کہیں نہیں لکھا کہ قسم صرف اُس حالت میں درست ہے کہ جب تم عدالت میں جبراً بلائے جاؤ بلکہ عموماً قسم کی اجازت دی اور خود حضرت مسیح نے بغیر حاضری عدالت کے قسم کھائی۔ اور اُن کا پلوں پیشہ قسم کھایا کرتا تھا۔ اور اگر ہم اپنی طرف سے عدالت کی حاضری کی شرط بھی زیادہ کر لیں تو یہ شرط بھی ان کو مفید نہیں کیونکہ عدالت سے مراد یہ نہیں ہے کہ فرد کسی ملازمت پیشہ حاکم کی کپڑی ہو بلکہ ایسے منصف اور ثالث جو بغیر کسی رورعانت کے حق کی شہادت دے سکتے ہوں اور جھوٹے کو ٹرم کر سکتے ہوں اُن کا

جلسہ بھی بلاشبہ عدالت کا جلسہ ہے جس کی طرف بلایا گیا تھا۔ اور لطف یہ کہ عیسائیوں کی کتابوں میں قسم کھانے کے لئے مجبوراً کچھ لوگوں میں بلایا جانا کوئی شرط نہیں بلکہ جہاں کہیں کسی تصفیہ کے لئے قسم مفید ہو سکتی ہو اسی جگہ ان کے مذہب کے رو سے قسم کھانا واجب ہو جاتا ہے۔

ماسوا اس کے ڈاکٹر کلارک نے جو ہمارے مقدمہ میں قسم کھائی اُس کو قسم کھانے کیلئے کس عدالت نے جبراً بلایا تھا؟ آپ اس لئے مقدمہ عدالت کے سامنے پیش کیا تب قسم بھی دی گئی۔ افسوس! کہ اسی قسم پر پادریوں نے کس قدر لمبا جھگڑا کیا تھا۔ اور کس قدر اہم نے قسم کھانے سے کنارہ کشی کی تھی۔ حالانکہ الہامی شرط سے اپنے تئیں علیحدہ ثابت کرنے کے لئے اس کو قسم کھانا نہایت ضروری تھا۔ ہم نے تو قسم پر چار ہزار روپیہ بھی دینا کیا تھا اور ہماری طرف سے کوئی نئی حجت نہیں تھی۔ پہلے دن سے الہام میں یہ شرط تھی کہ اگر اُس کا دل اسلامی حقانیت کی طرف رجوع کرے گا اور اُس کی عظمت کو قبول کرے گا تو موت سے بچ جائیگا۔ اور اُس کا میعاد کے اندر موت سے بچنا انصاف اس نتیجہ کو چاہتا تھا کہ کیا اس نے شرط پر عمل تو نہیں کیا؟ اور اُس نے اپنے اقوال سے اور افعال سے جس قدر خوف ظاہر کیا تھا کم سے کم اُس نے یہ نتیجہ ضرور نکلتا تھا کہ وہ اسلامی عظمت سے ضرور ڈرا ہے اسی وجہ سے ہم نے بار بار اشتہار دیا تھا کہ اگر وہ نہیں فدا تو اپنے تئیں اس الہامی شرط سے باہر ثابت کرنے کے لئے قسم کھا جاوے۔ اور ہم نے نہ صرف قرآن موجودہ سے دیکھا بلکہ خدا نے ہمیں اطلاع دی تھی کہ وہ ضرور ڈرا ہے۔ اور اہم نے اپنے مضطربانہ حالات سے ہماری الہام کی تصدیق کر دی تھی۔ پس اگر عیسائی لوگ یقینی طور پر اُس کا خوف اور رجوع نہ مانتے تو کم سے کم یہ تو ان کو سوچنا چاہیے تھا کہ اہم کا قسم سے کنارہ کرنا اور خوف کا اقرار کرنا اور وجہ خوف اپنے خود تراشیدہ جھوٹے بہتانوں کو قرار دینا۔ کبھی کہنا کہ میرے پرسانپ چھوڑ آیا تھا۔ اور کبھی کہنا کہ تلواروں والوں نے حملہ کیا تھا۔ اور کبھی نیزوں اور بندوقوں والوں کا نام لینا اور بڑبڑ

کچھ بھی نہ دینا یہ تمام باتیں ایسی تھیں کہ آئتم کو عدالت کے رُوسے ملازم کرتی تھیں اور ان یہودہ  
افراڈوں کا بار ثبوت اُس کی گردن پر تھا۔ اور اُس کی بریت کم سے کم قسم کھانے میں تھی جس سے  
وہ ایسا بھاگا جیسا ایک شخص شیر سے بھاگتا ہے۔

اور پھر اس پیشگوئی کے دوسرے حصے نے اور بھی ہمارے الہام کی سچائی پر روشنی ڈالی  
کیونکہ دوسری پیشگوئی میں یہ تھا کہ اگر آئتم نے الہامی شرط سے فائدہ اٹھا کر پھر اس سچی گواہی کو  
چھپایا تو وہ جلد فوت ہو جائے گا۔ اور اُس کی زندگی کے دن بہت تھوڑے ہوں گے۔  
اور یہ پیشگوئی بھی اشتہاروں کے ذریعہ سے لاکھوں انسانوں میں مشہور کی گئی تھی۔ چنانچہ  
ایسا ہی ہوا۔ اور آئتم چارے آخری اشتہار سے چھ ماہ کے اندر فوت ہو گیا۔ اور ان تمام  
باتوں نے پادری صاحبوں کو بہت شرمندہ کیا۔ کیونکہ آئتم نے نہ تو قسم کھائی اور نہ اپنے  
جھوٹے بہتانوں کو بذریعہ نالاش ثابت کیا۔ اور نہ ان بہتانوں کا کچھ ثبوت دیا جو الہامی شرط  
پر پردہ ڈالنے کے لئے اُس نے تراشے تھے۔ اس لئے یہ تمام حرکات اُس کی پادریوں کی  
سخت ندامت کی موجب ہوئیں۔

علاوہ اس کے عیسائیوں کو یہ اور شرمندگی دامنگیر ہوئی کہ آئتم ہماری دوسری پیشگوئی  
کے مطابق اختلافی شہادت کے بعد بہت جلد فوت ہو گیا۔ پھر اس شرمندگی پر ایک  
اور شرمندگی یہ پیش آئی کہ لیکرام ہماری پیشگوئی کے مطابق ميعاد کے اندر مارا گیا۔ اور  
جیسا کہ پیشگوئی میں تصریح تھی کہ وہ عید کے دوسرے دن مارا جائے گا ایسا ہی وقوع میں  
آیا۔ یہ تمام باتیں ایسی تھیں کہ حضرات پادری صاحبان کو ان سے بڑی کوفت پہنچی تھی۔ یہ لوگ  
ہمیشہ بازاروں میں وعظ کے طور پر کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی پیشگوئی  
ظہور میں نہیں آئی اور نہ کوئی معجزہ ہوا۔ مگر برخلاف اس کے خدا نے ان کو متواتر معجزات  
بھی دکھلائے اور پیشگوئیاں بھی مشاہدہ کرائیں۔ انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جلسہ  
غائب لاہور میں قبل از وقت ہم نے اشتہار دیا تھا کہ خدا مجھے فرماتا ہے کہ ”تیرا مضمون



بالا ہے گا۔ سو وہ پیش گوئی وہ کھوں آدمیوں کے اقرار سے پوری ہوئی۔ یہاں تک کہ عیسائی پرچہ رسولِ مٹری گزٹ نے بھی اس کی شہادت دی۔ اور اعجازی طور پر مضمون ہمارا غالب رہا۔ پس یہ شرمندگی حضرات عیسائیوں کے لئے کچھ تھوڑی نہیں تھی کہ ہماری پیشگوئیوں کی سچائی سے متواتر اُن کو زخم پہنچے۔

اور اس کے زیادہ ان کی ندامت کا یہ بھی موجب ہوا کہ اس عرصہ میں کئی عہدہ کتائیں رد و تصدیر میں میں نے تالیف کیں جن سے اُن کے عقائد کے بطلان کی بخوبی حقیقت کھل گئی۔ یہ تمام باتیں ایسی تھیں جن سے مجھے خود اندیشہ تھا کہ آخر کوئی جھوٹا مقدمہ میرے پر بنایا جائے گا۔ کیونکہ دشمن جب لاجواب ہو جاتا ہے تو پھر جان اور آبرو پر حملہ کرتا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور آخر یہ خون کا مقدمہ میرے پر بنایا گیا اور ضرور تھا کہ اس میں محمد حسین ثالوی اور ادیب بھی شامل ہوتے۔ کیونکہ ان سب کو ذلت پر ذلت پہنچی اور خدا نے ان سب کا مونہ بند کر دیا۔ مگر پادری صاحبوں کو سب سے زیادہ بڑھ کر جوش تھا کیونکہ میری کارروائی میں اُن کے کوڑے بار و پیہ کا نقصان ہے۔ اور علاوہ آسمانی نشانوں کے میرے اعتراضات نے بھی ان کے مذہب کے تار و پود کو توڑ دیا ہے۔ چنانچہ وہ اعتراض جو ان کے اس عقیدہ پر کیا گیا تھا کہ تمام گناہگاروں کی لعنت مسیح پر آئی جس کا حاصل یہ تھا کہ مسیح کا دل خدا تعالیٰ کی معرفت اور محبت سے بالکل خالی ہو گیا تھا اور درحقیقت وہ خدا کا دشمن ہو گیا تھا۔ یہ ایسا اعتراض تھا کہ عقیدہ کفارہ کو بالکل کرتا تھا۔ کیونکہ جبکہ لعنت اپنے مفہوم کے رو سے مسیح جیسے راست باز انسان پر ہرگز ہائز نہیں تو پھر کفارہ کی حجت جس کا شہتیر لعنت ہے کیونکہ ٹھہر سکتی ہے۔

ایسا ہی وہ اعتراض کہ خدا کا کوئی فعل اُس کی قدیم عادت سے مخالفت نہیں اور عادت کثرت اور کلیت کو چاہتی ہے۔ پس اگر درحقیقت بیٹے کو بھیجا خدا کی عادت میں داخل ہے تو خدا کے بہت سے بیٹے چاہئیں تا عادت کا مفہوم جو کثرت کو چاہتا ہے ثابت ہو اور

تا بعض بیٹے جنات کے لئے مصلوب ہوں اور بعض انسانوں کے لئے اور بعض اُن مخلوقات کے لئے جو دوسرے اجرام میں آباد ہیں۔ یہ اعتراض بھی ایسا تھا کہ ایک لحظہ کے لئے بھی اس میں غور کرنا فی الفور عیسائیت کی تاریکی سے انسان کو بھڑا دیتا ہے۔

ایسا ہی یہ اعتراض کہ عیسائیوں کی تعلیم یہودیوں کی مسلسل تین ہزار برس کی تعلیم کے مخالف ہے جو اُن کی کتابوں میں پائی جاتی ہے جسکی بچہ بچہ یہود کا واقعہ ہے۔

ایسا ہی یہ اعتراض کہ کفارہ اس وجہ سے بھی باطل ہے کہ اسکی یا تو یہ مقصود ہو گا کہ گناہ بالکل سرزد نہ ہوں اور یا یہ مقصود ہو گا کہ ہر ایک قسم کے گناہ خواہ حق اللہ کی قسم میں سے اور خواہ حق العباد کی قسم میں سے ہوں کفارہ کے ماننے سے ہمیشہ معاف ہوتے رہتے ہیں۔ سو پہلی شق توصیح البطلان ہے کیونکہ یورپ کے مردوں اور عورتوں پر نظر ڈال کر دیکھا جائے گا ہے کہ وہ کفارہ کے بعد ہرگز گناہ سے بچ نہیں سکے اور ہر ایک قسم کے گناہ یورپ کے خواص اور عوام میں موجود ہیں۔ بھلا یہ بھی جاننے دو نبیوں کے وجود کو دیکھو جن کا ایمان اور دل زیادہ مضبوط تھا وہ بھی گناہ سے بچ نہ سکے۔ سواری بھی اس بلا میں گرفتار ہو گئے۔ پس اس میں کچھ شک نہیں کہ کفارہ ایسا نذہ نہیں ٹھہر سکتا کہ جو گناہ کے سیلاب سے روک سکے۔ رہی یہ دوسری بات کہ کفارہ پر ایمان لانے والے گناہ کی سزا سے مستثنیٰ نہ کئے جائیں گے خواہ وہ چوری کریں یا ڈاک ماریں خون کریں یا بدکاری کی مکروہ حالتوں میں مبتلا رہیں تو خدا اُن سے مواخذہ نہیں کرے گا یہ خیال بھی سراسر غلط ہے جسکی شرعیت کی پاکیزگی سب اُٹھ جاتی ہے اور خدا کے ابدی احکام منسوخ ہو جاتے ہیں۔

یہ تمام اعتراضات ایسے تھے کہ عیسائی صاحبوں سے ان کا جواب کچھ بھی بن نہیں سکتا تھا۔ علاوہ اس کے پادری صاحبوں کے لئے ایک اور مشکل یہ پیش آئی تھی کہ ہم نے ثابت کر دیا تھا کہ علاوہ ان تمام مشرکانہ عقائد کے جو اُن کے مذہب میں پائے جاتے ہیں اور علاوہ ایسی ایسی کئی اور خدام باتوں کے کہ مثلاً انسان کو خدا بنانا اور اس پر کوئی دلیل نہ لانا جو اُن کا طریقہ ہے ایک اور

معاذی معصیت اُن کو یہ پیش آتی ہے کہ وہ اپنے مذہب کے روحانی برکات ثابت نہیں کر سکے یہ تو ظاہر ہے کہ جس مذہب کے قبولیت کے آثار آسمانی نشاںوں سے ظاہر نہیں ہیں وہ ایسا آگ نہیں ٹھہر سکتا جس کو خدا نکاہہ سکیں۔ بلکہ اُس کا تمام مدار قصوں اور کہانیوں پر ہوتا ہے اور جس خد کی طرف وہ راہ دکھانا چاہتا ہے اُس کی نسبت بیان نہیں کر سکتا کہ وہ موجود بھی ہے اور ایسا مذہب اس قدر نکمّا ہوتا ہے کہ اُس کا ہونا نہ ہونا برابر ہوتا ہے۔ اور ایک مچھر پر غور کر کے خدا کا پتہ لگ سکتا ہے اور ایک پستو کو دیکھ کر صانع حقیقی کی طرف ہمارا ذہن منتقل ہو سکتا ہے مگر ایسے مذہب سے جہیں کچھ بھی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا کہ جو اپنے پیٹ میں صرف قصوں اور کہانیوں کا ایک مُردہ بچہ رکھتا ہے۔ ہمیں حیرا کہا جاتا ہے کہ تم ان باتوں کو ملن لو کہ کسی زمانہ میں یسوع نے کئی ہزار مُردے زندہ کر دیئے تھے اور اُس کی موت کی وقت بیت المقدس کے تمام مُردے شہر میں داخل ہو گئے تھے۔ لیکن درحقیقت یہ ایسی ہی باتیں ہیں جیسا کہ ہندوؤں کی ٹپکوں میں ہے کہ کسی زمانہ میں مہادول کی لٹوں سے گنگا پر نکلی تھی۔ اور ماجد ام چند نے پہاڑوں کو انگلی پر اٹھالیا تھا اور راجہ کرشن نے ایک تیر سے اتنے لاکھ آدمی مارے تھے۔

اب کہو کہ ان تمام بے بودہ اور بے اہل باتوں کو ہم کیونکر مان لیں پھر جبکہ یہ باتیں خود نبوت کی محتاج ہیں تو ہجران کے ذریعہ سے کون سا قضیہ ثابت ہو سکتا ہے۔ کیا اندھا اندھے کو راہ دکھا سکتا ہے؟ افسوس کہ ایک پتے پر غور کرنے سے بہت کچھ صانع حقیقی کا پتہ لگ سکتا ہے۔ مگر ان کتابوں کا ہزار ورق بھی پڑھ کر موجود حقیق کا کچھ نشان نہیں ملتا۔ پھر جبکہ انسان کیلئے پہلی اور بڑی معصیت یہی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی ہستی کی شناخت کرنے کی راہ میں ڈرے بڑے مشکلات اور شبہات میں مبتلا ہے یہاں تک کہ بسا اوقات پورا دہریہ اور اکثر دہریہ کی رنگ اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور اسی وجہ سے گناہ کرنے پر دلیر ہو جاتا ہے اور جس قدر نسم الفاہ کی مہلک تاثیر کی معصیت اس کو اس حرکت سے ڈراتی ہے کہ وہ اُس کے کھانے

کا در تکلیف کرے اس قدر خدا تعالیٰ کی ہدایت نافرمانی سے اُس کو نہیں روکتی اس کی کیا وجہ ہے یہی تو ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی ہستی اور اس کی عظمت اور جلال اور اقتدار سے بے خبر ہے تمہیں تو اس کی نافرمانی کو ایک معمول بات سمجھتا ہے۔ اور نہیں ڈرتا۔ اور ادنیٰ ادنیٰ احکام کی نافرمانی سے اُس کی روح تحلیل ہوتی ہے۔ پس ظاہر ہے کہ ہماری تمام سعاد خدا شناسی میں ہے اور نفسانی مہذبات کو اُن کے طوفان سے روکنے والی وہ معرفت کاملہ ہر جس میں ہیں پتہ لگ جائے کہ درحقیقت خدا ہے اور درحقیقت وہ بڑا قادر اور بڑا رحیم اور ذو العذاب الشدید بھی ہے۔ یہی وہ نسخہ معجزہ ہے جس کی سچی تبدیلی ہوتی ہو اور انسان کی ممتد دانہ زندگی پر موت آجاتی ہے۔

اور اس طریق کے سوا باقی وہ تمام باتیں جو دنیا کے لوگوں نے گناہ سے بچنے کے لئے بنائی ہیں جیسے کفارہ میح وغیرہ۔ یہ طفلانہ خیالات ہیں جو نہایت محدود اور غلطیوں سے پُر ہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ کسی ایک کے سر پر چوٹ لگنے سے ہمارے سر کا درد نہیں جاسکتا اور کسی کے بھوکے رہنے سے ہم سیر نہیں ہو سکتے۔ ہم سچ کھتے ہیں کہ جس طرح ڈاکٹر مرض کی تشخیص کرتا ہے یا جس طرح اہل مساحت زمین کو ناپتا ہے اسی طرح ہمارا دل نہایت حکم یقین کے ساتھ معلوم کر چکا ہے کہ کسی انسان کے نفسانی مہذبات کا سیلاب بجز اس امر کے قسم ہی نہیں سکتا کہ ایک چمکتا ہوا یقین اُس کو حاصل ہو کہ خدا ہے اور اُس کی تہوار ہر ایک نافرمان پر بجلی کی طرح گرتی ہے اور اُس کی رحمت ان لوگوں کو ہر ایک بلا سے بچاتی ہے جو اُس کی طرف جھکتے ہیں۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ انجیل یا ویدائیں خدا کا ہیں کیا چہ بتلاتی ہیں اور اُس کا چہرہ دکھانے کے لئے کونسا آئینہ ان کے ہاتھ میں ہے جو ہمارے آگے رکھتے ہیں۔ اگر وہ ہمیں صرف قصے اور کہانیاں سناتے ہیں تو صرف قصوں سے وہ کوئی تسلی نہیں دے سکتے ہیں۔ اور اگر وہ ہمیں صرف یہ صلاح دیتے ہیں کہ ہم زمین اور آسمان کے اجرام میں خود کریں اور نظام شمسی کو تدبیر سے سوچیں تو ہمیں اُن سے اس مشورہ

کے لینے کی کیا حاجت ہے؟ کیا ہمیں پہلے سے معلوم نہیں کہ یہ نظام جو ابلاغ اور حکم ہے اور یہ ترتیب جو انساب اور انفع ہے ضرور ایک مدبر صانع حکیم علیم کی ضرورت ثابت کر رہی ہے۔ مگر یہ بات کہ ایسے صانع کی ضرورت ہے اور یہ دوسری بات کہ ہم علم یقین کی آنکھ سے دیکھ لیں کہ وہ صانع درحقیقت موجود بھی ہے۔ ان دونوں باتوں میں بڑا فرق ہے۔ اس لئے ایک حکیم کو جو صرف قیاسی طور پر خدا کے وجود کا قائل ہے۔ سچی پائیزگی اور خدا ترسی کا کمال حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ صرف ضرورت کا علم الہی رعب اپنے اندر نہیں رکھتا اور تاریکی کو اٹھا نہیں سکتا۔ مگر جس پر براہ راست آسمان سے خدا کا جلال کھلتا ہے وہ نیک کاموں اور ثابت قدمی اور وفاداری کے لئے بڑی قوت پاتا ہو اور درحقیقت اُس کا شیطان مرجاتا ہے اور جلال الہی کی شاعیں جو زندہ الہامات کے رنگ میں اور ہیبت ناک مکاشفات کی صورت میں اُس کے دل پر پڑتی رہتی ہیں وہ اُس کو ہر ایک تاریکی سے دور کھینچ کر لے جاتی ہیں۔ کیا تم ایسی بجلی کے نیچے جو جلاسنے والی اور مہلک پروں کو پھیلا رہی ہے کوئی بدکاری کا کام کر سکتے ہو؟ پس اسی طرح جو شخص خدا کی جلالی تجلیات کے نیچے زندگی بسر کرتا ہے اسکی شیطنیت مرجاتی ہے اور اس کے سانپ کا سر کھلا جاتا ہے۔ یہی ایک حقیقی طریق ہے جسکی برکت سے انسان فی الواقع پاک زندگی حاصل کر سکتا ہے۔ افسوس کہ عیسائیوں کو یہ دکھانا چاہیئے تھا کہ یہ یقین بہستی باری جو انسان کو خدا ترسی کی آنکھ بخشا ہے اور گنہ گنہ خس و خاشاک کو جلاتا ہے۔ اس کا سامان انجیل نے ان کو کیا بخشا ہے؟ یہی وہ طریقوں سے گنہ گنہ کیونکر دور ہو سکتا ہے؟ افسوس کہ یہ لوگ نہیں سمجھے کہ یہ کیسا ایک بے حقیقت امر اور ایک فرضی نقشہ کھینچنا ہے کہ تمام دنیا کے گناہ ایک شخص پر ڈالے گئے اور گنہگاروں کی لعنت اُن سے لی گئی اور یسوع کے دل پر رکھی گئی اسکل کو لازم آتا ہے کہ اس کا ردوائی کے بعد بجز یسوع کے ہر ایک کو پاک زندگی اور خدا کی معرفت حاصل ہو گئی ہے مگر خود بالذات یسوع ایک ایسی لعنت کے نیچے دبا گیا جو کر دہا

لعنتوں کا مجموعہ تھی۔ لیکن جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر ایک انسان کے گناہ اس کے ساتھ  
 ہیں اور فطرت نے جس قدر کسی کو کسی جذبہ نفسانی یا اخلاقی اور تفریط کا حصہ دیا ہے وہ  
 اس کے وجود میں محسوس ہو رہا ہے گو وہ یسوع کو مانتا ہے یا نہیں تو اس کی ثابت ہوتا ہے کہ جیسا کہ  
 لعنتی زندگی ملاحوں کی لعنتی زندگی ان سے علیحدہ نہیں ہو سکی ایسا ہی وہ یسوع پر بھی پڑ نہیں سکی  
 کیونکہ جب کہ لعنت اپنے محل پر خوب چسپاں ہے تو وہ یسوع کی طرف کیونکر منتقل ہو سکے گی  
 اور یہ عجیب غریب ہے کہ ہر ایک خبیث اور ملعون جو یسوع پر ایمان لاؤ تو اس کی لعنت یسوع پر پڑے  
 اور اس شخص کو بری اور پاکدامن سمجھا جائے۔ پس ایسا غیر منقطع سلسلہ لعنتوں کا جو قیامت تک  
 متدر رہے گا اگر وہ ہمیشہ تازہ طور پر غریب یسوع پر ڈالا جائے تو کس زمانے میں اس کو  
 لعنتوں سے سبکدوشی ہوگی کیونکہ جب وہ ایک گروہ کی لعنتوں سے اپنے تئیں سبکدوش کر  
 لیگا تو پھر نیا آنے والا گروہ اپنے خبیث وجود کے ساتھ ہی لعنتیں رکھتا ہے وہ اپنی قلم لعنتیں  
 اس پر ڈال دے گا۔ علیٰ ہذا القیاس اس کے بعد دوسرا گروہ دوسری لعنتوں کے ساتھ آئیگا تو  
 پھر ان مسلسل لعنتوں سے فرصت کیونکر ہوگی؟ اس کی تو ماننا پڑتا ہے کہ یسوع کیلئے وہ دن بھی کبھی  
 نہیں آئیں گے جو اس کو خدا کی محبت اور معرفت کے نور کے سایہ میں رکھنے وال ہوں۔ پس ایسے عقیدہ  
 سے اگر کچھ محال ہو تو وہ یہی ہے کہ ان لوگوں نے ایک خدا کے مقدس کو ایک غیر منقطع ناپاکی میں  
 ڈالنے کا ارادہ کیا ہے اور بد قسمتی سے اس اصل بات کو چھوڑ دیا ہے جس کے گناہ دور ہوتے ہیں اور  
 وہ یہ ہے کہ وہ آئندہ پیدا کرنا جو خدا کی عظمت کو دیکھے اور وہ یقین محال کرنا جو گناہ کی تاریکی کو چھوڑا  
 دے۔ زمین تاریکی پیدا کرتی ہے اور آسمان تاریکی کو اٹھاتا ہے پس جب تک آسمانی نور جو نشانوں کے رنگ  
 میں محال ہوتا ہے کسی دل کو نہ چھوڑا دے حقیقی پاکیزگی محال ہو جانا بالکل جھوٹ ہے اور سراسر باطل  
 اور خیال محال ہے۔ پس گناہوں کے بچنے کیلئے اس نور کی تلاش میں لگنا چاہیے جو یقین کی گرفت فوجوں کے  
 ساتھ آسمان سے نازل ہوتا اور ہمّت بخشا اور قوت بخشا اور تمام شبہات کی غلطیوں کو دھو  
 دیتا اور دل کو صاف کرنا اور خدا کی ہمسائیگی میں انسان کا گھر بنا دیتا ہے۔ پس افسوس ان لوگوں پر

کہ بچوں کی گردوغبار میں کھیلنے اور کونوں پر لیٹنے میں اور پھر آرزو کرتے ہیں کہ ہمارے کپڑے سفید رہیں۔ اور حقیقہً نور کو تلاش نہیں کرتے اور پھر چاہتے ہیں کہ ظلمت سے نجات پالیں۔

حقیقہً نور کیا ہے؟ وہ جو تسلی بخش نشاںوں کے رنگ میں آسمان سے اترتا اور دلوں کو سکینت اور اطمینان بخشتا ہے۔ اس نور کی ہر ایک نجات کی خواہشمند کو ضرورت ہے۔ کیونکہ جس کو شبہات سے نجات نہیں اُس کو عذاب سے بھی نجات نہیں۔ جو شخص اس دنیا میں خدا کے دیکھنے سے بے نصیب ہے وہ قیامت میں بھی تاریکی میں گرے گا۔ خدا کا قول ہے کہ مَتَّحِیْ کَانَ فِیْ هٰذِیْہٖ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی اور خدا نے اپنی کتاب میں بہت جگہ اشارہ فرمایا ہے کہ میں اپنے موصوفہ والوں کے دل نشاںوں سے منور کروں گا۔ یہاں تک کہ وہ خدا کو دیکھیں گے اور میں اپنی عظمت انہیں دکھا دوں گا یہاں تک کہ سب عظمتیں اُن کی نگاہ میں پہنچ جائیں گی۔ یہی باتیں ہیں جو میں نے براہ راست خدا کے مکالمات سے بھی نہیں پس میری روح بولی اٹھی کہ خدا تک پہنچنے کی یہی راہ ہے اور گناہ پر غالب آنے کا یہی طریق ہے۔ حقیقت تک پہنچنے کے لئے فردی ہے کہ ہم حقیقت پر قدم ماریں۔ فرمیں تجویزیں اور خیالی منصوبے ہیں کام نہیں دے سکتے۔ ہم اس بات کے گواہ ہیں اور تمام دنیا کے سامنے اس شہادت کو ادا کرتے ہیں کہ ہم نے اس حقیقت کو جو خدا تک پہنچاتی ہے **قرآن** سے پایا ہے اُس خدا کی آواز سُنی اور اُس کے پُر نور بازو کے نشان دیکھے جس نے قرآن کو بھیجا۔ سو ہم یقین لائے کہ وہی سچا خدا اور تمام جہانوں کا مالک ہے۔ ہمارا دل اُس یقین سے ایسا بڑھ گیا کہ سمندر کی زمین پانی سے۔ سو ہم بصیرت کی راہ سے اُس دین اور اُس روشنی کی طرف ہر ایک کو بلاتے ہیں ہم نے اُس نور حقیقی کو پایا جس کے ساتھ سب ظلمانی پردے اٹھ جاتے ہیں اور غیر اللہ سے وہ حقیقت دل ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ یہی ایک راہ ہے جس کے انسان نفسانی جذبات اور ظلمات سے ایسا باہر آجاتا ہے جیسا کہ سانپ اپنی کینیل سے۔

عیسائی مذہب ان نشاںوں سے بکل محروم ہے۔ دعوئے اتنا اثر کہ ایک انسان کو خدا بنانا چاہتے ہیں۔ اور ثبوت میں صرف قصے کہانیاں پیش کرتے ہیں ہاں بعض کہتے ہیں کہ انجیل کی تفسیر

ہی ایسی عمدہ ہے کہ ہر بطور نشان کے ہے۔ لیکن درحقیقت یہ اُن کی بڑی غلطی ہے۔ اور یہ ہے کہ انجیل کی تعلیم نہایت ہی ناقص ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح کو بھی عذر کرنا پڑا کہ "آئیو والا فارقلیط" اس نقصان کا تدارک کرے گا۔ ہمیں اس کے کچھ بحث نہیں کہ انجیل کے شانہ و کھلائے کچھ اور ہیں اور کتنے کچھ اور۔ لیکن اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ انجیل انسانیت کے درخت کی پورے طور پر آب پاشی نہیں کر سکتی۔ ہم اس مسافر خانہ میں بہت سے قوی کے کچھ بھیجے گئے ہیں اور ہر ایک قوت چاہتی ہے کہ اپنے موقع پر اُس کو استعمال کیا جائے۔ اور انجیل صرف ایک ہی قوت علم اور نرمی پر زور داری ہے۔ علم اور عفو درحقیقت بعض مواضع میں اچھی ہے لیکن بعض دوسرے مواضع میں ستم قاتل کی تاثیر رکھتی ہے۔ ہماری یہ تمدنی زندگی کہ مختلف طبائع کے اختلاط پر موقوف ہے بلاشبہ تقاضا کرتی ہے کہ ہم اپنے تمام قوی کو عمل بینی اور موقع شناسی سے استعمال کیا کریں۔ کیا یہ سچ نہیں کہ اگرچہ بعض جگہ ہم عفو اور دلاؤ کر کے اس شخص کو فائدہ جسمانی اور روحانی پہنچاتے ہیں جس نے ہمیں کوئی آزار پہنچایا ہے۔ لیکن بعض دوسری جگہ ایسی بھی ہیں جو اُس جگہ ہم اس خصلت کو استعمال کرنے سے شخص جرم کو اور بھی مفید حرکات پر دلیر کرتے ہیں۔

ہماری روحانی زندگی کی طرز ہماری جسمانی زندگی کی طرز سے نہایت مشابہ ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر جگہ ایک ہی مزاج اور طبیعت کی اغذیہ اور ادویہ پر زور مارنے سے ہماری صحت بحال نہیں رہ سکتی۔ اگر ہم دس یا بیس روز متواتر ٹھنڈی چیزیں دل کے کھانے پر ہی زور دیں اور گرم غذاؤں کا کھانا حرام کی طرح اپنے نفس پر کر دیں تو ہم جلد تو کسی سرد بیماری میں جیسے فالج اور لقوہ اور عشاء اور صرع وغیرہ میں مبتلا ہو جائیں گے۔ اور ایسا ہی اگر ہم متواتر گرم غذاؤں پر زور دیں یہاں تک کہ پانی بھی گرم کر کے ہی پیا کریں تو بلاشبہ کسی مرض حار میں گرفتار ہو جائیں گے۔ سوچو دیکھو کہ ہم اپنے جسمانی تمدن میں کیسے گرم اور سرد اور نرم اور سخت اور حرکت اور سکون کی رعایت رکھتے ہیں اور کیسی یہ رعایت ہماری صحت بدنی کے لئے ضروری پڑی ہوئی ہے۔



پس بھی قاعدہ صحت روحانی کے لئے برتنا چاہیئے۔ خدا نے کسی بُری قوت کو نہیں نہیں دیا۔ اور درحقیقت کوئی بھی قوت بری نہیں صرف اس کی بد استعمالی بُری ہے۔ مثلاً تم دیکھتے ہو کہ حسد نہایت ہی بری چیز ہے۔ لیکن اگر ہم اس قوت کو بُرے طور پر استعمال نہ کریں تو یہ صرف اُس رنگ کے رنگ میں آجاتی ہے جس کو عربی میں غبطہ کہتے ہیں۔ یعنی کسی کی اچھی حالت دیکھ کر خواہش کرنا کہ میری بھی اچھی حالت ہو جائے۔ اور یہ مصلحت اخلاق فاضلہ میں سے ہے۔ اسی طرح تمام اخلاق ذمیرہ کا حال ہے کہ وہ ہماری ہی بد استعمالی یا افراط اور تفریط سے بد بنا ہو جاتی ہیں۔ اور موقوفہ پر استعمال کرنے اور حد اعتدال پر لانے سے وہی اخلاق ذمیرہ اخلاق فاضلہ کہلاتے ہیں۔ پس یہ کس قدر غلطی ہے کہ انسانیت کے درخت کی تمام ضروری شاخیں کاٹ کر صرف ایک ہی شاخ صبر اور عفو پر زور دیا جائے۔ اسی وجہ سے یہ تعلیم چل نہیں سکی۔ اور آخر عیسائی سلاطین کو جو انیم پیشہ کی سزا کے لئے قوانین اپنی طرف سے طیار کرنے پڑے۔ غرض انجیل موجودہ ہرگز نفوس انسانیہ کی تکمیل نہیں کر سکتی اور جس طرح آفتاب کے نکلنے سے ستارے مضطرب ہوتے جلتے ہیں یہاں تک کہ آنکھوں سے غائب ہو جاتے ہیں یہی حالت انجیل کی قرآن شریف کے مقابل پر ہے۔ پس یہ بات نہایت قابلِ شرم ہے کہ یہ دعوئے کیا جانے کہ انجیل کی تعلیم بھی ایک آسمانی نشان ہے !!!

ہم نے یہ حصہ انجیلی تعلیم کا وہ لکھا ہے جو انسانی تہذیب کے متعلق ہے۔ مگر بقول عیسائیاں جو انجیل نے خدا تعالیٰ کی نسبت اعتقاد سکھایا ہے وہ اور بھی انسان کا اُس قدر متغیر کرتا ہے۔ عیسائیوں کا عقیدہ جو انجیل پر تھا یا جاتا ہے یہ ہے کہ "اقنوم ثانی جو ابن اللہ کہلاتا ہے وہ قدیم سے اس بات کا خواہشمند تھا کہ کسی انسان کو بے گناہ پاکر اُس سے ایسا تعلق بچوڑے کہ وہی ہو جائے" سو ایسا انسان اُس کو یسوع سے پہلے کوئی نہ ملا اور نوع انسان کا ایک لبا سلسلہ جو یسوع سے پہلے چلا آتا تھا اُس میں اس صفت کا آدمی کوئی نہ پایا گیا۔ آخر یسوع پیدا ہوا اور وہ اس صفت کا آدمی تھا۔ لہذا اقنوم ثانی نے اُس سے تعلق عینیت پیدا

کیا اور یسوع اور اقنوم ثانی ایک ہو گئے اور جسم اُن کے لئے ایک لازمی صفت ٹھہری جو بدلاؤ آباد تک کسی متغیہ نہیں ہوگی اور اس طرح پر ایک جسمانی خدا بن گیا۔ یعنی یسوع اور دوسری طرف روح القدس بھی جسمانی طور پر ظاہر ہوا اور وہ کیو تری بن گیا۔ اب عیسائیوں کے نزدیک خدا سے مراد یہ کیو تری اور یہ انسان ہے جو یسوع کہلاتا تھا۔ اور جو کچھ میں یہی دونوں ہیں۔ اور باپ کا وجود بجز اُن کے کچھ بھی جسمانی طور پر نہیں۔

پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ "توحید نجات کے لئے کافی نہیں تھی جب تک اقنوم ثانی محبم ہو کر قتل کی معمولی راہ سے پیدا نہ ہوتا۔ اور اقنوم ثانی کا مجسم ہونا کافی نہیں تھا جب تک اُس پر موت نہ آئی اور موت کافی نہیں تھی جب تک اس مجسم اقنوم ثانی پر جو یسوع کہلاتا تھا تمام دنیا کی لعنت نہ ڈالی جاتی۔" پس تمام طائر عیسائیت کا اُن کے خدا کی لعنتی موت پر ہے۔ غرض اُن کے نزدیک خدا کا وجود اُن کے لئے ہرگز مفید نہیں جب تک یہ تمام مصیبتیں اور ذلتیں اُس پر نہ پڑیں۔ پس ایسا خدا نہایت ہی قابلِ رحم ہے جس کو عیسائیوں کے لئے اس قدر مصیبتیں اٹھانی پڑیں۔

وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ "اقنوم ثانی کا تعلق جو حضرت یسوع سے اتحاد اور عینیت کے طور سے تھا یہ پاک ہونے اور پاک رہنے کی شرط سے تھا۔ اور اگر وہ گناہ سے پاک نہ ہوتا یا آئینہ پاک نہ رہ سکتا تو یہ تعلق بھی نہ رہتا۔" پس اس کے معلوم ہوا کہ یہ تعلق کسی ہے ذاتی نہیں ہے۔ اور اس قاعدہ کے رُو سے فرض کر سکتے ہیں کہ ہر ایک شخص جو پاک ہے وہ بلا تعلق خدا بن سکتا ہے۔ اور یہ کہنا کہ "بجز یسوع کسی دوسرے شخص کا گناہ سے پاک رہنا ممکن ہے۔" یہ دھمنے کا دھیل ہے اس لئے قابلِ تسلیم نہیں۔ عیسائی خود قائل ہیں کہ ملک صدق سالم بھی جو یسوع سے بہت عرصہ پہلے گزر چکا ہے گناہ سے پاک تھا۔ پس پہلا حق خدا بننے کا اُس کو حاصل تھا۔ ایسا ہی عیسائی لوگ فرشتوں کا بھی کوئی گناہ ثابت نہیں کر سکتے پس وہ بھی بوجہ اولیٰ خدا بننے کے لئے استحقاق رکھتے ہیں۔

غرض جبکہ خدا بننے کا یہ قاعدہ ہے کہ کوئی بے گناہ ہو۔ تو عقل تجویز کرتی ہے کہ جس طرح یسوع کے لئے یہ اتفاق پیش آگیا کہ بقول عیسائیوں وہ ایک مدت تک گناہ نہ کر سکا یہ اتفاق دوسرے کے لئے بھی ممکن ہے۔ اور اگر ممکن نہیں تو کوئی دلیل اس بات پر قائم نہیں ہو سکتی کہ یسوع کے لئے کیوں ممکن ہو گیا اور دوسروں کے لئے کیوں غیر ممکن ہے۔ یسوع کی انسانیت کو مین حیثیت الانسانیت اقنوم ثانی سے کچھ تعلق نہ تھا صرف اس اتفاق کے پیش آنے سے کہ وہ بقول عیسائیوں ایک مدت تک گناہ سے بچ سکا اقنوم ثانی نے اس سے اتحاد کیا۔ سو اس اتحاد کی بنا ایک کبھی امر ہے جس میں ہر ایک کسب کنندہ کا اشتراک ہے۔ اور ایک گروہ عیسائیوں کا جس میں عبداللہ اقصیٰ بھی داخل تھا یہ بھی کہتا ہے کہ اقنوم ثانی کا تیس برس تک یسوع سے ہرگز تعلق نہ تھا صرف کہوتبر کے نزول کے وقت سے وہ تعلق شروع ہوا۔ اس سے ضروری طور پر یہ ماننا پڑتا ہے کہ یسوع تیس برس گنہگار اور مرکب معاصی رہا۔ کیونکہ اگر وہ اس عرصہ میں گناہ سے پاک ہوتا تو قاعدہ مذکورہ بالا کے رو سے لازم تھا کہ پہلے ہی اقنوم ثانی کا تعلق اتحادی اس سے ہو جاتا۔ اور اس جگہ ایک مخالفت کہہ سکتا ہے کہ شاید یہی وجہ ہو کہ یسوع کی گزشتہ تیس سال کی زندگی کی نسبت کسی پادری صاحب نے تفصیل داد سوانح کے لکھنے کیلئے قلم نہیں اٹھائی کیونکہ اُن حالات کو قابل ذکر نہیں سمجھا۔

بہر حال یہ تمام دعوے ہی دعوے ہیں۔ ان تمام امور میں سے کسی امر کا ثبوت نہیں دیا گیا نہ کسی نے ثابت کر کے دکھلایا کہ یسوع نے ابتدائی عمر سے آخر تک کوئی گناہ نہیں کیا۔ اور نہ کسی نے یہ ثابت کیا کہ اُس بے گناہی کی وجہ سے وہ خدا بن گیا۔ تعجب کہ اس خاص طرز کے خدائی کے لئے جو دنیا کی کثرت رائے کے مخالف اور مشرکانہ طریقوں سے مشابہ تھی کچھ بھی ثبوت پیش نہیں کیا گیا۔ اور ظاہر ہے کہ متفق علیہا عقیدہ دنیا میں یہی ہے کہ خدا موت اور تولد اور صوبہ اور پیاس اور نادانی اور غریبہ سے عدم قدرت اور تقسم اور تمیز سے پاک ہے مگر یسوع ان میں سے کسی بات سے بھی پاک نہ تھا۔ اگر یسوع میں خدا کی روح تھی تو وہ کیوں

کہتا ہے کہ مجھے قیامت کی خبر نہیں اور اگر اُس کی روح میں جو بقول عیسائیوں اقنوم ثانی سے عینیت رکھتی تھی خدائی پاکیزگی تھی تو وہ کیوں کہتا ہے کہ مجھے نیک نہ کہو اور اگر اس میں قدرت تھی تو کیوں اس کی تمام رات کی دعا قبول نہ ہوئی اور کیوں اُس کا اس نامرادی کے کلمہ پر خاتمہ ہوا کہ اُس نے "ایلی ایلی لما سبقتنی" کہتے ہوئے جان دی۔

ایسا ہی ہم نے عیسائیوں کی یہ غلطی بھی ظاہر کر دی ہے کہ ان کا یہ خیال کہ بہشت صرف ایک امر و محال ہو گا ٹھیک نہیں ہے۔ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ انسان کی ایک ایسی صورت ہے کہ اُس کے روحانی قویٰ یو جو مکمل دائم صادر ہونے کے لئے ایک جسم کے محتاج ہیں۔ مثلاً ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ سر کے کسی حصہ پر چوٹ لگنے سے قوت حافظہ جاتی رہتی ہے اور کسی حصہ کے صدر سے قوت متفکرہ رخصت ہوتی ہے۔ اور منبت اعصاب میں خلل پیدا ہونے سے بہت سے روحانی قویٰ میں خلل پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر جبکہ روح کی یہ حالت ہے کہ وہ جسم کے ادنیٰ خلل سے اپنے کمال سے فی الفور نقصان کی طرف عود کرتی ہے تو ہم کس طرح اُمید رکھیں کہ جسم کی پوری پوری جدائی سے وہ اپنی حالت پر قائم رہ سکے گی۔ اس لئے اسلام میں یہ نہایت اعلیٰ درجہ کی فلاسفی ہے کہ ہر ایک کو قبر میں ہی ایسا جسم مل جاتا ہے کہ جو لذت اور عذاب کے ادراک کرنے کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ ہم ٹھیک ٹھیک نہیں کہہ سکتے کہ وہ جسم کس مادہ سے طیار ہو تا ہے کیونکہ یہ فانی جسم تو کالعدم ہو جاتا ہے اور نہ کوئی مشاہدہ کرتا ہے کہ درحقیقت یہی جسم قبر میں زندہ ہو تا ہے اس لئے کہ بسا اوقات یہ جسم جلایا بھی جاتا ہے۔ اور عجائب گھروں میں لاشیں بھی رکھی جاتی ہیں اور مدّتوں تک قبر سے باہر بھی رکھا جاتا ہے۔

چہ قوان شریت کی تعلیم میں یہ سکائی ہے کہ جیسا کہ بات ٹھیک نہیں کہ بہشت کی لذات صرف روحانی ہیں اور دنیوی جمالی لذات سے باطل مخالفت میں ایسا ہی یہ بھی درست نہیں کہ وہ لذات دنیوی جمالی لذات سے بالکل مطاق ہے بلکہ عالم دینا کی طرح صورت میں مشابہت ہے اور حقیقت میں مغایرت ہے۔ عالم دینا کے جیل اور عالم دینا کی خوبصورتی و تری و ہر صورت میں دنی لذات بخیر ہیں جو عالم جمالی میں جو عالم دینا کی حقیقت اور اس عالم جمالی کی حقیقت اور ہے۔ منہ

اگر یہی جسم زندہ ہو جایا کرتا تو البتہ لوگ اُس کو دیکھتے۔ مگر یابیں ہمہ قرآن سے زندہ ہو جانا ثابت ہے لہذا یہ ماننا پڑتا ہے کہ کسی اور جسم کے ذریعہ سے جس کو ہم نہیں دیکھتے انسان کو زندہ کیا جاتا ہے اور غالباً وہ جسم اسی جسم کے لطافت جو ہر سے بنتا ہے۔ تب جسم ملنے کے بعد انسانی قوی بحال ہوتے ہیں۔ اور یہ دوسرا جسم چونکہ پہلے جسم کی نسبت نہایت لطیف ہوتا ہے اس لئے اس پر مکاشفات کا دروازہ نہایت وسیع طور پر کھلتا ہے۔ اور معاد کی تمام حقیقتیں جیسی کہ وہ ہیں کما ہی ہی نظر آجاتی ہیں۔ تب خطا کرنے والوں کو علاوہ جسمانی عذاب کے ایک حسرت کا عذاب بھی ہوتا ہے۔ غرض یہ اصول متفق علیہ اسلام میں ہے کہ قبر کا عذاب یا آرام بھی جسم کے ذریعہ سے ہی ہوتا ہے اور اسی بات کو دلائل عقلیہ بھی چاہتے ہیں۔ کیونکہ متواتر تجربے نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ انسان کے روحانی قوی بغیر جسم کے جوڑ کے ہرگز ظہور پذیر نہیں ہوتے۔

عیسائی اس بات کے قائل ہیں کہ قبر کا عذاب جسم کے ذریعہ سے ہوتا ہے مگر بہشتی آرام کے لئے جسم کو شریک نہیں کرتے۔ سو یہ سراسر ان کی غلطی ہے اور وہ غلط اور ناقص تعلیم جو انجیل کی طرف منسوب کی جاتی ہے وہی ان فاسد خیالات کی موجب ہوئی ہے۔ ظاہر ہے کہ دنیا میں انسان نیکی کرنے کے لئے دوہری مصیبت اٹھاتا ہے۔ یعنی وہ اپنے روح اور جسم دونوں کو خدا تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے مشقت میں ڈالتا اور محنت سے ان دونوں سے کام لیتا ہے۔ ایسا ہی وہ بدی کرنے کے وقت بھی دوہری نافرمانی کرتا ہے یعنی یہ کہ وہ اپنی روح اور جسم دونوں کو نافرمانی کی راہ میں لگاتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ کے عدل نے تقاضا کیا کہ اُس عالم میں بھی دوہری راحت یا دوہرا رنج اُس کو ملے اور روحانی جہان دونوں طور پر اپنے اعمال کا بدلہ پاوے۔ مگر افسوس کہ عیسائی دوزخ کے عذاب کے بارے میں تو اس عادلاتہ اصول پر کار بند ہوئے لیکن بہشتی جزا کے بارے میں اس اصول کو بھلا دیا گویا اُن کے نزدیک خدا تعالیٰ کو عذاب دینا زیادہ پیارا ہے کہ عذاب تو روح اور جسم دونوں کو دیا

مگر جب آرام دینے کا وقت آیا تو صرف روح کو آرام دیا۔ میں سوچتا ہوں کہ کیونکر یہ لوگ ایسی ایسی فاش غلطیوں پر خوش ہو جاتے ہیں اور سچ کہتے ہیں کہ قرآن میں صرف جسمانی بہشت کا ذکر ہے۔ ان لوگوں کو تعصب نے دیوانہ کر دیا۔ قرآن تو بہشتیوں کے لئے جابجا روحانی لذت کا ذکر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ وجوہِ یومئذیٰ فاضلۃ الیٰ ربہا ناظرین<sup>۱</sup> یعنی قیامت کو وہ منہ تر و تازہ ہوں گے جو اپنے رب کو دیکھتے ہوں گے۔ کیا یہ جسمانی لذت کا ذکر ہے یا روحانی کا افسوس کہ ان لوگوں کے کیسے دل سخت ہو گئے اور کیونکر انہوں نے سچائی اور انصاف اور حق پسندی کو اپنے ہاتھ سے پھینک دیا۔ اے نادانو! اور شریعتِ حق کے اسرار سے بے خبر و اکیلا ضرور نہ تھا کہ خدا قیامت کے دن انسان کی دنیوی زندگی کے دونوں سلسلہ جسمانی اور روحانی کی رعایت کر کے اس کو جزا اور سزا دیتا؟ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ انسان اس مسافر خانہ میں آکر دونوں طور پر اعمال بجالاتا اور اپنے تئیں دونوں قسم کی مشقت میں ڈالتا ہے۔ مایوس اس کے دنیا کی تمام ہلایا کرتا ہوں کم و بیش یہ مضمون پایا جاتا ہے کہ بہشت اور دوزخ میں جسمانی طور پر بھی لذت اور عقوبات ہوں گی۔ چنانچہ خود مسیح نے بھی کئی جگہ انجیل میں اس طرف اشارہ کیا ہے۔ پھر تعجب ہے کہ حضراتِ پادری صاحبان کیوں بہشت کے جسمانی لذت سے مُنکر ہیں۔ جب کہ باقرہ عیسائیوں بہشتیوں کو جسم ملے گا جو ادراک اور شعور رکھتا ہو گا۔ تو پھر وہ جسم دو حال سے خالی نہیں ہو سکتا۔ یا راحت میں ہو گا یا عقوبت میں۔ پس بہر حال جسمانی راحت اور عذاب دونوں کو ماننا پڑا۔

ہم نے یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ عیسائیوں کا یہ عقیدہ کہ خدا تعالیٰ کا عدل بغیر کفارہ کے کیونکر پورا ہو یا مکمل مہل ہے۔ کیونکہ ان کا یہ اعتقاد ہے کہ یسوع باعتبار اپنی انسانیت کے بے گناہ تھا۔ مگر پھر بھی ان کے خدا نے یسوع پر ناحق تمام جہان کی لعنت ڈال کر اپنے عدل کا کچھ بھی لحاظ نہ کیا۔ اسکی تویہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کے خدا کو عدل کی کچھ بھی پروا نہ تھی یہ خوب انتظام ہے کہ جس بات سے گریز تھا اُسی کو برا قبح طریقِ عقیدہ کر لیا گیا۔ وادیلہ تویہ تھا کہ کسی

طرح عدل میں فرق نہ آوے اور رحم بھی وقوع میں آجائے۔ مگر ایک بے گناہ کے گلے پر ناحق پھری پھیر کر نہ عدل قائم رہ سکا اور نہ رحم۔

لیکن یہ وسوسہ کہ عدل اور رحم دونوں خدا تعالیٰ کی ذات میں جمع نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ عدل کا تقاضا ہے کہ سزا دی جائے اور رحم کا تقاضا ہے کہ درگزر کی جائے۔ یہ ایک ایسا دھوکہ ہے کہ جس میں قلت تدبیر سے کوتاہ اندیش عیسائی گرفتار ہیں۔ وہ غور نہیں کرتے کہ خدا تعالیٰ کا عدل بھی تو ایک رحم ہے۔ وجہ یہ کہ وہ سراسر انسانوں کے فائدہ کے لئے ہے۔ مثلاً اگر خدا تعالیٰ ایک غولی کی نسبت باعتبار اپنے عدل کے حکم فرماتا ہے کہ وہ مارا جائے تو اس سے اس کی الوہیت کو کچھ فائدہ نہیں۔ بلکہ اس لئے چاہتا ہے کہ تا

نوع انسان ایک دوسرے کو مار کر نابود نہ ہو جائیں۔ سو یہ نوع انسان کے حق میں رحم ہے اور یہ تمام حقوق عباد خدا تعالیٰ نے اسی لئے قائم کئے ہیں کہ تا امن قائم رہے اور ایک گروہ دوسرے گروہ پر ظلم کر کے دنیا میں فساد نہ ڈالیں۔ سو وہ تمام حقوق اور سزائیں جو مال اور جان اور آبرو کے متعلق ہیں درحقیقت نوع انسان کے لئے ایک رحم ہے۔ انجیل میں کہیں نہیں لکھا کہ یسوع کے کفارہ سے چوری کرنا۔ بے گناہ مال و بالینا۔ ڈاکہ مارنا۔ خون کرنا۔ جھوٹی گواہی دینا سب جائز اور حلال ہو جاتے ہیں اور سزائیں معاف ہو جاتی ہیں۔ بلکہ ہر ایک جرم کے لئے سزا ہے۔ اسی لئے یسوع نے کہا کہ ”اگر تیری آنکھ گناہ کو سے تو اسے نکال ڈال

کیونکہ کانٹا ہو کر زندگی بسر کرنا جہنم میں پڑنے سے تیرے لئے بہتر ہے۔“ پس جبکہ حقوق کے تلف کرنے پر سزائیں مقرر ہیں جن کو مسیح کا کفارہ دور نہیں کر سکا تو کفارہ منہ کن سزاؤں سے نجات بخشی۔ پس حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا عدل بجائے خود ہے اور رحم بجائے خود ہے۔ جو لوگ اچھے کام کر کے اپنے تئیں رحم کے لائق بناتے ہیں ان پر رحم ہو جاتا ہے۔ اور جو لوگ مار کھانے کے کام کرتے ہیں ان کو مار پڑتی ہے۔ پس عدل اور رحم میں کوئی جھگڑا نہیں گویا دونہریں ہیں جو اپنی اپنی جگہ پر چل رہی ہیں۔ ایک نہر دوسرے کی ہرگز مزاحم نہیں ہے۔ دنیا

کی سلطنتوں میں بھی یہی دیکھتے ہیں کہ جراثیم پیشہ کو سزا ملتی ہے۔ لیکن جو لوگ اچھے کاموں سے گورنمنٹ کو خوش کرتے ہیں وہ مورد انعام و اکرام ہو جاتے ہیں۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ کی اصل صفت رحم ہے اور عدل عقل اور قانون عطا کرنے کے بعد پیدا ہوتا ہے اور حقیقت میں وہ بھی ایک رحم ہے جو اور رنگ میں ظاہر ہوتا ہے۔ جب کسی انسان کو عقل عطا ہوتی ہے اور بندگی عقل وہ خدا تعالیٰ کے حدود اور قوانین سے واقف ہوتا ہے۔ تب اس حالت میں وہ عدل کے مواخذہ کے نیچے آتا ہے۔ لیکن رحم کے لئے عقل اور قانون کی شرط نہیں۔ اور چونکہ خدا تعالیٰ نے رحم کر کے انسانوں کو سب سے زیادہ فضیلت دینی چاہی اس لئے اُس نے انسانوں کے لئے عدل کے قواعد اور حدود مرتب کئے سو عدل اور رحم میں تناقض سمجھنا جہالت ہے۔

ایک اعتراض جو میں نے پادریوں کے اصول پر کیا تھا یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ "انسان اور تمام حیوانات کی موت آدم کے گناہ کا پھل ہے" حالانکہ یہ خیال دو طور سے صحیح نہیں ہے اول یہ کہ کوئی محقق اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ آدم کے وجود سے پہلے بھی ایک مخلوقات دنیا میں رہ چکی ہے اور وہ مرتے بھی تھے اور اُس وقت نہ آدم موجود تھا اور نہ آدم کا گناہ پس یہ موت کیونکر پیدا ہو گئی۔ دوسرے یہ کہ اس میں شک نہیں کہ آدم بہشت میں بغیر ایک منع کئے ہوئے پھل کے اور سب چیزیں کھاتا تھا پس کچھ شک نہیں ہو سکتا کہ وہ گوشت بھی کھاتا ہوگا۔ اس صورت میں بھی آدم کے گناہ سے پہلے حیوانات کی موت ثابت ہوتی ہے۔ اور اگر اسکی بھی رد گذر کریں تو کیا ہم دوسرے امر سے بھی انکار کر سکتے ہیں کہ آدم بہشت میں ضرور پانی پیتا تھا کیونکہ کھانا اور پینا ہمیشہ سے ایک دوسرے سے لازم پڑے ہوئے ہیں۔ اور طبی تحقیقات سے ثابت ہے کہ ہر ایک قطرہ میں کئی ہزار کیڑے ہوتے ہیں۔ پس کچھ شک نہیں کہ آدم کے گناہ سے پہلے کہ کوڑا کیڑے مرتے تھے۔ پس اسکی بہر حال ماننا پڑتا ہے کہ موت گناہ کا پھل نہیں۔ اور یہ امر عیسائیوں کے اصول کو باطل کرتا ہے۔





جو عیسائیوں کیلئے خود کر نیکی لائق تھا۔ کیا ایسی کتابیں قابل اعتماد ہیں جن میں اس قدر جھوٹ ہیں!! ایک اور اعتراض متی وغیرہ انجیلوں پر ہے جو ہم نے بار بار پیش کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ان تحریرات کا الہامی ہونا سرگز ثابت نہیں۔ کیونکہ ان کے لکھنے والوں نے کسی جگہ یہ دعویٰ نہیں کیا کہ یہ کتابیں الہام سے لکھی گئی ہیں۔ بلکہ بعض نے ان میں سے صاف اقوال بھی کر دیا ہے کہ یہ کتابیں محض انسانی تالیف ہیں۔ یہاں پر یہ کہہ کر قرآن شریف میں انجیل کے نام پر ایک کتاب حضرت عیسیٰ پر نازل ہونے کی تصدیق ہے مگر قرآن شریف میں سرگز یہ نہیں ہے کہ کوئی الہام متی یا یوحنا وغیرہ کو بھی ہوا ہے۔ اور وہ الہام انجیل کہلاتا ہے۔ اس لئے مسلمان لوگ کسی طرح ان کتابوں کو خدا تعالیٰ کی کتابیں تسلیم نہیں کر سکتے۔ ان ہی انجیلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح خدا تعالیٰ سے الہام پاتے تھے اور اپنے الہامات کا نام انجیل رکھتے تھے۔ پس عیسائیوں پر لازم ہے کہ وہ انجیل پیش کریں تعجب کریں کہ لوگ اس کا نام بھی نہیں لیتے۔ پس وہ یہی ہے کہ اس کو یہ لوگ کھو بیٹھے ہیں۔

منجملہ ہمارے اعتراضات کے ایک یہ اعتراض بھی تھا کہ عیسائی اپنے اصول کے موافق اعمال صالحہ کو کچھ چیزیں نہیں سمجھتے اور ان کی نظر میں یسوع کا کفارہ نجات پانے کے لئے ایک کافی تدبیر ہے۔ لیکن علاوہ اس بات کے کہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ یسوع کا کفارہ نہ تو عیسائیوں کو بدی سے بچا سکا اور نہ یہ بات صحیح ہے کہ کفارہ کی وجہ سے ہر ایک بدی ان کو حلال ہو گئی۔ ایک اور امر منصفوں کے لئے قابل غور ہے اور وہ یہ کہ عقلی تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ نیک کام بلاشبہ اپنے اندر ایک ایسی تاثیر رکھتے ہیں جو نیکو کار کو وہ تاثیر نجات کا پھل بخشی ہے۔ کیونکہ عیسائیوں کو بھی اس بات کا اقرار ہے کہ بدی اپنے اندر ایک ایسی تاثیر رکھتی ہے کہ اُس کا مرتکب ہمیشہ کے جہنم میں جاتا ہے۔ تو اس صورت میں قانون قدرت کے اس پہلو پر نظر ڈال کر یہ دوسرا پہلو بھی ماننا پڑتا ہے کہ علیٰ ہذا العیاں نیکی بھی اپنے اندر ایک تاثیر رکھتی ہے کہ اُس کا بجا لانے والا وارث نجات بن سکتا ہے۔

اور جملہ ہمارے اعتراضات کے ایک یہ اعتراض بھی تھا کہ جس قدر یہ کو عیسائی پیش کر رہے ہیں وہ خدا کے قدیم قانون قدرت کے بالکل مخالف ہے۔ کیونکہ قانون قدرت میں کوئی اس بات کی نظیر نہیں کہ ادنیٰ بچانے کے لئے اعلیٰ کو مارا جائے۔ ہمارے سامنے خدا کا قانون قدرت ہے اس پر نظر ڈالنے سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمیشہ ادنیٰ اعلیٰ کی مخالفت کے لئے مارے جاتے ہیں۔ چنانچہ جس قدر دنیا میں جانور ہیں یہاں تک کہ پانی کے کیڑے وہ سب انسان کے بچانے کے لئے جو اشرف المخلوقات ہے کام میں آ رہے ہیں۔ پھر یسوع کے خون کا فدیہ کس قدر اُس قانون کے مخالف ہے جو صاف صاف نظر آ رہا ہے اور ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ جو زیادہ قابل قدر اور پیارا ہے۔ اُسی کے بچانے کے لئے ادنیٰ کو اس اعلیٰ پر قربان کیا جاتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے انسان کی جان بچانے کے لئے کروڑوں حیوانوں کو بطور فدیہ کے دیا ہے۔ اور ہم تمام انسان بھی فطرتاً ہی اس کی طرف راغب ہیں۔ تو پھر خود سوچ لو کہ عیسائیوں کا فدیہ خدا کے قانون قدرت سے کس قدر دور پڑا ہوا ہے۔

ایک اور اعتراض ہے جو ہم نے کیا تھا اور وہ یہ ہے کہ یسوع کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ موروٹی اور کبھی گناہ سے پاک ہے۔ حالانکہ یہ صریح غلط ہے۔ عیسائی خود مانتے ہیں کہ یسوع نے اپنا تمام گوشت و پوست اپنی والدہ سے پایا تھا اور وہ گناہ سے پاک نہ تھی۔ اور نیز عیسائیوں کا یہ بھی اقرار ہے کہ ہر ایک درد اور دکھ گناہ کا پھل ہے اور کچھ شک نہیں کہ یسوع بھوکا بھی ہوتا تھا اور پیاسا بھی اور بچپن میں قانون قدرت کے موافق خسرہ بھی اس کو نکلا ہو گا اور چھپک بھی اور دانٹوں کے نکلنے کے دکھ بھی اٹھائے ہونگے اور مومنوں کے تہوں میں بھی گرفتار ہوتا ہو گا اور بموجب اصول عیسائیوں کے یہ سب گناہ کے پھل ہیں۔ پھر کیونکہ اس کو پاک فدیہ سمجھا گیا۔ علاوہ اس کے جبکہ روح القدس کا تعلق صرف اسی حالت میں بموجب اصول عیسائیوں کے ہو سکتا تھا کہ جب کوئی شخص ہر ایک طرح سے گناہ سے پاک ہو تو پھر یسوع جو بقول ان کے موروٹی گناہ سے پاک نہیں تھا اور نہ گناہوں کے پھل سے بچ سکا اُس

سے کیونکہ روح القدس نے تعلق کر لیا۔ بظاہر اُس سے زیادہ تر ملک صدق سالم کا حق تھا کیونکہ بقول عیسائیوں کے وہ ہر طرح کے گناہ سے پاک تھا۔

اور عیسائیوں کے اصول پر ایک ہمارا یہ اعتراض تھا کہ وہ اس بات کو مانتے ہیں کہ نجات کا اصل ذریعہ گناہوں سے پاک ہونا ہے اور پھر باوجود تسلیم اس بات کے گناہوں سے پاک ہونے کا حقیقی طریقہ بیان نہیں کرتے بلکہ ایک قابلِ شرم بناوٹ کو پیش کرتے ہیں جس کو گناہوں سے پاک ہونے کے ساتھ کوئی حقیقی رشتہ نہیں۔ یہ بات نہایت صاف اور ظاہر ہے کہ چونکہ انسان خدا کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس لئے اُس کا تمام آرام اور ساری خوشحالی صرف اسی میں ہے کہ وہ سارا خدا کا ہی ہو جائے۔ اور حقیقی راحت کبھی ظاہر نہیں ہو سکتی جب تک انسان اس حقیقی رشتہ کو جو اس کو خدا سے ہے مکن قوت سے تیز فعل میں نہ لائے۔ لیکن جب انسان خدا سے منہ پھیر لیوے تو اس کی مثال ایسی ہو جاتی ہے جیسا کہ کوئی شخص اُن کھڑکیوں کو بند کر دیوے جو آفتاب کی طرف تھیں اور کچھ شک نہیں کہ اُن کے بند کرنے کیساتھ ہی ساری کوٹھڑی میں اندھیرا پھیل جائے گا۔ اور وہ روشنی جو محض آفتاب سے ملتی ہے ایک نختِ دُور ہو کر ظلمت پیدا ہو جائے گی۔ اور وہی ظلمت ہے جو ضلالت اور جہنم سے تعبیر کی جاتی ہے۔ کیونکہ دکھوں کی وہی جڑ ہے۔ اور اُس ظلمت کا دُور ہونا اور اس جہنم سے نجات پانا اگر قانونِ قدرت کے طریق پر تلاش کی جائے تو کسی کے مصلوب کرنے کی حاجت نہیں بلکہ وہی کھڑکیاں کھول دینی چاہئیں جو ظلمت کی باعث ہوئی تھیں۔ کیا کوئی یقین کر سکتا ہے کہ ہم درحالیہ کہ نور پانے کی کھڑکیوں کے بند رکھنے پر اصرار کریں کسی روشنی کو پا سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں سو گناہ کا عاف ہونا کوئی قصہ کہانی نہیں جس کا ظہور کسی آئندہ زندگی پر موقوف ہو۔ اور یہ بھی نہیں کہ یہ امور محض بے حقیقت اور مجازی گورنمنٹوں کی نافرمانیوں اور قصور بخشی کے رنگ میں ہیں بلکہ اُس وقت انسان کو مجرم یا گنہگار کہا جاتا ہے کہ جب وہ خدا سے اعراض کر کے اس روشنی کے مقابلہ سے پیسے ہٹ جاتا اور اُس چمک سے ادھر ادھر ہو جاتا ہے جو خدا سے اترتی اور دلوں پر نازل

ہوتی ہے۔ اس حالت موجودہ کا نام خدا کی کلام میں جناح ہے جس کو پارسیوں نے مبدل کر کے گناہ بنالیا ہے اور جتنج جو اس کا مصدر ہے اس کے معنی میں میل کرنا اور اصل مرکز سے ہٹ جانا۔ پس اس کا نام جناح لینے گناہ اس لئے ہوا کہ انسان اعراض کر کے اس مقام کو چھوڑ دیتا ہے جو الہی روشنی پڑنے کا مقام ہے اور اس خاص مقام سے دوسری طرف میل کر کے ان فوروں سے اپنے تئیں دور ڈالتا ہے جو اس سمت مقابل میں حاصل ہو سکتے ہیں۔ ایسا ہی بزم کا لفظ جس کے معنی بھی گناہ ہیں بزم کو مشتق ہے اور بزم عربی زبان میں کائنات کو کہتے ہیں پس بزم کا نام اس لئے بزم ہوا کہ بزم کا مرثب اپنے تمام تعلقات خدا تعالیٰ سے کاٹتا ہے اور باعتبار مفہوم کے بزم کا لفظ جناح کے لفظ سے سخت تر ہے۔ کیونکہ جناح صرف میل کا نام ہے جس میں کسی طرح کا ظلم ہو۔ مگر بزم کا لفظ کسی گناہ پر اس وقت صادق آئیگا کہ جب ایک شخص خدا خدا کے قانون کو توڑ کر اور اس کے تعلقات کی پرواہ نہ رکھ کر کسی ناکروں امر کا دیدہ دانستہ ارتکاب کرتا ہے۔

اب جبکہ حقیقی پاکیزگی کی حقیقت یہ ہوتی جو ہم نے بیان کی ہے تو اب اس جگہ لمبا یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ گم شدہ انوار جن کو انسان تاریکی سے محبت کر کے کھو بیٹھتا ہے کیا وہ صرف کسی شخص کو مصلوب ماننے سے مل سکتے ہیں؟ سو جواب یہ ہے کہ یہ خیال بالکل غلط اور فاسد ہے۔ بلکہ اصل حقیقت یہی ہے کہ ان فوروں کے حاصل کرنے کے لئے قدیم سے قانون قدرت یہی ہے جو ہم ان گھمبھوں کو کھول دیں جو اس آفتاب حقیقی کے سامنے ہیں۔ تب وہ کرنیں اور شعاعیں جو بند کرنے سے گم ہو گئی تھیں ایک دفعہ پھر پیدا ہو جائیں گی۔ دیکھو خدا کا جہانی قانون قدرت بھی یہی گواہی دے رہا ہے۔ اور کسی قلت کو ہم دور نہیں کر سکتے جب تک ایسی گھمبھیاں نہ کھول دیں جن سے سیدھی شعاعیں ہمارے گھر میں پڑ سکتی ہیں۔ سو اس میں کچھ شک نہیں کہ عقل سلیم کے نزدیک یہی صحیح ہے جو ان گھمبھوں کو کھولا جائے۔ تب ہم نہ صرف نور کو پائیں گے بلکہ اس مبداء انوار کو بھی دیکھ لیں گے۔

غرض گناہ اور غفلت کی تاریکی دور کرنے کے لئے نور کا پانا ضروری ہے۔ اسی کی طرف اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے مَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا۔ یعنی جو شخص اس جہان میں اندھا ہو وہ اس دوسرے جہان میں بھی اندھا ہی ہوگا بلکہ اندھوں سے بدتر۔ یعنی خدا کے دیکھنے کی آنکھیں اور اُس کے دریافت کرنے کے حواس اسی جہاں سے ملنے ہیں جس کو اس جہاں میں نہیں ملے اُس کو دوسرے جہاں میں بھی نہیں ملیں گے۔ راستباز جو قیامت کے دن خدا کو دیکھیں گے وہ اسی جگہ سے دیکھنے والے حواس ساتھ لے جائیں گے۔ اور جو شخص اس جگہ خدا کی آواز نہیں سنے گا وہ اُس جگہ بھی نہیں سنے گا۔ خدا کو جیسا کہ خدا ہے بغیر کسی غلطی کے پہچاننا اور اسی عالم میں سچے اور صحیح طور پر اُس کی ذات اور صفات کی معرفت حاصل کرنا یہی تمام روشنی کا مبدعہ ہے۔ اسی مقام سے ظاہر ہے کہ جن لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ خدا پر بھی موت اور دکھ اور مصیبت اور جہالت وارد ہو جاتی ہے اور وہ بھی طعون ہو کہ سچی پاکیزگی اور رحمت اور علوم حقہ سے محروم ہو جاتا ہے ایسے لوگ گمراہی کے گڑھے میں پڑے ہوئے ہیں اور سچے علوم اور حقیقی معارف جو درحقیقت مدارِ نجات ہیں اُن سے وہ لوگ درحقیقت بے خبر ہیں نجات کا مفت ملنا اور اعمال کو غیر ضروری ٹھہرانا جو عیسائیوں کا خیال ہے یہ اُن کی سرسری غلطی ہے۔ اُن کے فرضی خدا نے بھی چالیس روز سے رکھے تھے اور موسیٰ نے کوہِ سینا پر روزے رکھے۔ پس اگر اعمال کچھ چیز نہیں ہیں تو یہ دونوں بزرگ اس بے ہودہ کام میں کیوں پڑے۔ جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ بدی سے سخت بیزار ہے تو ہمیں اس سے سمجھ آتا ہے کہ وہ نیکی کرنے سے نہایت درجہ خوش ہوتا ہے۔ پس اس صورت میں نیکی بدی کا کفارہ ٹھہرتی ہے۔ اور جب ایک انسان بدی کرنے کے بعد ایسی نیکی بجالایا جس سے خدا تعالیٰ خوش ہوا تو ضرور ہے کہ پہلی بات موقوف ہو کہ دوسری بات قائم ہو جائے ورنہ خلافِ عمل ہوگا۔ اسی کے مطابق اللہ جل شانہ قرآن شریف میں فرماتا ہے

ان الحسنات یدفعن السیئات یعنی نیکیاں بدیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ بدی میں ایک زہریلی خاصیت ہے کہ وہ ہلاکت تک پہنچاتی ہے۔ اسی طرح ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ نیکی میں ایک تریاکی خاصیت ہے کہ وہ موت سے بچاتی ہے۔ مثلاً گھر کے تمام دروازوں کو بند کر دینا یہ ایک بدی ہے۔ جس کی لازمی تاثیر یہ ہے کہ اندیرا ہو جائے۔ پھر اس کے مقابل پر یہ ہے کہ گھر کا دروازہ جو آفتاب کی طرف ہے کھولا جائے اور یہ ایک نیکی ہے جس کی لازمی خاصیت یہ ہے کہ گھر کے اندر گرم شدہ روشنی واپس آجائے۔ یا ہم تبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ عذاب ایک سلیبی چیز ہے کیونکہ راحت کی نفی کا نام عذاب ہے اور نجات ایک ایجابی چیز ہے۔ یعنی راحت اور خوشحالی کے دوبارہ حاصل ہو جانے کا نام نجات ہے۔ پس جیسا کہ قلت عدم وجود روشنی کا نام ہے ایسا ہی عذاب عدم وجود خوشحالی کا نام ہے۔ مثلاً بیماری اس حالت کا نام ہے۔ کہ جب حالت بدن جبری طبیعت پر نہ رہے اور صحت اُس حالت کا نام ہے کہ جب امور طبعیہ اپنی اصل حالات کی طرف عود کریں۔ سو جب انسان کی روحانی حالت جبری طبیعت سے اور صراحتاً کھسک جائے اسی اختلال کا نام عذاب ہے۔ اور جیسا کہ دیکھا جاتا ہے کہ جب کوئی عضو مثلاً ہاتھ یا پیروں سے اتر جائے تو اسی وقت درد شروع ہو جاتا ہے اور وہ عضو اپنی خدمات مفوضہ کو بجا نہیں لاسکتا۔ اور اگر اسی حالت پر چھوڑا جائے تو رفتہ رفتہ بے کار یا متعفن ہو کر گر جاتا ہے اور بسا اوقات اس کی ہسائیگی سے دوسرے اعضاء کے بگڑنے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے۔ اور یہ درد جو اس عضو میں پیدا ہوتا بحریہ باہر سے نہیں آتا بلکہ فطرتاً اس کی اس خراب حالت کو لازم پڑا ہوا ہے ایسا ہی عذاب کی حالت ہے کہ جب فطرتی دین سے انسان الگ ہو جائے اور حالت استقامت سے گر جائے تو عذاب شروع ہو جاتا ہے۔ گو ایک جاہل جو غفلت کی بے ہوشی میں پڑا ہوا ہے۔ اس عذاب کا احساس نہ کرے۔ اور ایسی حالت میں ایسا بگڑا ہوا نفس روحانی خدمات کے لائق نہیں رہتا اور اگر اسی حالت میں ایک مدت تک رہے تو بالکل بے کار ہو جاتا ہے۔ اور اُس کی ہسائیگی

دوسروں کو بھی معرض خطر میں ڈالتی ہے اور وہ عذاب جو اس پر وارد ہوتا ہے باہر سے نہیں آتا بلکہ وہی حالت اُس کی اس عذاب کو پیدا کرتی ہے۔ بے شک عذاب خدا کا فعل ہے مگر اس طرح کا مثلاً جبکہ ایک انسان ستم الفار کو وزن کافی تک کھائے تو خدا تعالیٰ اس کو مار دیتا ہے یا مثلاً جب ایک انسان اپنی کوٹھڑی کے تمام دروازے بند کر دے تو خدا تعالیٰ اس گھر میں اندھیرا پیدا کر دیتا ہے۔ یا اگر مثلاً ایک انسان اپنی زبان کو کاٹ ڈالے تو خدا تعالیٰ قوت گو یائی اس کی جبین لیتا ہے۔ یہ سب خدا تعالیٰ کے فعل ہیں جو انسان کے فعل کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔ ایسا ہی عذاب دینا خدا تعالیٰ کا فعل ہے جو انسان کے اپنے ہی فعل سے پیدا ہوتا اور اسی میں جو شِ مار تبا ہے۔ اسی کی طرف اللہ جل شانہ اشارہ فرماتا ہے

نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ الَّتِي تَطْلُعُ عَلَى الْإِفْتِدَاءِ لِيُنْذِرَ الْبَشَرَ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ

خدا جھڑکا تبا ہے اور پہلا شعلہ اُس کا انسان کے اپنے دل پر سے ہی اٹھتا ہے۔ یعنی جڑ اُس کی انسان کا اپنا ہی دل ہے اور دل کے ناپاک خیالات اُس جہنم کے میزمر ہیں پس جبکہ عذاب کا اصل تخم اپنے وجود کی ہی ناپاکی ہے جو عذاب کی صورت پر متشکل ہوتی ہے تو اس سے ماننا پڑتا ہے کہ وہ چیز جو اس عذاب کو دور کرتی ہے وہ راستبازی اور پاکیزگی ہے۔ اور ہم ابھی لکھ چکے ہیں کہ عذاب ایک سلبی چیز ہے کیونکہ راحت اور آرام ایک طبعی امر ہے اور اُس کے زوال کا نام عذاب ہے اور قانون قدرت گواہی دیتا ہے کہ ہمیشہ امر سلبی امر ایجابی کے پیدا ہونے سے دور ہو جاتا ہے۔ مثلاً کوٹھڑی کے دروازے بند کرنے سے جو ایک تاریکی پیدا ہوتی ہے یہ ایک امر سلبی ہے اور اس کا پہلا اور سیدھا علاج یہ ہے کہ آفتاب کی سمت کے دروازے کھول دیئے جائیں اور دروازہ کھولنا ایک ایجابی امر ہے۔

غرض اس جگہ تحقیق نجات کے حاصل کرنے کے لئے کسی تیسری شے کی حاجت نہیں پڑتی۔ مثلاً ایک بند کوٹھڑی کا اندھیرا دور کرنے کے لئے اسی قدر کافی ہے کہ اس کے دروازے کھول دیئے جائیں۔ اسی لئے قرآن شریف نے فرمایا ہے کہ خدا کی توصید پر علمی اور علی طور پر قائم ہونے



وہ سب نجات پائیں گے۔ ہاں یہ بھی فرمایا ہے کہ وہ کامل توحید جو مدار نجات ہے جس میں کوئی شرک کی تائید نہیں اور جو ہر ایک نقصان سے خالی ہے وہ صرف قرآن میں پائی جاتی ہے۔ اس لئے التزام یہ بھی لازم آیا کہ ہم اُس توحید کو قرآن اور نبی آخر الزمان کے ذریعہ سے ڈھونڈیں۔ کیونکہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ وہ دوسری جگہ نہیں ملتی۔ اب اس جگہ ہر ایک دانشمند سمجھ جائے گا کہ گناہ اور معافی گناہ کی فلاحی کیا ہے۔ مگر افسوس کہ عیسائیوں کے خیال میں جاہلوں کے عذاب الہی اس انسان کے عذاب کی مانند ہے جو کسی اپنے خدمتگار کو اس کی نافرمانی کی حرکات سے چڑکر اور نہایت تنگ آکر مارتا ہے۔ پس گویا وہ اُس تنگدل آفاقی مانند ہے جس نے اپنے نفس پر فرض کر رکھا ہے کہ کبھی قصور سے وہ گزر نہ کرے جب تک ایک قصور وار کے عوض میں دوسرے کو ذبح نہ کر لے۔

منجملہ میرے اعتراضات کے ایک یہ بھی تھا کہ یہ دعوئے پادریوں کا سر اسر غلط ہے کہ "قرآن توحید اور احکام میں نئی چیز کوئی لایا جو توریت میں ذمہ" بظاہر ایک نادان توریت کو دیکھ کر دھوکہ میں پڑے گا کہ توریت میں توحید بھی موجود ہے اور احکام عبادت اور حقوق عباد کا بھی ذکر ہے۔ پھر کوئی نئی چیز ہے جو قرآن کے ذریعہ سے بیان کی گئی۔ مگر یہ دھوکہ اسی کو لگے گا جس نے کلام الہی میں کبھی تدبیر نہیں کیا۔ واضح ہو کہ الہیات کا بہت ساحہ دیا ہے کہ توریت میں اس کا نام و نشان نہیں۔ چنانچہ توریت میں توحید کے باریک مراتب کا کہیں ذکر نہیں۔ قرآن ہم پر ظاہر فرماتا ہے کہ توحید صرف اس بات کا نام نہیں کہ ہم بتوں اور انسانوں اور حیوانوں اور عناصر اور ابرام فلکی اور شیطانی کی پرستش سے باز رہیں بلکہ توحید میں تدبیر تین قسم ہے درجہ اول عوام کے لئے یعنی اُن کے لئے جو خدا تعالیٰ کے غضب سے نجات پانا چاہتے ہیں۔ درجہ دوم اور درجہ سوم کے لئے یعنی اُن کے لئے جو عوام کی نسبت زیادہ تر قرب الہی کے ساتھ خصوصیت پیدا کر لی چاہتے ہیں۔ اور تیسرا درجہ خواص الخواص کیلئے جو قرب کے مکمل تک پہنچنا چاہتے ہیں۔ اول مرتبہ توحید کا تو یہی ہے کہ غیر اللہ کی پرستش نہ کی جائے

اور ہر ایک چیز جو محدود اور مخلوق معلوم ہوتی ہے خواہ زمین پر ہے خواہ آسمان پر اُس کی پرستش  
 حسے کتہہ کیا جائے۔ دوسرا مرتبہ توحید کا یہ ہے کہ اپنے اور دوسروں کے تمام کاروبار میں موثر  
 حقیقی خدا تعالیٰ کو سمجھا جائے اور اسباب پر اتنا زور نہ دیا جائے جس سے وہ خدا تعالیٰ کے  
 شریک ٹھہر جائیں۔ مثلاً یہ کہنا کہ زید نہ ہوتا تو میرا یہ نقصان ہوتا اور بکر نہ ہوتا تو میں تباہ ہو جاتا۔  
 اگر یہ کلمات اس نیت سے کہے جائیں کہ جس حقیقی طوع پر زید و بکر کو کچھ تیز سمجھا جائے تو یہ  
 بھی شرک ہے۔ تیسری قسم توحید کی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت میں اپنے نفس کے خواہش  
 کو بھی درمیان سے اٹھانا اور اپنے وجود کو اس کی عظمت میں محو کرنا۔ یہ توحید توحیدیت میں  
 کہاں ہے۔ ایسا ہی توحیدیت میں بہشت اور دوزخ کا کچھ ذکر نہیں پایا جاتا۔ اور شاید کہیں  
 کہیں اشارات ہوں۔ ایسا ہی توحیدیت میں خدا تعالیٰ کی صفات کا ملہ کا کہیں پورے طوع  
 پر ذکر نہیں۔ اگر توحیدیت میں کوئی ایسی سورۃ ہوتی جیسا کہ قرآن شریف میں قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ  
 الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ہے تو شاید عیسائی اس  
 مخلوق پرستی کی بلا سے رُک جاتے۔ ایسا ہی توحیدیت نے حقوق کے خارج کو پورے طوع پر  
 بیان نہیں کیا۔ لیکن قرآن نے اس تعلیم کو بھی کمال تک پہنچایا ہے۔ مثلاً وہ فرماتا ہے إِنَّ اللَّهَ  
 يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَايَ ذِي الْقُرْبَىٰ یعنی خدا حکم کرتا ہے کہ تم عدل کرو  
 اور اس سب سے بڑھ کر یہ کہ تم احسان کرو اور اس سے بڑھ کر یہ کہ تم لوگوں کی ایسے طوع سے خدمت  
 کرو کہ جیسے کوئی قربت کے جوش نے خدمت کرتا ہے۔ یعنی بنی نوع سے تمہاری ہمدردی  
 جوش طبعی سے ہو کوئی ارادہ احسان رکھنے کا نہ ہو جیسا کہ مال اپنے بچہ سے ہمدردی رکھتی ہے۔  
 ایسا ہی توحیدیت میں خدا کی ہستی اور اس کی واحدانیت اور اس کی صفات کا ملہ کو دلائل عقلیہ  
 سے ثابت کر کے نہیں دکھلایا۔ لیکن قرآن شریف نے ان تمام عقائد اور نیز ضرورت الہام  
 اور نبوت کو دلائل عقلیہ سے ثابت کیا ہے اور ہر ایک بحث کو فلسفہ کے رنگ میں بیان  
 کر کے حق کے طالبوں پر اُس کا سمجھنا آسان کر دیا ہے۔ اور یہ تمام دلائل ایسے کمال پر قرآن شریف

میں پائے جاتے ہیں کہ کسی مقدور میں نہیں کہ مثلاً ہستی باری پر کوئی ایسی دلیل پیدا کر سکے کہ جو قرآن شریف میں موجود نہ ہو۔

ماسوا اس کے قرآن شریف کے وجود کی ضرورت پر ایک اور ٹہری دلیل یہ ہے کہ پہلی تمام کتابیں موسیٰ کی کتاب توریت سے انجیل تک ایک خاص قوم یعنی بنی اسرائیل کو اپنا مخاطب ٹھہراتی ہیں۔ اور صاف اور صریح لفظوں میں کہتے ہیں کہ ان کی ہدایتیں عام فائدہ کیلئے نہیں بلکہ صرف بنی اسرائیل کے وجود تک محدود ہیں۔ مگر قرآن شریف کا مد نظر تمام دنیا کی اصلاح ہے۔ اور اس کی مخاطب کوئی خاص قوم نہیں بلکہ کھلے کھلے طور پر بیان فرماتا ہے کہ وہ تمام انسانوں کے لئے نازل ہوا ہے اور ہر ایک کی اصلاح اس کا مقصد ہے۔ سو بلحاظ مخاطبین کے توریت کی تعلیم اور قرآن کی تعلیم میں بڑا فرق ہے۔ مثلاً توریت کہتی ہے کہ تیرا خون مت کر اور قرآن بھی کہتا ہے کہ خون مت کر اور ہر قرآن میں اُسی حکم کا اعادہ معلوم ہوتا ہے جو توریت میں آچکا ہے۔ مگر اصل اعادہ نہیں بلکہ توریت کا یہ حکم صرف بنی اسرائیل سے تعلق رکھتا ہے اور صرف بنی اسرائیل کو خون سے منع فرماتا ہے دوسرے سے توریت کو کچھ غرض نہیں۔ لیکن قرآن شریف کا یہ حکم تمام دنیا سے تعلق رکھتا ہے۔ اور تمام نوع انسان کو ناحق کی خون ریزی سے منع فرماتا ہے۔ اسی طرح تمام احکام میں قرآن شریف کی اصل غرض عام خلافت کی اصلاح ہے اور توریت کی غرض صرف بنی اسرائیل تک محدود ہے۔

میں نے انجیلوں پر ایک یہ بھی اعتراض کیا تھا کہ ان میں جس قدر معجزات لکھے گئے ہیں جن سے خواہ مخواہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدائی ثابت کی جاتی ہے وہ معجزات ہرگز ثابت نہیں ہیں۔ کیونکہ انجیل نویسوں کی نبوت جو مدار ثبوت تھی ثابت نہیں ہو سکی اور نہ انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور نہ کوئی معجزہ دکھایا۔ باقی رہا یہ کہ انہوں نے بحیثیت ایک وقائع نویس کے معجزات کو لکھا ہو۔ سو وقائع نویسی کے شرائط بھی ان میں متحقق نہیں کیونکہ وقائع نویس کے لئے ضروری ہے کہ وہ دروغ گو نہ ہو اور دوسرے یہ کہ اس کے حافظ میں خلل نہ ہو۔ اور تیسرے یہ کہ

وہ عمیق الفکر ہوا اور سطحی خیال کا آدمی نہ ہوا اور چوتھے یہ کہ وہ محقق ہو اور سطحی باتوں پر کفایت کرنے والا نہ ہو اور پانچویں یہ کہ جو کچھ لکھے حقیقہ دید لکھے محض رطب یا لیس کو پیش کرنے والا نہ ہو۔ مگر انجیل نویسوں میں ان شرطوں میں سے کوئی شرط موجود نہ تھی۔ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ انہوں نے اپنی انجیلوں میں عدا جھوٹ بولا ہے۔ چنانچہ ناصره کے معنے اٹھنے کے اور عمانوئیل کی پیشگوئی کو خواہ مخواہ مسیح پر جمایا اور انجیل میں لکھا کہ اگر یسوع کے تمام کام لکھے جاتے تو وہ کتابیں دنیا میں سمانہ سکتیں۔ اور حافظہ کا یہ حال ہے کہ پہلی کتابوں کے بعض حوالوں میں غلطی کھائی اور بہت سی بے اصل باتوں کو لکھ کر ثابت کیا کہ ان کو عقل اور فکر اور تحقیق سے کام لینے کی عادت نہ تھی بلکہ بعض جگہ ان انجیلوں میں نہایت قابل شرم جھوٹ ہے۔ جیسا کہ متی باب ۵ میں یسوع کا یہ قول ہے کہ ”تم مٹن چکے ہو کہ اپنے پڑوسی سے محبت کر اور اپنے دشمن سے نفرت کر حالانکہ پہلی کتابوں میں یہ عبارت موجود نہیں۔ ایسا ہی ان کا یہ لکھنا کہ تمام مرد مسیحیت المقدس کی قبروں سے نکل کر شہر میں آگئے تھے۔ یہ کس قدر بے ہودہ بات ہے اور کئی مجزرہ کے لکھنے کے وقت کسی انجیل نویس نے یہ دعوے نہیں کیا کہ وہ اس کا چشم دید ماہر ہے پس ثابت ہوتا ہے کہ وقائع نویسی کے شرائط ان میں موجود نہ تھے۔ اور ان کا بیان ہرگز اس لائق نہیں کہ کچھ بھی اس کا اعتبار کیا جائے۔ اور باوجود اس بے اعتباری کے جس بات کی طرف وہ جاتے ہیں وہ نہایت ذلیل خیال اور قابل شرم عقیدہ ہے۔ کیا یہ بات عند العقل قبول کرنے کے لائق ہے کہ ایک عاجز مخلوق جو تمام لوازم انسانیت کے اپنے اندر رکھتا ہے خدا کہلاوے؟ کیا عقل اس بات کو مان سکتی ہے کہ مخلوق اپنے خالق کو کوڑے مارے اور خدا کے بندے اپنے قادر خدا کے منہ پر فتوکیں اور اس کو پچھلیں اور اس کو سولی دیں اور وہ خدا ہو کر ان کے مقابل سے عاجز ہو؟ کیا یہ بات کسی کو سمجھ آ سکتی ہے کہ ایک شخص خدا کہلا کر تمام رات دعا کرے اور پھر اس کی دعا قبول نہ ہو؟ کیا کوئی دل اس بات پر اطمینان پکڑ سکتا ہے کہ خدا بھی عاجز بچوں کی طرح نو چہینے تک پیٹ میں رہے اور

خون حیض کھاوے اور آخر چیتا ہوا عورتوں کی شرم گاہ سے پیدا ہو گیا کوئی عقلمند اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ خدا بے شمار اور بے ابتدا زمانہ کے بعد مجسم ہو جائے اور ایک ٹکڑہ اُس کا انسان کی صورت بنے اور دوسرا کیوتر کی اور جیم ہمیشہ کیلئے ان کے گلے کا ہار ہو جائے۔

ایک اور اعتراض تھا جو ہم نے عیسائیوں کی موجودہ انجیلوں پر کیا تھا۔ جس کی وجہ سے پادری صاحبوں کو بہت شرمندگی اٹھانی پڑی اور وہ یہ ہے کہ انجیل انسان کے تمام قوتوں کی مرئی نہیں ہو سکتی۔ اور جو کچھ اس میں کسی قدر اخلاقی حصہ موجود ہے وہ بھی دراصل توریت کا انتخاب ہے۔ اس پر بعض عیسائیوں نے یہ اعتراض اٹھایا تھا کہ خدا کی کتاب کے مناسب حال صرف اخلاقی حصہ ہوتا ہے اور سزا جزا کے قوانین خدا کی کتاب کے مناسب حال نہیں کیونکہ جو انکم کی مزائیں حالات متبدلہ کی مصلحت کے رو سے ہونی چاہئیں اور وہ حالات غیر محدود ہیں اس لئے ان کے لئے صرف ایک ہی قانون سزا ہونا ٹھیک نہیں ہے ہر ایک سزا جیسا کہ وقت تقاضا کرے اور مجرموں کی تنبیہ اور سزا دہش کے لئے مفید پڑ سکے دینی چاہیے۔ لہذا ہمیشہ ایک ہی رنگ میں اُن کا ہونا اصلاح خلائق کے لئے مفید نہیں ہو گا اور اس طرح یہ قوانین دیوانی اور فوجداری اور مالگذاری کو محدود کر دینا اُس بد نتیجہ کا موجب ہو گا کہ جو ایسی نئی صدقوں کے وقت میں پیدا ہو سکتا ہے جو اُن قوانین محدودہ سے باہر ہوں۔ مثلاً ایک ایسی جدید طرز کے امور تجارت پر محالفا نہ اثر کرے جو ایسے عام رواج پر مبنی ہوں جن سے اُس گورنمنٹ میں کسی طرح گریز نہ ہو سکے۔ اور یا کسی اور طرز کے جدید معاملات پر موثر ہو اور یا کسی اور تمدنی حالت پر اثر رکھتا ہو۔ اور یا بد معاشوں کے ایسے حالات واسطہ پر غیر مفید ثابت ہو جو ایک قسم کی سزا کی عادت پکڑ گئے ہوں یا اُس سزا کے لائق نہ رہے ہوں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ خیالات اُن لوگوں کے ہیں جنہوں نے کبھی تدبیر سے خدا کی کام قرآن شریف کو نہیں پڑھا۔ اب میں حق کے طالبوں کو سمجھاتا ہوں کہ قرآن شریف میں ایسے احکام جو دیوانی اور فوجداری اور مال کے متعلق ہیں دو قسم ٹوٹ ۱۔ اس قسم کا اعتراض کہ تہذیب اور دوسرے مغربی عقائد نے قرآن کریم پر کیا ہے۔

کے ہیں۔ ایک وہ جن میں سزا یا طریق انصاف کی تفصیل ہے۔ دوسرے وہ جن میں ان امور کو صرف قواعد کلیہ کے طور پر لکھا ہے اور کسی خاص طریق کی تعمیل نہیں کی۔ اور وہ احکام اس غرض سے ہیں کہ تا اگر کوئی نئی صورت پیدا ہو تو مجتہد کو کام آویں۔ مثلاً قرآن شریف میں ایک جگہ تو یہ ہے کہ دانت کے بدلے دانت آٹھ کے بدلے آٹھ۔ یہ تو تفصیل ہے۔ اور دوسری جگہ یہ اجمالی عبارت ہے کہ جزا طاسیثۃ سیثۃ مثلاً۔ پس جب ہم خود کہتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ اجمالی عبارت تو سیح قانون کے لئے بیان فرمائی گئی ہے۔ کیونکہ بعض صورتیں ایسی ہیں کہ ان میں یہ قانون جاری نہیں ہو سکتا۔ مثلاً ایک ایسا شخص کسی کشتہ توڑے کہ اس کے منہ میں دانت نہیں اور بیاض کبر سنی یا کسی اور سبب سے اس کے دانت نکل گئے ہیں تو دندان شکنی کی سزائیں ہم اس کا دانت توڑ نہیں سکتے۔ کیونکہ اس کے تو منہ میں دانت ہی نہیں۔ ایسا ہی اگر ایک اندھا کسی کی آنکھ چھوڑ دے تو ہم اس کی آنکھ نہیں چھوڑ سکتے۔ کیونکہ اس کی آنکھیں ہی نہیں۔ خلاصہ مطلب یہ کہ قرآن شریف نے ایسی صورتوں کا احکام میں داخل کرنے کے لئے اس قسم کے قواعد کلیہ بیان فرمائے ہیں پس اس کے احکام اور قوانین پر کیونکر اعتراض ہو سکے۔ اور اس نے صرف یہی نہیں کہا بلکہ ایسے قواعد کلیہ بیان فرما کر ہر ایک کو اجتہاد اور استخراج اور استنباط کی ترغیب دی ہے۔ مگر افسوس کہ یہ ترغیب اور طرز تعلیم تو ریت میں نہیں پائی جاتی اور انجیل تو اس کا ل تعلیم سے بالکل محروم ہے اور انجیل میں صرف چند اخلاق بیان کئے ہیں۔ اور وہ بھی کسی ضابطہ اور قانون کے سلسلہ میں منسلک نہیں ہیں۔

اور یاد رہے کہ عیسائیوں کا یہ بیان کہ انجیل نے قوانین کی باتوں کو انسانوں کی سمجھ پر چھوڑ دیا ہے۔ جائز فخر نہیں بلکہ جائزہ انفعال اور ندامت ہے۔ کیونکہ ہر ایک امر جو قانون کی اور قواعد مرتبہ منتظر کے رنگ میں بیان نہ کیا جائے وہ امر گو کیسا ہی اپنے مفہوم کے رُوسے نیک ہو بد استعمال کے رُوسے نہایت بد اور مکروہ ہو جاتا ہے۔ اور ہم کئی دفعہ لکھ چکے ہیں کہ

انجیل میں کسی قدر اخلاقی تعلیم ہے تو یہی جو توریت اور طالمود سے لی گئی ہے۔ مگر بہت بے ٹھکانہ اور بے سرو پا ہے۔ اور کاش اگر وہ کسی قانون کے نیچے منظم ہوتی تو کسی کارآمد ہو سکتی۔ مگر اب تو حکیمانہ نظر میں نہایت مکروہ چیز ہے۔ اور یہ سارا نقصان قانون کے چھوڑنے سے ہے جو انتظام اور ترتیب قواعد کے استعمال سے مراد ہے۔ یہ خیال ایک سخت نادانی ہے کہ دین صرف ان چند بے سرو پا باتوں کا نام ہے جو انجیل میں درج ہیں۔ بلکہ وہ تمام امور جو تکمیل انسانیت کے لئے ضروری ہیں دین میں داخل ہیں۔ جو باقی انسان کو وحشیانہ حالت سے پھیر کر حقیقی انسانیت سکھاتی یا عام انسانیت سے ترقی دے کر حکیمانہ زندگی کی طرف منتقل کرتی ہیں اور یا حکیمانہ زندگی سے ترقی دے کر فانی اللہ کی حالت تک پہنچاتی ہیں انہیں باتوں کا نام دوسرے لفظوں میں دین ہے۔

ایک اعتراض میں نے انجیلوں پر یہ کیا تھا کہ انجیلوں میں صرف اسی قسم کے جوٹ جو یسوع کے اُس حصہ کے متعلق ہیں جن میں اُنھیں اپنے تئیں ظاہر کیا۔ بلکہ یسوع کی پہلی زندگی کی نسبت بھی انجیلوں کے لکھنے والوں نے محض جوٹ بولا ہے۔ اور اُس کے اُن واقعات کو ظاہر کرنا انہوں نے مصلحت نہیں سمجھا جو اُس کی اس زندگی کے متعلق ہیں جو اُس کے دعوے سے پہلے گذر چکی تھی۔ حالانکہ ایسا شخص جس نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا اُس کی اُس عمر کا وہ پہلا اور بڑا حصہ ہی بیان کرنے کے ہاتھ تھا جس میں قریباً اکل عمر اُس کی کمپ چکی تھی اور صرف بقول عیسائیوں تین برس اُس کی عمر سے باقی رہ گئے تھے تا دیکھا جاتا کہ اُس میں برس کی عمر میں کس طرح کے چال چلن سے اُس نے زندگی بسر کی اور کس طور سے خدا کا معاملہ اس سے ہوا اور کس کس قسم کے عجائبات اُس سے ظہور میں آئے۔ مگر افسوس کہ انجیل نویسوں نے اس حصہ کا نام بھی نہ لیا۔ ہاں تو قایم باب اول میں اس قدر لکھا ہے کہ فرشتہ نے مریم پر ظاہر ہو کر اُس کو بیٹے کی خوشخبری دی اور کہا کہ اس کا نام عیسیٰ رکھنا۔ لیکن یہ قصہ تو قایم خود تراشیدہ بات معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر یہ قصہ صحیح ہوتا تو پھر مریم اس کی ماں جس کو فرشتہ نظر آیا تھا اور اُس کے بھائی

جو اُس فرشتہ سے خوب اطلاع رکھتے تھے کیوں اس پر ایمان نہ لائے۔ اور یہ انکار اُس مدت تک کیوں پہنچ گیا کہ یسوع نے خود اپنے بھائیوں کے بھائی ہونے سے انکار کیا۔ اور ماں سے بھی انکار کیا۔

میں نے یہ بھی اعتراض کیا تھا کہ یوحنا باب ۲ آیت ۲۰ میں ہے کہ یہودیوں کو یسوع نے کہا تھا کہ میں کل چھبیس برس میں بنائی گئی ہے۔ مگر یہودیوں کی کتابوں میں تو اتاریہ درج ہے کہ صرف آٹھ برس تک مکمل طیار ہو گئی تھی۔ چنانچہ اب تک وہ کتابیں موجود ہیں۔ پس یہ بات بالکل جھوٹ ہے کہ یہودیوں نے یسوع کو ایسا کہا تھا۔ اور خود یہ بات قرین قیاس بھی نہیں کہ ایسی مختصر عمارت جس کے بنانے کیلئے نہایت سے نہایت چند سال کافی تھے وہ چھبیس برس تک بنتی رہی ہو۔ سو ایسے ایسے جھوٹے انجیلوں میں ہیں جنکی وجہ سے اُن کے معنایں قابلِ تمسک نہیں۔ مثلاً دیکھو کہ انجیل یوحنا باب ۴ آیت ۴۴ میں لکھا ہے کہ میں تمہیں ایک نیا حکم دیتا ہوں کہ تم ایک دوسرے سے محبت رکھو۔ حالانکہ یہ نیا حکم نہیں۔ کیونکہ احبار کی کتاب باب ۱۹ آیت ۱۸ میں بھی حکم لکھا ہے پھر وہ نیا کیونکر ہو گیا۔ تعجب کسب کی انجیلیں ہیں جن کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ وہ پائے اعتبار کے رو سے احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ جن کتابوں میں ایسے قابلِ شرم جھوٹ ہیں ان کو اسلام کی کتب احادیث سے کیا نسبت ہو۔ ربیعہ مذکورہ اپنی کتاب اکاؤنٹ آف محمد زعم میں لکھتے ہیں کہ ”محمد صلی اللہ علیہ وسلم“ کے معجزات نہایت مشہور عالم پر ہر گار اور دانا محمدی فاضلوں نے اپنی چشمہ کتابوں میں صریح کئے ہیں اور یہ فاضل ایسے تھے کہ کسی بات کو بغیر سخت امتحان اور بے انتہا جانچ پڑتال کے نہیں لیتے تھے اسی لئے اُن کی روایات اس قابل نہیں کہ ان میں شک کیا جائے۔ تمام ملک عرب میں وہ مشہور ہیں۔ اور وہ واقعات عام طور پر باپ سے بیٹے کو اور ایک پشت سے دوسری پشت کو پہنچے ہیں۔ اسلام کی ہر ایک قسم کی کتابیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات پر گواہی دیتی ہیں۔ پھر اگر اتنے بڑے اور دانا فاضلوں کی سند کو تسلیم نہ کیا جائے تو پھر معجزات کی واسطے اور



کیا ثبوت ہو سکتا ہے کیونکہ ایسی باتوں کے ثبوت کے لئے جو کہ ہمارے زمانہ سے پہلے یا ہماری نظروں سے دور واقع ہوئی ہیں صرف سندیں ذریعہ ہیں۔ اور اگر ان سندوں کا انکار کیا جائے تو تمام تاریخی حالات قابل شک ہو جاتے ہیں۔ اور پھر ایک اور دلیل اس بات پر کہ یہ معجزات واقعی طور پر سچے تھے یہ ہے کہ ایسے لوگوں پر نبی اسلام نے (صلی اللہ علیہ وسلم) نہایت سخت لعنت کی ہے کہ جو جھوٹے طور پر آپ کی طرف معجزات منسوب کریں بلکہ صاف طور پر کہا ہے کہ جو میرے پر جھوٹ بولے اُس کی سزا جہنم ہے۔ پس یہ کیونکہ ہو سکتا تھا کہ ایسی سخت معائنات کے بعد اس قدر جھوٹے معجزات بنائے جاتے۔ ”پھر وہی مولعت لکھتا ہے کہ سچ تو یہ ہے کہ جس قدر معجزہ گواہیاں اور سندیں نبی اسلام کے لئے پیش کی جاسکتی ہیں ایک عیسائی کی قدرت نہیں کہ ایسی گواہیاں مسیح کے معجزات کے ثبوت میں عہد جدید سے پیش کر سکے۔ اور اس کے زیادہ یا اس کے بہتر سندیں لاسکے“ غرض فیصل عیسائی نے کسی قدر انصاف سے کام لے کر یہ تحریر کیا ہے۔ مگر پھر بھی اسلام کے فضائل اور اُس کی سچائی کے ثبوت بیان کرنے کے لئے اسی قدر نہیں ہے جو بیان کیا گیا۔ کیونکہ قرآن شریف نے باوجود اس کے کہ اس کے عقائد کو دل ملتے ہیں اور ہر ایک پاک کائنات قبول کرتا ہے پھر بھی ایسے معجزات پیش نہیں کئے کہ کسی آئندہ صدی کیلئے مقصود اور کہانیوں کے رنگ میں ہو جائیں بلکہ اُن عقائد پر بہت سے عقلی دلائل بھی قائم کئے اور قرآن میں وہ انواع و اقسام کی خوبیاں جمع کیں کہ وہ انسانی طاقتوں سے بڑھ کر معجزہ کی حد تک پہنچ گیا۔ اور ہمیشہ کے لئے بشارت دی کہ اس دین کی کمال طور پر پیروی کرنے والے ہمیشہ آسمانی نشان پاتے رہیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور ہم یقینی اور قطعی طور پر ہر ایک طالب حق کو ثبوت دے سکتے ہیں کہ ہمارے سید و مولا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آج تک ہر ایک صدی میں ایسے باخدا لوگ ہوتے رہے ہیں جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ غیر قوموں کو آسمانی نشان دکھلا کر ان کو ہدایت دیتا رہا ہے۔ جیسا کہ سید عبدالقادر جیلانی

اور ابوالحسن خرقانی۔ اور ابو یزید بسطامی اور حنفیہ بغدادی اور محی الدین ابن العربی۔ اور ذوالنون مہری اور معین الدین چشتی اجمیری اور قطب الدین بختیار کاکی۔ اور فرید الدین پاک پٹنی۔ اور نظام الدین دہلوی۔ اور شاہ ولی اللہ دہلوی۔ اور شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنہم ورضو اعنہ اسلام میں گذرے ہیں۔ اور ان لوگوں کا ہزار ہا تک عدد پہنچا ہے۔ اور اس قدر ان لوگوں کے خوارق علماء اور فضلاء کی کتابوں میں منقول ہیں کہ ایک متعصب کو باوجود سخت تعصب کے آخر ماننا پڑتا ہے کہ یہ لوگ صاحب خوارق و کرامات تھے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ میں نے نہایت صحیح تحقیقات سے دریافت کیا ہے کہ جہاں تک بنی آدم کے سلسلہ کا پتہ ملتا ہے سب پر غور کرنے سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جس قدر اسلام میں اسلام کی تائید میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کی گواہی میں آسمانی نشان بذریعہ اس امت کے اولیاء کے ظاہر ہوئے اور ہوسکتے ہیں ان کی نظیر دوسرے مذاہب میں ہرگز نہیں۔ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس کی آسمانی نشانوں کے ذریعہ سے ہمیشہ ہوتی رہی ہے اور اس کے بیشمار انوار اور برکات نے خدا تعالیٰ کو قریب کر کے دکھلادیا ہے۔ یقیناً سمجھو کہ اسلام اپنے آسمانی نشانوں کی وجہ سے کسی زمانہ کے آگے ٹرمنہ نہیں۔ اسی اپنے زمانہ کو دیکھو جس میں اگر تم چاہو تو اسلام کیلئے رویت کی گواہی دے سکتے ہو۔ تم سچ کہو کہ کیا اس زمانہ میں تم نے اسلام کے نشان نہیں دیکھے؟ پھر بتلاؤ کہ دنیا میں اور کونسا مذہب ہے کہ یہ گواہیاں نقد موجود رکھتا ہے؟ یہی باتیں تو ہیں جن سے پادری صاحبوں کی مکر ٹوٹ گئی۔ جس شخص کو وہ خدا بناتے ہیں اُس کی تائید میں بجز چند بے سرو پا قصوں اور جھوٹی روایتوں کے ان کے ہاتھ میں کچھ نہیں۔ اور جس پاک نبی کی وہ تکذیب کرتے ہیں اس کی سچائی کے نشان اس زمانہ میں بھی بارش کی طرح برس رہے ہیں۔ دھونڈنے والوں کے لئے اب بھی نشانوں کے دروازے کھلے ہیں جیسا کہ پہلے کھلے تھے۔ اور سچائی کے بھوکوں کیلئے اب بھی خوانِ نعمت موجود ہے جیسا کہ پہلے تھا۔ زندہ مذہب وہی ہوتا ہے جس پر ہمیشہ کیلئے زندہ خدا کا ہاتھ ہو سو وہ اسلام ہے۔ قرآن

میں دوہریں اب تک موجود ہیں ایک دلائل عقلیہ کی نہروں کے آسمانی نشانوں کی نہر لیکن عیسائیوں کی انجیل دونوں سے بے نصیب اور خشک رہی ہے۔

کے پرستندہ راجا آئندہ ناولنے بود \* پس مجھ پر برہ شاں ہر کہ گریانے بود  
آن خداوند کہ تماش بہت برہر برگ ثبت \* ہر کہ جوید آن خدا را او مسلمانے بود  
میں نے یہ اعتراض بھی کیا تھا کہ پادری صاحبان کا ایک بڑا محقق شہر نام کہتا ہے کہ یوحنا کی انجیل کے سوا باقی تینوں انجیلیں جعل ہیں۔ اور مشہور فاضل ڈاؤویل اپنی تحقیقات کے بعد لکھتا ہے کہ دو سری صدی کے وسط تک ان موجودہ چار انجیلوں کا کوئی نشان دنیا میں نہ تھا۔ سیکرلی کہتا ہے کہ موجودہ عہد نامہ یعنی انجیلیں نیک نیتی کے بہانہ سے مکارتی کے ساتھ دو سری صدی کے آخر میں لکھی گئیں۔ اور ایک پادری فوگسن نام انگلستان کا رہنے والا کہتا ہے کہ متی کی یونانی انجیل دو سری صدی مسیحی میں ایک ایسے آدمی نے لکھی تھی جو یہودی نہ تھا۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ اس میں بہت سی غلطیاں اس ملک کے جغرافیہ کی بابت اور یہودیوں کی رسومات کی بابت ہیں۔ عیسائیوں کے محقق اس بات کے بھی مقرر ہیں کہ ایک عیسائی اپنے مذہب کے رُوسے انسانی سوسائٹی میں نہیں رہ سکتا اور نہ تجارت کر سکتا ہے کیونکہ انجیل میں امیر بننے اور کل کی فکر کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ ایسا ہی کوئی سچا عیسائی فوج میں بھی داخل نہیں ہو سکتا کیونکہ دشمن کے ساتھ محبت کرنے کا حکم ہے۔ ایسا ہی اگر کامل عیسائی ہے تو اس کو شادی کرنا بھی منع ہے۔ ان تمام باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ انجیل ایک مختصر الزمان اور مختصر القوم قانون کی طرح تھی جس کو حضرات عیسائیوں نے عام شہر لکھ دیا اعتراض اس پر وارد کرانے۔ بہتر ہوتا کہ وہ کبھی اس بات کا نام نہ لیتے کہ انجیل میں کسی قسم کا کمال ہے۔ ان کے اس بیجا دعوے سے بہت سی خفیت اور سبکی ان کو اٹھانی پڑی ہے۔

ایک اور بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ عیسائی لوگ لفظ الوہیم سے حوالہ کی جمع ہے اور کتاب پیدائش تو ریت میں موجود ہے یہ نکالنا چاہتے ہیں کہ گویا یہ تثلیث کی طرف

اشارہ ہے۔ مگر اس کے اور بھی ان کی نادانی ثابت ہوتی ہے کیونکہ عبرانی لغت سے ثابت ہے کہ کو الوہیم کا لفظ بطور جمع ہے مگر ہر ایک جگہ واحد کے معنی دیتا ہے۔ بات یہ ہے کہ زبان عربی اور عبرانی میں یہ محاورہ شائع ہے کہ بعض وقت لفظ واحد ہوتا ہے اور معنی جمع کے دیتا ہے جیسا کہ سامر اور دجال کا لفظ اور بعض وقت ایک لفظ جمع کے صیغہ پر ہوتا ہے اور معنی واحد کے دیتا ہے۔ اور عبرانی جاننے والے خوب جانتے ہیں کہ یہ لفظ الوہیم بھی ان ہی الفاظ میں سے ہے جو جمع کی صورت میں ہیں اور دراصل واحد کے معنی رکھتے ہیں۔ اسی وجہ سے یہ لفظ قوریت میں جس جگہ آیا ہے ان ہی معنوں کے لحاظ سے آیا ہے۔ اور یہ دعویٰ بالکل غلط ہے کہ وہ ہمیشہ خدا تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے۔ بلکہ بعض جگہ یہی لفظ فرشتہ کے لئے اور بعض جگہ قاضی کیلئے اور بعض جگہ حضرت موسیٰ کے لئے آیا ہے۔ جیسا کہ قاضیوں کی کتاب باب ۳۳ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مَنُوْہَا سَمُوْن کے باب نے خداوند کا ایک فرشتہ دیکھا تو انہیں کہہ کہ ہم یقیناً مرعابین گے کیونکہ ہم نے الوہیم کو دیکھا۔ اس جگہ عبرانی میں لفظ الوہیم ہے اور معنی اُس کے فرشتہ کہتے جاتے ہیں اور خروج باب ۱۶ میں الوہیم کے معنی قاضی کہتے گئے ہیں۔ اور خروج باب ۱۶ میں موسیٰ کو الوہیم قرار دے کر کہا ہے کہ ”دیکھ میں نے تجھے فرعون کے لئے ایک الوہیم بنایا ہے۔“ اور استثناباب ۳۲ میں یہ عبارت ہے۔ ”اور اُنہیں الوہا کو چھوڑ دیا جسے اُسے پیدا کیا تھا۔“ دیکھو اس جگہ لفظ الوہا ہے الوہیم نہیں ہے۔ اور ایسا ہی زبور ۱۳۱ میں لفظ الوہا آیا ہے۔ اور اسی طرح ان کتابوں میں لفظ الوہا اور الوہیم ایک دوسرے کی جگہ آگیا ہے جس سے سمجھا جاتا ہے کہ دونوں جگہ میں واحد مراد ہے نہ جمع۔ ایسا ہی یسعیاہ باب ۶۱ میں الوہیم آیا ہے۔ اور پھر آیت ”تُعْمِلُ الْوہا“ ہے۔ پس دافع ہو کہ اصل مدعا جمع کا صیغہ لانے سے خدا کی طاقت اور قدرت کو ظاہر کرنا ہے اور یہ زبانوں کے محافضات ہیں جیسا کہ انگریزی میں ایک انسان کو یو یعنی تم کے ساتھ مخاطب کہتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کیلئے باوجود تثلیث کے عقیدہ کے ہمیشہ داو یعنی تو کا لفظ لاتے ہیں۔

ایسا ہی عبرانی میں بجائے اودن کے جو خداوند کے معنی رکھتا ہے اودنیم آجاتا ہے سو وہاں  
 یہ بحثیں محاورات لغت کے متعلق ہیں۔ قرآن شریف میں اکثر جگہ خدا تعالیٰ کے کلام میں ہم آجاتا  
 ہے کہ ہم نے یہ کیا اور ہم یہ کریں گے۔ اور کوئی عقلمند نہیں سمجھتا کہ اس جگہ ہم سے مراد کثرت  
 خداؤں کی ہے۔ مگر پادری صاحبوں کے حالات پر بہت افسوس ہے کہ وہ قابلِ شرم  
 طریقوں پر تاویلیں کر کے ایک انسان کو زبردستی خدا بنانا چاہتے ہیں۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ  
 بت پرستی کے زمانہ کے خیالات انہیں مجبور کرتے ہیں کہ وہ مشرکانہ تعلیم کو بناویں۔ خیال کرنا  
 چاہیے کہ کیسے دورانِ عقل و فہم تکلفات انہوں نے کئے ہیں۔ یہاں تک کہ قدرتِ پیدائش کے  
 باب پہلے میں جو یہ عبارت ہے کہ خدا نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی شکل بخنائیں گے۔ یہاں سے  
 عیسائی لوگ یہ بات نکالتے ہیں کہ ہم کے لفظ سے تثلیث کی طرف اشارہ ہے مگر یاد ہے  
 کہ عبرانی میں اس جگہ لفظ نفسہ ہے جس کے معنی ہیں نصیحت۔ یہ لفظ تھوڑے سے تغیر سے اسی  
 عربی لفظ یعنی نصیحت سے ملتا ہے اور عربی اور عبرانی کا یہ محاورہ ہے کہ اپنے تئیں یا کسی دوسری کو  
 عظمت دینے کے لئے تم یا ہم کا لفظ بولا کرتے ہیں مگر ان لوگوں نے مخلوق پرستی کے جوش سے  
 محاورہ کی طرف کچھ بھی خیال نہیں کیا اور صرف یہ لفظ پا کر کہ ہم بنائیں گے تثلیث کو سمجھ لیا۔ بہت  
 ہی افسوس کی جگہ ہے کہ مخلوق پرستی سے پیار کر کے ان بے چاروں کی کہاں تک نوبت پہنچ  
 گئی ہے۔ لیکن صرف تین کی حد بندی انہوں نے اپنی طرف سے کر لی ہے۔ ورنہ جمع کے  
 صیغے میں تو تین سے زیادہ مدد پا پر اطلاق ہو سکتا ہے۔ یہ ضرور نہیں کہ جمع کے صیغہ سے  
 صرف تثلیث ہی نکلتی ہے۔

ہمارا عیسائیوں پر ایک یہ اعتراض تھا کہ جس قدر کہ وہ جیش کرتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کے  
 قانون قدرت کے مخالفت ہے۔ کیونکہ الہی قانون پر غور کر کے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ قدیم سے  
 سنت اللہ یہی ہے کہ ادنیٰ اعلیٰ پر قربان کیا گیا ہے۔ مثلاً انسان اشرف المخلوقات اور بافتاق  
 تمام عقلمندوں کے تمام حیوانات سے اعلیٰ ہے۔ سوائے کی صحت اور بقا اور پائیداری اور نیز اس کے

نکاح تمدن کے لئے تمام حیوانات ایک قربانی کا حکم رکھتے ہیں۔ پانی کے کیڑوں سے لے کر شہد کی مکھیوں اور ریشم کے کیڑوں اور تمام حیوانات بحری گائے وغیرہ تک جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو یہ سب انسانی زندگی کے خدام اور نوع انسان کی راہ میں فدیہ معلوم ہوتے ہیں۔ ایک ہمارے بدن کی پھنسی کے لئے بسا اوقات سوچوک جان دیتی ہے تاہم اس پھنسی سے نجات پاویں۔ ہر روز کوڑا بجری اودھیل اور مچھلیاں وغیرہ ہمارے لئے اپنی جان دیتی ہیں۔ تب ہماری بقا و صحت کے مناسب سال غذا میسر ہوتی ہے۔ پس اس تمام سلسلہ پر نظر ڈال کر معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے اعلیٰ کے لئے ادنیٰ کو فدیہ مقرر کیا ہے۔ لیکن اعلیٰ کا ادنیٰ کس لئے قربان ہونا اس کی نظیر خدا کے قانون قدرت میں ہمیں نہیں ملتی۔

پاہی لوگ اس اعتراض سے بڑے گہراتے ہیں اور کوئی جواب ہی نہیں پڑتا۔ آخر بعض بے ہودہ قصوں کہانیوں پر ہاتھ مار کر بعض اُن میں سے یہ جواب دیتے ہیں کہ بعض وقت بڑے بڑے افسروں نے ادنیٰ ادنیٰ لوگوں کے لئے جو اُن کے ماتحت تھے جان دی ہے۔ چنانچہ سرفیل سٹنی ملک الزبتھ کے زمانہ میں قلعہ ڈلفن ملک ہالینڈ کے محاصرہ میں جب زخمی ہوا تو اس وقت عین نزع کی تلخی اور شدت پیاس کے وقت جب اُس کے لئے ایک پیالہ پانی کا جو وہاں بہت کمیاب تھا مہیا کیا گیا تو اُس کے پاس ایک اور زخمی سپاہی تھا جو پیاسا تھا جو نہایت حرص کے ساتھ سٹنی کی طرف دیکھنے لگا۔ سٹنی نے اُس کی یہ خواہش دیکھ کر وہ پیالہ پانی کا خود نہ پیا بلکہ بطور ایثار اُس سپاہی کو دے دیا یہ کہہ کر کہ "تیری فرودت مجھ سے زیادہ ہے" یہ جو امر دی اور صفت ایثار کا ایک نمونہ ہے جو سٹنی کے ظہر میں آیا یہ جسکی یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ایک بڑے انسان نے چھوٹے کے لئے جان دی۔ لیکن یاد رہے کہ اس قصہ میں ہمارے سوال کا جواب نہیں ہے۔ ہمارا تو یہ اعتراض تھا کہ خدا کا قانون قدرت جو نظام شمس کی طرح خدا

چھوٹ۔ مریم معلوم ہے کہ سٹنی نے دو خیال کی وجہ سے پیاسی کو اپنے سے بڑا سمجھا۔ ایک یہ کہ سٹنی مرے پتھا اور سپاہی زندہ رہ کر کام کر سکتا تھا۔ دوسرے یہ کہ سپاہی ایک ڈنچا لایا تھا۔ اسی لئے سٹنی نے کہہ کر تیری فرودت زیادہ ہے۔ مگر

کی خواہش اور ارادہ کے موافق پہل رہا ہے۔ جسکے ہم اپنی قوت اور تصرف سے کسی طرح باہر نہیں ہو سکتے اور جو ہماری بناوٹ سے نہیں بلکہ قدرتی طور پر خدا کے ہاتھ سے ایسا ہی قائم ہو گیا ہے۔ وہ بتا رہا ہے کہ اعلیٰ کی بقا اور عافیت کے لئے ادنیٰ کو قربان کیا گیا ہے پس وہ خدا کا فضل جو اس وقت سے جاری ہے جب سے دنیا کی بنیاد پڑی ہے ہمیں سکھاتا اور یاد دلاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہی ارادہ ہے کہ جو مخلوق اس کی نظر میں بہت پسند اور مقبول ہے دوسری مخلوق کو اس کی خدمت میں لگا دے اور ادنیٰ کو اعلیٰ کی نجات کے لئے تکلیف میں ڈالے یا ہلاک کرے۔ سو مطالبہ تو اس بات کا تھا کہ کیا خدا نے کبھی ایسا کیا کہ ادنیٰ کے بچانے کیلئے اعلیٰ کو ہلاکت کے گڑھے میں ڈالا۔ لیکن ظاہر ہے کہ خدا کے قانون قدرت میں اس کی نظیر نہیں۔ دیکھو ہم پیلا پانی کالی کر کر ڈھاکیرلوں کی ہلاکت کا موجب ہوتے ہیں۔ پس کیا کبھی ایسا بھی ہوا کہ ایک کیڑے کے لئے خدا تعالیٰ نے کر ڈھاکیرلوں کو ہلاک کیا ہو۔ دیکھو ایک انسان اپنی زندگی میں جس قدر پانی پیتا اور اس ذریعہ سے بیشمار کیڑوں کو ہلاک کرتا اور یا جو دوسرے مختلف حیوانوں اور کیڑوں اور مکھیتوں اور جو کوں اور خوردہ جانداروں کو ہلاک کرتا ہے کیا کوئی اس کا شمار کر سکتا ہے؟ پس کیا اب تک سمجھ نہیں آ سکتا کہ خدا کا قانون جس پر چلنے کے لئے انسانی زندگی مجبور ہے قدیم سے یہی ہے کہ ادنیٰ پر قربان کیا جاتا ہے۔ ہاں جو مثال پیش کی گئی ہے گو اس کو خدا کے قانون قدرت سے تعلق نہیں مگر انسان کی صفت ایثار میں اس کو داخل کر سکتے ہیں۔ انسان چونکہ ناقص اور ثواب حاصل کرنے کے لئے اعمال صالحہ کا محتاج ہے اس لئے کبھی وہ تواضع اور تذلل کے طور پر اپنے خدا کو خوش کرنے لئے اپنے آرام پر دوسرے کا آرام مقدم کر لیتا ہے اور آپ ایک خط سے بے نصیب رہ کر دوسرے کو وہ حظ پہنچاتا ہے تا اس طرح پر اپنے خدا کو راضی کرے۔ اور اس کی اس صفت کا نام عربی میں ایثار ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ صفت گو عاجز انسان کی صفات محمودہ میں سے ہے لیکن خدا کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی کیونکہ تو وہ تواضع اور تذلل کے راہ سے کسی ترقی کا محتاج

ہے اور نہ اس کی جناب میں یہ تجویز کر سکتے ہیں کہ وہ دوسروں کو کسی قسم کا آرام پہنچانے کے لئے اس بات کا محتاج ہے کہ اپنے تئیں مصیبت میں ڈالے کیونکہ یہ بات قدرتِ تامہ اور نشانِ الوہیت اور جلالِ ازلِ ابدی کے منافی ہے۔ اور اگر وہ اس قسم کی ذلت اور مصیبت اور محرومی اپنے لئے روارکھ سکتا ہے تو پھر یہ بھی ممکن ہو گا کہ وہ اپنی خدائی کسی دوسرے کو بطور ایثار دے کر آپ مظل اور بے کار بیٹھ جائے یا اپنی صفاتِ کاملہ دوسرے کو عطا کر کے آپ اُن صفات سے ہمیشہ کے لئے محروم رہے۔ سو ایسا خیال خدا تعالیٰ کی جناب میں بڑی گستاخی ہے اور میں قبول نہیں کر سکتا کہ کوئی خدا ترس منصف مزاج یہ ناقص حالتیں خدا سے ذوالجلال کے لئے پسند کرے گا۔ ہاں بلاشبہ یہ صفتِ ایثار جس میں ناداری اور لاچارگی اور ضعف اور محرومی شرط ہے ایک عاجز انسان کی نیک صفت ہے کہ باوجودیکہ دوسرے کو آرام پہنچا کر اپنے آرام کا سامان اُس کے پاس باقی نہیں رہتا پھر بھی وہ اپنے پرستخی کو کے دوسرے کو آرام پہنچا دیتا ہے مگر ہم کیونکو تجویز کر سکتے ہیں کہ خدا پر بھی ایسی حالت رہ سکتی ہے کہ وہ ایک قسم کا کسی کو آرام پہنچا کر آپ اُس آرام سے محروم رہ جائے۔ کیا اُس کی شان کے یہ زیبا ہے کہ ایک شخص کو بطور ایثار کے قادر بنا دے اور آپ ناقوان رہ جائے یا آپ نفوذِ باقد جاہل رہ جائے اور دوسرے کو بطور ایثار کے عالم الغیب بنا دے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ ایثار کی صفت میں یہ ضروری شرط ہے کہ ایثار کنندہ اپنے لئے ایک محرومی کی حالت پر راضی ہو کر دوسرے کو اپنے اُس نصیب سے بہرہ یاب کرے اور اگر اپنے لئے محرومی کی حالت پیدا نہ ہو اور دوسرے کو ہم فائدہ پہنچا دیں تو یہ ایثار نہیں ہو سکتا۔ مثلاً ہمارے قبضہ میں بہت سی روٹیاں ہیں جن کے ہم ملک ہیں اور ہم نے ان ہزاروں روٹیوں میں سے ایک روٹی کسی فقیر کو دے دی تو اس کا نام ایثار نہیں ہو گا۔ فرض کرو کہ اگر سرِ قلب سڈنی کے پاس بہت سا پانی بہتا یا آسانی اُس کو پیدا کر سکتا اور وہ اس میں سے ایک پیالہ اُس سپاہی کو بھی دیدیتا جو اس کے پاس نہ تھی

نوٹ : اس کو انگریزی میں "سیلٹ سگری فائنس" کہتے ہیں۔ منظر



اور یہاں اچھا تھا تو اس فعل کا نام ایسا نہ ہوتا۔ کیونکہ وہ اس حالت میں یقیناً جان سکتا تھا کہ میں بھی اس کے  
محروم نہیں رہ سکتا۔ پس اس کے معلوم ہوا کہ صفت ایسا رکے ثابت ہونے کیلئے شخص ایسا رکندہ  
کا صفت اور در ماندگی اور عدم قدرت اور عدم استطاعت شرط ہے۔ لہذا یہ صفت خدا کے  
قادر مطلق کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی۔ اور ایسا ہی سرفیلپ سڈنی کی طرف بھی منسوب نہ ہوتی  
اگر وہ پانی پیدا کرنے پر قادر ہوتا۔ اور اگر خدا ایسا کرے کہ عموماً اس قدرت کے استعمال پر اپنے  
تئیں محروم رکھے یا عموماً دوسرے کو آرام دے کہ ایک مصیبت کی حالت اپنے پر ڈال لے تو  
اس فعل کا نام بھی ایسا نہیں ہے بلکہ یہ فعل اُس بیوقوف کے فعل سے مشابہ ہو گا کہ جس کا ہر طرح  
طرح کے کھانوں سے بھر رہا ہے اور اُس نے اس میں سے کسی فقیر کو ایک طبق طعام دے کر  
باقی عموماً تمام کھا لیا کی گڑھے میں پھینک دیا اور اپنے تئیں مارے محبوبہ کے ہاکت تک پہنچا  
دیا تا اس طرح صفت ایسا ثابت ہو۔ غرض یہ تمام غلطیاں ہیں جن میں عموماً عیسائی لوگ اپنے  
تئیں دلیل رہے ہیں تاکہ اپنے پڑے و سول کو کسی طرح بجاتے رہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ انسان کی صفت ایسا اس شرط سے قابل تھیں ہے کہ اُس میں کوئی بغیرتی  
اور دقتی اور اتلاف حقوق نہ ہو۔ مثلاً اگر کوئی مرد اپنی عورت کو اُس کے خواہشمند کے ساتھ بطور ایثار  
جم بست کر دے تو یہ صفت قابل تھیں نہیں ہوگی۔ بہتیرے احمق نادان ایسی حرکات کر بیٹھتے  
ہیں جن کی نظیر خدا تعالیٰ کے تمام قانون قدرت میں نہیں پائی جاتی۔ سو وہ عقلمندوں کے نزدیک  
موردِ ملامت ہوتے ہیں نہ یہ کہ ان کی پیروی کی جائے۔ اور یا یہ کہ ان کا فعل قابلِ تعریف سمجھا جائے۔  
مثلاً ایک انگریزی افسر جو ایک نازک جم پر کئی فک فوج کے ساتھ مامور کیا گیا ہے۔ اگر وہ ایک  
بکری کے بچے کی جان بچانے کے لئے عموماً اپنی جان دے اور اس طرح پر تمام فوج کو تہلکا اور شگست  
کے اندیش میں ڈالے تو کیا ہماری گورنمنٹ اُس کو ایک قابلِ تعریف انسان تصور کر سکتی ہے؟  
نہیں بلکہ ایسا نادان لعنت ملامت کے لائق ہو گا۔ سو انسان کا وجود خدا کے وجود کے مقابل  
بکری کے بھی ہزار بار درجہ کمتر ہے۔ نادانوں کے بعض بے ہودہ حرکات قانون قدرت کا مکمل نہیں



تجھ سے ہوں اور زمین و آسمان تیرے ساتھ ہیں جیسا کہ میرے ساتھ  
ہیں اور تو ہمارے پانی میں سے ہے اور دوسرے لوگ خشکی سے اور  
تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تو مجھ سے اس مقام اتحاد  
میں ہے جو کسی مخلوق کو معلوم نہیں۔ خدا اپنے عرش سے تیری تعریف  
کرتا ہے۔ تو اُس سے نکلا اور اُس نے تمام دنیا سے تجھ کو چنا۔ تو میری  
درگاہ میں وجہ ہے۔ میں نے اپنے لئے تجھ کو پسند کیا۔ تو جہان کا  
نور ہے۔ تیری شان عجیب ہے۔ میں تجھے اپنی طرف اٹھاؤنگا۔ اور  
تیرے گروہ کو قیامت تک غالب رکھوں گا۔ تو برکت دیا گیا۔ خدا نے  
تیری مجد کو زیادہ کیا۔ تو خدا کا وقار ہے۔ پس وہ تجھے ترک نہیں کریگا۔  
تو کلمۃ الازل ہے پس تو مٹایا نہیں جائے گا۔ میں فوجوں کے سمیت  
تیرے پاس آؤنگا۔ میرا لوٹا ہوا مال تجھے ملیگا۔ میں تجھے عزت دوں گا۔  
اور تیری حفاظت کروں گا۔ یہ ہوگا یہ ہوگا یہ ہوگا اور پھر انتقال ہوگا۔ تیرے  
میرے کامل انعام ہیں۔ لوگوں کو کہہ دے کہ اگر تم خدا سے پیار کرتے ہو تو آؤ  
میرے پیچھے چلو تا خدا بھی تم سے پیار کرے۔ میری سچائی پر خدا گواہی دیتا  
ہے پھر کیوں تم ایمان نہیں لاتے۔ تو میری آنکھوں کے سامنے ہو۔ میں نے  
تیرا نام متوکل رکھا۔ خدا عرش سے تیری تعریف کرتا ہے۔ ہم تیری تعریف  
کرتے ہیں اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں۔ لوگ چاہیں گے کہ اس نور کو  
بجھا دیں مگر خدا اس نور کو جو اُس کا نور ہے کمال تک پہنچائیگا۔ ہم اُنکے  
دلوں میں رعب ڈالیں گے۔ ہماری فتح آئے گی اور زمانہ کا کاروبار ہم پر  
ختم ہوگا اس دن کہا جائے گا کہ کیا یہ حق نہ تھا۔ میں تیرے ساتھ ہوں جہاں  
تو ہے۔ جس طرف تیرا منہ اُس طرف خدا کا منہ۔ تجھ سے بیعت کرنا

ایسا ہی جیسا کہ مجھ سے۔ تیرا ہاتھ میرا ہاتھ ہو۔ لوگ دُور دُور سے تیرے پاس آئیں گے اور خدا کی نصرت تیرے پر اترے گی۔ تیرے لئے لوگ خدا سے الہام پائیں گے اور تیری مدد کریں گے۔ کوئی نہیں جو خدا کی پیشگوئیوں کو ٹال سکے۔ اے احمد تیرے لبوں پر رحمت جاری کی گئی اور تیرا ذکر بلند کیا گیا۔ خدا تیری حجت کو روشن کریگا۔ تو بہادر ہو۔ اگر ایمان شریا میں ہوتا تو تو اسکو پالیتا۔ خدا کی رحمت کے خزانے تجھے دیئے گئے۔ تیرے باپ دادا سے کا ذکر منقطع ہو جائیگا اور خدا ابتدا تجھ کو کریگا۔ میں نے ارادہ کیا کہ اپنا ہانشین بناؤں تو میں نے آدم کو یعنی تجھے پیدا کیا ہے۔ اَو اَمِنْ {خدا تیرے اندر آیا} خدا تجھے ترک نہیں کرے گا اور نہ چھوڑے گا جب تک کہ پاک اور پلید میں فرق نہ کرے۔ میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا۔ پس میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں۔ تو مجھ میں اور تمام مخلوقات میں واسطہ ہو۔ میں نے اپنی روح تجھ میں بھونکی۔ تو مدد دیا جائیگا اور کسی کو گریز کی جگہ نہیں رہے گی۔ تو حق کیساتھ نازل ہوا اور تیرے ساتھ نبیوں کی پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔ خدا نے اپنی فرستادہ کو بھیجا تا اپنی دین کو قوت دے اور سب دینوں پر اسکو غالب کرے۔ اسکو خدا نے قادیان کے قریب نازل کیا اور وہ حق کیساتھ اُترا اور حق کیساتھ اُتار گیا اور ابتدا سے ایسا ہی مقرر تھا۔ تم گڑھے کے کنارے پر تھے خدا نے تمہیں نجات دینے کیلئے اُسے بھیجا۔ اے میرے احمد تو میری مراد اور میرے ساتھ ہو۔ میں نے تیری بزرگی کا درخت اپنے ہاتھ سے لگایا۔ میں تجھے لوگوں کا امام بناؤں گا اور تیری مدد کروں گا۔ کیا لوگ اس سے تعجب کرتے ہیں کہ خدا عجیب ہے چُن لیتا ہی جسکو چاہتا ہو۔ اور اپنے کاموں سے پوچھا نہیں جاتا۔

خدا کا سایہ تیرے پر ہو گا اور وہ تیری پناہ رہیگا۔ آسمان بندھا ہوا تھا اور زمین بھی۔ ہم نے دونوں کو کھول دیا۔ تو وہ عیسیٰ ہی جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا۔ تیرے جیسا موتی ضائع نہیں ہو سکتا۔ ہم تجھے لوگوں کے لئے نشان بنائیں گے۔ اور یہ امر ابتدا سے مقدر تھا۔ تو میرے ساتھ ہے۔ تیرا بھید میرا بھید ہے۔ تو دنیا اور آخرت میں وجہ اور مقرب ہے۔ تیرے پر انعام خاص ہو۔ اور تمام دنیا پر تجھے بزرگی ہے۔ بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے مختاریاں بر منار بلند تر محکم افتاد میں اپنی چمکار دکھلاؤنگا اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤنگا۔ دنیا میں ایک مذہب آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور اور محلوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ اُس کے لئے وہ مقام ہے جہاں انسان اپنے اعمال کی قوت سے پہنچ نہیں سکتا تو میرے ساتھ ہے۔ تیرے لئے رات اور دن پیدا کیا گیا۔ تیری میری طرف وہ نسبت ہے جس کی مخلوق کو آگاہی نہیں۔ اُسے لوگوں تمہارے پاس خدا کا نور آیا۔ پس تم منکر مست ہو۔ وغیرہ۔ اور ان کے ساتھ اور مکاشفات ہیں جہاں کی تائید کرتے ہیں چنانچہ ایک کشف میں میں نے دیکھا کہ میں اور حضرت عیسیٰ ایک ہی جہر کے دو ٹکڑے ہیں۔ اس کشف کو بھی میں براہین میں چھاپ چکا ہوں۔ جسکے ثابت ہوتا ہے کہ ان کی تمام صفات روحانی میرے اندر ہیں اور جن کمالات سے وہ موصوف ہو سکتے ہیں وہ مجھ میں بھی ہیں۔ اور ہر ایک اور کشف ہے جو آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۴ و ۵۶۵ میں مدت سے چھپ چکا ہے اسکو بعینہ ذیل میں درج کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے ترجمہ:- میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں اور میرا اپنا کوئی دلدادہ اور کوئی خیال اور کوئی عمل نہیں رہا اور میں ایک سوا خدا برتن کی طرح ہو گیا ہوں۔

یائس شے کی طرح جسے کسی دوسری شے نے اپنی فعل میں دبایا ہو اور اُسے اپنے اندر بالکل  
 مخفی کر لیا ہو یہاں تک کہ اُس کا کوئی نام و نشان باقی نہ رہ گیا ہو۔ اس اشائیں میں نے دیکھا کہ  
 اللہ تعالیٰ کی روح مجھ پر محیط ہو گئی اور میرے جسم پر ستولی ہو کر اپنے وجود میں مجھے پہچان کر لیا۔  
 یہاں تک کہ میرا کوئی ذرہ بھی باقی نہ رہا اور میں نے اپنے جسم کو دیکھا تو میرے اعضاء اُس کی اعضاء  
 اور میری ہڈیاں اُس کی ہڈیاں اور میرے کان اُس کے کان اور میری زبان اُس کی زبان بن گئی تھی۔ میرے  
 رب نے مجھے پکڑا اور دایا پکڑا کہ میں بالکل اس میں محو ہو گیا اور میں نے دیکھا کہ اُس کی قدرت اور  
 قوت مجھ میں جوش مارتی اور اُس کی الوہیت مجھ میں موجزن ہے۔ حضرت عزت کے خیمے میرے  
 دل کے چاروں طرف لگائے گئے اور سلطان ہیروت نے میرے نفس کو پیش ڈالا۔ سو نہ تو میں  
 نہیں ہی رہا اور نہ میری کوئی تمنا ہی باقی رہی۔ میری اپنی عمارت گر گئی اور رب العالمین کی عمارت نظر آنے  
 لگی اور الوہیت بڑے زور کے ساتھ مجھ پر غالب ہوئی اور میں سر کے بالوں سے تافن پانک اسکی  
 طرف کھینچا گیا۔ چہرہ ہر مغز ہو گیا جس میں کوئی پوست نہ تھا اور ایسا تیل بن گیا کہ جس میں کوئی نیل  
 نہیں تھی اور مجھ میں اور میرے نفس میں بھائی ڈال دی گئی۔ پس میں اُس شے کی طرح ہو گیا جو نظر نہیں  
 آتی یا اُس قطرہ کی طرح جو دیا میں جلتے اور دیدیا اُس کو اپنی چاند کے نیچے چھپالے۔ اس حالت  
 میں میں نہیں جانتا تھا کہ اس سچے میں کیا تھا اور میرا وجود کیا تھا۔ الوہیت میری رگوں اور  
 پٹھوں میں سرایت کر گئی۔ اور میں بالکل اپنے آپ سے کھو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے میرے سب  
 اعضاء اپنے کام میں لگائے اور اس زور سے اپنے قبضہ میں کر لیا کہ اُس سے زیادہ ممکن نہیں۔  
 چنانچہ اس کی گرفت سے میں بالکل معدوم ہو گیا۔ اور میں اُس وقت یقین کرتا تھا کہ میرے اعضاء  
 میرے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے اعضاء ہیں۔ اور میں خیال کرتا تھا کہ میں اپنے سارے وجود سے  
 معدوم اور اپنی ہویت سے قطعاً نکل چکا ہوں اب کوئی شریک اور مناع روک کرنے والا  
 نہیں رہا۔ خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہو گیا اور میرا غضب اور علم اور تلخی اور شرخی اور  
 حرکت اور سکون سب اُنکی کا ہو گیا۔ اور اُس حالت میں میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام

اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجسالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی پھر میں نے فشاہ حق کے موافق اس کی ترتیب و تفریق کی۔ اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا اِنَّا زَيْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَاصٍ بَيْحٍ۔ پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی کے خالص سے پیدا کریں گے۔ پھر میری حالت کشف سے الہام کی طرف منتقل ہو گئی اور میری زبان پر جاری ہوا اَرَدْتُ اَنْ اَسْتَخْلَفَ فَخَلَقْتُ اٰدَمَ۔ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِي اَحْسَنِ تَقْوِيمٍ۔

یہ الہامات ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے میری نسبت میرے پر ظاہر ہوئے اور اس قسم کے اور بھی بہت سے الہامات ہیں جن کو میں قریباً پچیس برس سے شائع کر رہا ہوں۔ اور بہت سے ان میں سے میری کتاب براہین احمدیہ اور دوسری کتابوں میں چھپکر شائع ہو چکے ہیں۔ اب حضرات پادری صاحبان سوچیں اور خود کریں اور ان الہامات کو یسوع مسیح کے الہامات سے مقابل کریں اور پھر انصافاً گواہی دیں کہ کیا یسوع کے وہ الہامات جن سے وہ اس کی خدائی نکالتے ہیں ان الہامات سے بڑھکر ہیں۔ کیا یہ سچ نہیں کہ اگر کسی کی خدائی ایسے الہامات اور کلمات سے نکل سکتی ہے تو ان میرے الہامات سے نعوذ باللہ میری خدائی یسوع کی نسبت بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگی اور سب سے بڑھکر ہمارے سید و مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدائی ثابت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ آپ کی وحی میں صرف یہی نہیں کہ جس نے تجھ سے بیعت کی اس نے خدا سے بیعت کی اور نہ صرف یہ کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا ہے۔ اور آپ کے ہر ایک فعل کو اپنا فعل ٹھہرایا ہے۔ اور یہ کہہ کر کہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ آپ کی تمام کلام کو اپنی کام ٹھہرایا ہے بلکہ ایک جگہ اور تمام لوگوں کو آپ کے بندے قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے قُلْ يَا عِبَادِیْ۔ میں کہہ کر اسے میرے بندہ۔ پس ظاہر ہے کہ جس قدر مراحت اور وضاحت سے ان پاک کلمات سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

خدائی ثابت ہو سکتی ہے انجیل کے کلمات سے یسوع کی خدائی ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی بھلا اُس  
 سید الکونین صلے اللہ علیہ وسلم کی توشان عظیم ہے ذرا انصاف پادری صاحبان ان محیر الہامات  
 کو ہی انصاف کی نظر سے دیکھیں اور پھر خود ہی منصف ہو کر کہیں کہ کیا یہ سچ نہیں کہ اگر ایسے کلمات  
 سے خدائی ثابت ہو سکتی ہے تو یہ میرے الہامات یسوع کے الہامات سے بہت زیادہ میری  
 خدائی پر دلالت کرتے ہیں۔ اور اگر خود پادری صاحبان سوچ نہیں سکتے تو کسی دوسری قوم کے  
 تین منصف مقرر کر کے میرے الہامات اور انجیل میں سے یسوع کے وہ کلمات جن سے  
 اس کی خدائی سمجھی جاتی ہے ان منصفوں کے حوالہ کریں۔ پھر اگر منصف لوگ پادریوں کے  
 حق میں ڈگری دیں اور حلفاً یہ بیان کر دیں کہ یسوع کے کلمات میں سے یسوع کی خدائی زیادہ  
 تر صفائی سے ثابت ہو سکتی ہے تو میں تاوان کے طور پر ہرگز ادا نہ کروں۔ یہ سچ بیان کر سکتا  
 ہوں۔ اور میں منصفوں سے یہ چاہتا ہوں کہ اپنی مشہادت سے پہلے یہ قسم کھائیوں کہ ہمیں  
 خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ ہمارا یہ بیان صحیح ہے اور اگر صحیح نہیں ہے تو خدا تعالیٰ ایک سال  
 تک ہم پر وہ عذاب نازل کرے جس سے ہماری تباہی اور ذلت اور بربادی ہو جائے۔ اور  
 میں خوب جانتا ہوں کہ پادری صاحبان ہرگز اس طریق فیصلہ کو قبول نہیں کریں گے۔ لیکن اگر وہ یہ  
 کہیں کہ یسوع کے مُنہ سے نکلا وہ تو حقیقت میں خدا کا کلام تھا اس لئے وہ دستاویز کے  
 طور پر قبول ہو سکتا ہے لیکن جو تمہارے مُنہ سے نکلا وہ خدا کا کلام نہیں۔ تو اس کا جواب یہ  
 ہے کہ یسوع کے مُنہ سے جو کلام نکلا اس کے خدا کی کلام ہونے میں ذاتی طور پر تو حضرات عیسائیوں  
 کو کچھ معرفت نہیں۔ خدا نے بلا واسطہ اُن سے باتیں نہیں کیں۔ اُن کے کانوں میں کسی فرشتہ  
 نے انہیں نہیں چھونکا کہ یسوع خدا یا خدا کا بیٹا ہے۔ انہوں نے نہیں دیکھا کہ یسوع نے دنیا  
 میں تولد پا کر ایک ملکتی بھی پیدا کی۔ صرف چند کلمات ان کے ہاتھ میں ہیں جو یسوع کی طرف  
 منسوب کئے گئے ہیں جن کو مرثد تردّد کر یہ خیال کر رہے ہیں کہ ان سے ان کی خدائی ثابت  
 ہوتی ہے اور جو کلمات اور مکاشفات میں نے پیش کئے ہیں وہ ان سے صد بار بدتر ہیں۔



پھر اگر اس خیال سے اُن کلمات کو ترجیح دی جاتی ہے کہ وہ معجزات سے ثابت ہو چکے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ یسوع کے معجزات تو اس زمانہ کے لئے صرف قصے اور کہانیاں ہیں کوئی بھی کہ نہیں سکتا کہ میں نے ان میں سے کچھ آنکھوں سے بھی دیکھا ہے مگر وہ خوارق اور نشان جو خدا تعالیٰ کے فضل سے عجم سے خاص ہوئے ہیں وہ تو ہزاروں انسانوں کی چشم دید باتیں ہیں پھر یسوع کے معجزات کو جو محض قصوں اور کہانیوں کے رنگ میں بتلائی جاتی ہیں۔ جن چشم دید نشانوں سے کیا مناسبت۔ پھر جب کہ خدا بنانے کیلئے گذشتہ قصے جن میں جھوٹ کی آمیزش بھی ہو سکتی ہے قبول کئے گئے ہیں تو موجودہ نشان بددعا اور قبول کرنے کے لائق ہیں۔ اگر دنیا میں کسی عیسائی کے دل میں انصاف ہو تو وہ میری اس تقریر کو نہایت منصفانہ تقریر سمجھے گا۔

میں دوبارہ کہتا ہوں کہ میری تقریر کا حاصل یہ ہے کہ عیسائیوں نے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا بنا رکھا ہے یہ سراسر ان کی غلط فہمی ہے۔ جن کلمات سے وہ یہ نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں کہ یسوع خدا یا ابن اللہ ہے ان کلمات سے بڑھ کر میرے الہامی کلمات ہیں پادری صاحبان سوچیں اور خوب سوچیں اور بار بار سوچیں کہ یسوع کو خدا بنانے کیلئے اُن کے ہاتھ میں بجز چند کلمات کے اور کیا چیز ہے۔ پس میں ان سے یہی چاہتا ہوں کہ وہ میرے الہامی کلمات کو اُن کلمات کے ساتھ مقابلہ کر کے دیکھیں اور پھر انصافاً گواہی دیں کہ اگر ظاہر الفاظ پر اعتبار کیا جائے تو ایک شخص کے خدا بنانے کے لئے جیسے میرے الہامی کلمات قوی دلالت رکھتے ہیں۔ یسوع کے الہامی کلمات ہرگز ایسے دلالت نہیں رکھتے تو پھر کیا وجہ کہ ان کلمات سے یسوع کو خدا بنایا جاتا ہے۔ اور وہی کلمات بلکہ ان سے بڑھ کر جب دوسرے کے حق میں ہوں تو پھر اس کے اور معنی کئے جاتے ہیں۔ مگر کہو کہ پہلی کتابوں میں مسیح کے آنے کی خبر دی گئی تھی تو میں کہتا ہوں کہ ان ہی کتابوں میں بلکہ مسیح کے زبان سے بھی مسیح کے دوبارہ آنے کی خبر دی گئی تھی اور وہ میں ہوں۔ چنانچہ جیسا کہ انجیل میں لکھا تھا زلزلے سے بھی آنے ایک قوم کی دوسری قوم سے فرمائیاں ہوئیں سخت سخت وبا میں پڑیں اور آسمان میں بھی نشان ظاہر ہوئے

غرض یہی پیشگوئیوں کے مطابق آیا ہوں۔ مسیح کے وقت بھی یہ جتیس پیش کی گئی تھیں کہ جب تک ایلیا آسمان سے نازل نہ ہو سچا مسیح نہیں آسکتا اور میرے مقابل پر یہی باتیں پیش کی گئیں کہ آنے والا مسیح آسمان سے اترے گا۔

اور یسوع کے نشانوں کی نسبت میں لکھ چکا ہوں کہ وہ اس زمانہ کے لئے نشان نہیں ہیں بلکہ ان کو کھایا کبابی کہنا چاہیئے۔ آپ لوگوں کو اس کے انکار نہیں ہو سکتا کہ آپ صاحبوں نے میری زبردست پیشگوئیاں اور نشان دیکھے۔ اور میں اسی پر یس بھی نہیں کرتا بلکہ میں زور سے کہتا ہوں کہ اگر کوئی عیسائی میری صحبت میں رہے تو ابھی برس نہیں گزردے گا کہ وہ کئی نشان دیکھے گا۔ خدا کے نشانوں کی اس جگہ بارش ہو رہی ہے۔ اور وہ خدا جس کو لوگوں نے بھلا دیا اور اس کی جگہ مخلوق کو دی وہ اس وقت اس عاجز کے دل پر تجلی کر رہا ہے۔ وہ دکھانا چاہتا ہے کیا کوئی دیکھنے کیلئے راغب ہے؟ اسے عزیزو! غلیبوں میں مت بھنسنے رہو۔ یسوع ابن مریم خدا نہیں ہے۔ یہ کلمات جو اس کے منہ سے نکلے اہل اللہ کے منہ سے نکلا کرتے ہیں۔ مگر ان سے کوئی خدا نہیں بن سکتا۔ اٹھو! اور توبہ کرو کہ وقت آگیا ہے!! اس خدا کو پوچھو جس پر تورات اور قرآن کا اتفاق ہے۔ یسوع ابن مریم ایک عاجز بندہ تھا اس کو نبی سمجھو جس کو خدا نے بھیجا تھا۔ اگر اب بھی کوئی عیسائی نہ مانے تو یاد رکھے کہ خدا تعالیٰ کی محبت اس پر پوری ہو چکی ہے۔

اب خلاصہ کام یہ ہے کہ پادری صاحبان کی ناراضگی کا اہل موجب یہی ہے کہ میرے ہاتھ سے خدا تعالیٰ نے ہر ایک طوع سے ان کو شرمندہ کیا۔ ان کا تمام ساختہ پروا ختم میری تحریروں سے رد ہو گیا۔ میرے لئے جو میرے خدا نے آسمانی نشان دکھلائے اور دکھلا رہا ہے۔ اس کے مقابل پادری صاحبوں کے ہاتھ میں بجز پڑنے قصوں کے اور کچھ نہیں اور بار بار ان کو آسمانی نشانوں میں مقابل کیلئے دیا گیا۔ مگر ان کے ہاتھ میں کیا تھا تا وہ مقابل کرتے آخر ہر ایک طور سے ناچار ہو کر یہی تجویز سوچی گئی کہ میرے تحریروں کا مقدمہ بنایا جائے۔ سو اس مقدمہ کے بنانے کی اصل وجہ یہی تھی کہ وہ میری محققانہ تحریروں اور آسمانی نشانوں سے تنگ آکر اس خوف میں پڑ گئے تھے کہ اب جلد تران کی

پردہ دری ہو جائے گی۔ مگر یہ تدبیر جو سوچی گئی یہ اور بھی ان کی پردہ دری کی موجب ہوئی اور ان کے چہرے ہونے حالات کھل گئے اور ان کی اخلاقی حالت بھی لوگوں پر ظاہر ہو گئی۔

اس جگہ زیادہ ترافسوس کا مقام یہ ہے کہ بے چارہ شیخ محمد حسین بٹالوی کہ ہمیشہ گھات میں لگا ہوا تھا اس نے بھی پادریوں کے بھروسے پر بہت ٹکی اٹھائی اور محمد حسین نے جو اس مقدمہ میں خواہ مخواہ اپنے تئیں ذلیل کار بنایا تو اس کا بھی یہی سبب تھا کہ وہ بھی میرے مقابل پر سخت عاجز آ گیا تھا جب ابتدا میں اس نے لودھیائیں میرے ساتھ بحث کی تو اس بحث میں وہ قرآن شریف یا حدیث سے یہ ثابت نہ کر سکا کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت نہیں ہوئے بلکہ اپنے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے اور اب تک دوسرے آسمان پر ہیں بلکہ قرآن اور حدیث کے رو سے اس پر بحث پوری ہو گئی کہ وہ درحقیقت فوت ہو گئے ہیں۔ اس پر ایک اور شرمندگی کا باعث اس کو یہ پیش آیا کہ وہ مجھ کو جاہل قرار دے کر اور خود عالم فاضل ہونے کا مدعی ہو کر ان میری عربی کتابوں کا ایک سطر بنانے سے بھی مقابلہ نہ کر سکا جو اس کی علمیت کے آزمانے کے لئے میں نے تالیف کی تھیں۔ پھر خدا کے آسمانی نشانوں نے اس کو ایسا کوفہ کیا کہ گویا پاک کر دیا۔ سب سے پہلے لدھیانہ میں ایک پیر مرد کو مجھ بخش نام نے خود موہد تھا اپنے مرشد کی ایک پیشگوئی میرے بارے میں شائع کی جو میرے دعوے سے تیس برس پہلے سن چکا تھا اور حلقہ بیان کیا کہ اس کا مرشد بڑے زور سے مجھے کہا کرتا تھا۔ کہ ”مسیح موعود اسی امت میں سے پیدا ہو گا اور اس کا نام غلام احمد ہو گا اور اس کے گاؤں کا نام قادیان ہو گا۔ اور وہ لدھیانہ میں آئے گا۔ اور مولوی لوگ اس کی سخت مخالفت کریں گے اور اس کو کافر ٹھہرائیں گے اور تو دیکھے گا کہ کیسی مخالفت کریں گے۔ اور وہ سچ ہو گا۔“ اور اس پیر مرد کی برادری کے لوگوں نے مولویوں کے بہکانے سے بہت زور دیا تاہم اس گواہی کو چھپا دے مگر وہ ہمیشہ زور دے گا اس گواہی کو ظاہر کرتا رہا یہاں تک کہ اس جہان سے گذر گیا۔ مگر بذریعہ اپنی

تحریروں کے لاکھوں انسانوں کو اس پیشگوئی کی خبر دے گیا۔ یہ پہلا نشان تھا جو میری تائید میں ظاہر ہوا۔ پھر دوسرا نشان خسوف کسوف کا نشان تھا جو رمضان میں ہوا اور کوئی ثابت نہ کر سکا جو محمد سے پہلے کسی کسی مدعی مہدویت کے وقت رمضان میں کسوف خسوف ہوا۔ پس یہ نشان بھی خدا تعالیٰ کی حجت تھی جو مولویوں پر پوری ہوئی۔ تیسرا نشان ستارہ ذوالنین کا نکلنا تھا۔ یہ وہ ستارہ تھا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں نکلا تھا اور پھر خبر دی گئی تھی کہ پھر مسیح موعود کے وقت میں نکلے گا۔ چوتھا نشان آتم کا شرط کے موافق بچنا اور پھر دوسری پیشگوئی کے موافق فوت ہونا تھا۔ پانچواں نشان پیشگوئی کے موافق مرزا احمد علی ہوشیار پوری کا فوت ہونا تھا۔ چھٹا نشان پیشگوئی کے مطابق یحیٰی ام کا مارا جانا تھا۔ ساتواں نشان وہ پیشگوئی تھی جو جبرہد ہوتو سے کچھ پہلے میں نے اپنے مضمون کے بالا رہنے کے بارے میں کی تھی۔ آٹھواں نشان کارک کے مقدمہ کے بارے میں تھا جسکی کئی سوادیوں کو پہلے سے خبر دی گئی تھی کہ ایک مقدمہ ہو گا اور پھر بریت ہوگی۔ نواں نشان خود محمد سین کے ذیل ہونے کا تھا جو بموجب پیشگوئی اتنی مہینوں میں اراد اہانتک اُس کو منایا گیا اور ایسا ہی اور کئی نشان تھے جو محمد حسین نے مجھم خود دیکھے اگر اُس میں مساوت کا بیج ہوتا تو اُس کو خدا نے نہایت موقعہ دیا تھا کہ وہ اس آسمانی سچائی کو قبول کرتا مگر اُس نے **وٹیا** کو اوقت پر اختیار کر لیا اور کہاں سے کہاں تک پہنچ گیا۔ اگر وہ سچائی کا طالب ہوتا اور غربت سے میرے پاس آتا تو میں یقین رکھتا تھا کہ خدا تعالیٰ مساوت سے اُس کو حصہ دیتا اور اُس کو اتنے نشان دیکھا تا کہ شرح صداس کو حاصل ہو جاتا مگر اُس نے چاہا کہ ہدایت کے دروازے داخل ہو۔

اخیر پر ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ تم خدا کے نشانوں کو اپنی آنکھ سے دیکھ رہے ہو۔ ابھی تم نے دیکھا کہ کس طرح خدا نے اس مقدمہ میں جو پارلیوں نے اٹھایا تھا تمام مقدمہ کے اقل و اکثر کی مجھے خبر دے دی۔ دیکھو یہ خدا کی طاقت ہے یا کسی اور کی جس نے پہلے سے انبوالی با سے اطلاع دے دی اور فرمایا **قد اتل المؤمنون**۔ اور حکام کی گرفت کو کشتی طور پر ظاہر کیا اور پھر

روحانی قدرت کی افواج کی طرف اس الہام میں اشارہ کیا کہ اِنِّیْ مَخَّ اِلَافِوَاجِ اَتِّیْتُکَ بَعْتَةً۔ اور پھر ہمارے محفوظ رہنے اور بری ہونے کی بشارت دی۔ اور تم نے دیکھا کہ جیسا کہ جلسہ ہوا تو سب سے پہلے میں نے خدا سے الہام پا کر اشتہار شائع کیا تھا کہ میرا مضمون غالب رہے گا۔ خدا تعالیٰ نے وہی کیا اور فوق العادۃ قبولیت اس میں ڈال دی۔ چنانچہ اب تک ہزاروں انسان گواہی دے رہے ہیں کہ تمام مضمونوں میں وہی ایک مضمون ہے۔

اب سوچو کہ یہ کام کس نے کیا؟ کیا خدا نے یا کسی اور نے؟ یہ تو خدا تعالیٰ کا قول معجزہ تھا اور پھر فعل معجزہ اس نے یہ دکھلایا کہ میری پیشگوئی کے مطابق لیکرام مارا گیا۔ دیکھو یہ کیسا نشان ہے کہ جو کروڑ ہا انسانوں میں شہرت پا کر آخر لاہور جیسے صمد مقام میں ہیبت ناک طور پر پھونسا گیا۔ آتم کا نشان بھی تمہاری آنکھ میں بہت صاف ہے کہ کیونکر اس نے اہل شرط کے موافق ترسان و لرزان ہو کر شرط سے فائدہ اٹھایا۔ اور پھر کیونکر الہام کے مطابق اختا و شہادت سے جلد تر پکڑا گیا اور فوت ہو گیا۔

## انتخابِ چودھویں صدی والے بزرگ کی توبہ

علاوہ اور نشانوں کے یہ بھی ایک عظیم الشان نشان ہے جو حال میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہوا۔ ناظرین کو یاد ہو گا کہ ایک بزرگ نے جو ہر ایک طرح و دنیا میں معزز اور رئیس و عاملِ علم بھی ہیں اس عاجز کے حق میں ایک دلائلِ کمرہ یعنی شوقِ رومی کا یہ شعر چھاپا جو چودھویں صدی ہجری میں شائع ہوا تھا اور وہ یہ ہے۔

چوں خدا خواہد کہ پرودہ کس کند ؟ میلش اندر طعنہ پا کاں برد

سو اس مرغ کی وجہ و جو اس عاجز کے دل کو پہنچا اس بزرگ کے حق میں دعا کی گئی تھی کہ یا تو خدا تعالیٰ اس کو توبہ بخشے اور یا کوئی تنبیہ نازل کرے۔ سو خدا اپنے فضل اور رحم سے اس کو توفیقِ توبہ عنایت فرمایا اور اس بزرگ کو الہام کے ذریعہ سے اطلاع دی کہ اس عاجز کی دعا اس کے پاس سے قبول کی گئی اور ایسا ہی صاف بھی ہو گیا۔ سو اس نے

خدا سے یہ الہام پا کر اور آثار و خف و دیگر نہایت نکما اور متدل سے خدمت کا خط لکھا۔ وہ خط کسی قدر  
 اختصار پر پرچہ چودھویں صدی ۱۸۹۷ء میں چھپ بھی گیا ہے۔ مگر چونکہ اس اختصار میں بہت سی ایسی غلطیاں  
 اور غلطیاں گئے ہیں جن سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ کیونکر خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی دعاؤں کو قبول کرتا اور انکے دلوں پر  
 رعب ڈالتا اور آثار و خف ظاہر کرتا ہے۔ اس مسئلے میں مناسب دیکھتا ہوں کہ اس خط کو جو میرے پاس  
 پہنچا تھا بعض غرضی اختصار کے ساتھ شائع کروں۔ اور ہندوگ موصوف کا یہ اصل خط اسوجہ سے بھی  
 شائع کر دینے لائق ہے کہ اس میں اصل خط کو بہت سے لوگوں کو سنا چکا ہوں اور ایک جماعت کثیر اس کے  
 مصنف سے اطلاع پا چکی ہے۔ اور بہت سے لوگوں کو بذریعہ خط اس کی اطلاع بھی دینی ہے۔ اب جبکہ چودھویں صدی  
 کے پہلے کا وہ لوگ پڑھنے کے قور و فائدہ کے دل میں یہ خیال پیدا ہونے لگا کہ جو کچھ بانی ہیں سنا گیا اس میں کئی باتیں  
 ہیں جو شائع کردہ خط میں نہیں ہیں۔ اور ممکن ہے کہ ہمارے بعض کوتاہ اندیش مخالفوں کو یہ بہانہ ہوتا آجائے کہ گویا ہم نے  
 حق کے غلطی یا غلط کچھ بیادیت کی تھی لہذا غرضی مضمون ہوتا ہے کہ اس میں اصل کو چھاپ دیا جائے اور یہ کہ  
 چودھویں صدی کے خط میں جو قدر اختصار کیا گیا ہے وہ کی گھڑی سے جو اختصار کیلئے نہیں ہے بلکہ ہمارے قور و فائدہ کی غرض  
 سے ہے۔ اس میں اس کی قدر غلطی ہو گئی ہے لہذا اب اس کی اصلاح غرضی ہے اس تمام حصے کے لکھنے پر غرض یہ ہے کہ  
 ہماری جماعت اور تمام حق کے طالبوں کیلئے یہ بھی ایک خدا کا نشان ہے اور یہ اب اس کے سید سید احمد خاں صاحب  
 باغیچہ کے خدا کے شکر کیلئے یہ تیسرا نمونہ ہے کہ کیونکر اللہ جل شانہ اپنے بندوں کی دعاؤں کو قبول کر لیتا ہے۔ سید صاحب  
 موصوف کا یہ قول تو نہایت صحیح ہے کہ ہر ایک دعا منظور نہیں ہو سکتی بعض دعاؤں منظور ہو جاتی ہیں۔  
 مگر کاش سید صاحب کی پہلی تحریر میں اس آخری تحریر کے مطابق ہوتی۔

اب جو یہ سید صاحب کا ہندوگ موصوف جو خدا کا نشان ہے اس میں کچھ غلطیاں ہیں بلکہ یہاں تک میرے خیال  
 سے کہ ایک سید صاحب کا ہندوگ موصوف میں اس کی قدر غلطی ہو گئی ہے اس کے شکر کیلئے یہ تیسرا نمونہ ہے کہ کیونکر  
 اللہ جل شانہ اپنے بندوں کی دعاؤں کو قبول کر لیتا ہے۔ سید صاحب موصوف کا یہ قول تو نہایت صحیح ہے کہ ہر ایک  
 دعا منظور نہیں ہو سکتی بعض دعاؤں منظور ہو جاتی ہیں۔ مگر کاش سید صاحب کی پہلی تحریر میں اس آخری  
 تحریر کے مطابق ہوتی۔

## نقل مطابق اصل

”اخبار چودھویں صدی والا مجرم“

”بسم اللہ الرحمن الرحیم“

”سیدی و مولائی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“

”ایک خطا کار اپنی غلط کاری سے اعتراف کرتا ہوا (اس نیا زنامہ کے ذریعہ سے) قادیان کے مبارک مقام پر (گویا) حاضر ہو کر آپ کے رحم کا خواستگار ہوتا ہے۔

عظیم جولائی ۱۹۰۸ء سے یکم جولائی ۱۹۰۸ء تک جو اس گہنگار کو مہلت دے گئی اب اتحالی بادشاہت میں آپ کے مقابلہ میں اپنے آپ کو مجرم قرار دیتا ہے۔ (اس موقع پر مجھے القا ہوا کہ اسی طرح آپ کی دعا قبول ہوئی اسی طرح میری التماس دعا بھی قبول ہو کر حضرت اقدس کے حضور سے معافی و رخصتی دی گئی مجھے اب زیادہ معذرت کرنے کی ضرورت نہیں۔ تاہم اسی قدر ضرور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں ابتداء سے آپ کی اس دعوت پر بہت فور سے جویائے حل رہتا رہا اور میری تحقیق ایمانداروں و مسافروں پر مبنی تھی جتنی کہ (۹۰) فیصدی تھی کا مدار چلتا گیا۔

(۱) آپ کے شہر کے آریہ مخالفوں نے گواہی دی کہ آپ بچپن سے صادق و پاکباد تھے۔  
(۲) آپ جوانی سے اپنی تمام اوقات خدا سے واحد تھی و قیوم کی عبادت میں لگتا نہ صرف فرشتے رہے ان اللہ لایضیع اجر المحسنین۔ (۳) آپ کا حسن بیان تمام عالمان دینی سے صاف صاف علیحدہ نظر آتا ہے۔ آپ کی تمام تصنیفات میں ایک زندہ روح ہے (فیہا ہادی و نوری)۔  
(۴) آپ کا مشن کسی فساد اور گورنمنٹ موجودہ کی نہ تمام حالات سے اطاعت و شکر گزاری کے قابل ہے۔ بیادت کی راہ خالی نہیں کرتا ان اللہ لایحبب فی الارض الفساد۔

۴ یہ غرضی بزرگ مومن نے اپنے خدا کے سر پہ لگا تھا۔ چنانچہ میں نہایت افسوس سے جوانی کو پورا کر کے کل بھلق کے عود و دھت اٹھاتا جا رہا تھا۔ اس بچہ نے جس کو یہ کہ اس میں غلامی تھا کہ دیا ہے۔ منہ

سچی کہ میرے بہت سے مہربان دوستوں نے جو ان سے آپ کے مسالمت پر ہی ہمیشہ بحث کرتا رہتا تھا۔ مجھے..... خطاب سے مخاطب کیا۔

پھر یہ کہ بائیں ہر کیوں؟ میرے مُنہ سے وہ بیت شنوی کا ٹکڑا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ میں جب لاہور ان کے پاس گیا تو مجھ کو اپنے معتبر دوستوں کے ذریعہ سے (جن سے پہلے میسری بحث رہتی تھی) خبر ملی کہ آپ سے ایسی باتیں غلوہ میں آتی ہیں جس سے کسی مسلمان ایماندار کو آپ کے مخالف خیال کرنے میں کوئی تاثر نہیں رہا۔ (۱) آپ نے دھوئے رسول ہونے کا کیا ہے اور ختم المرسلین ہونے کا بھی ساتھ ساتھ ادعا کر دیا ہے (جو ایک سچے مسلمان کے دل پر سخت چوٹ لگانے والا فقرہ تھا کہ جو عزت ختم رسالت کی بارگاہ الہی سے محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ و آلہ کا دعویٰ یا رسول اللہ) کو مل چکی ہے اُس کا دوسرا کب تعداد ہو سکتا ہے۔ (۲) آپ نے فرمایا ہے کہ ترک تباہ ہوں گے اور ان کا سلطان بڑی بے عزتی سے قتل کیا جائے گا۔ اور دُنیا کے سلطان مجھ سے احتجاج کریں گے کہ میں ان کو ایک سلطان مقرر کر دوں۔ یہ ایک خوفناک بربادی بخش پیشگوئی اسلامی دُنیا کے واسطے تھی۔ کیونکہ آج تمام مقدس مقامات جو خداوند کے عہد قدیم و جدید سے چلے آتے ہیں ان کی خدمت ترکوں و ان کے سلطان کے ہاتھ میں ہے۔ ان مقامات کا ترکوں کی مغلوبی کی حالت میں نکل جانا ایک لازمی اور یقینی امر ہے جس کے خیال کرنے سے ایک ہیبت ناک و خطرناک نظارہ دکھائی دیتا ہے کہ اس موقع پر دُنیا کے ہر ایک مسلمان پر فرض ہو جائے گا کہ ان معبودوں کو ناپاک ہاتھوں سے بچانے کے واسطے اپنی جان و مال کی قربانی چڑھائے۔ کیسا مصیبت اور امتحان کا وقت مسلمانوں پر آپڑے گا کہ یا تو وہ بال بچہ گھر بار پیارے وطن کو الوداع کہہ کے ان پاک معبودوں کی طرف چل پڑیں یا اُس ابدی اور جاوید زندگی ایمان سے دست بردار ہو جائیں.....

رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَانصُرْنَا۔ یہی راز ہے جو مسلمان



ترکوں سے محبت کرتے ہیں کہ ان کی غیر میں ان کے دین و دنیا کی غیر ہے۔ ورنہ ترکوں کا کوئی خاص احسان مسلمانان ہند پر نہیں بلکہ ہم کو سخت لگ ہے کہ ہمارے پھل صدی کے عالمگیر کی تباہی میں جبکہ مرہٹوں و سکھوں کے ہاتھ سے مسلمان ہند برباد ہو رہے تھے ہماری کوئی غیر انہوں نے نہیں لی۔ اس شکر یہ کی مستحق صرف سرکار انگریزی ہے جس کی گورنمنٹ نے مسلمانوں کو اس کی نجات دلائی تو ہماری ہمدردی کی وہی خاص وجہ ہے جو اوپر ذکر کی گئی۔

اوداس کو خیال کہہ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسی سخت ترین مصیبت کے وقت تو مسلمانوں کے ایک سچے راہ نما کا یہ کام ہوتا کہ وہ عاجزی سے گڑگڑا کر خدا کے حضور میں اس تباہی سے بڑے کو بچاتا۔ کیا حضرت نوح کے فرزند سے زیادہ ترک گنہگار تھے تو بجائے اس کے کہ ان کے حق میں خدا کے حضور شفاعت کی جاتی ہے نہ ان کی ہنسی سے ایسی بات بنائی جاتی۔

(۳) و نیز یہ کہ حضرت والا نے حضرت مسیح کے بارے میں اپنی تصانیف میں سخت حدت آمیز الفاظ لکھے ہیں جو ایک مقبعل بارگاہ الہی کے حق میں شایان شان نہ تھے جس کو خداوند اپنی مدح و کفر فرمائے جن کے حق میں یہ خطاب ہو وجیہا فی الدنیا والآخرۃ ومن اللہ تعالیٰ پھر اس کی توہین اہل اہانت کیونکر ہو سکتی۔

یہ باتیں جیسے دل میں میری تھیں اور ان کی تجسس کے واسطے میں ہر کوشش کر رہا تھا کہ یہ کہیں تک صحیح ہیں کہ ناگاہ حضور کا اشتہار ترکی سفیر کے بارے میں جو نکلا پیش ہوا تو بے اختیار میرے منہ سے (سوا کسی اور کلام کے) فتویٰ کا بیت نکل گیا۔ جس پر آپ کو رنج ہوا۔ (۱) اور رنج ہونا چاہیے تھا۔

(۱) درسات کے دعوے کے بارے میں مجھ کو خود ازالہ اوہام کے دیکھنے سے و نیز آپ کی وہ روحانی اور مردہ دلوں کو زندہ کرنے والی تقریر سے جو بلند مذہب لاہور میں پیش ہوئی میری تسلی ہو گئی تو محض افرائے و بہتان ذات والا پر کسی نے باندھا۔

(۲) بابت ترکوں کے آپ کے اُمی اشتہار امیر سے عرضی دعویٰ کے، میری تسلی ہو گئی۔

بس قدر آپ نے نکتہ چینی فرمائی وہ ضروری اور واجب تھی۔

(۱۴) بابت حضرت مسیح کے بھی ایک بے وجہ الزام پایا گیا۔ گویا سونے کے حق میں آپ نے کچھ لکھا ہے جو ایک الزامی طور پر ہے جیسا کہ ایک مسلمان شاعر ایک شیعہ کے مقابل میں حضرت مولانا علی کے بارے میں لکھا ہے:-

اَلْجَوَانِے بُرُوتِ مَایِدَہ ۛ بہرِ جَنگِ وِوفا سَگَایِدَہ  
بِرِخلافتِ دِلشِ بے مَائل ۛ لیکِ بوجِ شَدِ مِیابِ حائل  
تو سبھی حضرت اگر ایسا نہ کرتے میرے خیال میں تو بہت اچھا ہوتا۔ جَا دِلْ هُوَ بِالْتِی  
ہی اَحْسَنُ ۛ

مگر ان باتوں کے علاوہ جس میں اصل تڑپ اٹھا اور اس سے یہ صدا آنے لگی کہ اٹھ اور معافی طلب کرنے میں جلدی کر۔ ایسا نہ ہو کہ تو خدا کے دوستوں سے رٹنے والا ہو۔ خداوند کریم تمام رحمت ہے کَتَبَ عَلٰی نَفْسِہِ اَلْحَمْدَہ۔ دنیا کے لوگوں پر جب عذاب نازل کرتا ہے تو اپنے بندوں کی ناراضی کی وجہ سے مَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا اَی آپ کا خدا کے ساتھ معاملہ ہے تو کون ہے جو الٰہی سلسلہ میں دخل دیوے۔ خداوند کی اس آخری عظیم الشان کتاب کی ہدایت یا آں جو مومن آلِ فرعون کے قصہ میں بیان فرمائی گئی کہ جو لوگ خدائی سلسلہ کا ادعا کریں ان کی تکذیب کے واسطے ولیری اور پیشدستی نہ کرنی چاہیے نہ یہ کہ ان کا انکار کرنا چاہیے اِنَّ یٰکَ کَاذِبًا فَعَلِیْہِ کَذِبًا وَ اِنَّ یٰکَ صَادَقًا یٰصْبِرْ کَمَنْ یَعْبُدُکَ مَعِی مگر یہ صرف میرا خیال ہی نہیں رہا بلکہ اس کا ظاہری اثر محسوس ہونے لگا۔ کچھ ایسی بنائیں خارج ہیں جنہیں گنیں ہیں..... (اعوذ باللہ) مصداق ہو جانے لگا۔ (یعنی ناشائستہ ظاہر ہوئے)۔

چودہ سو برس ہونے کے آتے ہیں کہ خدا کے ایک برگزیدہ کے مُنہ سے یہ لفظ ہماری قوم کے حق میں نکلے.....

..... تو کیا ہر قدرت کو ہبّا اُمنشورا کرنے کا خیال ہے (تُبْتُ اَیْکَ یَا رَبِّ) کہ پھر

ایک مقبول الہی کے گز سے وہی کھڑے کر کے کچھ خیال نہ ہو۔

پس یہ ظاہری خطرات مجھ کو اس خط کے تحریر کرتے وقت سب کے سب اڑتے ہوئے دکھائی دینے لگی تھیں کہیں میں پھر کو رنگاں اس وقت تو میں ایک جرم گنہگاروں کی طرح آپ کے حضور میں کھڑا ہوتا ہوں اور معافی مانگتا ہوں (مجھ کو حاضر ہونے میں بھی کچھ غصہ نہیں مگر بعض حالات میں ظاہر ماضی و معاف کیا جائیگا مستحق ہوں) شاید جولائی ۱۸۹۸ء سے پہلے حاضر ہو جاؤں۔

امید کہ بارگاہِ قدس کو بھی آپ کو راضی نامہ دینے کیلئے تحریک فرمائی جائے کہ نیسی و کفر و جہل لہ حق مآقاؤن کا بھی یہی اصول ہے کہ جو جرم عمداً و جان بوجہ کر کیا جائے وہ قابلِ راضی نامہ و معافی کے ہوتا ہے۔ فاعفوا و اصفوا ان الله يحب المحسنين۔

میں ہوں حضور کا مجرم

(دستخط بزرگ) دہلی پنڈی۔ ۲۹ اکتوبر ۱۸۹۸ء

یہ خط بزرگ موصوف کا ہے جسکو ہم نے بعض الفاظ تدریجی و انتہا کے حذف کر کے چھاپ دیا ہے اس خط میں بزرگ موصوف اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ان کو اس عاجز کی قبولیت و اعانے بار میں الہام ہوا تھا۔ اور نیز اس بات کا اقرار بھی کرتے ہیں کہ انہوں نے خارجاً بھی تاثر و خوف دیکھے۔ بلکہ وہ یہ زیادہ تر وہ مشقت ان کے دل پر ظاہری ہوئی اور قبولیت و اعانے کے نشان دکھائی دیئے ہیں بزرگ یہ بات ظاہر کرنے کے لائق ہے کہ وہی اہتم کی نسبت جو کچھ شرعی طور پر بیان کیا گیا تھا وہ بیان بالکل اس بیان کو مشابہ ہے جو اس بزرگ کی نسبت کیا گیا۔ یعنی جیسا کہ اس مذہبی پیشگوئی میں ایک شرط تھی گئی تھی ویسا ہی ہمیں بھی ایک شرط تھی اور ان دونوں شخصوں میں فرق یہ ہے کہ یہ بزرگ ایمانی روشنی سے اندر رکھتا تھا اور سچ سے محبت کرتا تھا سادہ و سخی کو ہر مہم تھی لہذا سچ سے آثار خوف و ڈر اور خدا تعالیٰ سے الہام پاک کو پوری شہید کرتا تھا اور چاہا اور نہایت تدریجی اور اعانہ سے جہاننگ کہ انسان تدریج کر سکتا ہے تمام حالات معافی سے بھٹک کر اپنا معذرت نامہ بھیج دیا۔ مگر اہتم جو کفر و ایمان اور جو ہر سادہ سے بے پروہ تھا اس لئے باوجود سخت خوفناک اور ہراسان ہونے کے بھی یہ سادہ اسکو میرے لئے

خوف کا قرار کہ ہے ہر امر کے طور پر اس خوف کی وجہ ان ہمارے فرضی جانوں کو ٹھہرایا جو صرف اسی کے دل کا منصوبہ تھا  
 حالانکہ اس نے پندہ پہننے تک یعنی معیاد کے اندر کسی ظاہر نہ کیا کہ ہم نے اپنی بیماری جماعت میں کسی نے اُس پر حملہ کیا تھا اگر  
 ہماری طرف سے اس کے قتل کر نیکی لئے حملہ ہوتا تو حق یہ تھا کہ معیاد کو انداسی وقت جب حملہ ہوا تھا شور مچانا اور حکام کو خبر  
 دینا۔ مگر ہماری طرف سے ایک ہی حملہ ہوتا تو کیا کوئی قبول کر سکتا ہے کہ اس کو وقت عیسائی نہیں شود نہ پڑ جاتا۔ پھر جس حالتیں  
 آتھیں معیاد کو قدر نیکی بعد یہ بیان کیا کہ جیسے قتل کرنے کیلئے مختلف وقتوں اور مقاموں میں تین حملے کئے گئے تھے لینے  
 ایک آخر سر میں اور ایک لکھیا نہ میں اور ایک فیروز پور میں تو کیا کوئی منصف سمجھ سکتا ہے کہ باوجود ان تینوں حملوں کے  
 جو خون کھائے گئے تھے آخر اُس کا دلاوا ہو گا کسرا اسٹنٹ تھا اور اُس کی تمام جماعت چُپ بیٹھی رہتی اور حملہ کرنے والا  
 کوئی بھی تو دیکھ نہ کرتی اور کم و کم ہوتا ہی نہ کرتی کہ خبر دینے میں چھپ چھپ کر ایک سٹوڈنٹ ایجوکایٹر اور گراہت نہی کرتی تو سرکار سے  
 باضابطہ میری ضمانت تلگین طلب کروالی۔ کیا کوئی دل قبول کرے گا کہ میری طرف سے تین حملے ہوئے اور اُن کی جماعت سب کے  
 سب چُپ رہی بات تک باہر نہ گئے ہا کی کوئی مختلف دس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ ظاہر میں حالتیں سیر معلوم کا ثبوت میری  
 پیشگوئیوں کی ساری قلعی کوٹا تھا اور عیسائیوں کو نمایاں فتح حاصل ہوتی تھی پہلی قسم نے یہ جوٹے لایا م اسی لئے گھائے  
 کہ پیشگوئی معیاد کے اندر اس کا خاتمہ اور ہر اس میں ہونا ہر ایک کو کھل گیا تھا وہ مارے خوف کے مچا جاتا تھا اور  
 یہ بھی ممکن ہے کہ یہ آنا خوف اُس پر اس طرح ظاہر ہو ہو گیا کہ اُس کی قوم پہلا ہر شخص تھے غرضی نفسی الہامی شرط و فائدہ  
 اٹھایا گویا نیاسے محبت کر کے گواہی کہ پیشوایہ رکھا قدم نکھالی اور ناشی نہ کرنے کی ظاہر بھی کر دیا کہ وہ غور و غفلت  
 کے خوف اور اسلامی غفلت کے دربارہ لہذا وہ آٹھ شہادت کے بعد دوسرے الہام کے موافق جلد تر فوت ہو گیا۔ بہر حال  
 مقصد کا جاس خوش قسمت اور نیک غرات بزرگ کا مقصد یہ تھا کہ مقصدی بالکل پھیل پڑا اور اُس پر غرضی ذات ہی خدا تعالیٰ  
 اس بزرگ کی خطا کو معاف کرے اور اس کی راضی ہوئی اس کی راضی ہوں اور اس کو معافی دیتا ہوں۔  
 چاہیے کہ ہدی جماعت کا ہر ایک شخص اس کے حق میں دعا سے خیر کرے۔ اللہم احفظہ من  
 البلاء یاو الافات۔ اللہم اعصمہ من المکر و ہما۔ اللہم ارحمہ وانت خیر الراحمین آمین ثم آمین

الراقم خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان۔ ۲۰ نومبر ۱۹۰۷ء

# نہایت ضروری عرضداشت قابل توجہ گورنمنٹ

چونکہ ہماری گورنمنٹ برطانیہ اپنی رعایا کو ایک ہی آنکھ سے دیکھتی ہے اور اسکی شفقت اور محبت ہر ایک قوم کے شامل حال ہے لہذا ہمارا حق ہے کہ ہم ہر ایک درد اور دکھ اُس کے سامنے بیان کریں اور اپنی نکالین کی چارہ جوئی اُسکی دھوئیں میں سولان دلوں میں بہت تکلیف جو ہمیں پیش آئی وہ یہ ہے کہ پادری صاحبان یہ چاہتے ہیں کہ وہ ہر ایک طرح سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کریں گالیاں نکالیں بیجا تہمتیں لگاویں اور ہر ایک طور سے توہین کر کے ہمیں دکھ دیں اور ہم ان کے مقابل پر بالکل زبان بند کر دیں۔ اور ہمیں اس قدر بھی اختیار نہ رہے کہ ان کے غلوں کے جواب میں کچھ بولیں۔ لہذا وہ ہماری ہر ایک تقریر کو گویسی ہی نرم جو سختی پر عمل کر کے حکام تک شکایت پہنچاتے ہیں۔ حالانکہ ہر مذہب بڑھکڑا بھی طرف سے سختی ہوتی ہے۔

ہم لوگ جس حالت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا سچا نبی مانتے ہیں اور استہار مانتے ہیں تو پھر کیونکر یہی قلم سے ان کی شان میں سخت الفاظ نکل سکتے ہیں لیکن پادری صاحبان چونکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں رکھتے اس لئے جو چاہتے ہیں منہ پر لاتے ہیں۔ یہ ہمارا حق تھا کہ ہم ان کے دل آزار کلمات کی اپنی گورنمنٹ عالیہ میں شکایت پیش کرتے اور داد و رسی چاہتے۔ لیکن انہوں نے اول تو خود ہی ہزاروں سخت کلمات سے ہمارے دل کو دکھایا اور پھر ہم پر ہی انکی عدالت میں شکایت کی کہ گویا سخت کلمات اور توہین ہماری طرف سے ہے۔ اور اسی بنا پر وہ خون کا مقدمہ اٹھایا گیا تھا جو دو مجلس صاحب ڈپٹی کمشنر گورنمنٹ کے حکم سے خارج ہو چکا ہے۔

اس لئے قرین مصلحت ہے کہ ہم اپنی عادل گورنمنٹ کو اس بات سے آگاہ کریں کہ جس قدر سختی اور دل آناری پادری صاحبوں کی قلم اور زبان سے اور پھر ان کی تقلید اور پیروی و آریہ صاحبوں کی طرف سے ہمیں پہنچ رہی ہے ہمارے پاس الفاظ نہیں جو ہم بیان کر سکیں۔

یہ بات ظاہر ہے کہ کوئی شخص اپنے مقتدا اور پیغمبر کی نسبت اس قدر بھی سننا نہیں چاہتا کہ وہ جھوٹا اور مفتری ہے اور ایک باغیرت مسلمان بار بار کی توہین کو سنگر پھر اپنی زندگی کو بے شرمی کی زندگی خیال کرتا ہے تو پھر کیونکر کوئی ایسا خدا اپنے مادی پاک نبی کی نسبت سخت سخت گالیاں سن سکتا ہے۔ بہت سے پادری اس وقت برٹش انڈیا میں ایسے ہیں کہ جن کا دن رات پیشہ ہی یہ ہے کہ ہمارے نبی اور ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے رہیں۔ سب سے گالیاں دینے میں پادری عماد الدین امرتسری کا نمبر بڑھا ہوا ہے وہ اپنی کتابوں تحقیق الایمان وغیرہ میں کھلی کھلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے اور دعا باز۔ پرانی عورتوں کو لینے والا وغیرہ وغیرہ قرار دیتا ہے اور نہایت سخت اور اشتعال دینے والے الفاظ استعمال کرتا ہے۔ ایسا ہی پادری شاہکار اس سیرۃ المسیح اور دیو لو برہمیں احمدیہ میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام شہوت کا مطیع اور غیر عورتوں کا عاشق۔ فحشی۔ لٹیلا۔ تکار۔ جاتی۔ جیل باز۔ دھوکہ باز۔ رکھتا ہے۔ اور رسالہ اخذ البہتان میں پادری۔ انگلیں نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔ شہوت پرست تھا۔ محمد کے اصحاب زنا کار۔ دعا باز۔ چودے تھے۔ اور ایسا ہی تفتیش الاسلام میں پادری راجس لکھتا ہے کہ محمد شہوت پرست۔ نفس مارہ کا زہد مطیع۔ مشتق باز۔ مکار۔ خونریز اور جھوٹا تھا۔ اور رسالہ نبی محصوم مصنف امریکی ٹریجیٹ سوسائٹی میں لکھا ہے کہ محمد گنہگار۔ عاشق حرام لینے زنا کار ملکب۔ تکار۔ ریا کار تھا۔ اور رسالہ مسیح القبال میں ماسٹر راجندر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہتا ہے کہ محمد سرفروغ دکنیتی تھا اور لٹیلا۔ ڈاکو۔ فری۔ مشتق باز۔ مفتری۔ شہوت پرست۔ خونریز۔ زانی۔ اور کتاب سوانح عمری محمد صاحب

مصنف واشتاتگن بر دنگ صاحب میں لکھا ہے کہ محمد کے اصحاب قرآن اور لٹیر سے تھے۔ اور وہ خود طابع جھوٹا۔ دیو کہ باز تھا۔ اور اندرون بائبل مصنفہ اتم عیسائی میں لکھا ہے کہ محمد وہاں تھا اور دھوکہ باز۔ پھر کہتا ہے کہ محمد یوں کا خاتمہ بڑا خوفناک ہے لیکن جلد تباہ ہو جائیں گے۔ اور پھر نور افشاں لدھیانہ میں لکھا ہے کہ محمد کو شیطانی وحی ہوتی تھی۔ اور وہ ناجائز حرکات کرتا تھا۔ اور نفسانی آدمی۔ گمراہ۔ مکار۔ فریبی۔ زانی۔ چور۔ خونریز۔ لٹیر۔ رہزن۔ رفیق شیطان۔ اور اپنی بیٹی خاتمہ کو نظر شہوت سے دیکھنے والا تھا۔

اب یہ تمام الفاظ غور کرنے کے لائق ہیں جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں پادری صاحبوں کے منہ سے نکلے ہیں۔ اور سوچنے کے لائق ہے کہ ان کے کیا کیا نتائج ہو سکتے ہیں کیا اس قسم کے الفاظ کہیں کسی مسلمان کے منہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت نکل سکتے ہیں۔ کیا دنیا میں ان سے سخت تر الفاظ ممکن ہیں۔ جو پادری صاحبوں نے اس پاک نبی کے حق میں استعمال کئے ہیں جس کی راہ میں کروڑا باندہا کے بند سے فدا شدہ ہیں اور وہ اس نبی سے وہ سچی محبت رکھتے ہیں جس کی نظیر دوسری قوموں میں تلاش کرنا حاصل ہے پیرا وجود ان گستاخیوں ان بدنمانیوں اور ان ناپاک کلمات کے پادری صاحبان ہم پر الزام سخت گواہ کار کتے ہیں یہ کس قدر ظلم ہے۔ ہم یقیناً جانتے ہیں کہ ہرگز ممکن نہیں کہ ہماری گورنمنٹ عالمیہ ان کے اس طریق کو پسند کرتی ہو۔ یا خبر پاکر پھر پسند کرے۔ اور نہ ہم باور کر سکتے ہیں۔ کہ آئندہ پادریوں کے کسی ایسے بے جا پیش کے وقت کہ جو کلوک کے مقدمہ میں ظہور میں آیا ہمساری گورنمنٹ پادریوں کو ہندوستان کے چھ کروڑ مسلمان پر ترجیح دے کہ کوئی رعایت ان کی کرے گی۔ اس وقت جو ہمیں پادریوں اور آدیوں کی بدن زبان پراکٹک لمبی فہرست دینی پڑی وہ صرف اس غرض سے ہے کہ آئندہ وہ فہرست کام آئے اور کسی وقت گورنمنٹ عالمیہ اس فہرست پر نظر ڈال کر اسلام کی ستم رسیدہ رعایا کو رحم کی نظر سے دیکھے۔

اور ہم تمام مسلمانوں پر ظاہر کرتے ہیں کہ گورنمنٹ کو ان باتوں کی اب تک خبر نہیں ہے۔ کہ

کیونکہ پادریوں کی بدذہابی نہایت تک پہنچ گئی ہے۔ اور ہم دلی یقین سے جانتے ہیں کہ جس وقت گورنمنٹ عالمیہ کو ایسی سخت زبانی کی خبر ہوئی تو وہ ضرور آئندہ کیلئے کوئی احسن انتظام کرے گی۔

اب ہم وہ مضل فہرست کتابوں کی لکھتے ہیں جن میں پادری صاحبوں نے اور انیسابی ان کی تعلیم سے ہندوؤں اور آریوں نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دین اسلام اور اس کے اکابر کی نسبت بدذہابی کو انتہا تک پہنچایا ہے۔

نقل کفر کفر رہے با شد

## عیسائیوں کی گالیاں

کتاب دافع البہتان مصنفہ پادری انگریز صاحب مطبوعہ مشن پریس آباد ۱۸۴۵ء

| صفحہ  | افقرات یا الفاظ جن سے اشتعال طبع یا دل آزاری مسلمانان ہوتی ہے۔                         |
|-------|----------------------------------------------------------------------------------------|
| ۲۳-۲۴ | اہل اسلام کا رسول اپنی لٹری سے بہتر ہوا اور جب اس کی جھوٹوں میں سے ایک نے              |
| ۲۴    | علامت کی تصحیح قسم کھائی اور پھر اپنی نفسانی لذت کیلئے اپنی قسم فخریت نازل کی۔         |
| ۲۴    | اپنے نفسانی خواہشوں کے موافق نئے حکم جاری کئے۔                                         |
| ۳۱    | مکولین ہے کہ عجب کہ کسی طعنے سے اپنی بد رسالت کو ثابت نہ کر سکا تو اس باطل خبر کو      |
|       | مشہور کیا۔ کیا ایسے افرایا غاری کے لائق ہیں؟                                           |
| ۴۹    | ہم بھی محمد کو وہی دو لقمہ مذکور کہہ سکتے ہیں (یہ دو لقمہ جو ابراہیم کی نسل سے تھا بہت |
|       | شان و شوکت کی زندگی کے بعد مر کر دغنی ہوا۔ لوقا)                                       |
| ۷۴    | محمد یوں کا بھی دستور ہو کہ اکثر اپنے مذہب کے ثبوت میں بے ایمانی کو کوشش کرتے ہیں۔     |

۴ غلط و حدیثی میں عبارتیں جاری طوط سے ہیں۔ منہ



۸۷ یہاں صحابہ کبار کو من و چہر قاتل - ظالم - زنا کار و غبار باز - چور - بدکاروں کی جماعت جسے دل کی پاکیزگی سے کچھ تعلق نہیں - قرار دیا ہے -

۸۸ اپنے شاگردوں (صحابہ) کی دلیری کے واسطے تم کو کوہِ پشت کی کئی ٹھہرایا کہ جس سے لازم آتا ہے کہ جتنے گنہگار و بدذات کہ بے توبہ کئے ماسے گئے (شہید صحابہ) و سہ ..... بہشت میں داخل ہوں -

۱۵۳ - اس لئے ضرور پڑا کہ انجیل مقدس کو فسخ کرے کیونکہ اس میں قاتل ایسے کام کا (مراد رسول اکرم) دفن ہے -

۱۵۴ - کچھ تعجب نہیں کہ اس (رسول اکرم) نے انجیل مقدس کو فسخ کیا ہو کیونکہ تمام بندہ دنیا جو کہ شہوت پرست ہیں ایسی ہی کرتے ہیں - لیکن اُن سبوں پر افسوس کس لئے کوئن کا یہی انجام ہے کہ وہ بلا جملہ خدا کے غضب میں پڑیں گے - لیکن اُس جیل (دوزخ) میں جو کہ آگ اور گندھک سے جلتی ہے -

رسالہ مسیح الذبحال مصنفہ ماسٹر راجندر عیسائی ۱۸۷۳ء

اس کتاب میں ہمارے رسول اکرم کو دجال بنانے کی کوشش کی گئی ہے -

### سید المسيح والحمد

مصنفہ پادری ٹھاکر داس مشنری امریکن مشن ۱۸۸۲ء

۶ مسروق مسیح کو دجال کے ساتھ کوئی موافقت ہے یہاں ہمارے رسول اکرم کو بلعالمینی

جو ایک غیبیث اور شریعہ روح ہے - قرار دیا ہے -

۶ محمد بناتہ گنہگار ..... محمد عطا گنہگار تھا -

۱۱ محمد گفتار رفتار میں ثابت قدم نہیں - ابھی کچھ سچ کچھ -

۱۲ حرص دنیاوی بانی اسلام میں یہ صودت رکھتی ہے کہ دین کے بھیس میں دنیا

پر مسلط ہونا..... طبع دنیاوی نے آخر کار ظہور دکھایا۔

۱۳

نفسانی شہوت جو انسان میں ذاتی کہہ سکتے ہیں محمد میں بیشتر تھی۔ حتیٰ کہ وہ اُس کا ہمیشہ مغلوب رہا..... محمد مثل اوروں کے مثل ہی سے عورتوں کا عاشق معلوم ہوتا ہے۔

۱۵

اور اس بات میں حضرت نے نہ صرف اپنی تعلیم کی ایک گونہ مخالفت کی بلکہ خود بخود کو خوب ثابت کیا اللہ شہوت ماننے میں اوروں کی شہوت کی ہمواری نہ کی..... پھر جس ڈھب سے یہ کام پورا کرتے رہے وہ بالکل انسانیّت کی تدبیریں تھیں۔

۱۶

متنبی جیسے کی جوروں سے نکاح کرنے کی شروع کا موقع اور موجب زینب کو نکاح دیکھ کر اس پر محمد کی شہوت کا بھر پور تھا۔

۲۱

محمد ایک بھولتا بھٹکتا انسان تھا۔

۳۱

لوگوں کو ہیکانے کے لئے (آنحضرت نے) یہ عجب جھوٹا باندھا ہے اس کے ظاہر ہوتا ہے کہ محمد شیطان کے جھانے میں آجاتا تھا۔

۳۱

چوہا سٹر راجپند صاحب ایک فریب کا ذکر کرتے ہیں جو محمد نے یہودیوں سے کیا اسے ناظرین ہو شاید ہو کہ کہیں تم محمد کے فریب میں نہ آجاؤ۔

۳۵

## اندرونہ بائبل مصنفہ ڈپٹی عبداللہ اسحاق

۴۰

صاحب نشان ہس و جبال کا اصل تو دی پونا خونی اردو (شیطان) ہے تاہم جب وہ منہ پھاڑتا ہے تو اس کے دو جباہر سے لپ لپ اور نئی عرب کی تواریخ اپنے اندر بستہ دکھاتے ہیں۔ (یعنی جبال جو اصل میں خلیطان ہے اس کا ظہور لپ لپ اور نئی عرب کے رنگ میں ہوا)۔

۷۵ ہاں پیمانہ زمانہ مقصر اور پورا کر کے پوپ اور محمد پر بھی یہ خبریں (متعلقہ و مجال) در دست آتی ہیں۔ اور شرح مکاشفات میں دکھلایا گیا ہے کہ دین پولی اور محمدی ایک ہی اژدہ (شیطان) کے دو جھاڑے ہیں۔

۱۲۳ کتاب مکاشفات میں جو ٹڈی کا ذکر ہے جو سبزے کو کھا جائے گی اور ان ٹڈیوں کے بادشاہ کا نام صلا کو لینے پاکت کرنے والا لکھا ہے۔ وہاں ہلاکو سے مراد نبی عرب اور ٹڈی اس کا شکر بتایا گیا ہے نیز ہمارے رسول اکرم پر (یعنی ۱۲۶) شرک کا الزام دیا ہے۔

۱۳۲ اسی ایک اور جگہ ٹانبی بھی ہے بلاترین بلطف وہ کے اس کے اشارہ بطرف بدعت محمدی کے ہے۔

۱۳۵، ۱۳۳ [کھلے کھلے الفاظ میں بانی اسلام کو ایک دھال کہا ہے۔] ۱۹۶۵ [جس کی بدعت کے خاتمہ پر صلح موجود ہوئی ہے۔]

کتاب محمد کی تواریخ کا اجمال مصنفہ پادری ولیم از ریواڑی۔ مطبوعہ کرستین مشن۔ ریواڑی ۱۸۹۱ء

صفحہ ۲۵۱ اس تمام کتاب کا کوئی صفحہ اور سطر خالی نہیں جو سخت سے سخت اشتعال آمیز اور مکروہ الفاظ اپنے اندر نہیں رکھتی۔

۲۵۱، ۲۵۲ [ہمارے رسول اکرم کو کافروں کا مرنہ۔ لٹیرا۔ ڈاکو۔ غنیہ بندش (سازش)] سے قتل کرنے والا غلامی کی چیل چلنے والا۔ ظاہر کیا ہے۔

۴ اتفاق سے ہوا اس کی (زمین) خوبصورتی پر محمد کی نظر پڑی دل میں عشق بد پیدا ہوا۔ اس بدعاش کو پورا کرنے کے واسطے قہراً آسمان سے اجازت منگوائی..... محمد کے لئے ہر وقت اور ہر کام کے واسطے خواہ نیک ہو خواہ بد ہو خواہ چھوٹا ہو

خواہ بڑا آیت یا اجازت آسمانی حاضر تھی۔

- ۷ محمد نے بہت بڑے دل کو چھپ کے قتل کیا۔..... محمد جس برس مدینہ گیا اسی میں  
 دیکھیں بھی کہنے لگا..... محمد نے دس بیبیاں رکھیں۔  
 ۸ محمد ان کے آدمی کی نسبت (یعنی دس احکام تورات) نہایت گنہگار تھا.....  
 ..... محمد نے بہتوں کو چھپ کے مروا ڈالا..... محمد نے بہت دیکھتی کروائیں  
 ..... محمد نے اپنی بدخواہش پورا کرنے کے لئے دس جو رووان اور دونڈیاں  
 سر کھیں..... محمد نے..... زینب کو دیکھ کر بدخواہش کی.....  
 ..... محمد ایک دنیا دار آدمی تھا۔

صغیر ریویو براہین احمدیہ مصنفہ پادری ٹھاکر داس مطبوعہ مشن پریس لدھیانہ ۱۸۸۹ء

- ۷ یہ رنگارنگی ایسی باتوں کو شامل کرتی ہے جو حضرت کے مکار اور فریبی ہونے کو بالکل  
 ثابت کرتی ہے۔  
 ۹ اسی لئے ان کے دعویٰ نبوت کو سوائے مکو و فریب یا دہم کے اور کوئی نام نہیں  
 دے سکتے۔  
 ۱۰ محمد صاحب کی زندگی میں ثابت تھی اور صدق کی بجائے زمانہ سازی اور فریب  
 بالکل ظاہر ہے۔  
 ۱۵ حضرت کی تکلیفوں سے بھی ان کا مکو و فریب ثابت ہوتا ہے۔  
 ۱۶ سید سازی میں اور زمانہ سازی میں حضرت محمد بے شک بے نظیر تھے۔  
 ۲۲ محمد صاحب تو جاہل آدمی تھے..... جاہلوں (آنحضرت) کی جہالت  
 کا آپ کیوں ساتھ دیتے ہیں۔  
 ۲۳ حضرت نے خوب دھوکا کھایا اور دھوکا دیا۔

|                                                             |                                                                                                                                                             |
|-------------------------------------------------------------|-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| ۲۸                                                          | محمد فریادی تھا۔                                                                                                                                            |
| ۳۳                                                          | قرآن خود گمراہ ہے اور گمراہ کرنے والا ہے۔                                                                                                                   |
| ۴۵                                                          | محمد صاحب جو خود ایک جاہل شخص تھے۔                                                                                                                          |
| ۶۳                                                          | محمد اوسا اور پیروں کے کامیابی بجائے حیرانگی کے نہ صرف خدات پیدا کرتی ہے۔ بلکہ محمد کو ایک بڑا فریبی ثابت کرتی ہے۔                                          |
| <h2>سوانح عمری محمد صاحب مصنفہ اورنگ واشنگٹن</h2>           |                                                                                                                                                             |
| صفحہ ترجمہ لالہ رلیارام گھولانی مطبوعہ مطبع آرٹوس بنس لاہور |                                                                                                                                                             |
| ۱۶۷                                                         | محمد موسائی عورتوں کے شمس و جلال پر فریقہ اور دل دادہ تھا۔                                                                                                  |
| ۱۶۹                                                         | محمد رسول کی کارروائیاں منسوب کی گئی ہیں، اس کی زندگی کے اس حصہ میں بیچے جب وہ رسول تیغ ہوا دیوی خواہش و آلائش نے اس کی ذاتی صفات طبعی خصال کو زریں کر دیا۔ |
| ۲۷۲                                                         | بعض معاملات میں وہ (آنحضرت) شہوت پرست تھا۔                                                                                                                  |
| ۲۷۳                                                         | جب وہ کسی خوبصورت عورت کے سامنے ہوتا تھا تو اپنی پیشانی ہدیہ بالوں کو منسوب تھا۔                                                                            |
| ۲۷۸                                                         | اس کی سرگرم اور دیوی روح ..... عزت فاقہ کشی وغیرہ سے ..... اس مرد تک کھل گئی تھی کہ اس کو ایک عارضی ساختن و فہیانی جو بیا کرنا تھا۔                         |
| ۲۸۰                                                         | اس کے خیال ایسا کی طرف مائل تھے ..... وہ زیادہ تر جوش اور تحریک کا مفلوج تھا۔                                                                               |
| ۲۸۱                                                         | جب اس نے قواد کے مذہب کی شہرت دی اور لٹیرے عربوں (مصائب) کو بیرونی قیمت کا مزہ چکھایا۔                                                                      |
| ۲۸۲                                                         | اپنے رسالت کے مشتبہ آغاز میں وہ اپنے الہامی سرور و دق کے عیاوانہ و مکارانہ                                                                                  |

نصائح و مواعظ سے مدد لیا کرتا تھا۔

جب وہ برسر حکومت و دسترس تھلکس نے دنیوی خواہشات و اغراض کی طرف میلان ظاہر کیا۔

۲۸۲

اسکی دودھیات کے اخیر وقت تک اس کو ایک خاص قسم کے ضبط و خفقان سے کم و بیش متحیر و حیران کرتی رہی۔ اور اسی دھوکے اور فریب دینے والے یقین میں مرگیا کہ میں ایک پیغمبر ہوں۔

۲۸۳

### اخبار تور افشاں۔ امریکن مشن پریس لودیانہ

۴۹ صفر ۱۳۰۳ (ایک محمدی صاحب نے بقول اخبار مذکور اپنے مرید کی عورت کو خوبصورت دیکھ کر حرکت علی سے طلاق دلوانی ارادہ اپنے نکاح میں لایا اس کا ذکر کر کے لکھا ہے) اس محمدی کا فضل ہم کو تعجب میں نہیں ڈالتا کیونکہ طائفے میں اپنے پیغمبر کی پیروی کی ہے۔

۵۰ صفر ۱۳۰۳ محمد کے پاس جو وحی آتی تھی وہ بھی دیا جاتا ہے۔  
۵۱ صفر ۱۳۰۳ کلم و ستم سے مذہب پھیلائیے (مسلمان) ضرور گدھے ادا نکھائیے (عل گدھا میں ہے۔  
۵۲ صفر ۱۳۰۳ محمد صاحب خود بھی مشن پرست اور عاشق مزاج تھے (ایک قصہ نقل کر کے گناہ عزت بنے اپنی بیٹی فاطمہ کو کوسر دیا اخبار نویس نے نتیجہ نکالا ہے) محمد نے اگرچہ چالاک سے جواب کو بنایا..... اگر عائشہ محمد کو مجاز مہر کات (بقول اخبار نویس) اپنی بیٹی کو نظر بہ سے چومنا میں مصروف نہ دیکھتی..... ان حرکات (بیٹی کو کوسر دینا) میں اعتدال سے بڑھ کر تشنگی کی کثرت پائی جاتی ہے..... جب فاطمہ قرار دی گئی تو وہ اب کس کی سحر بھی جانتے۔ اور ہر کا انسان کی صف میں اس جہاں میں کیا کام ہو سکتا ہے۔

۵۳ صفر ۱۳۰۳ اب کوئی نہ کہے کہ محمد شخص کے گھر ماریہ نوشی سے لیا دلیا کرتا تھا..... اگر آپ کے (مسلمان کے) قول و ایمان کے مطابق اگر عورت بچہ چھو جوتیاں ہیں تو مہربانی کو فرمائیے

کہ عبداللہ کی عورت آمنہ عبداللہ کے واسطے جوتی تھی یا نہیں جس کا ظہور محمد ہے۔  
 پھر محمد کی عورتیں مومنین کی مائیں کہلاتی ہیں مگر چونکہ وہ عورتیں ہیں اس لئے وہ بہنیاں  
 ہیں۔ بعد وفات محمد کوئی ان کو نکاح میں نہ لاسکتا تھا۔ اب مومنین ان کو کیا کریں گے  
 سر پر ماریں گے..... حضرت نے بیوہ۔ کنواری۔ مطلقہ کوئی نہ چھوڑی تھے کہ  
 متبقی کی چاہتی کو بھی نہ چھوٹا..... اس بدبھری کا رواج دینے والا محمد تھا۔  
 عرب کی تمام منکوحہ عورت بھی کسبیاں ہیں۔

(گنہگار قوم کی علامات۔ قوم کے بزرگوں کا جھوٹ پون۔ خون کرنا۔ لوٹ اور  
 رہنمی کو جان نہ سمجھنا۔ زنا کرنے کو خوشخبری سمجھنا۔ مشتہر فی خاص طور کرنا گنہ نہ جاننا۔  
 ہر ایک کے ساتھ شیطان کا ہونا۔ اس قوم کا جہنمی ہونا۔ ان علامات کا ذکر کر کے  
 اخبار نویس لکھتا ہے) غرض یہ کہ قوم محمد گناہ کرنے کو قوم بنائی گئی.....  
 پس اغلب ہے کہ یہ قوم دی قوم ہو.....

### تفیش الاسلام مصنفہ پادری راجہ جس کے ۸۷

صفہ ۲۲ جہانن اس پر بھی اکتفا نہ کر کے اس نے (آنحضرت) اپنے خیالات و درو قہات سے  
 ایک نیا مذہب مصنوعی ایجاد کیا۔

قرآن کی جھوٹی آیتیں۔ قرآن میں بہت سی آیتیں لغو ہیں۔

قرآن و احادیث کی دہیات اور ناپاک تعلیموں کا بیان۔

محمد نے اس آیت کے پرانے جہاد کرنا اور لوٹنا شروع کر دیا۔ یہاں سے اس کے  
 دل کا کپٹ اور دغا بازی ظاہر ہوتی ہے۔

یہ سب محمد کی بناوٹ اور گھڑت ہے۔ وہ (آنحضرت) ایک نفس پرست آدمی تھا۔

لیکن جب (آنحضرت) عشق کے سبب زیادہ جہانی برداشت نہ ہو سکی تو قہر مان میں

سورہ نور کے آخر ایک آیت مصنوعی عاشق کی بریت کی وار و کر کے پھر محبت اختیار کی لیکن اس بہتان کی عقل سلیم تکذیب نہیں کر سکتی۔

۵۸ صفحہ بارہویں ایک عورت بنی محال سے جس کو (آنحضرت نے) بے نکاح اور جہر یعنی عبرت یا خرچ کے گھر میں ڈال دیا تھا۔

۶۰ محمد ایک شہوت پرست آدمی تھا۔ بچا پنی نفسانی خواہش پوری کرنے کیلئے مصنوعی آیت پیش کر کے اُس کو خدا کی طرف منسوب کرتا ہے۔

۶۵ محمد کی چال چلن کسی طرح پیغمبری کے لائق نہیں ٹھہر سکتی۔ وہ ایک نفس پرست اور کینہ پرور اور خود غرض آدمی تھا اور نفسِ امارہ کا زہد مطیع تھا۔ اور اسی سبب قرآن اُس کی جھوٹی بنائی ہوئی کتاب ہے جو اس کی نفس پرستی اور شہوت کو پوشی دیتی اور پالتی تھی۔ اس میں ایک بھی ایسی آیت نہیں جس میں حکم ہو کہ اسے محمد ٹوکیں ہو اور ہوس اور نفسانیت کی طرف مائل ہوتا ہے یا کیوں زینب سے عشق کی آنکھ (راتسہ) یہ محمد کی بناوٹ اور بیہودہ گوئی ہے۔

۸۶ (آنحضرت کے معراج کو مرگے زدہ کا ایک خواب پریشان ظاہر کر کے یوں لکھا ہے) اُس کے خیال میں یہ گذرا ہو گا کہ..... میں نے اپنے تئیں خاتم النبیین ظاہر کیا ہے یہ جیل گانٹھنا چاہیے کہ آج رات کو میں ساتوں آسمان اور عرش و کرسی کی سیر کر گیا۔ اُس کے (آنحضرت) سامنے کاموں میں عیاری ظاہر ہوتی ہے۔ محمد میں تعصب اور مکاری دونوں باتیں کسی قہر پائی جاتی ہیں..... ساتھ اس کے ایک بے وفا خود غرض دل حقیقت میں اس کی گفتار اور رفتار اور عمر کے ساتھ بدی میں بڑھ گئی۔

۸۸ بنی بغیر مجرہوں کے۔ ایمان بغیر حمیدوں کے۔ اور اخلاق بغیر محبت کے جسکی فو زیری کے شوق کو ترغیب دیا۔ اور جبکی ابتدا اور انتہا۔ برہم شہوت پرستی کے ساتھ ختم ہوئی۔

۱۰۰ اسے عزیز و..... بلکہ آج ہی دین محمدی چھوٹ کے اور اُس جھوٹے نبی کی پیروی ترک کر کے۔



## پادری عمار الدین

اس شخص کی تصنیفات جو ۱۸۵۳ء سے پیشتر شائع ہو چکی ہیں اس قدر دل آزار کلمات سے مملو ہیں کہ خود عیسائیوں نے اسے عامت کی۔ ہم ان کا اقتباس یہاں نہیں کرتے اور صرف وہ راہیں درج کرتے ہیں جو ہندوؤں اور عیسائیوں نے اس کی کتاب ہدایتہ المسلمین پر ظاہر کیں۔

ہندو پرکاش امرتسر ۱۸۴۲ء و آفتاب پنجاب لاہور۔ مکیا پادری عمار الدین کی تصنیفات ..... کچھ اس کتاب سے شورش انگیزی میں کمتر ہیں کہ جسے ہمیں کئی مسلمانوں اور پارسیوں کے اتفاق و محبت کو عداوت سے مبدل کر دیا اور دونوں کو باکت کا منہ دکھایا ..... پادری صاحب کی تصانیف ..... مسلمانوں کا انگریزی گورنمنٹ سول جوائنٹ نے کی علت غائی پر تصنیف کی گئی ہیں۔  
شمس الاخبار لکھنؤ بہ تمام پادری کریوں صاحب ۱۸ اکتوبر ۱۸۵۳ء "نیا زمانہ" .....  
عمار الدین کی تصنیفات کی مانند نفرتی نہیں کہ جس میں گالیاں لکھی ہوئی ہیں۔ اور اگر ۱۸۵۴ء کی مانند سرغدر ہوا تو اسی شخص کی بد زبانوں اور بے ہودہ گوئیوں سے ہو گا۔

نبی معصوم مطبوعہ امریکن مشن پریس لودھیانہ ۱۸۸۲ء

وہ عشق حرام جو محمد صابغے مریم نامی مصری لونڈی کے ساتھ کیا۔

۱۶

## ہندوؤں اور آریوں کی گالیاں

پاداش اسلام مصنفہ اندر من مراد آبادی ۱۸۶۶ء

۹ (مذیل کا ترجمہ۔ محمد احمق۔ ستمگار و بدکار)

۱۱ (محمد) مثل مادر بنو دہ بچہ ..... فی الفور دم خرم ہو۔

۱۲ محترمہ زویہ سے بکار ہو۔ جمیع امور پر فطرتش۔ امام شافعی گپ سے زند۔

- ۱۳ (آنحضرت) بجز شہوت پرستی و بدستی کدے نہاشت
- ۱۵ احمد کلاعلی وقت پروردی کند : او خوشی گم است کہ از پیری کند  
خاله (صحابی) بہ زنا پیوست ۔
- ۱۶ اگر پر عشق بازی و شہوت طرازی در میان محمد و زینب بود چرا رسیدہ
- ۱۷-۱۸ بر حال محمد باید گریست کہ بہ دقوتی مے زلیست ..... عائشہ چادر محبت دریدہ .....  
شاید کہ جبائے مخصوص لیلی عائشہ در کنار لشکر بود ۔ و بگوشہ قافہ در تنہائی مے آسودہ .....  
..... انقض مدتیرگی شب از لشکر بیرون رفتن ..... کار خفیف و خفیف نیست بلکہ  
شیوہ مکارہ و عیارہ ..... غیر زنا سنے عائشہ ۔
- ۲۵ اکنون معترف ..... خود فرماید کہ دیوث کیست ..... آیا دیوث خدا سنے اسلام مقیم  
بیت الحرام است کہ بجز زنا الہام کردہ ..... یا پیر معلوم ماسے روم دیوث  
است ..... بلا اشتباہاں مرشد مسلمین و ولی مومنین ..... دیوث بودند ۔
- ۲۶ اسلام خود (اسلاف مسلمانان) سرسبز دیوث بودند ..... محبوب و محو و محالین (مسلمانان)  
جباری و تنگاری بیش نیست کہ بنا بر توہم زنا و قتل بر اولیا و انبیاء وحی می فرستد ۔
- ۲۷ پس معبود موقوف مسلمان بنا بر خواستے مردم نیز وحی نمایند ..... اولیا و انبیاء فرقہ محمدیہ  
شہوت پرستان مے برآزند و بیامداری و دلالی ہمت می گمارند ..... کاؤرہ بطریق زشت نیست  
تخم زانی و زنکن مسلمانان تصرفے کمال دارد ..... جوام نادگی مسلمانان عیبے غایبی گرداند ۔
- ۲۹ دین احمدی کہ ناند آئین شیخ محمدیست ..... این اشارت بریامداری و دقت سنے آں دلیست  
کہ بچہ مصطفیٰ علی ست ..... الحق دینی حدیث محمد و دیوثی دارد و عاںکامات فخریت  
نہادہ ..... حضرت (آنحضرت) را غایت رعایت زنا کاراں منظور افتاد
- ۳۱ شاید باذن محمد بن عبادہ حضرت (آنحضرت صلعم) نیز پیوستہ بکامرانی پیوستہ باشند ہذا  
بحکم آنکہ مطلب سدی و گجاست اورا فرمود کہ چنین و چنان باید نمود تا فرصت را غنیمت دیدہ

و یکام دل رسیدہ اندرون مکان مخصوص خود داخل شوند و چون میل دوسر مردال فروروند

محمد اجرائے شہوت یا ریاں بسر و چشم قبول فرمودہ و برایشان عورات خرمی جائز نموده -

۲۲-۲۳ (این صفحوں میں متذکرہ کفر کے مسلمانوں کو دلائل اللہ مسلمانوں کی عقلوں کو باز ناری کسبیاں

اور کچنیاں قرار دیا ہے۔ اور اندولج مطہرہ آنحضرت معلوم ہر حلقہ کہتے ہیں -)

۲۴-۲۸ ظلو برعائشہ عاشق بود..... بکھلو اندر اوہ خود گذشت تا کہ در لہ بجز خود و رید (منزلیاں)

۳۹ سے خدایت مانل فعل حرام است + کہ دائم سکنش بیت الحرام است

زنا انجائکین حکم امام است + کہ جائے ازدوت بیت الحرام است

۴۰ سے سورچوں از لب حضرت بر آید + نجاست از مسلمانان رہا بد.....

سہ بہرہ نہ (نہ) از حضرت علی (علیہ السلام) کہے کہ نہ است + نے سزاوار کجاش مصطفیٰ است

زانکہ او اسپاست و این میبند است + اختلاف این دال ہر گوناہ است.....

سہ چو بکراست جوشش تو اسے خر + ہرے بلولش میسوں و گر خر.....

سہ امام شعلی زان انسر آمد + کہ اور خصیۃ الشعلب ہر آمد

غزالی خواہرت را اگر نہ باید + غزالی مشکبوازو سے ہر آید

محدث نیست محدث ترمذی است + کہ اور ارفیت طعم مذی بہت

بخاری را بخار آمد بحدت + صحیح اصلا گوہر پاکست

خمر رازی است فخر الدین رازی + بود ہم جنس تو در دوزم و رازی

۴۱ مسلمانان مذروئے قرآن محمد اب للسلین میخاند و زبان اور ام المؤمنین سے

پنداسند..... نہیں ثابت شد کہ یا مسلمانان کذاب بودہ اند و یا زنان محمد باہرین میثاں

آسودہ اند و تخم بلودہ اند..... بریں قیاس محمد پر مسلمانان تو اند بود و مگو وقتے کہ محمد

باہر شان میلے خواہ داشت و تھے خواہ کاشت.....

۴۵ (آنحضرت معلوم کو بدو فتح۔ بجایا۔ اور شہوت دان کہکریوں بکھتا ہے۔ چہل سال عمر عزیزش

گذشت۔ دانش از ہوائے زمانہ بنگشت۔ چند زنان غمخوارانہ راسبے نکاح و  
خطبہ و آغوش کشید و از زنا کاری امانتر سپید۔

خدا نے مسلمانوں کو عیب مشربہ دار و کھنٹی کس را کہ بنائے زنا ہے انتہا انگند  
..... ہوائے رسالت پر میگزیندہ

۳۶

مراودہ پیش فکر اختصار است + چنانہ حرکات احمد پر شہادہم .....  
..... زنا شہادہ میاست ..... انرا بیجا است کہ محمد را با وصف جہالت پہلی وضوالت  
ظہری رسول مقبول پندارند۔

اسلام کے خدا نے قتالی کی نسبت لکھا ہے (خرو خنزیر و خرس و پوز زنگشت۔ زنا دانی  
گرفتہ شخص جیساں ..... خود لگ و شغال و خرس و خنزیر شدہ۔ و شکل خبیث  
جلوہ آرائی کردہ۔

۳۸

لزم آید کہ فاعل کفر و شرک و خطا و زنا خدا (خدا نے مسلمانان) باشد ..... ہر و زانی خدا نے  
محمد جابر و ظالم پودہ ..... خدا نے محمد پر مدد عدالت و سیاست اکثر از بشر است۔

۵۰

ہم کہاں تک اس شخص کی گندہ دہائی کی نقل کرتے جانیں۔ یہ کتاب ۸۰ صفحو پر ہے اور یہاں  
پچاس صفحوں کا جو اقتباس کیا گیا ہے اس میں بھی بے تعداد گالیاں چھڑی گئیں ہیں۔ غرض کہ اس مصنف نے

ہمارے خدا کو ظالم بے ہودہ۔ جابر۔ لاف گزاف بکنے والا نخت کرنے والا  
خاسد۔ خاجر۔ جوا و ہنسی میں گرفتار۔ ملعون۔ خشک و سوختہ۔ مکتور۔ قوی۔ مکر اور فریب

میں آسان۔ مسل۔ موریل کے ہاتھ سر نہیلا۔ فرعونی راہ میں چلنے والا۔ علم کو تہ ویر۔ سخت پو توں  
سخت ملق۔ دودھ کو شیطان سے فریب کھائیلا۔ بکال۔ مکر۔ عید۔ تکرار۔ تلون۔ مزاج۔ ملہ

خش۔ بلیس۔ کا ذب شیطان کی طرح مٹوسکھانے والا۔ بے حق۔ ناپاک۔ امر و گدھے سوار  
کا فرزندانی۔ منظم۔ خاجر۔ محمد و لعنت۔ خالق کذب و دروغ۔ جرمہد۔ زنا کا اہام بھیجنے والا۔

اسباب شہوت پیدا کر دینا والا۔ زنا کا نظام و سرکار کا معبود۔ مرفعی۔ مایہ نولیا قربر و یاس ہے۔

۵۷ - ۱۱۱ - ۱۱۲ - ۱۱۳ - ۱۱۴ - ۱۱۵ - ۱۱۶ - ۱۱۷ - ۱۱۸ - ۱۱۹ - ۱۲۰ - ۱۲۱ - ۱۲۲ - ۱۲۳ - ۱۲۴ - ۱۲۵ - ۱۲۶ - ۱۲۷ - ۱۲۸ - ۱۲۹ - ۱۳۰ - ۱۳۱ - ۱۳۲ - ۱۳۳ - ۱۳۴ - ۱۳۵ - ۱۳۶ - ۱۳۷ - ۱۳۸ - ۱۳۹ - ۱۴۰ - ۱۴۱ - ۱۴۲ - ۱۴۳ - ۱۴۴ - ۱۴۵ - ۱۴۶ - ۱۴۷ - ۱۴۸ - ۱۴۹ - ۱۵۰ - ۱۵۱ - ۱۵۲ - ۱۵۳ - ۱۵۴ - ۱۵۵ - ۱۵۶ - ۱۵۷ - ۱۵۸ - ۱۵۹ - ۱۶۰ - ۱۶۱ - ۱۶۲ - ۱۶۳ - ۱۶۴ - ۱۶۵ - ۱۶۶ - ۱۶۷ - ۱۶۸ - ۱۶۹ - ۱۷۰ - ۱۷۱ - ۱۷۲ - ۱۷۳ - ۱۷۴ - ۱۷۵ - ۱۷۶ - ۱۷۷ - ۱۷۸ - ۱۷۹ - ۱۸۰ - ۱۸۱ - ۱۸۲ - ۱۸۳ - ۱۸۴ - ۱۸۵ - ۱۸۶ - ۱۸۷ - ۱۸۸ - ۱۸۹ - ۱۹۰ - ۱۹۱ - ۱۹۲ - ۱۹۳ - ۱۹۴ - ۱۹۵ - ۱۹۶ - ۱۹۷ - ۱۹۸ - ۱۹۹ - ۲۰۰ - ۲۰۱ - ۲۰۲ - ۲۰۳ - ۲۰۴ - ۲۰۵ - ۲۰۶ - ۲۰۷ - ۲۰۸ - ۲۰۹ - ۲۱۰ - ۲۱۱ - ۲۱۲ - ۲۱۳ - ۲۱۴ - ۲۱۵ - ۲۱۶ - ۲۱۷ - ۲۱۸ - ۲۱۹ - ۲۲۰ - ۲۲۱ - ۲۲۲ - ۲۲۳ - ۲۲۴ - ۲۲۵ - ۲۲۶ - ۲۲۷ - ۲۲۸ - ۲۲۹ - ۲۳۰ - ۲۳۱ - ۲۳۲ - ۲۳۳ - ۲۳۴ - ۲۳۵ - ۲۳۶ - ۲۳۷ - ۲۳۸ - ۲۳۹ - ۲۴۰ - ۲۴۱ - ۲۴۲ - ۲۴۳ - ۲۴۴ - ۲۴۵ - ۲۴۶ - ۲۴۷ - ۲۴۸ - ۲۴۹ - ۲۵۰ - ۲۵۱ - ۲۵۲ - ۲۵۳ - ۲۵۴ - ۲۵۵ - ۲۵۶ - ۲۵۷ - ۲۵۸ - ۲۵۹ - ۲۶۰ - ۲۶۱ - ۲۶۲ - ۲۶۳ - ۲۶۴ - ۲۶۵ - ۲۶۶ - ۲۶۷ - ۲۶۸ - ۲۶۹ - ۲۷۰ - ۲۷۱ - ۲۷۲ - ۲۷۳ - ۲۷۴ - ۲۷۵ - ۲۷۶ - ۲۷۷ - ۲۷۸ - ۲۷۹ - ۲۸۰ - ۲۸۱ - ۲۸۲ - ۲۸۳ - ۲۸۴ - ۲۸۵ - ۲۸۶ - ۲۸۷ - ۲۸۸ - ۲۸۹ - ۲۹۰ - ۲۹۱ - ۲۹۲ - ۲۹۳ - ۲۹۴ - ۲۹۵ - ۲۹۶ - ۲۹۷ - ۲۹۸ - ۲۹۹ - ۳۰۰ - ۳۰۱ - ۳۰۲ - ۳۰۳ - ۳۰۴ - ۳۰۵ - ۳۰۶ - ۳۰۷ - ۳۰۸ - ۳۰۹ - ۳۱۰ - ۳۱۱ - ۳۱۲ - ۳۱۳ - ۳۱۴ - ۳۱۵ - ۳۱۶ - ۳۱۷ - ۳۱۸ - ۳۱۹ - ۳۲۰ - ۳۲۱ - ۳۲۲ - ۳۲۳ - ۳۲۴ - ۳۲۵ - ۳۲۶ - ۳۲۷ - ۳۲۸ - ۳۲۹ - ۳۳۰ - ۳۳۱ - ۳۳۲ - ۳۳۳ - ۳۳۴ - ۳۳۵ - ۳۳۶ - ۳۳۷ - ۳۳۸ - ۳۳۹ - ۳۴۰ - ۳۴۱ - ۳۴۲ - ۳۴۳ - ۳۴۴ - ۳۴۵ - ۳۴۶ - ۳۴۷ - ۳۴۸ - ۳۴۹ - ۳۵۰ - ۳۵۱ - ۳۵۲ - ۳۵۳ - ۳۵۴ - ۳۵۵ - ۳۵۶ - ۳۵۷ - ۳۵۸ - ۳۵۹ - ۳۶۰ - ۳۶۱ - ۳۶۲ - ۳۶۳ - ۳۶۴ - ۳۶۵ - ۳۶۶ - ۳۶۷ - ۳۶۸ - ۳۶۹ - ۳۷۰ - ۳۷۱ - ۳۷۲ - ۳۷۳ - ۳۷۴ - ۳۷۵ - ۳۷۶ - ۳۷۷ - ۳۷۸ - ۳۷۹ - ۳۸۰ - ۳۸۱ - ۳۸۲ - ۳۸۳ - ۳۸۴ - ۳۸۵ - ۳۸۶ - ۳۸۷ - ۳۸۸ - ۳۸۹ - ۳۹۰ - ۳۹۱ - ۳۹۲ - ۳۹۳ - ۳۹۴ - ۳۹۵ - ۳۹۶ - ۳۹۷ - ۳۹۸ - ۳۹۹ - ۴۰۰ - ۴۰۱ - ۴۰۲ - ۴۰۳ - ۴۰۴ - ۴۰۵ - ۴۰۶ - ۴۰۷ - ۴۰۸ - ۴۰۹ - ۴۱۰ - ۴۱۱ - ۴۱۲ - ۴۱۳ - ۴۱۴ - ۴۱۵ - ۴۱۶ - ۴۱۷ - ۴۱۸ - ۴۱۹ - ۴۲۰ - ۴۲۱ - ۴۲۲ - ۴۲۳ - ۴۲۴ - ۴۲۵ - ۴۲۶ - ۴۲۷ - ۴۲۸ - ۴۲۹ - ۴۳۰ - ۴۳۱ - ۴۳۲ - ۴۳۳ - ۴۳۴ - ۴۳۵ - ۴۳۶ - ۴۳۷ - ۴۳۸ - ۴۳۹ - ۴۴۰ - ۴۴۱ - ۴۴۲ - ۴۴۳ - ۴۴۴ - ۴۴۵ - ۴۴۶ - ۴۴۷ - ۴۴۸ - ۴۴۹ - ۴۵۰ - ۴۵۱ - ۴۵۲ - ۴۵۳ - ۴۵۴ - ۴۵۵ - ۴۵۶ - ۴۵۷ - ۴۵۸ - ۴۵۹ - ۴۶۰ - ۴۶۱ - ۴۶۲ - ۴۶۳ - ۴۶۴ - ۴۶۵ - ۴۶۶ - ۴۶۷ - ۴۶۸ - ۴۶۹ - ۴۷۰ - ۴۷۱ - ۴۷۲ - ۴۷۳ - ۴۷۴ - ۴۷۵ - ۴۷۶ - ۴۷۷ - ۴۷۸ - ۴۷۹ - ۴۸۰ - ۴۸۱ - ۴۸۲ - ۴۸۳ - ۴۸۴ - ۴۸۵ - ۴۸۶ - ۴۸۷ - ۴۸۸ - ۴۸۹ - ۴۹۰ - ۴۹۱ - ۴۹۲ - ۴۹۳ - ۴۹۴ - ۴۹۵ - ۴۹۶ - ۴۹۷ - ۴۹۸ - ۴۹۹ - ۵۰۰ - ۵۰۱ - ۵۰۲ - ۵۰۳ - ۵۰۴ - ۵۰۵ - ۵۰۶ - ۵۰۷ - ۵۰۸ - ۵۰۹ - ۵۱۰ - ۵۱۱ - ۵۱۲ - ۵۱۳ - ۵۱۴ - ۵۱۵ - ۵۱۶ - ۵۱۷ - ۵۱۸ - ۵۱۹ - ۵۲۰ - ۵۲۱ - ۵۲۲ - ۵۲۳ - ۵۲۴ - ۵۲۵ - ۵۲۶ - ۵۲۷ - ۵۲۸ - ۵۲۹ - ۵۳۰ - ۵۳۱ - ۵۳۲ - ۵۳۳ - ۵۳۴ - ۵۳۵ - ۵۳۶ - ۵۳۷ - ۵۳۸ - ۵۳۹ - ۵۴۰ - ۵۴۱ - ۵۴۲ - ۵۴۳ - ۵۴۴ - ۵۴۵ - ۵۴۶ - ۵۴۷ - ۵۴۸ - ۵۴۹ - ۵۵۰ - ۵۵۱ - ۵۵۲ - ۵۵۳ - ۵۵۴ - ۵۵۵ - ۵۵۶ - ۵۵۷ - ۵۵۸ - ۵۵۹ - ۵۶۰ - ۵۶۱ - ۵۶۲ - ۵۶۳ - ۵۶۴ - ۵۶۵ - ۵۶۶ - ۵۶۷ - ۵۶۸ - ۵۶۹ - ۵۷۰ - ۵۷۱ - ۵۷۲ - ۵۷۳ - ۵۷۴ - ۵۷۵ - ۵۷۶ - ۵۷۷ - ۵۷۸ - ۵۷۹ - ۵۸۰ - ۵۸۱ - ۵۸۲ - ۵۸۳ - ۵۸۴ - ۵۸۵ - ۵۸۶ - ۵۸۷ - ۵۸۸ - ۵۸۹ - ۵۹۰ - ۵۹۱ - ۵۹۲ - ۵۹۳ - ۵۹۴ - ۵۹۵ - ۵۹۶ - ۵۹۷ - ۵۹۸ - ۵۹۹ - ۶۰۰ - ۶۰۱ - ۶۰۲ - ۶۰۳ - ۶۰۴ - ۶۰۵ - ۶۰۶ - ۶۰۷ - ۶۰۸ - ۶۰۹ - ۶۱۰ - ۶۱۱ - ۶۱۲ - ۶۱۳ - ۶۱۴ - ۶۱۵ - ۶۱۶ - ۶۱۷ - ۶۱۸ - ۶۱۹ - ۶۲۰ - ۶۲۱ - ۶۲۲ - ۶۲۳ - ۶۲۴ - ۶۲۵ - ۶۲۶ - ۶۲۷ - ۶۲۸ - ۶۲۹ - ۶۳۰ - ۶۳۱ - ۶۳۲ - ۶۳۳ - ۶۳۴ - ۶۳۵ - ۶۳۶ - ۶۳۷ - ۶۳۸ - ۶۳۹ - ۶۴۰ - ۶۴۱ - ۶۴۲ - ۶۴۳ - ۶۴۴ - ۶۴۵ - ۶۴۶ - ۶۴۷ - ۶۴۸ - ۶۴۹ - ۶۵۰ - ۶۵۱ - ۶۵۲ - ۶۵۳ - ۶۵۴ - ۶۵۵ - ۶۵۶ - ۶۵۷ - ۶۵۸ - ۶۵۹ - ۶۶۰ - ۶۶۱ - ۶۶۲ - ۶۶۳ - ۶۶۴ - ۶۶۵ - ۶۶۶ - ۶۶۷ - ۶۶۸ - ۶۶۹ - ۶۷۰ - ۶۷۱ - ۶۷۲ - ۶۷۳ - ۶۷۴ - ۶۷۵ - ۶۷۶ - ۶۷۷ - ۶۷۸ - ۶۷۹ - ۶۸۰ - ۶۸۱ - ۶۸۲ - ۶۸۳ - ۶۸۴ - ۶۸۵ - ۶۸۶ - ۶۸۷ - ۶۸۸ - ۶۸۹ - ۶۹۰ - ۶۹۱ - ۶۹۲ - ۶۹۳ - ۶۹۴ - ۶۹۵ - ۶۹۶ - ۶۹۷ - ۶۹۸ - ۶۹۹ - ۷۰۰ - ۷۰۱ - ۷۰۲ - ۷۰۳ - ۷۰۴ - ۷۰۵ - ۷۰۶ - ۷۰۷ - ۷۰۸ - ۷۰۹ - ۷۱۰ - ۷۱۱ - ۷۱۲ - ۷۱۳ - ۷۱۴ - ۷۱۵ - ۷۱۶ - ۷۱۷ - ۷۱۸ - ۷۱۹ - ۷۲۰ - ۷۲۱ - ۷۲۲ - ۷۲۳ - ۷۲۴ - ۷۲۵ - ۷۲۶ - ۷۲۷ - ۷۲۸ - ۷۲۹ - ۷۳۰ - ۷۳۱ - ۷۳۲ - ۷۳۳ - ۷۳۴ - ۷۳۵ - ۷۳۶ - ۷۳۷ - ۷۳۸ - ۷۳۹ - ۷۴۰ - ۷۴۱ - ۷۴۲ - ۷۴۳ - ۷۴۴ - ۷۴۵ - ۷۴۶ - ۷۴۷ - ۷۴۸ - ۷۴۹ - ۷۵۰ - ۷۵۱ - ۷۵۲ - ۷۵۳ - ۷۵۴ - ۷۵۵ - ۷۵۶ - ۷۵۷ - ۷۵۸ - ۷۵۹ - ۷۶۰ - ۷۶۱ - ۷۶۲ - ۷۶۳ - ۷۶۴ - ۷۶۵ - ۷۶۶ - ۷۶۷ - ۷۶۸ - ۷۶۹ - ۷۷۰ - ۷۷۱ - ۷۷۲ - ۷۷۳ - ۷۷۴ - ۷۷۵ - ۷۷۶ - ۷۷۷ - ۷۷۸ - ۷۷۹ - ۷۸۰ - ۷۸۱ - ۷۸۲ - ۷۸۳ - ۷۸۴ - ۷۸۵ - ۷۸۶ - ۷۸۷ - ۷۸۸ - ۷۸۹ - ۷۹۰ - ۷۹۱ - ۷۹۲ - ۷۹۳ - ۷۹۴ - ۷۹۵ - ۷۹۶ - ۷۹۷ - ۷۹۸ - ۷۹۹ - ۸۰۰ - ۸۰۱ - ۸۰۲ - ۸۰۳ - ۸۰۴ - ۸۰۵ - ۸۰۶ - ۸۰۷ - ۸۰۸ - ۸۰۹ - ۸۱۰ - ۸۱۱ - ۸۱۲ - ۸۱۳ - ۸۱۴ - ۸۱۵ - ۸۱۶ - ۸۱۷ - ۸۱۸ - ۸۱۹ - ۸۲۰ - ۸۲۱ - ۸۲۲ - ۸۲۳ - ۸۲۴ - ۸۲۵ - ۸۲۶ - ۸۲۷ - ۸۲۸ - ۸۲۹ - ۸۳۰ - ۸۳۱ - ۸۳۲ - ۸۳۳ - ۸۳۴ - ۸۳۵ - ۸۳۶ - ۸۳۷ - ۸۳۸ - ۸۳۹ - ۸۴۰ - ۸۴۱ - ۸۴۲ - ۸۴۳ - ۸۴۴ - ۸۴۵ - ۸۴۶ - ۸۴۷ - ۸۴۸ - ۸۴۹ - ۸۵۰ - ۸۵۱ - ۸۵۲ - ۸۵۳ - ۸۵۴ - ۸۵۵ - ۸۵۶ - ۸۵۷ - ۸۵۸ - ۸۵۹ - ۸۶۰ - ۸۶۱ - ۸۶۲ - ۸۶۳ - ۸۶۴ - ۸۶۵ - ۸۶۶ - ۸۶۷ - ۸۶۸ - ۸۶۹ - ۸۷۰ - ۸۷۱ - ۸۷۲ - ۸۷۳ - ۸۷۴ - ۸۷۵ - ۸۷۶ - ۸۷۷ - ۸۷۸ - ۸۷۹ - ۸۸۰ - ۸۸۱ - ۸۸۲ - ۸۸۳ - ۸۸۴ - ۸۸۵ - ۸۸۶ - ۸۸۷ - ۸۸۸ - ۸۸۹ - ۸۹۰ - ۸۹۱ - ۸۹۲ - ۸۹۳ - ۸۹۴ - ۸۹۵ - ۸۹۶ - ۸۹۷ - ۸۹۸ - ۸۹۹ - ۹۰۰ - ۹۰۱ - ۹۰۲ - ۹۰۳ - ۹۰۴ - ۹۰۵ - ۹۰۶ - ۹۰۷ - ۹۰۸ - ۹۰۹ - ۹۱۰ - ۹۱۱ - ۹۱۲ - ۹۱۳ - ۹۱۴ - ۹۱۵ - ۹۱۶ - ۹۱۷ - ۹۱۸ - ۹۱۹ - ۹۲۰ - ۹۲۱ - ۹۲۲ - ۹۲۳ - ۹۲۴ - ۹۲۵ - ۹۲۶ - ۹۲۷ - ۹۲۸ - ۹۲۹ - ۹۳۰ - ۹۳۱ - ۹۳۲ - ۹۳۳ - ۹۳۴ - ۹۳۵ - ۹۳۶ - ۹۳۷ - ۹۳۸ - ۹۳۹ - ۹۴۰ - ۹۴۱ - ۹۴۲ - ۹۴۳ - ۹۴۴ - ۹۴۵ - ۹۴۶ - ۹۴۷ - ۹۴۸ - ۹۴۹ - ۹۵۰ - ۹۵۱ - ۹۵۲ - ۹۵۳ - ۹۵۴ - ۹۵۵ - ۹۵۶ - ۹۵۷ - ۹۵۸ - ۹۵۹ - ۹۶۰ - ۹۶۱ - ۹۶۲ - ۹۶۳ - ۹۶۴ - ۹۶۵ - ۹۶۶ - ۹۶۷ - ۹۶۸ - ۹۶۹ - ۹۷۰ - ۹۷۱ - ۹۷۲ - ۹۷۳ - ۹۷۴ - ۹۷۵ - ۹۷۶ - ۹۷۷ - ۹۷۸ - ۹۷۹ - ۹۸۰ - ۹۸۱ - ۹۸۲ - ۹۸۳ - ۹۸۴ - ۹۸۵ - ۹۸۶ - ۹۸۷ - ۹۸۸ - ۹۸۹ - ۹۹۰ - ۹۹۱ - ۹۹۲ - ۹۹۳ - ۹۹۴ - ۹۹۵ - ۹۹۶ - ۹۹۷ - ۹۹۸ - ۹۹۹ - ۱۰۰۰

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہا ہے: حیوان اور گدھے سب پرست  
 بت پرست۔ بتوں کا دل و جان سے تعریف کرنے والا۔ کامت و فحارق میں ابلیس  
 کے کم۔ مسلمانوں کی عورتوں اور بیٹیوں کا پردہ محبت بھارتیہ والا۔ لائق نفرت۔ سخت  
 شہوت پرست جسکی فضیلت و ملکیت کثرت زنا و مباشرت زنا شوہر دار پر منحصر ہے۔  
 جو روکیا نہ چاہے والا۔ دھام۔ بھگوار۔ بھگوار ہانسنے ناکارہ اور وہ۔ زشت۔ بدشرشت  
 سیستی والا۔ زین پرست۔ وقوت۔ زنا شوہر دار بلا طلعہ بہتر ہو نیوالا۔ شرافت و ہیبت  
 متبرک کینک زادہ۔ لادو حیوان۔ گھوڑا۔ اونٹ۔ پیشمار و خزانہ نیوالا۔ غبی۔ زنا کاروں کو عیب  
 پوشی کے لئے قریب سکھایا نیوالا۔ بدعہد۔ جہد شکن۔ معلم مذکور۔ تذویر و مکر نیوالا۔ تلون  
 ابد۔ سوگند شکن۔ شہوت۔ زان۔ لغزبان۔ زنا مرید کر نیوالا۔ بے دین۔ بد آئین۔ محمدیہ  
 یک شہوت پرست۔ زہم بیاہوی نمودار۔ بدیہ گزرنے پر سب فریجے۔ بلا کایں و شکر  
 دل بہیتے۔ اجنبی عورتوں سے ناگفتنی باتیں کرنے والا۔ شریر۔ دھوکہ کو معلم المکر۔  
 ذلیل و فحار جس کا مرنا خس کم جہاں پاک کا مصداق۔ بزدل۔ نامرد۔ پلید۔ مخالفوں  
 کے ہاتھ سے پاؤش کھانے والا۔ بیہ مضامین۔ شرافت محمد سرایہ شرفافت۔ عشق باز  
 بدچلن۔ اُس میں اور کافر میں کیا فرق ہے۔ بی بی عائشہ کے ساتھ ناچنے والا۔ زہم بیاہوی  
 بول و براز کھانے والا۔ موچی۔ سیہ کار۔ بے حد زنا کار۔ عشق باز۔ ابلیس  
 میں اور اُس میں کچھ فرق نہیں۔ سیستی اور شہوت پرستی میں مو۔ نادان۔  
 غلط بیان۔ غر بگل۔ چرندہ۔ ابلیس پر تبلیس اور پیغمبر نفس میں کیا فرق ہے۔

دیگیا نبیاء اسلام علیہم السلام کی نسبت۔ پیغمبر گنہگار تھے۔ موسیٰ و عیسیٰ  
 سب خطا کار ہیں۔ یوسف نے زلیخا کو برہنہ کیا۔ وہ شہوت و زانی تھا۔ اُس نے اپنی  
 مالکہ کی فروغ میں دخل کیا۔ تمام پیغمبر گناہوں سے زیادہ مرتبہ نہیں دیکھتے وہ شریفیت  
 نہیں خواہ وہ ذلیل تھے۔ وہ عورتوں کے تنگ ناموں کے پردہ کو بھانسنے والے خود بھی

و ناحق قتل کرنے والے حضرت ابراہیم مکار و کتاب - امیا الحق و مشرک - اودیس  
مکارانہ چال چلا - اودیس مکار فرسی - اودیس اور ابلیس میں کچھ فرق نہیں ابلیس اس کے  
افضل - مسلمانوں کے پیغمبروں کو میلہ کتاب پر ترجیح نہیں - دختر فروش -

ازواج مطہرہ آنحضرت کی نسبت - زنان پیغمبر ..... بانادی  
عورتوں سے ذیل - بلکہ بانادی عورتیں اُن سے بہتر - مرکب حرکات ناکارہ -  
عائشہ نے طلحہ سے زنا کیا - عائشہ بے حیا - خیرہ را -

صحابہ آنحضرت کی نسبت - خلیفہ دوم - منی خود - افلام کرانے والا - صحابہ  
رسول کے ازواج رسول کو نظر بد سے دیکھنے والے - کینز و دیوث - علی غدار -  
بڑا مکار ..... صحابہ رسول تبلیس ابلیس میں تندرہ - قتل  
بندگان خدا میں مصروف -

آنحضرت صلعم کے زمانہ کی دوسری مستورات مومنات کی نسبت - مسلمانوں  
کی عورتیں اور بیٹیاں بانادی اُبرت سنے کف ناکاری کوئی تھیں - مدینہ کی رکبان  
نگ و ناموس ترک کرنے والیں - بعض مومنات خرچے لے کر سو سو آدمیوں  
سے روزمرہ ذنا کرتی تھیں -

اٹھارہ ربیعہ کی نسبت - ابوحنیفہ نے ماں سے جملہ ذنا کر جائز کیا - وہ ماں  
بہن بیٹی سے زنا کو بُرا نہیں سمجھتا - معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے ماں سے زنا کیا  
اور داد دیوثی کی دی - اُس کے نزدیک لواطت بُری نہیں - جب امام کو افلام  
کے لئے ڈکانہ کا جوہر سے لواطت کی - امام مالک مرکب لواطت ہوا امام  
شافعی کے نزدیک بھی جائز ہے - ابوحنیفہ مدد دیوث و بے حیا .....  
.....

دیگر بزرگان دین کی نسبت - مولف تفسیر عزیزی بے تمیز - مسلمانوں کے

اولیاقاتل و خونریز۔ علماء اسلام گروہ زندیقان۔ مسلمانوں کے ولی جنہوں۔ ان کے دل میں طہرین بیٹی سے شہوت رانی کا خیال رہتا تھا۔ بزرگ مسلمان ناپاک زنا کار۔  
عام مسلمانوں کی نسبت۔

مسلمان بوقت ضرورت ماں۔ بہن۔ بھوپھی۔ خالہ۔ بیٹی سے ولی کر سکتا ہے۔  
کوئی مسلمان کسی قدیم سے اولاد حاصل کر لے جائے ہے۔ مسلمان تمام محرمات سے ولی کر سکتا ہے۔ ان کے نزدیک زنا لائق پاداش نہیں۔ ان کا سلوک ماں بہنوں سے حیوانوں کی طرح۔ مسلمان حرام زادے۔ ان کی ڈکیوں سے ہزار زنا جو تو بھی دو شیرہ۔ ان کی شرافت شرم و آفت۔ ان کے ماں باپ ہمیشہ زنا میں مصروف۔ ہر ایک مردار فجاہاں۔ اولیٰ طبع پر بد بھدی کرنے والے کینچی اور مسلمان منکوحہ عورت برابر ہے۔ مسلمان بے حیا۔ بے شرم۔ دختر فروش امت محمدات لوط۔ صریح و دروغ گوئی میں عیب نہ جانتے والے۔ مسلمان منی خود۔ غالب اہل اسلام ناپاک و خبیث۔ ان کا منہ ناپاک۔ ان کے اصول گندے۔  
مسلمان غلغلہ دندے۔ کتوں اور گیدڑوں سے بدتر۔

### فرشتوں کی نسبت۔

اسلامی فرشتے بدست۔ بت پرست۔ زنا کار۔ تمسکار۔ جبریل نے مریم سے زنا کیا۔ جبریل نے مریم کے پردہ عصمت کو بھاڑا۔ جبریل ادب و عیاش و ذلیل۔ جبریل پرندہ ایست کہ گاہے امر و مینشود و در فرج زنی (حضرت مریم صدیقہ) سیم تے فخر و ہنے سبز پیر بنے باد بد۔ دلو سے دیا بد۔

متفرق۔ فقہ مسلمانان سخاوت ہے۔ مسلمانوں کا گندہ مذہب امر و لوگوں سے عشق بازی کا حکم دیتا ہے۔ مسلمانوں کی ڈکیاں باخارجی لینے محبت نہیں کر سکتیں۔  
مہر و خنجر ایک ہے۔ تھر مہر ایک برا اور ناقول طریقہ۔ بیت الحرام کی الحقیقت

گشت زشت است و بانیش کذب سرشت وجود حسیال در گو عدم رود  
**قرآن شریف کی نسبت -**

معنیش باشد ضلالت سرسیر۔ از ضلالت می دهد قرآن خبر۔ از ضلالت بار دارد  
 ای شجر۔ بہتر است اورا بریدن از تر۔ ہدیان۔ مجہول عفریت کا آراستہ کردہ  
 کلام۔ محمد کی تراشیدہ باتیں۔ ترہات باطلہ۔ سرخافات۔ تقویم پارینہ۔ قرآن و  
 حدیث میں لواطت۔ زنا۔ قمار بازی۔ شراب خوردی بھنگ نوشی کی تعلیم ہے۔  
 ..... بانی قرآن کذاب حالش مثل مست خراب کہ  
 دوش مطالقت قدم ندارد۔ قرآنی اعمال کو شمر نجات سمجھا اور شیطانی افعال کے  
 ساتھ داخل بہشت ہونا لایہ ہے۔ اقوال بانی قرآن و حدیث پر مثال مقال میلہ کذاب و  
 مست و خراب۔ قرآن بافتہ نادانی زولیدہ بیانے سخت ہدیانے۔ کج  
 نبانے سرچہ دانے۔ غباوت نشانے بسست قبیانے۔ قرآن کی نقلوں میں  
 عقل کو دخل نہیں۔ وہ یک قلم باطل۔ اُس کا لسنے والا صدق و صفا کو ماعطل۔  
 برسیا پر مغر قرآن فوارہ ہول سے نند۔

۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-

۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-

**ستیا رتھ پرکاش مصنف پنڈت دیانند ۱۸۷۵ء**

انھذا از ترجمہ ستیا رتھ پرکاش مطبع کشن چند کینی لاہور

اللہ تعالیٰ کی نسبت۔ بے رحم۔ شیطان سے بھی ڈرہ کہ شیطنت کرنے والا۔  
 ۶۸۳۔ عقلمندوں میں غلطیاں۔ ۶۸۵۔ فرشتوں کو دھوکہ دے کہ کڑائی کرنے والا انسٹی ریالہ۔ لاف  
 زن۔ ہمدون نہیں بے قدرت۔ جب ایک کافر شیطان نے خدا کے چھکے جھوٹا دیئے تو  
 کہوڑوں کافروں کے آگے اُس کی پیش کیا جانے لگی ۶۸۶۔ کم علم کم بہت۔ ۶۸۷۔ فریبی جھوٹا۔  
 ۶۹۹۔ دوا لہ۔ ۷۰۰۔ بھان متی کا تماشا کرنے والا جس کو مغلز دور سے سلام کریں گے۔ ۷۰۱۔



حور قدس کا شائق - ۷۰۲ - طرف دار - ۷۰۳ - بے انصاف - ۷۱۰ - مسلمانوں کا خدا ہی شیطان کا کام کرتا ہے - ۷۰۴ - حیات و تعصب سے بچو - ۷۱۲ - شیطان تو سب کا بہکانے والا ہے۔ مگر خدا شیطان کو بہکانے والا ہے۔ گویا شیطان کا بھی شیطان خدا ہے۔ خدا میں پاکیزگی نہیں۔ سب برائیوں کا مخزن و معاون۔ کم علم بے انصاف۔ کیا تمہارا خدا بہرہ جو بیکار نے کو سنتا ہے۔ ۷۰۹ - پھر خدا اور شیطان میں کیا فرق ہوا۔ ہاں اتنا فرق کہا جاسکتا ہے کہ خدا پڑا شیطان اور عزرائیل چھوٹا شیطان ہے۔..... پس اس اصول سے خدا ہی شیطان ثابت ہو گیا۔ ۷۱۳ - مکاروں کی طرح خوف دلانے والا۔ بے علم - ۷۲۳ - اس میں اور شیطان میں کوئی فرق نہیں..... خدا کو کیوں دوزخ نہ ملنا چاہیے۔ ۷۲۴ - جب شیطان کا گمراہ کرنے والا ہی خدا ہے تو وہ خود شیطان کا بڑا بھائی ہے۔ خدا معادن شیطان ہے - ۷۱۶ - اندھا دھند ٹٹنے والا۔ انصاف رحم اور نیک اوصاف سے مبرا۔ ۷۲۷ - خدا ہی شیطان کا سرکار۔ اور سارے گناہوں کا موجب۔ ۷۳۶ - اپنے من میں مٹھو۔ قرآنی خدا نے اندھ جلال کا تماشا دکھا کر کجلی لوگوں کو اپنے بس میں کر لیا۔ ۷۴۶ - اگر اس قسم کے پیغمبروں (یعنی لوط جسٹس الفاظ ستیارتہ پر کاش پیٹروں سے جہار کیا) کو خدا نجات دے گا تو وہ خدا ہی اپنے پیغمبر کی ہی مانند ہو گا۔ (یعنی لوط کی طرح جسٹس نے بزم پندت دیا نہ پیٹروں سے نہ ناکیا)۔ ۷۴۸ - شیطان کا بہکانے والا شیطان کا شیطان۔ باغی شیطان کو گھلا چھوڑ دینے کے باعث اور حرم کرنے والا اور شیطان کا ساتھی۔ ۷۵۷ - خدا محمد صاحب کسے نے بیویاں لانے والا حجام تھا۔ ۷۵۶ - محمد صاحب کے گھر کا اندھوں اور بیرونی انتظام کرنے والا خدمتگار۔

**آنحضرت صلعم کی نسبت - ۷۰۳ - مطلب برائی کے لئے قرآن بندنے والا -**  
**نیت کا صاف نہیں - ۷۰۸ - اپنی مطلب برائی اور دوسروں کا کام بگاڑنے میں کامل ہستاد - ۷۱۶ -**  
 کیا رحل اور خدا کے نام پر دنیا کو لوٹنا لوٹیروں کا کام نہیں۔ کیا خدا ہی ڈاکو ہے اور لوٹیروں (صحابہ آنحضرت صلعم کے معادن پیغمبر جہان میں فساد ڈالنے والا امن عامہ کا خدانداز - ۷۱۹ - یہ خدا کے نام پر

مرد و زن کو مطلب کے لئے پہنچ دیتا ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو کوئی غیر صاحب کے جہاں میں نہ چھنتا..... حضرت محمد صاحب! آپ نے بھی تو کوکھنی گوسائیوں کی ہوسری کی جہاں پہنچا دیا۔  
 کا مال اٹا کر ان کو ہاک کر دیتے ہیں۔ ۷۴۲۔ ان دونوں (اللہ تعالیٰ و آنحضرت معلوم) میں سے ایک خدا اور دوسرا شیطان جو جاوے گا اور ایک کا شریک دوسرا جو جاوے گا۔ وہ قرآن خدا اور پیغمبر (یعنی اپنی مطلب برائی کے لئے کیا کیا نہیں کیا۔.....) کی کوکھنی بھی اپنے پیروں کے پر پر کرتا ہے اور کیسا غضب ہے کہ نبی کی شہوت رانی میں کسی طرح کی رکاوٹ نہیں ہوتی۔  
 ..... جب بیٹے کی جو پر بھی ہاتھ صاف کر لے سے پیغمبر نہ رک سکے تو اوروں سے کیونکو بچے ہوں گے۔ ۷۴۳۔ تعجب ہے کہ جو لوٹ جہاں ڈاکہ لاریں وہ خدا پیغمبر اور ایمان لاندہ کھلا دیں۔ ۷۴۴۔ جیسے خدر چھانے والے خدا اور نبی بے رحم ہیں ویسا دنیا میں اور کم ہی ہوگا۔  
 ۷۴۵۔ کیا جس کی بہت بیویاں ہوں وہ خدا پرست یا پیغمبر جو سکتا ہے جو ایک کی قدر کر کے دوسری کی بے قدری کرے وہ دوسری ہے یا نہیں..... جو بہت سی بیویوں کے باوجود لونڈی سے ناجائز تعلق پیدا کرے۔ اس کے نزدیک حیا، عزت کا پاس اور دھرم کیونکو ہٹ سکتا ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے نانی آدمیوں کو نہ حیا ہوتی ہے اور نہ خوف ان سے قہر نکلتا ہے کہ قرآن کا نام اللہ تو کہا کسی عالم نیکو کار کی بھی تصنیف نہیں۔

متفرق۔ ۷۸۴۔ مسلمانوں کا بہشت گوکھنی گوسائیوں کے گیولک اور مندر کی طرح ہے۔ ۷۹۴۔ مسلمان بت پرست ہیں اگر بت شکن ہیں تو انہوں نے بڑے بت یعنی مسجد کعبہ کو کیوں نہ تھرا..... محمد صاحب نے چھوٹے چھوٹے بتوں کو مسلمانوں کے گھر سے نکالا لیکن یہاں کی مانند کئے کا بڑا بت ان کے مذہب میں داخل کر دیا۔ ۷۹۵۔ اسی تعلیم خدا یا کس رسول کی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ خود غرض اور جاہل کی ہو سکتی۔ ۸۱۱۔ بہشت کیا ہے رندی خانہ۔ ۷۹۳۔ جہاں اسلام نے فروغ پایا وہ وحشی اور مجرمل آدمی تھے۔ اس لئے ان میں یہ خلاف علم و عقل مذہب پیدا ہوا۔ ۷۹۶۔ مذہب اسلام لچر، غیر مدلل خلاف عقل، خلاف دھرم۔

**قرآن شریف کی نسبت**۔ جب بسم اللہ الرحمن الرحیم کلامِ مبہم ہے تو کیا چھدی  
 دنیاکاری جھوٹ اور گنہوں کا آغاز خدا کے نام پر کیا جاوے! ۶۸۸۔ یہ سب باتیں (یعنی  
 قرآن کی باتیں) طفلانہ ہیں..... سچی نہیں۔ ۶۹۵۔ محمد نے یہ بات (آیت قرآن شریف)  
 اپنے مطلب کے لئے گھڑی تھی۔ ۷۰۷۔ ایسی تعلیم (تعلیم قرآن) کو سنے میں پڑے۔ قرآن  
 جیسی کتاب محمد صاحب جیسے رسول قرآنی اللہ جیسے خدا اور اسلام جیسے مذہب سے  
 دنیا کو سراسر نقصان ہے ان کا نہ ہونا ہی اچھا ہے۔ اس قسم کے یہود مذہب کے گمراہ کش ہو  
 کہ انہوں کو وید کے احکام ماننا چاہیے۔ ۷۰۹۔ اس کا مصنف ایک نہیں بلکہ بہت  
 سے آدمی ہیں۔ ۷۱۲۔ قرآن میں کہیں اوسنے کہیں دھیمے پکارنے کا حکم ہے۔ ایک دوسرے  
 کی مستفاد باتیں۔ سوداگوں کی بکواس کی مانند ہوتی ہیں۔ ۷۱۵۔ یہ کلام اللہ نہیں کسی ملکار کا  
 کام ہے۔ ورنہ اس میں اس قسم کی وہامیات باتیں کیوں ہیں۔ ۷۲۰۔ اس کی آیتیں محسن کشی  
 کی تعلیم دینے والیں اس کا مصنف علومِ طبع سے ناواقف۔ ۷۲۹۔ اس میں نفو اور جاپانہ باتیں  
 ہیں اس کے پیرو سب علم ہیں۔ ۷۳۱۔ ایسی فحش باتیں کلام اللہ میں تو کجا کسی شائستہ انسان کی تصنیف  
 میں بھی نہیں۔ ۷۳۲۔ قرآن کلام اللہ تو کجا کسی سمجھدار آدمی کی بھی تصنیف نہیں۔ ۷۵۳۔ اسی تعلیم  
 (تعلیم قرآن شریف) نے مسلمانوں کو غدر مچانے والا سب کو ایذا پہنچانے والا خود غرضی بے رحم  
 بنادیا۔ ۷۵۷۔ قرآن کلام اللہ کلام اللہ تو کجا بلکہ کسی عالم نیکو کار کا بھی کلام نہیں۔ ۷۶۱۔ خلاف  
 وضع فطرت گناہِ عظیم کی بنیاد (قرآنی تعلیم) ہے۔

## نسخہ خط احمدیہ مصنفہ لیکچر امپشادری مطبوعہ ۱۸۸۸ء

(اس شخص کے اصلی دل آزار فردوں کو چھوڑ کر یہاں نہایت اختصار کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ  
 اس شخص ہمارے خدا ہمارے سید و مولیٰ اصلی اللہ علیہ وسلم ہمارے اسلام اور ہماری کتاب کی نسبت  
 کیسے کیسے دلخوش الفاظ استعمال کئے ہیں۔)

اللہ تعالیٰ کی نسبت - محتاج - فریب - کمینہ - جیلہ کرنے والا - دھوکہ باز - دھوکہ میں  
 چھپانے والا - سرگردان - ۶۸ - مشورتناں میں مولا نے ملکہ عجیب خود - کہ از ابلیس باقرا بیا بد  
 فریب خود - ۶۹ - فرضی خدا قرآن وہی عرش کے بالائے پر نیالی کچہری کہنے والا - ۶۹ - مذلیلہ تسخر  
 کرنے والا - ۱۰۱ - گھر کی عقل یادداشت اور گیان سے تعالیٰ مغلوب نیان و سہو - بے علمی کا حق  
 ۱۱۶ - گم گمیں اللہ راست و این مخلوق - بہر یادداشت بایدش صندوق - تقریری حساب سے محض  
 امی بے انتظام پہلے درجہ کا غافل - غفلت کی عیند سونے والا - ۱۱۷ - ۱۱۸ - رشیاطین کا  
 بجائی بند - ۱۳۱ - اس کے اندر سے ریچھ سور مرغ تیر نکلتے ہیں - ۱۴۳ - خدا شیطان اول  
 شیطان خدا ہے - گمراہ کرنے والا - ۲۵۵ -

ہمارے سید و مولیٰ الصلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت - لوٹ مار کرنے میں  
 سر آمد عرب حقیق عورتوں سے منزلوں دور - ۳۷ - جس کا دل نفسانی خواہشوں سے بھرا ہوا ہوا ہوس  
 کا مغلوب - قسم توڑنے والا - نفسانی خواہشوں کو عمل میں لانے کیلئے اور اپنے عیب پر پردہ  
 ڈالنے کے لئے خدا کے احکام بنانے والا بے گانی عورتوں پر عاشق ہو جانے والا - جھوٹے  
 الہام کا دعویدار - ۴۱ - ۴۲ - بد اخلاق - ضد و فریب سے تعلیمات کو خراب کرنے والا - قتل انگیز  
 دینی حرمت والا - سب آؤر - مصعب کا کزور - وسوسہ - ۵۵ - مکر کرنے والا - عیار - جوش تعصب  
 ملک گیری اور شہوت نفسانی کے بڑھانے کے لئے جس شخص کو دھوکا دیا - عورتوں کا بڑا عاشق شہوت  
 پرست - وکٹ لینے خاسد بدکار - ہوا پاکر سیالا - دغا باز - دغا بازی کی پھیلاٹ کے ہنرمیں  
 لائق - فرار کرنے والا - دھوکا دہ - ۴۶ - ۴۷ - بنی نوع انسان کا بدترین دشمن - ۴۸ - رحمت للعالمین  
 نہیں بلکہ رحمت للعالمین ہے - میلہ کذاب اُسکس بہتر ہے - ۶۲ - ۶۳ - فریب باز - لوٹ کا مال  
 لینے کیلئے زکوٰۃ کا جھوٹا بہانہ بنایا والا - مکر و فریب کرنے والا - علم دغا بازی - ۶۵ - ۶۶ - ۶۷ -

متفرق - موسیٰ نے شیطان سے توحید حاصل کی - ۳۱۸ - مسلمانوں کا بجا محمد آدم غفل سے  
 چاہ جہالت میں گرنے والا - دانائی سے غافل بننے والا - ۲۷۹ - اسلام نوریزی کو شوق

دلانے والا ساس کی ابتدا و منتہا شہوت پرستی۔ ۴۲۔ معراج کا قصہ جھوٹا۔ لغو محرم کی بات ۶۶۔ (مجموعہ)  
چونکہ ایرانی نجوم میں زہرہ کہتے ہیں اس لئے روز جمعہ کو ایک بدکار طوائف کہا ہے اور مسلمانوں کا  
تعظیم جمعہ کرنا گویا اس بدکار طوائف کیلئے وحشیانہ جوش جنبا ئی ہے۔ (۱۷۵۔)

**قرآن شریف و احادیث کی نسبت**۔ اس کی بنا خاص ہے۔ ۲۹۔ قرآن  
علم و حکمت عام عقل کے برخلاف علمی نتائج میں بدی پیدا کر نیوالا۔ ۴۲۔ ناسزا دار تعظیم۔ اس کی  
تعلیمات نہایت معیوب اکثر غلط۔ اس کے پڑھتے ہی سخت مزاج اور نفسانی ہو جانا۔ ۴۳۔  
قرآنی بہشت کی تعلیم عیاشوں اور بدکرداروں کو خوش کرنا ہے۔ ۴۴۔ اس کی تعلیم زشت۔ ۴۵۔  
اس کی تعلیم تاریک گمراہی پھیلانے والی۔ لوگوں کو کینہ و راو دے رحم بنانے والی حرص کینہ شہوت  
کو جائز رکھنے والی۔ ۴۶۔ ۵۰۔ قرآن احتیاق حق سے سراپا شرمناک ہے۔ ۷۱۔ قرآن کے  
خاتمہ بالخیر ہونے سے ملک ایشیا اس ہیضہ سے نجات پاتا۔ ۷۳۔ قرآنی جنت۔ نفسانی  
اور جسمانی بلکہ مشرکہ حیوانی عقل کے خلاف۔ دور از انصاف۔ بعید از قیاس روحانیت  
کی ستیاس کرنے والی۔ شیطان کی ماوا ملجا۔ ۳۱۶۔

**تکذیب براہین احادیث مصنفہ پندت لیکھ مرآۃ مسافر مطبوعہ شہزاد مرستار**  
۱۸۹۰ء  
اللہ تعالیٰ کی نسبت۔ صفحہ ۲۶۔ بے علم۔ ناہم۔ دھوکہ باز۔ فریبی۔ حیلہ پرداز۔ دغا  
کھیلنے والا۔ بوقوت۔ ۳۷۔ کبیرہ کرن کی نیند سے بیدار نہ ہونے والا۔ قرآنی خدا عالم غیب نہیں  
وہ محمد شاہ رنگیلے کی طرح یا واجد علی شاہ کی طرح زچہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ علم مباحثہ سے  
ناواقف زود درجہ تعصب والا ہے۔ ۲۸۔ اس کے شیطان زور آور ہے۔ ۳۹۔ وہ ایک  
ایسا شخص ہے جو محروم فریب سے یا اتفاق وقت سے سلطنت کو پہنچ گیا مگر علم و عقل  
سے عاری۔ ناواقفوں سادہ لوحوں یا لپٹے جیسے پراس کی حکومت۔ بہادری کا اس میں نشان نہیں  
... خدائی کرنے کا گیان نہیں..... دانا نہیں..... معاملات ملکی کا تجربہ کار نہیں۔ ۴۲۔ جن فرشتوں

نے خدا کا ڈول اٹھایا ہوا ہے..... وہ اگر کاندھے سر کا دیں..... تو بتلائیے..... خدا نے  
 محمدیاں کسی غار میں گرا پاویں..... اور اگر گر کر مر جائے تو پھر مولا کون کہلائے۔ ۴۷- وہ  
 شیطان سے مقابلہ کرنے میں ترساں ہے۔ ۵۶- ۵۷- جلاد۔ شتمگار۔ ذابح الجناد۔ ۲۲۲-  
 ظالم جبار۔ غافل۔ خود غرض۔ بد فعلی اور پلیدی کا رہنما۔ بد چلنی اور فعل شنیع کا خدا۔ ۲۳۳-  
 رشوت لینے والا۔ آدمی کی شکل والا۔ بالا خانہ پر بیٹھنے والا۔ فریب کھیلنے والا۔ شیطان کی  
 ڈیرہ والا۔ ۲۴۰- موسیٰ والی آگ گویا گنی دیوتا کی پرستش ہے۔ ۲۵۴- خدا بڑا ہی کا وسیع  
 یا بڑا کھینتا ہوگا جو بخت طاق کی قسم کھاتا ہو۔ ۲۵۶- اس کے قول فعل قابل اعتماد نہیں۔

**انحضرت صلعم کی نسبت۔** حاشیہ صفحہ ۷۵- اہل مکہ سے صلح کے بعد کسی  
 سبب سے جو طبیعت آزادہ ہو گئی تو جھٹ وہ آیت منسوخ کر دی کہ وہ خدا کا  
 کلام نہیں شیطان کا کلام ہے۔ شیطان نے میرے منہ میں ڈال دیا تھا۔ ۱۳۵- قتل  
 کرانے والا۔ بت پرست۔ علمی کتابیں جھلانے والا۔ بے نکاحی عورتوں سے جماع کرنے  
 والا۔ ۱- اپنے الزام خدا کے ذمے لگانے والا۔ ۱۳۱- علی نامی پہلوان کو رازدار بنانے  
 کے لئے اپنی بیٹی نکاح کر دی۔ اور دو لڑکیاں عثمان کے حوالے کر کے دوسرا رازدار  
 بنایا۔ ذو النورین کا خطاب دے کر ڈبل دامادی کی زنجیر میں پھنسیا۔ اسی طرح عمر والو بکو  
 سے یار نہ بنایا۔ کسی کو کسی طرح کسی کو کسی داؤ سے طایا۔ غرضیکہ پانچ پنجے مل کیجئے کالج۔  
 ہارنیئے جتنے آئے نہ لاج۔ ۱۴۵- قتل عام اور ظلم و جور کرنے والا۔ ۲۴۴- شعبہ باز۔  
 ۲۵۶- قاصر البیان ناواقف انجام۔ ۲۸۰- خدائی حدود کو توڑنے والا۔

**قرآن شریف کی نسبت۔** ۳۵- آدم کا قہقہہ۔ الم غلم ولا نسلم تسخر آمین  
 داستان۔ ۵۸- ایک قمار باز یا چور بھی ایک نفعین پڑھ کر بد ملک کتا ہے۔ ۶۰-  
 آخر آیات سورہ فاتحہ سخت نقصان رساں اور خدا پر بہتان باندھنے والیں۔ قرآن  
 میں شیر شہد شراب..... پستانوں اور رخساروں کے سوار روحانی سرور کا نام ندارد۔

وعدہ و عید کا تعلق و عشق آمیز بیان - ۱۰۸ - اس کی تعلیم خیالی لابی - زہری - خون کی پیاسی - ۱۰۹ - پر از کذب و لاف گم از صداقت -

متفرق - ۵۲ - موسیٰ آتش پرست - ۱۳۵ - سلیمان بت پرست زانی قاتل موسیٰ قتل عام اعد زنا کرانے والا - باکرہ چھو کر یوں سے زنا بالجبر کرانے کا مرتکب - جھوٹا - ۱۳۹ - نشان اسلام قتل عام - اسلام دین بالجبر ویران کنندہ عالم - ۱۳۶ - آدم خدا کا پالتو طوطی - ۱۴۰ - اسلامی بزرگ افترا پرداز - مسودہ باز مشورہ باز - ۲۶۴ - اسلام و دہریت توام -

## کتاب ثبوت تناسخ مصنفہ لکچر ام مطبوعہ مفید عام لاہور ۱۸۹۵ء

۱۴۷ - قرآنی خدا لوگوں سے تمسخر کرتا ہے - جعفر زلی کی طرح یا مادو پیازہ کی طرح ورنہ وہ فی الحقیقت ظالم و مکار ہے - ۱۵۲ - (اسلامی) خدا یا خود غرض ہے یا پاگل یا ظالم - ۱۵۷ - قرآنی خدا رشوت خوار حاکم سے کم نہیں - ویک خدا کے آگے خدا سے محمد یان کی شامت ہے - ۱۶۹ - آپ (ایک مسلمان) جس خاک پر ہر روز بول و براز کرتے ہیں - وہ تمہارے بزرگوں کی خاک ہے - ..... گدہ میں ان کی خاک کو بچھو کیڑے کھاتے ہیں - خلق عالم جوتے پینے ان کے سر پر گزرتی ہے ..... تمہارے بندگوں نے کتوں کے قابلوں میں سلول کیا - ۱۷۱ - غریب بے بصاعت خدا عرش کے بالا خانہ پر پہنوز چٹان نش نگار است کر ملکش پریشان است کی طرح اوسان باختہ بیٹھا ہے گا - چنہ دونوں سے غریب بے بصاعت خدا نقش موبہوم و غفل کی طرح ملا دی بن - اپنے پیٹ سے انٹسٹریاں ٹھل - تماشا دکھلا - خدا بن بیٹھا - گدھا بلا سود کتا خرس پاخانہ خدا کو خود بننا چڑا ..... ایسے مداری تماشا گر پھلپا نقش موبہوم بہر و پیا جگہ غفل کا کیا اعتبار -

# ہماری نسبت

میاں نذیر حسین دہلوی المعروف بشیخ اکل

وہ فتوے جو ہماری تحفیر میں رسالہ اشاعت السنۃ ۵ جلد ۱۳ میں شائع ہوا اس کے راقم اور استفتا کے عجیب یہی شیخ اکل ہیں۔ راقم فتویٰ لینے میاں صاحب اس فتوے میں ذیل کے الفاظ میری نسبت استعمال کرتے ہیں۔

اہل سنت سے خارج۔ اس کا کلی طریق طحیوں باطنیہ وغیرہ اہل ضال کا طریق ہے۔  
اس کے دعوے و اشاعت اکاذیب اور اس ملحدانہ طریق سے اس کو تیس  
دجالوں میں سے جن کی خبر حدیث میں وارد ہے ایک دجال کہہ سکتے ہیں اس  
کے پیرو ہم مشرب ذریات دجال۔ خدا پر افترا باندھنے والا۔ اسکی تاویلات الحاد و  
تحریف کذب و تدلیس سے کام لینے والا۔ دجال۔ بے علم۔ نا فہم۔ اہل بدعت  
و ضلالت۔

۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۵  
۱۵۲  
۱۶۷  
۱۸۰  
۱۸۳  
۱۸۵

جو کچھ ہم نے سوال صاعی کے جواب میں کہا اور قادیانی کے حق میں فتوے دیا وہ صحیح ہے  
..... اب مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسے دجال کذاب سے احتراز کریں۔ اور اسکی وہ دینی  
معاملات نہ کریں۔ جو اہل اسلام میں باہم ہونے چاہئیں۔ نہ اس کی محبت اختیار کریں۔ اور  
نہ اس کو ابتداء سلام کریں اور نہ اس کو دعوت مسنون میں جاویں۔ اور نہ اس کی دعوت قبول  
کریں۔ اور نہ اس کے پیچھے اقتدا کریں۔ اور نہ اس کی نماز جنازہ پڑھیں..... الخ

شیخ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعت السنۃ

اشاعت السنۃ نمبر یکم لغایت ششم جلد شانزدہم ۱۸۹۳ء



|           |                                                                                |
|-----------|--------------------------------------------------------------------------------|
| ۲         | اسلام کا چھپاؤ دشمن - مسیحا ثانی دعائی زمانی - بخوبی - ریل - ہوشی - انگلی باز۔ |
| ۳         | جزی - بھنگر - پھکڑ - آرٹریلو - اُس کا موت کو نشان ٹھہرانا حماقت و              |
| ۴         | سفاهت شیطان ہے - مکار - جھوٹا - فریبی - ملعون - شوخ گستاخ۔                     |
| ۱۱        | مثیل الدجال - احمور و جمال - غدار - پرقندہ و مکار - کاذب - کذاب - ذلیل و خول   |
| ۱۷ - ۱۸   | مردود - بے ایمان - روسیاء شیل - مسیلم واسود - ربیر ملاحدہ - عبدالدرہم والد     |
| ۲۲ - ۲۸   | نابیر - تمغات لعنت کا مستحق - مرد و ہزار لعنت خدا و فرشتگان و مسلمانان -       |
| ۳۳ - ۳۷   | کذاب - ظلام - افاک - مفتری علی اللہ - جس کا الہام احتکام ہے - بکا کاذب۔        |
| ۳۲ - ۳۳   | ملعون - کافر - فریبی - حیل ساز - کذب - بے ایمان - بے حیا - دھوکہ باز۔          |
| ۳۹ - ۴۷   | حیل باز - بھنگیوں اور بازاری شہیدوں کا دسرا گروہ - دہریہ - جہان کے             |
| ۶۳ - ۵۴   | احقوں سے زیادہ احمق - جس کا خدا معلم الملکوت (شیطان) محرف - یہودی۔             |
| ۱۱۷ - ۱۱۹ | عیسائیوں کا جہانی - خسارت مآب - ڈاکو - خونریز - بے شرم - بے ایمان - مکار۔      |
| ۱۲۹ - ۱۱۸ | طارد - جس کا مرشد شیطان علیہ اللعنة - بازاری شہیدوں چھ پٹروں بیہوش اور         |
| ۱۲۳ - ۱۲۴ | وحشیوں کی سیرت اختیار کرنے والا - مکرچال - خریب کی چال والا -                  |
| ۱۵۰ - ۱۴۲ | جس کی جماعت بد معاش - بد کردار - جھوٹ بولنے والی - زانی - شرابی۔               |
| ۱۷۳       | مال مردم خور - دغا باز - مسلمانوں کو دام میں لاکر ان کا مال لوٹ کر کھانے       |
|           | والا - ایسے سوال و جواب میں یہ کہتا.....                                       |
|           | مسلم نادگی کی نشانی ہے۔                                                        |
|           | اسکے پیرو خان بے تمیز۔                                                         |

یہ الفاظ یہاں صرف ایک ہی رسالہ میں سے نمونہ کے طور پر نکالے گئے ہیں۔ اور  
اس رسالہ میں سے بھی اور بہت سے ملتے جلتے الفاظ چھوڑے گئے۔

## غزنوی گروہ

مولوی عبدالجبار صاحب نے فتوے مذکورہ بالا پر بصرفہ ۲۰۰ دستخط کرتے ہوئے ذیل کے الفاظ لکھے ہیں۔

”ان امور کا مدعی رسول خدا کا مخالف ہے..... ان لوگوں میں سے جن کے حق میں رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ آخر زمانہ میں وہ بال کذاب پیدا ہوں گے..... ان سے اپنے آپ کو بچاؤ تم کو گمراہ نہ کر دیں۔ اہل ہیکانہ دیں۔ اس (قادیانی) کے چمڑے (اتباع) ہنود اور نصارے کے محنت ہیں۔“

احمد بن عبد اللہ غزنوی۔ بصرفہ ۲۰۱

”قادیانی کے حق میں میرا وہ قول ہے جو ابن تیمیہ کا قول ہے جیسے تمام لوگوں سے بہتر انبیاء علیہم السلام ہیں ویسے ہی تمام لوگوں سے بدتر وہ لوگ ہیں جو نبی نہ ہوں اہل نبیوں سے مشابہ بن کر نبی ہونے کا دعوے کرے..... یہ بدترین غلطی ہے۔ تمام لوگوں سے ذلیل تر۔ آگ میں جھونکا جائے گا۔“

عبد الصہاب بن عبد اللہ غزنوی۔ بصرفہ ۲۰۲

”غلام احمد قادیانی کبر و بلید غاسد ہے۔ اور رائے کھوٹی۔ گمراہ ہے۔ لوگوں کو گمراہ کرنے والا۔ چھاپا مرتد۔ بلکہ وہ اپنے اس شیطان سے زیادہ گمراہ جو اس کے ساتھ کھیل رہا ہے۔ یہ شخص ایسے اعتقاد پر مہر جاسنے تو اس کی نماز میں تازہ نہ ٹپھی جاسے۔ اور نہ یہ اسلامی قبرستان میں دفن ہو۔“

# عبدالحق غزنوی

## اشتہار ضرب النعال علی وجہ الرجال

### ۳۱ شعبان ۱۳۱۲ھ

وجاہ - ملحد - کاذب - روسیہ - بدکار - شیطان - لعنتی - بے ایمان - ذلیل - بخوار - خستہ  
 خواب - کافر - شقی - سرمدی ہے - لعنت کا طوق اُس کے گلے کا ہوا ہے - لعن طعن کا جوت  
 اُس کے سر پر پڑا - بے جاتا و ایل کرنیوالا ..... مارے شرمندگی کے زہر کھا کر مر جاویگا -  
 ..... بچاؤ کرتا ہے ..... رسوا ذلیل شرمندہ ہوا - اللہ کی لعنت ہو - ..... جھوٹے اشتہار  
 شایع کرنے والا - اُس کی سب باتیں بچاؤ کس ہیں -

| نام کتاب و نام مصنف     | تاریخ طبع | صفحہ | الفاظ یا عبارت                                                       |
|-------------------------|-----------|------|----------------------------------------------------------------------|
| تائید آسمانی مصنف       | ۲۳ جمادی  | ۲    | مرزا صاحب دعوہ کا بازو اور گراہ کو نیا لا ہے -                       |
| غشی محمد حجازی تھانیسری | ۱۲۹۲ھ     | ۱۳   | مرزا صاحب تارک حجب و جماعت - وعدہ و خلاف<br>سیرت محمدی سے کو سون دور |
| "                       | "         | "    | مرزا صاحب عیار - جھوٹا دعوے دار -                                    |
| "                       | "         | ۲۳   | مرزا صاحب چالاک اور بڈ باز -                                         |
| "                       | "         | ۲۴   | مرزا صاحب فضول خرچ - مسرت - میلہ ساز -                               |

اشتہار مولوی محمد و مولوی محمد اللہ و مولوی عبد العزیز لدھیانویان مطبوعہ ۲۹ رمضان  
 ۱۳۰۵ھ میں یہ لکھا ہے - "غلامہ مطلب ہماری تجربات قدیمہ و جدیدہ کا یہی ہے کہ شیخ مرتضیٰ  
 اور اہل اسلام کو ایسے شخص سے ارتباط رکھنا حرام ہے ..... اسی طرح جو لوگ اس پر معذور رکھتے ہیں وہ بھی کافر ہیں اور  
 انکے نکاح باقی نہیں رہے - جو چاہے انکی عورتوں سے نکاح کر لے -"

|                                                                                                            |                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                             |
|------------------------------------------------------------------------------------------------------------|-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| ”                                                                                                          | مرزا صاحب روایہ باز۔ عیار۔                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                                  |
| <p>نظم حقانی مستی بہ<br/>سرا سر کاویانی مشہور<br/>سعد اللہ نو مسلم<br/>لدھیانوی<br/>۲۳ شعبان<br/>۱۳۱۳ھ</p> | <p>صغیرا<br/>سے<br/>ہنگ</p> <p>قادیانی راضی۔ بے پیر۔ دجال۔ نرید۔ اُس کے مرید نریدی<br/>خاں خراب۔ قزقر۔ ظالم۔ تباہ کار۔ روسیہ۔ بے شرم۔ احمق۔<br/>کاذب۔ خاریجی۔ بیٹھ۔ یادہ گو۔ غبی۔ بد معاش۔ لالچی۔ جھوٹا<br/>کافر۔ مفتری۔ طمد۔ دجالی حمار۔ اُغس۔ بکواسی۔ بد تہذیب<br/>اور دون ہے۔ مشرک۔ خیال کا آدمی۔ اُس کا گانو منخوس ہے۔<br/>اُس کی دجالیوں اور مکاریوں اور رمالیوں اظہر من الشمس ہیں۔<br/>اُسکی کتابیں ایمان اور دین کا انار کسے والی ہیں۔</p>                                                                                                                                                                                                                                                                                                           |
| <p>بیت شکن مشہور<br/>محمد رضا الشیرازی<br/>الغروی شیعہ۔<br/>مطبوعہ قراہند</p>                              | <p>مرزا کا کاذب ہے۔ مفتری۔ یادہ گو۔ تباہ کار۔ مکار۔ یعنی۔<br/>غوی۔ غبی۔ گمراہ۔ نادان۔ فضول۔ ڈھکوسلی۔ بیہودہ سر اسے<br/>کاذب۔ جھوٹا۔ دروغ گو۔ بے شرم۔ ننگ خلاق۔ کاذب۔<br/>بانی ملت بہتدہ۔ تلبیس کرنے والا۔ داعی ملت بدعیہ۔ سرکش طبع<br/>راندہ درگاہ ادلی۔ گم کردہ مراط مستقیم۔ سوء فہم۔ یاد پیمانی<br/>کرنے والا۔ نثار غایاں۔ چاہ ضلالت میں ڈوبا ہوا اور گمراہی<br/>کے تغیر میں پھنسا ہوا ہے۔ عجب و جگر میں گرفتار۔ مرزوقا۔<br/>موہوم باطلہ کا کہنے والا۔ اس کی جماعت ضلالت و گمراہی<br/>میں ہے۔ اُس کی مراسلت سر اسر فضول و لچر ہے اس<br/>کے دلائل سب و شتم و فحش سے بھرے ہوئے ہیں۔<br/>مرزا مقہور شکستہ یال ہے۔ اُس کی باتیں ہفوات اور<br/>ہزلیات ہیں۔ وہ گمراہ غی ہے۔ اُس کی تحریرات میں خرافات<br/>ہیں۔ اُس کے دہن کے ترشحات گندیدہ ہیں۔ اُس کا مدعا</p> |

زور و طغیان ہے۔ شتم و فحش و بہتان لانے والا۔ افرا  
و کذب کے دلائل پیش کرنے والا۔ تشاعت و فضیحت  
کے سوا اس کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ یہ کاذب دارالبدوار  
میں جانے گا۔ ظلمت۔ کفر۔ طغیان ان کی وجہ  
سے دنیا میں ہے۔

## راجندر سنگھ

ایڈیٹر و مالک اخبار خالصہ بہادر

کتاب خبط قادیانی کا علاج گورو گو بند پرس لاہور ۱۹۹۷ء

۱۰۷ سے مرزا کے اسلامی خدا۔ خدا کیا ہے خدا کا خدا قرمباق کا قرمباق۔  
گورو نانک صاحب الہی دین کے خادم تو تھے لیکن مسلمانوں والے الہی  
دین کے ہرگز نہیں تھے جن کے دین کا خدا مرزا صاحب جیسوں کو امام کا  
خطاب دیتا ہے اور شرمناک الہام بھیجتا ہے۔

۱۰۸ محمد صاحب نے پھر بھی مکرو فریب کے طریق کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔  
۱۰۹ اسلام خدا کے پانے کا مذہب نہیں ہے بلکہ شہودۃ پرستی کے لئے  
ایک خاصہ چکلہ ہے۔

۱۱۰ دشمنی جیسے ہمارے سید و مولیٰ معلم کو سخت بدتمیزی سے یاد کیا ہے۔  
۱۱۱ حقیقت میں زنا و فعل بیجا تمہارے ہی جندگوں کا شیوہ الخ  
۱۱۲ بلکہ شہودۃ پرستی تو آپ کے نبوت احمدی سے ہی آپ کے خمیر میں ملی آئی ہے۔

۹۱ محمد صاحب نے زن پرستی - قبر پرستی - مردہ پرستی - لونڈی پرستی - اور ظلم پرستی کی تحمیر بڑی کر کے اکثر ملکوں میں تمام جہان کی برائیوں اور فحلیوں کا ایک چراوہ جھڑکا دیا تھا۔

۹۲ کل اہل اسلام کے بزرگوں وغیرہم کو زبان پر توحید اور عمل میں زن پرست وزانی کہا ہے۔

۹۳ محمد صاحب نے اپنی لونڈی کے ساتھ زنا کیا چہرہ معافی مانگی۔ شہوت پرست تھے۔ مبادۃ الہی کو چھوڑ کر عورتوں کا حکم بجاتے تھے۔

۱۰۳ محمد صاحب زن مریہ تھے۔ قرآن میں شیطان راہ کی باتیں بھی ہیں۔

یہ نمونہ ہے اس درشت اور قابل تاسف زبان کا جو ہماری سنت بچوں ہی کے مقابل پر ہمارے ہادی و مقتدا سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں استعمال کی گئی ہے۔

یہ وہ سخت الفاظ اور توہین اور تحقیر کے کلمات ہیں جو پادری صاحبان اور آریہ صاحبان نے اپنی کتابوں میں ہمارے سید و مولیٰ جناب سید المرسلین و خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت استعمال کئے ہیں۔ اور ان کتابوں میں سے اکثر کتابیں کئی دفعہ چھپ کر پنجاب اور ہندوستان میں شائع کی گئی ہیں۔ اور ہمیشہ مشن سکولوں کے طالب علموں کو پڑھنے کے لئے دی جاتی ہیں۔ اور کوچوں اور بازاروں میں سنائی جاتی ہیں۔ اور عیسائی عورتیں جو وعظ پر مقرر ہیں مسلمانوں کے گھروں میں لے جاتی ہیں۔ ہم بیان نہیں کر سکتے کہ ہم نے ان تمام الفاظ کو کس کراہت اور دعوہ دل اور لہذاں بدن سے لکھا ہے۔ اگر عدالت کی کاہدوائی ہم کو ان کے لکھنے کے لئے مجبور نہ کرتی اور ڈاکٹر کلاڈک صاحب ہم پر یہ الزام دروغ نہ لگاتے کہ گویا ہم عیسائیوں کے مقابل پر سخت الفاظ استعمال کرتے ہیں تو یہ زہر آمیز کلمات جو سلطان الصداقین اور خیر المرسلین کی شان میں لکھے گئے ہیں اور ہمیشہ عیسائی اخباروں میں لکھے جاتے ہیں ہم ہرگز اس کتاب میں نہ لکھتے۔

ہیں فسوس ہے کہ ان ناپاک اور دل آزار کلمات کو محض اس وجہ سے ہمیں حکام پر  
خاہر کرنا پڑا کہ ڈاکٹر گلدارک نے بعض معمولی اور نرم الفاظ ہمارے عدالت میں پیش کر کے  
یہ شکایت کی کہ ”ایسے سخت الفاظ سے ہم پر حملہ کیا جاتا ہے“ اور چونکہ صاحب میجر ٹریٹ  
منع کو معلوم نہیں تھا کہ حضرات پادری صاحبان نے سخت الفاظ کے استعمال میں کہاں  
تک نوبت پہنچائی ہوئی ہے۔ اور بیاہٹ نہ لئے جانے ہمارے جواب کے پادری صاحبوں  
کے سخت الفاظ پر انہیں کچھ بھی اطلاع نہ تھی۔ اس لئے اُن کو یہ دھوکہ لگا کر گویا ہم نے سخت  
الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اور انہوں نے خیال کیا کہ گویا ہماری طرف سے سخت الفاظ  
استعمال میں آتے ہیں۔ اور اسی دھوکہ کی بنا پر اُن کو نوٹس بھی لکھنا پڑا۔ اور اگر ہمارے جواب  
تک نوبت پہنچتی تو ہرگز ممکن نہ تھا کہ صاحب بہادر پادری صاحبوں کے الفاظ کے  
مقابل پر ہمارے الفاظ کو سخت قرار دیتے۔ کیونکہ سختی نرمی ایک ایسی شے ہے کہ  
اس کی حقیقت مقابلہ سے ہی معلوم ہوتی ہے۔ خاص کر مذہبی بحثوں کی کتابوں میں  
کو کسی شخص کی سختی یا نرمی کی نسبت رائے قائم نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس کے مقابل کی  
کتاب نہ دیکھی جائے۔ اگر صرف مخالفت خیالات کو رد کرنے کا نام سختی ہو تو میں خیال نہیں کر  
سکتا کہ دنیا میں کوئی مذہبی مباحثات کی کتاب ایسی پائی جائے جو اس قسم کی سختی سے خالی  
ہو۔ بلکہ توہین اور سختی تو یہ ہے کہ کسی قوم کے مقتدا کو نہایت درجہ کی بے عزتی کے  
ساتھ یاد کرنا۔ اور ناپاک افعال اور رذیل اخلاق کی تہمتیں اُس پر لگانا۔ سو یہ طریق  
حضرات پادری صاحبان اور آریہ صاحبوں نے اختیار کر رکھا ہے۔ اور بے اصل تہمتیں  
سراسر اقرار کے طعنے پر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر لگاتے ہیں جو کسی مستند اور  
مسلم الثبوت اسلامی کتاب پر مبنی نہیں ہیں اس سے جس قدر مسلمانوں کا دل دکھتا ہو اُس کا  
کون اعزازہ کر سکتا ہے ۱۹

اور ہم لوگ پادری صاحبوں کے مقابل پر کیا سختی کر سکتے ہیں۔ کیونکہ میں طرح انکار فرض

ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بزرگی اور عزت مانیں ایسا ہی ہمارا بھی فرض ہے۔ ہم لوگ صرف خدائی کا منصب خدا تعالیٰ کے لئے خاص رکھ کر باقی امد میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک صادق اور راستباز اور ہر ایک ایسی عزت کا مستحق سمجھتے ہیں جو سچے نبی کو دینی چاہیئے۔ مگر پادری صاحبان ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کب ایسا نیک ظن رکھتے ہیں۔ نہایت سے نہایت نرم کمر ان کا یہ ہو گا کہ وہ شخص نفوذ باللہ مفتری اور کذاب تھا۔ سو کوئی مسلمان اس کلمہ کو بھی بغیر درد اور دکھ اٹھانے کے سن نہیں سکتا۔ خدا ترسی کا تقاضا یہ تھا کہ یہ لوگ مفتری اور کذاب کہنے سے بھی پرہیز کرتے۔ کیونکہ جن دلائل کے رُوسے وہ ایک انسان کو خدا بنا رہے ہیں وہ نشان اور دلائل صد ہا درجہ زیادہ اس کامل انسان میں پائے جاتے ہیں۔ اس مقدس نبی کے دعا اور تعلیم نے ہزاروں مُردوں میں توحید کی روح چھونک دی اور دنیا سے کوچ نہ کیا جب تک ہزاروں انسانوں کو موحد نہ بنالیا۔ وہ خدا ماننے کے لئے پیش کیا جس کو **قانون قدرت** پیش کر رہا ہے۔ زُہد اور تقویٰ اور عبادت اور محبت الہی کی نصیحت کی اور ہزار ہا آسمانی نشان دکھلائے جو اب تک ظہور میں آ رہے ہیں

چ **حاشیہ** ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان اور معجزات دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو آجنا ہے کے ہاتھ سے یا آپ کے قول یا آپ کے فعل یا آپ کی دعا سے ظہور میں آئے اور ایسے معجزات شام کے رُوسے قریب تین ہزار کے ہیں۔ اور دوسرے وہ معجزات ہیں جو آجنا ہے کی اُمت کے ذریعہ سے ہمیشہ ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ اور ایسے نشانوں کی لاکھوں تک نوبت پہنچ گئی ہے۔ اور ایسی کوئی صدی بھی نہیں گزری جس میں ایسے نشان ظہور میں نہ آئے ہوں۔ چنانچہ اس زمانہ میں اس عاجز کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ یہ نشان دکھلا رہا ہے۔ ان تمام نشانوں سے جن کا سلسلہ کسی زمانہ میں منقطع نہیں ہوتا۔



مکافاتوس کی پادری صاحبوں نے تعصب کے جوش میں انجناب کی عزت اور مرتبہ کا کچھ بھی لحاظ نہیں کیا اور نہایت درجہ کے قابل شرم افتراؤں سے کام لیا ہے۔

مجھے اس جگہ بعض نادان مسلمانوں کی نکتہ چینی کا بھی اندیشہ ہے۔ شاید وہ یہ اعتراض کریں کہ ”کیا ضرور تھا کہ یہ ناپاک کلمات اس کتاب میں لکھے جاتے جن میں اس قدر شرارت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی ہے“ سو اس کا جواب میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ اس نوٹس کی وجہ سے جو مثل مقدمہ میں شامل ہے ہمارے پر فرض ہو گیا تھا کہ ہم اپنی گورنمنٹ عالیہ پر اصل حقیقت ظاہر کریں کہ سختی ہماری طرف سے ہے یا پادریوں کی طرف سے۔ اور اگر ہم اس دھوکہ دہی کا تدارک نہ کرتے تو حکام کو کیونکر معلوم ہوتا کہ پادری صاحبوں کا یہ سراسر جھوٹ ہے کہ ہماری طرف سے زیادتی اور سختی ہے۔ اور پادری صاحبوں نے نہ محض میرے لئے بلکہ تمام

ہم یقیناً جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا سب سے بڑا نبی اور سب سے زیادہ پیارا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ کیونکہ دوسرے نبیوں کی امتیں ایک تاریکی میں پڑی ہوئی ہیں۔ اور صرف گذشتہ قصے اور کہانیاں ان کے پاس ہیں۔ مگر یہ امت ہمیشہ خدا تعالیٰ سے تازہ بنانہ نشان پاتی ہے۔ لہذا اس امت میں اکثر عارف ایسے پائے جاتے ہیں کہ جو خدا تعالیٰ پر اس درجہ کا یقین رکھتے ہیں کہ گویا انکو دیکھتے ہیں۔ اور دوسری قوموں کو خدا تعالیٰ کی نسبت یہ یقین نصیب نہیں۔ لہذا ہماری روح سے یہ گواہی نکلتی ہے کہ سچا اور صحیح مذہب صرف (اسلام) ہے۔ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کچھ نہیں دیکھا۔ اگر قرآن شریف گواہی نہ دیتا تو ہمارے لئے اور ہر ایک محقق کے لئے ممکن نہ تھا کہ ان کو سچائی سمجھتا۔ کیونکہ جو کسی مذہب میں صرف قصے اور کہانیاں رہ جاتی ہیں تو اس مذہب کے بانی یا مقتدا کی سچائی صرف ان قصوں پر نظر کے تحقیقی طور پر ثابت نہیں ہو سکتی۔ وجہ یہ کہ صد ہا برس کے گذشتہ قصے کذب کا

بے

مسلمانوں کے لئے یہ ایک بند اور روک بنائی تھی تا آنکہ کوئی شخص ان کا مقابلہ نہ کرے۔ اور اس بات سے ڈر جایا کریں کہ ان کے الفاظ سخت الفاظ متصور ہو کر قانون کے نیچے لائے جائیں گے۔ گویا اس طور سے پادری صاحبوں کی مراد پوری ہوگی کہ وہ جس طور سے چاہیں گالیاں دیں۔ مگر دوسرا شخص نرمی کے ساتھ بھی ان کے مقابل پر سر نہ اٹھاوے۔ پس نہایت ضروری تھا کہ اپنی گورنمنٹ عالیہ کو حقیقت حال سے اطلاع دی جائے۔ ہم یقیناً جانتے ہیں کہ ہماری یہ گورنمنٹ مذہبی امور میں ہرگز پادریوں کی رعایت نہیں کرے گی اور اس بات پر اطلاع پاکر کہ مباحثات میں ہمیشہ زیادتی پادریوں کی طرف سے ہوتی رہی ہے۔ ایسے نوٹس کو جو صو کو کھانے کی وجہ سے لکھا گیا ہے محض فضول اور منسوخ کی طرح سمجھے گی۔

اب ہم کچہری کی کارروائی کو سلسلہ وار بیان کرتے ہیں اور وہ یہ ہے:-

بھی احتمال رکھتے ہیں۔ بلکہ زیادہ تر احتمال یہی ہوتا ہے۔ کیونکہ دنیا میں جھوٹ زیادہ ہی۔ پھر کونو مملیقین سے ان قصوں کو واقعات صحیحہ مان لیا جائے۔ لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات صرف قصوں کے رنگ میں نہیں ہیں بلکہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر کے خود ان نشانوں کو پا لیتے ہیں۔ لہذا مسلمانہ اور مشاہدہ کی برکت سے ہم حق الیقین تک پہنچ جاتے ہیں۔ سو اس کامل اور مقدس نبی کی کس قدر شان بزرگ ہے جس کی نبوت ہمیشہ طالبوں کو نازہ ثبوت دکھاتی رہتی ہے۔ اور ہم متواتر نشانوں کی برکت سے اس کامل سے مراتب عالیہ تک پہنچ جاتے ہیں۔ کہ گویا خدا تعالیٰ کو ہم آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں۔ پس مذہب اسے کہتے ہیں اور سچائی اس کا نام ہے جس کی سچائی کی ہمیشہ تازہ بہار نظر آئے۔ محض قصوں پر چین میں ہزاروں طرح کی کمی مٹی کا امکان ہے مجرورہ کہینا عقلوں کا کام نہیں ہے۔ دنیا میں صدیاں لوگ خدا بناتے

۱۵۶

## ترجمہ چٹھہ انگریزی

بعد الت اسے اسی مارٹینو صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع امرتسر

| مستغیث   | جسرم                      | مستغاث علیہ                                                     |
|----------|---------------------------|-----------------------------------------------------------------|
| قیصر ہند | زیر دفعہ ۱۰ ضابطہ فوجداری | میرزا غلام محمد صاحب ساکن موضع قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور |

### بیان عبد الحمید

میں سلطان محمود کا بیٹا ہوں جو جہلم میں رہتا تھا۔ مجھے امرتسر آئے انیس بیس دن گزرے ہیں۔ میرزا غلام محمد صاحب قادیان ضلع گورداسپور نے مجھے اپنے گھر بلایا۔ اور مجھ سے گفتگو کی۔ اُس نے مجھے کہا کہ امرتسر میں ڈاکٹر کلارک کے پاس جا کر اُسکو کسی نہ کسی طرح قتل کروں۔ وہ مجھے پہلے سے جانتا تھا۔ لیکن اُس نے مجھے اس امر کے متعلق اُس خاص دن کہا۔ میں

گئے۔ اور صدمہ پا پورانے افسانوں کے ذریعہ سے کراماتی کر کے ماننے جاتے ہیں۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ سچا کراماتی وہی ہو جسکی کرامات کا دریا کبھی خشک نہ ہو۔ سو وہ شخص ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ہر ایک زمانہ میں اس کامل اور مقدس کے نشانی دکھلانے کیلئے کسی نہ کسی کو بھیجا ہے اور اس زمانہ میں مسیح ہو جو وہو کے نام سے مجھے بھیجا ہے۔ دیکھو آسمان نشانی ظاہر ہو رہی ہیں اور طرح طرح کے خوارق ظہور میں آ رہے ہیں اور ہر ایک حق کا طالب ہمارے پاس ہر کراماتوں کو دیکھ سکتا ہے گو وہ عیسائی ہو یا یہودی یا زیدی۔ یہ سب برکات ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔

محمدؐ است امام و چراغ ہر دو جہاں محمدؐ است فروزندۂ زمین و زمان  
خدا نگویں از ترس حق مگر بخدا خدا نخواست و جودش برائے عالمیاں

اور میں کئی مرتبہ ظاہر کر چکا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ نے جو دھویں عہدی کے سر پر

ترجمہ چٹھہ انگریزی

راضی ہو گیا کہ میں ایسا ہی کروں گا۔ جیسے اُس نے کہا تھا۔ میں نے یہ امر اس لئے کیا تھا کہ میں مسلمان ہوں اور ڈاکٹر کلارک عیسائی تھے۔ میرزا صاحب نے مجھے کہا تھا کہ مسلمان کو عیسائی کا قتل کرنا جائز ہے۔ اس ارادہ کے ساتھ پھر امر تسر گیا۔ میں نے ڈاکٹر کلارک کے پاس جا کر کہا کہ میں پہلے ہندو تھا۔ پھر مسلمان ہوا۔ اور اب عیسائی ہونا چاہتا ہوں۔ میں نے اس کے یہ بھی کہا کہ میں مرزا صاحب کی طرف سے آیا ہوں۔ مجھے ڈاکٹر کلارک نے ہسپتال میں بھیج دیا۔

لوگوں کی اصلاح کے لئے مسیح موعود کے نام پر مجھے بھیجا ہے۔ اور مجھے آسمانی نشان دیئے ہیں۔ اور میں مناسب دیکھتا ہوں کہ اس کتاب میں بھی کچھ اپنی سوانح لکھ دوں۔ شاید کوئی طالب حق ان میں غور کر کے کچھ فائدہ اٹھائے۔ اور اتفاق حسنہ سے ان دونوں میں ایک صاحب حاجی محمد اسماعیل خاں نام رئیس دتاولی نے مجھ سے بذریعہ خط درخواست کی کہ تا میں ان کی ایک فتاویٰ کتاب میں درج ہونے کیلئے مختصر طور پر اپنی سوانح لکھ دوں اور اُس میں اپنا دعوئے اور دلائل بھی بیان کروں۔ سو میں مناسب دیکھتا ہوں کہ وہ خط ابھی بھی فائدہ عام کیلئے ذیل میں درج کروں۔ سو وہ مع تہنیدی عبارت کے یہ ہے۔

### ہمارے مختصر سوانح اور مقاصد

مجھے اس وقت ایک خط مو ایک عجمی ہوئی درخواست کے حاجی محمد اسماعیل خاں صاحب رئیس دتاولی کی طرف سے ملا۔ جس میں انہوں نے ظاہر کیا ہے کہ وہ ایک ایسی کتاب لکھنا چاہتے ہیں جس میں ہندوستان اور پنجاب کے ہر ایک قسم کے مشہور آدمیوں کا تذکرہ ہو۔ اسی بنا پر انہوں نے مجھ سے بھی میرے سوانح طلب کئے ہیں اور میں نے بھی مناسب سمجھا کہ فائدہ عام کے لئے ان کی اس درخواست کے مطابق کچھ لکھوں اور ان کی کتاب میں شائع ہونے کے لئے کچھ حالات اپنے خاندان کے متعلق اور کچھ اپنی

جہاں عیسائی رہتے اور تعلیم پلتے ہیں۔ میں امرتسر میں چار پانچ دن رہا۔ اور پھر ڈاکٹر کلارک نے مجھے ایک اور ہسپتال میں بھیج دیا جو بیاس میں ہے۔ مجھے کل ڈاکٹر کلارک نے پوچھا کہ میں امرتسر کیوں آیا تھا۔ اور پھر میں نے اصل حقیقت کہہ دی۔ اور کہہ دیا کہ مجھے میرزا صاحب نے ڈاکٹر کلارک کے قتل کے لئے بھیجا تھا۔ اور میں نے اب اپنا ارادہ بدل لیا ہے اور میں اس کے لئے پکھتاتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔ میں نے یہ بیان اپنی ہی مرضی اور آزادی سے لکھایا ہے۔ میں دو تین ماہ جینے تک قادیان میں میرزا صاحب کا مرید رہا ہوں۔ پیش ازیں کہ اُس نے امرتسر جانے کے لئے کہا۔ قادیان جانے سے پہلے میں گجرات میں رہا ہوں۔ جہاں مجھے ایک پادری تعلیم دیتا تھا وہ مجھے راولپنڈی بھیجنا چاہتا تھا۔ مگر مسلمانوں نے مجھ پر قبضہ پا کر میرزا صاحب کے پاس بھیج دیا۔ میرا باپ زمیندار اور مولوی تھا۔ وہ میرزا صاحب کا مرید نہیں تھا۔ اُس کے مرنے پر میرے چچا برہان الدین نے میری پرورش کی۔ وہ جہلم میں رہتا تھا اور میرزا صاحب

ذاتی سرگذشت اور کسی قدر اپنے دعویٰ مسیحیت اور دلائل دعویٰ کی نسبت تحریر کر دیں۔ لیکن جس اختصار کی پابندی سے انہوں نے اس کام کا ارادہ فرمایا ہے وہ اس مقصد کی تکمیل کے لئے کافی نہیں ہے۔ اس لئے میں بقدر کفایت کسی قدر تفصیل کے ساتھ اس مضمون کو لکھنا چاہتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ خان صاحب موصوف میری چند روزہ محنت اور تکلیف کشی کا لحاظ فرما کر بنظر قدر شناسی اس کے تمام و کمال درج کرنے سے دریغ نہیں فرمائیں گے۔

یہ بات ظاہر ہے کہ جب تک کسی شخص کے سوانح کا پورا نقشہ کھینچ کر نہ دکھایا جائے تب تک چند سطریں جو اجمالی طور پر ہوں کچھ بھی فائدہ پہنک کر نہیں پہنچا سکتیں اور اُن کے لکھنے سے کوئی نتیجہ معتد بہ پیدا نہیں ہوتا۔ سوانح نویسی ہے اصل مطلب تو یہ ہے کہ تا اُس زمانے کے لوگ یا آنے والی نسلیں اُن لوگوں کے

نور  
ل  
۳۳

کا مرید تھا۔ میرا ایک اور چچا لقمان تھا۔ اس نے میری والدہ سے میرے باپ کے مرنے کے بعد شادی کی۔ کوئی آدمی موجود نہ تھا جب مرزا صاحب نے مجھے ہر قسم جانے کی تعلیم دی۔ مجھے وہ اپنے مکان کے ایک الگ کمرے میں لے گیا۔ اور مجھ سے یہ کہا۔ میں صرف قرآن پڑھتا تھا جب میں میرزا صاحب کے پاس تھا۔ مولوی نور الدین مجھے پڑھاتا تھا۔ میرزا صاحب مجھے اس خالص دلی سے پہلے جب اُس نے مجھے اس کام کے لئے کہا۔ بہت محبت کرتا تھا۔ لیکن اس سے پہلے اُس نے مجھے کبھی ڈاکٹر کلارک کے قتل کرنے کا ذکر نہیں کیا۔ اور نہ ہی حکیم نور الدین نے مجھے اس بات کا علم نہیں کہ کوئی اور آدمی قادیان سے میرے بعد آیا۔ مرزا صاحب نے مجھے کہا کہ میں ڈاکٹر کلارک کو کسی موقع پر جب میں اُسے اکیلے پاؤں پتھر سے مار ڈالوں۔ میرا چچا برہان الدین پرجوش مسلمان تھا۔ مرزا صاحب نے مجھے کہا تھا کہ ڈاکٹر کلارک کو قتل کرنے کے بعد قادیان میں چلے آنا۔ جہاں بالکل محفوظ رہو گے۔ میں ذات کا گھر ہوں۔ میں سولہ یا سترہ برس کا ہوں۔

مستند اسے اسی ماریٹینو  
ڈاکٹر کلارک مجھ شریٹ  
کاپی صحیح مہر  
مستند ہید کلارک  
پڑھایا گیا اور صحیح تسلیم کیا گیا۔  
یکم اگست ۱۸۹۷ء

واقعات زندگی پر غور کر کے کچھ غور اُن کے اخلاق یا ہمت یا زہد و تقویٰ یا علم و معرفت یا تائید دین یا مجددی نوع انسان یا کسی اور قسم کی قابل تعریف ترقی کا اپنے لئے حاصل کریں اور کم سے کم یہ کہ قوم کے اولوالعزم لوگوں کے حالات معلوم کر کے اس شوکت اور شان کے قابل ہو جائیں جو اسلام کے عمائد میں ہمیشہ سے پائی جاتی رہی ہے تا اس کو حمایت قوم میں مخالفین کے سامنے پیش کر سکیں اور یہ کہ اُن لوگوں کے مرتبت یا صدق اور کذب کی نسبت کچھ رائے قائم کر سکیں۔ اور ظاہر ہے کہ ایسے امور کے لئے کسی قدر مفصل واقعات کے جاننے کی ہر ایک کو ضرورت ہوتی ہے۔ اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص ایک نامور انسان کے

بعد االت اسے اسی مارٹنیو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر  
مستغیت قیصرہ ہند زیر دفعہ ۱۰ مستغاث الیمرزا غلام احمد صاحب قادیان تحصیل بٹالہ

## اظہار ڈاکٹر مارٹن کلارک

ڈاکٹر مارٹن کلارک

میں میڈیکل مشنری ہوں اور امرتسر میں رہتا ہوں عبد الحمید نے میرے پاس ۱۵ جولائی کو آکر بیان کیا کہ میں بٹالہ کا برہمن ہوں۔ مجھے غلام احمد قادیانی نے مسلمان کیا تھا۔ اور میں اس کے پاس سات سال طالب علم ہو کر رہا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ وہ بہت بُرا آدمی ہے۔ اور اب اس کو چھوڑ کر میں عیسائی ہونا چاہتا ہوں۔ میں نے اس کو داخل کر لیا۔ اس کی کہانی مجھے قریب قریب نہ معلوم ہوئی۔ میں نے اس کے متعلق تحقیق کرنی شروع کی اور مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ کہانی

واقعات پڑھنے کے وقت نہایت شوق سے اس شخص کے سوانح کو پڑھنا شروع کرتا ہے اور دل میں جوش رکھتا ہے کہ اس کے کمال حالات پر اطلاع پا کر اس سے کچھ فائدہ اٹھائے تب مگر ایسا اتفاق ہوا کہ سوانح نویس نے نہایت اجمال پر کفایت کی ہو اور لائق کے نقشہ کو صفائی سے نہ دکھایا ہو تو شخص نہایت ملول خاطر اور متعجب ہو جاتا ہے۔ اور بسا اوقات اپنے دل میں ایسے سوانح نویس پر اعتراض بھی کرتا ہے اور حقیقت وہ اس اعتراض کا حق بھی رکھتا ہے۔ کیونکہ اس وقت نہایت اشتیاق کی وجہ سے اس کی مثال ایسی ہوتی ہے کہ جیسے ایک بھوکے کے آگے خوراک نہایت رکھا جائے اور معاً ایک فقر کے اٹھانے کے ساتھ ہی اس خوان کو اٹھالیا جائے۔ اس لئے ان بزرگوں کا یہ فرض ہے جو سوانح نویس کے لئے قلم اٹھادیں کہ اپنی کتاب کو مفید عام اور ہر لحاظ سے قابل اہم بنانے کے لئے نامور انسانوں کے سوانح کو صبر اور فراخ سوسلی کے ساتھ اس قدر سادہ سے لکھیں اور ان کی لائق کو ایسے طور سے مکمل کر کے دکھادیں کہ اس کا پڑھنا بھی ملحق

بے

بالکل جھوٹ تھی۔ اور اس کا نام عبدالحمید تھا۔ نہ عبدالحمید جیسا اُس نے بیان کیا تھا۔ نہ وہ بلالہ کا برہمن تھا۔ بلکہ پیدائشی مسلمان علاقہ جہلم سے تھا۔ اس کا چچا برہان الدین غازی ایک مشہور مذہبی جنونی ہے۔ اور اُن کا تمام کا تمام خاندان میرزا قادیانی پر فدائی مرید ہے۔ یہ نوجوان عیسائی مذہب کے متلاشیوں کی طرح گجرات میں رہا تھا۔ اس نے اپنے چچا کے چالیس روپے چمرا کر بُرے کاموں میں خرچ کئے۔ جس پر اس کے چچا نے میرزا قادیانی کے پاس اُس کو بھیج دیا۔ میں خود بیاس گیا۔ اور پھر اس سے دریافت کیا۔ اور پانچ گواہوں کے سامنے اس نے کھلا کھلا اقرار کیا کہ اُسے میرزا غلام احمد نے میرے قتل کے لئے بھیجا ہے۔ وہ موقع کی تلاش میں تھا کہ جب کبھی وہ مجھے سویا ہوا یا کسی اور حالت میں پائے تو میرے سر کو پتھر سے یا کسی اور ایسی چیز سے پھوڑے۔ اس نے یہ تمام واقعات اپنی مرضی سے لکھے۔ میں اس لکھے ہوئے کاغذ کو پیش کرتا ہوں جس پر اُس نے آٹھ گواہوں کے سامنے دستخط کئے۔ میری واقفیت میرزا صاحب سے

کا قائم مقام ہو جائے تا اگر ایسی خوش بیانی سے کسی کا دقت خوش ہو تو اس سوانح نویس کی دنیا اور آخرت کی بہبودی کے لئے دعا بھی کرے۔ اور صفحات تاریخ پر نظر ڈالنے والے خوب جانتے ہیں کہ جن بزرگ محققوں نے نیک جنتی اور افادہ عام کے لئے قوم کے ممتاز شخصوں کے تذکرے لکھے ہیں انہوں نے ایسا ہی کیا ہے۔

اب میرے سوانح اس طرح پر ہیں کہ میرا نام غلام احمد میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضیٰ اور دادا صاحب کا نام عطا محمد اور میرے پردادا صاحب کا نام گل محمد تھا اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہماری قوم مغل برلاس ہے۔ چچا اور میرے بزرگوں کے

چچا عہد سترہ یا اٹھارہ برس کا ہوا کہ خدا تعالیٰ کے متواتر الہامات سے مجھے معلوم ہوا تھا۔ کہ میرے باپ دادا سے فارسی الاصل ہیں۔ وہ تمام الہامات میں نے ان ہی دنوں میں برائین احمد کے حصہ دوم میں درج کر دئے تھے جی میں سے میری نسبت ایک یہ الہام ہے خدای تعالیٰ وحید



اس مباحثہ کے وقت سے ہے جو ۱۸۹۳ء میں موم گر میں ہوا تھا۔ میں نے اس مباحثہ میں بڑا بھاری حصہ لیا تھا یہ مباحثہ اس میں اور ایک بڑے بھاری عیسائی عبداللہ اتھم کے مابین ہوا جو مر گیا ہے۔ میں میر جلس تھا۔ اور دو موقعوں پر مسٹر اتھم کی جگہ بطور مباحثہ کے بیٹھا تھا مرزا صاحب کو بہت ہی رنج ہوا تھا۔ اس کے بعد اس نے ان تمام کے موت کی پیش گوئی کی جنہوں نے اس مباحثہ میں حصہ لیا تھا اور میرا حصہ بہت ہی بھاری تھا۔ اس وقت سے اس کا سلوک میرے ساتھ بہت ہی مخالفانہ رہا ہے۔ اس مباحثہ کے بعد خاص دلچسپی کا مرکز مسٹر اتھم رہا۔ چار الگ کوششیں اس کی جان لینے کے لئے کی گئیں۔ اس کی موت کی مقرر کردہ میعاد کے آخری دو ماہ میں خاص پولیس کا پھرہ دن رات فیروز پور میں رکھا گیا اسے امر سے بچانے اور انبالے سے فیروز پور بھاگنا پڑا۔ ان کوششوں کے باعث سے جو اس کی جان لینے کے لئے کی گئیں اور یہ کوششیں عام طور پر مرزا صاحب سے منسوب کی گئی ہیں۔ اس کی موت

پرانے کاغذات سے جواب تک محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سر قند سے آئے تھے اور ان کے ساتھ قریباً دو سو آدمی ان کے قواہ اور خدام اور اہل عیال میں سے تھے اور وہ ایک محرز رئیس کی حیثیت سے اس ملک میں داخل ہوئے اور اس قصبہ کی جگہ میر جو اس وقت ایک جنگل پڑا ہوا تھا جولاہو سے تھینا بھامند پچاس کوس پورہ شمال مشرق واقع ہے فروکش ہو گئے جس کو انہوں نے آباد کر کے اس کا نام اسلام پور رکھا

التوحید یا ابناء الفارس یعنی توحید کو بھڑو۔ توحید کو بھڑو اسے فارس کے بیٹو۔ پھر دوسرا الہام میری نسبت ہے لوکان الایمان معلقاً بالاشریا النالہ رجل من فارس یعنی اگر ایمان شریا سے ملتا ہوتا تو یہ مرد جو فارسی الاصل ہے وہیں جا کر اس کو لے لیتا۔ اور پھر ایک تیسرا الہام میری نسبت یہ ہے ان الذین کفر واؤ علیہم رسل من فاسر شکرت اللہ تعالیٰ یعنی جو لوگ کفر جوئے اس مرد نے جو فارسی الاصل ہے ان کے مذاہب کو رد کر دیا۔ خدا اس کی کوشش کا شکر گزار ہے یہ ہم لہذا ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے آباد اولین فارسی تھے۔ والحق ما اظہرہ اللہ عندہ

بقیہ

بقیہ

کے بعد میں ہی پیش نظر رہا ہوں۔ اور کئی ایک مبہم طریقوں سے یہ پیش گوئی مرزا صاحب کی تصنیف میں مجھے یاد دلائی گئی ہے جس کے لئے سب سے بڑی وہ کوشش تھی جس کو عبدالحمید نے بیان کیا ہے۔ لاہور میں لیکھرام کی موت کے بعد جس کو تمام لوگ مرزا صاحب کی طرف منسوب کرتے ہیں میرے پاس اس بات کے یقین کرنے کے لئے خاص وجہ تھی کہ میری جان لینے کی کوئی نہ کوئی کوشش کی جائے گی۔ میں تین ماہ کے لئے رخصت پر گیا ہوا تھا۔ میری واپسی پر میرا آٹھ روزہ کو فوراً معلوم ہو گیا اور عبدالحمید میرے پاس پہنچ گیا۔ عبدالحمید کے بیان پر یقین کرنے کے لئے میرے پاس کافی وجوہ ہیں۔ اور نیز اس بات کا یقین کرنے کے لئے کہ مرزا صاحب مجھے نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ مرزا صاحب کا یہ ایک ہمیشہ کا طریقہ ہے کہ وہ اپنے مخالفوں کی موت کی پیش گوئیاں کرتے ہیں۔ دستخط اسے اسی مارٹینو ڈیٹرکٹ مجسٹریٹ پڑھ کر سنایا گیا۔ تسلیم کیا گیا۔ دستخط . . .

بیان عبدالحمید: میں نے ہی یہ کاغذ جو ڈاکٹر کلارک نے پیش کیا ہے لکھا تھا۔ اور دستخط لکھے تھے۔ دستخط حاکم

جو صحیح ہے اسلام پور قاضی صاحب جی کے نام سے مشہور ہوا اور رفتہ رفتہ اسلام پور کا لفظ لوگوں کو بھول گیا اور قاضی ماجھی کی جگہ پر قاضی سہا اور پھر آخر قادی بنا اور پھر اس سے بگڑ کر قادیان بن گیا۔ اور قاضی ماجھی کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی گئی ہے کہ یہ علاقہ جس کا طولانی حصہ قریباً ساٹھ کوس ہے اُن دنوں میں سب کا سب صاحب مجھ کہلاتا تھا غالباً اس وجہ سے اس کا نام ماجھ تھا کہ اس ملک میں بھینسیں بھرت ہوتی تھیں۔ اور ماجھ زبان ہندی میں بھینس کو کہتے ہیں۔ اور جو نوجو ہمارے بزرگوں کو علاوہ دیہات جاگیر داری کے اس تمام علاقہ کی حکومت بھی ملی تھی اس لئے قاضی کے نام سے مشہور ہوئے مجھ کچھ معلوم نہیں کہ کیوں اور کس وجہ سے ہمارے بزرگ سمرقند سے اس ملک میں آئے

قادیان

بعد الت اسے ای مارٹینو صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر  
مستفیث قیصرہ ہند زیر دفعہ ۱۰۷ بنام مرزا غلام احمد صاحب قادیان

عبد الحمید اور ڈاکٹر کلارک کے بیانات ظاہر کرتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے عبد الحمید  
کو ڈاکٹر کلارک ساکن امرتسر کے قتل کرنے کی ترغیب دی اس بات کے یقین کرنے کے لئے وجہ ہے  
کہ مرزا غلام احمد مذکور نقص امن کا مرتکب ہو گا۔ یا کوئی قابل گرفت فعل کرے گا۔ جو باعث نقص  
امن اس ضلع میں ہو گا۔ اس بات کی خواہش کی گئی ہے کہ اس سے حفظ امن کے لئے ضمانت طلب  
کی جائے۔ واقعات اس قسم کے ہیں کہ جس سے اس کی گرفتاری کے لئے وارنٹ کا شائع کرنا زیر فہر  
۱۱ ضابطہ فوجداری ضروری معلوم ہوتا ہے۔ لہذا میں اس کی گرفتاری کے لئے وارنٹ جاری

مگر کافذات سے یہ چہ پتا ہے کہ اس ملک میں بھی وہ معزز افراد اور خاندان والیاں ملک  
میں سے تھے۔ اور انہیں کسی قومی خصوصیت اور تفرقہ کی وجہ سے اس ملک کو چھوڑنا پڑا  
پھر اس ملک میں اگر بادشاہ وقت کی طرف سے بہت سے دیہات بطور جاگیر اُن کو  
ملے چنانچہ اس نواح میں ایک مستقل ریاست اُن کی ہو گئی۔

سکھوں کے ابتدائی زمانہ میں میرے پردادا صاحب میڈا اعلیٰ محمد ایک نامور  
اور مشہور رئیس اس نواح کے تھے جن کے پاس اس وقت گاؤں تھے اور بہت  
سے گاؤں سکھوں کے متواتر حملوں کی وجہ سے اُن کے قبضہ سے نکل گئے تاہم اُن کی جہانپور  
اور فیاضی کی یہ حالت تھی کہ اس قدر قلیں میں سے بھی کئی گاؤں انہوں نے مردت کے  
طور پر بعض تفرقہ زدہ مسلمان رئیسوں کو دے دیئے تھے جو اب تک اُن کے پاس ہیں۔  
غرض وہ اس طوائف الملوک کے زمانہ میں اپنے نواح میں ایک خود مختار رئیس تھے۔  
ہمیشہ قریب پانسو آدمی کے بیٹے کبھی کم اور کبھی زیادہ اُن کے دسترخوان پر روٹی کھاتے

۱۶۶



## نقل مطابق اصل



اجلاسی کپستان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور  
۹ اگست ۱۹۴۷ء

بنام میرزا غلام احمد ولد میرزا غلام مرتضیٰ دامت مغل ساکن قادیان پرگنہ بٹالہ ضلع گورداسپور  
ہر گاہ ہم کو صاحب مجسٹریٹ ضلع امرتسر سے اطلاع ملی ہے اور بیانات ڈاکٹر مارٹن  
کلاؤک و عبد الحمید سے جو صاحب موصوف نے قلمبند فرمائے ہیں اور ہمارے پاس بھیجے گئے ہیں  
اطلاع مذکور کی تائید ہوتی ہے کہ تم نے عبد الحمید کو ڈاکٹر مارٹن کلاؤک کے قتل کرنے کی ترغیب  
دی ہے۔ اس لئے احتمال ہے کہ تم نقص امن کرنے والے ہو یا ایسا فعل کرنے والے ہو جس سے  
غالباً نقص امن ہوگا۔ لہذا بذریعہ اس حکم کے تم کو حکم ہوتا ہے کہ بتاریخ ۱۹ اگست ۱۹۴۷ء  
منگوار بحضور صاحب مجسٹریٹ ضلع بمقام بٹالہ دقت کچہری حاضر ہو کر وجہ اس امر کی ظاہر کرو کہ کیوں  
تم سے جھگڑا تعدادی ایک ہزار و پندرہ بطور تاوان یا قرضہ منقطع امن خلافت تادمیعا دایک سال کے زلیا جلائے

صاحب مرحوم مشائخ دقت کے بزرگ لوگوں میں سے اور صاحب خوارق اور کرامات  
تھے جن کی صحبت میں رہنے کے لئے بہت سے اہل اللہ اور صلحاء اور فضلاء قادیانی ہیں  
جس سے ہوئے تھے۔ اور عجیب تر یہ کہ کئی کرامات ان کی ایسی مشہور ہیں جن کی نسبت ایک گروہ  
کثیر مخالفان دین کا بھی گواہی دیتا رہا ہے۔ غرض وہ علاوہ ریاست اور اہمیت کے اپنی  
دیانت اور تقویٰ اور مردانہ ہمت اور اولوالعزمی اور حمایت دین اور ہمدردی مسلمانوں  
کی صفت میں نہایت مشہور تھے اور ان کی مجلس میں بیٹھنے والے سب کے سب متقی اور  
نیک چلی اور اسلامی غیرت رکھنے والے اور فسق و فجور سے دور رہنے والے اور بہادر

بے شک

اور ضمانت نامہ نوشتہ دو ضمانت نامہ بقیہ مبلغ ایک ہزار روپیہ فی ضامن بطور تادان کے داخل نہ  
کرایا جائے۔

آج بتاریخ ۹ اگست ۱۹۹۷ء ہمارے دستخط اور عدالت کی مہر سے جاری کیا گیا  
دستخط ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور

نمبر ۳۳۳ سمن بنام مستغاث علیہ

سب دفعہ ۱۵۲۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری

بعدالت کیپتان ڈگلکس صاحب مجسٹریٹ ضلع

بنام مرزا غلام احمد ولد مرزا غلام تھنے ذات مغل ساکن قادیان مغلان پرگنہ بٹالہ ضلع گورداسپور  
جو کہ حاضر ہونا تمہارا بغرض جوابدہی الزام دفعہ ۱۰۴ ضابطہ فوجداری ضرور ہے لہذا تم کو اس  
تحریر کے ذریعہ سے حکم ہوتا ہے کہ بتاریخ ۱۰ مارچ ۱۹۹۷ء اصالۃ یا بذریعہ مختاری اختیار ذی اختیار  
یا جیسا ہو موقعہ پر بمقام بٹالہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے حاضر ہو۔ اور اس باب میں تاکید جالو۔

دستخط مجسٹریٹ ضلع گورداسپور

اور باوجود ادنیٰ تھے چنانچہ میں نے کئی دفعہ اپنے والد صاحب مرحوم سے سنا ہے  
کہ اس زمانہ میں ایک دفعہ ایک وزیر سلطنت مغلیہ کا قادیان میں آیا جو غیاث الدولہ کے  
نام سے مشہور تھا اور اُس نے میرزا گل محمد صاحب کے مدبرانہ طریق اور بیدار مغزی اور بہت  
اور اولوالعزمی اور استقلال اور عقل اور فہم اور حمایت اسلام اور جوش نصرت دیں اور تقویٰ  
اور طہارت اور دربار کے وقار کو دیکھا اور اُن کے اس مختصر دربار کو نہایت متین اور عقلمند  
اور نیک چلن اور بہادر مردوں سے پُر پایا۔ تب وہ چشم پُر آب ہو کر لولا کہ اگر مجھے پہلے خبر  
ہوتی کہ اس سبب میں خاندان مغلیہ میں سے ایسا مرد موجود ہے جس میں صفات فردیہ سلطنت

۱۵۰

نقل بیان مشہور شہس باجلاس کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور

مہر عدالت

مستغنیث

سرکار دو لہندہ قیصر ہند بزرگوار اکثر مارشی کلارک صاحب بنام میرزا غلام احمد قادیانی

مستغنیث مجرم ۷۰ اضابطہ فیصلہ مستغنیث علیہ

بیان ہنری مارشی کلارک باقر اصلح

میں پندرہ سال سے ڈاکٹر مشنری ہوں۔ ہماری واقعیت مرزا صاحب سے ۱۸۹۲ء سے ہے۔ مرزا صاحب آتھم اور اُن کے درمیان جب مناظرہ مذہبی ہوا تھا میں اس کا موجد تھا۔ مرزا غلام احمد نے اپنے آپ کو مسلمانوں کے پیشوا ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ اس سے پہلے کہ مناظرہ ہو ہم نے ایک کتاب پیش کی جو مولوی محمد حسین بٹالوی نے لکھی تھی اور اس میں اہل اسلام کے پیشواؤں نے قرار دیا کہ مرزا صاحب مسلمان نہیں ہیں بلکہ کافر ہیں اور دجال کے چچا ہیں۔ میں عیسائیوں کی طرف سے پریزیڈنٹ کیٹی منظرہ تھا۔ دو مرتبہ عبد اللہ آتھم کی جگہ ہم کو مناظرہ میں بیٹھنا پڑا۔ اور مرزا غلام احمد کو سخت زک ٹھانا پڑا۔ مرزا صاحب نے اظہار کیا کہ وہ معجزات دکھاتے ہیں۔ ہم نے اندھوں، لنگڑوں کو اچھا کرنے کے واسطے کہا جو موجود کئے گئے تھے۔ مگر وہ نہ کر سکے۔ پھر مرزا صاحب نے پیش گوئی کی کہ عیسائی

کے پائے جلتے ہیں تو میں اسلامی سلطنت کے محفوظ رکھنے کے لئے کوشش کرتا کہ ایام صل اور نالیاقی اور بدوہی ملک چھٹائیہ میں اسی کو تخت دہلی پر بٹھایا جائے۔

اس جگہ اس بات کا لکھنا بھی فائدہ سے خالی نہ ہو گا کہ میرے پروردگار صاحب و مرث یس میرزا غلام احمد نے ہجلی کی بیماری سے میں کے ساتھ اور عوارض بھی تھے ذوات پائی تھی۔ بیماری کے غلبہ کے وقت اطباء نے اتفاق کر کے کہا کہ اس مرض کے لئے اگر چند روز شراب کو استعمال کرایا جائے تو غالباً اس سے فائدہ ہو گا مگر حیرات نہیں دیکھتے تھے کہ اُن کی خدمت میں

بہار

مخالفت پندرہ ماہ کے اندر مر جاوے گا۔ یعنی جو شخص فریقین سے راستی پر نہیں ہے پندرہ ماہ کے اندر  
بسنائے موت ہادیہ میں گرایا جاوے گا۔ کتاب جنگ مقدس چھاپ شدہ پیش کرتا ہوں۔ اور جس جگہ  
مرزا صاحب نے یہ پیش گوئی لکھی ہے نشان ۵ کرویا ہے۔ بعد ازیں لوگوں کے خیالات عبداللہ  
آتھم کی طرف تھے۔ عبداللہ آتھم ضعیف آدمی تھا۔ بہت سے آدمی عبداللہ آتھم کی تیمارداری پر  
تھے۔ عبداللہ آتھم پر بہت حملے کئے گئے جس سے اس کو اپنے مکان کی تبدیلی کرنی پڑی۔ وہ  
امر تسر سے لدہ مانہ اور لدہ مانہ سے فیروز پور گیا۔ پیش گوئی کے آخری دو ماہ میں عبداللہ آتھم  
کی خاص نگرانی بذریعہ پولس کرائی گئی۔ دن رات خاص حملہ جو کیا گیا ایک امر تسر میں ہوا تھا یعنی  
ایک سانپ (کوبرا) ایک برتن میں بند کر کے ایک شخص پادری عبداللہ آتھم عیسائی کے مکان  
میں ڈال گیا۔ گوہم نے خود نہیں دیکھا۔ مگر یہ امر سچ ہے کہ وہ سانپ مارا گیا تھا۔ اور عام لوگ  
کہتے تھے۔ مسٹر آتھم نے بھی ہمیں اطلاع دی ہے کہ ایسا ہوا۔ فیروز پور میں دو دفعہ عبداللہ آتھم  
کی طرف بندوق چلائی گئی۔ اور ایک مرتبہ عبداللہ آتھم کے سونے کے کمرہ کا دروازہ توڑا گیا۔

عرض کریں۔ آخر بعض نے ان میں سے ایک نوم تقریر میں عرض کر دیا۔ تب انہوں نے کہا کہ اگر  
خدا تعالیٰ کو شفا دینا منظور ہو تو اس کی پیدا کردہ اور بھی بہت سی دوائیں ہیں جن میں نہیں چاہتا  
کہ اس پلید چیز کو استعمال کر دیں اور میں خدا کے فضل و قدر پر راضی ہوں۔ آخر چند روز کے بعد

چہ اگر واقعی میاد کے اندر میں حملہ ہماری طرف سے ہوئے تھے تو کیا خیال میں آسکتا ہے کہ آتھم اور اس کے عزیز و اقارب  
میں جنوں کے ایسے چپ ہتھ کے ذرائع کرتے اور ذرا خبر دل میں سمجھاتے اور وہ ہمیں ضمانت کے لئے طلب کر دے مگر  
میرزا گفٹہ نے کے بعد اس وقت شروع کیا کہ جب آتھم کے ڈر جانے کے بارے میں پانچ ہزار اشتہار ہماری طرف  
سے نکلا تو کوئی بھانا ہاتھ آجائے۔ مگر ہمارے اشتہار سے پہلے آتھم کی طرف سے کوئی تحریر شائع ہوئی ہے تو  
وہ پیش کرنی چاہئے۔ آتھم میرزا کے اندر جب کہ اس پر حملے ہوئے تھے کیوں ٹپ رہا۔ اور پھر میرزا  
کے بعد ہمارے اشتہارات سے پہلے کیوں اس کے منہ پر قفل لگا رہا۔ حاضرین جانتے ہیں کہ جبر گوئی  
کو سنتے ہی آثار خوف اس پر ظاہر ہو گئے تھے۔ منہ



مرزا غلام احمد دولت مند آدمی ہے۔ وہ ہمیشہ اپنے دعاوی کے بطلان کرنے کے واسطے بڑی بڑی رقیس بشرطیہ لکھتے ہیں چنانچہ اشتہار معیار والاخبار میں پانچ ہزار انعام کا وعدہ انہوں نے لکھا ہے۔ مجھ کو علم ہوا ہے کہ وہ بہت روپیہ اپنے پیروان سے حاصل کرتا ہے۔ ڈاکخانہ کی معرفت اس کو بہت روپیہ حاصل ہوتا ہے۔ عبد اللہ آتھم کی زندگی پر حملے جو ہوئے وہ عام طور پر مرزا صاحب کی طرف منسوب کئے گئے۔ اخباروں میں اسی طرح درج ہوتا رہا مگر مرزا صاحب نے کبھی ان کی تردید نہیں کی بلکہ ایک طرح پر خوش منانی اور یہ اظہار کیا کہ عبد اللہ آتھم

۱۔ کس قدر مزاح دردغ ہے کہ میری طرف سے حملوں کی کوئی تردید نہیں ہوئی میں نے تو ہوا اشتہارات اور تین ضخیم کتابیں اسی فرض سے شائع کیں کہ اگر میری طرف سے حملے ہوئے ہیں تو آتھم میرے پر عدالت میں ناش کو سے یا قسم کھائے۔ بلکہ اگر کس کے پوری کرنے کے لئے قسم کھانے پر مجاہد ہزار روپیہ دینا بھی کیلئے اس سے زیادہ اس لیے ہووے اور بے اصل الزام کی اور کیا تردید کی جاتی آتھم تو ایسا چپ ہوا کہ کوئی ثبوت پیش نہ کر سکا یہاں تک کہ میرے دوسرے الہام کے موافق قوت ہو گیا۔ عجیب بات ہے کہ میرا پیشگوئی کہ اندر تین حملے ہوئے پہلے اور آتھم ایسے وقت چپ رہے کہ جب شور و غوغا کرنا نہ ہو فرض تھا اور پھر میرا دے بعد بھی میرے اشتہارات کے شائع ہونے تک چپ رہے۔ اور جب اس کو پیش گوئی سے ترسان لڑنا ہونے پر بار بار ملزم کیا جائے تو اس وقت تین حملے پیش کئے جائیں۔ اور پھر قسم کے لئے جانے کے وقت بھاگ جائے کہ کھائے مذہب میں منہ ہے۔ اور نہ ناش کرے۔ افسوس پادری صاحبوں کی یہ دیانت ہے۔ ڈاکٹر کلارک اور وارث الدین وغیرہ نے عدالت میں قسم کھا کر اس عقیدہ کو بھی حل کر دیا کہ آتھم کا قسم سے انکار کرنا محض نیت پر مبنی تھا یا فساد نیت پر یہ بھی یاد رہے کہ آتھم کو ڈرتے رہنے کا تو اقرار تھا اور متوقع طلب یہ امر تھا کہ وہ خوف پیش گوئی سے تھا یا حملوں سے۔ سو آتھم نے قسم نہ کھانے اور ناش نہ کرنے اور چپ رہنے سے ثابت کر دیا کہ وہ خوف محض پیش گوئی سے تھا۔ ورنہ دشمن ایک حملہ پر بھی چپ نہیں رہ سکتا۔ چہ جائیکہ تین حملے ہوں۔ پیش گوئی سے ڈرتے رہنے کا تو اقرار ثبوت ہے کہ آتھم نے نہ ناش کی نہ قسم کھائی اور نہ میرا دے اندر اشتہار سے پہلے کچھ شائع کیا لیکن تین حملوں کا ثبوت ہے چکا بلکہ ثبوت اس کی گردن پر تھا۔

اسی مرض سے انتقال فرمائے۔ موت تو مقدمہ تھی مگر یہ ان کا طریقہ تو نے ہمیشہ کے لئے یادگار رہا کہ موت کو شراب پر اختیار کر لیا۔ موت سے بچنے کے لئے انسان کیا کچھ نہیں کرتا لیکن انہوں نے مصیبت کرنے سے موت کو بہتر سمجھا۔ افسوس ان بعض نوازل اور امیروں اور رئیسوں کی حالت

۱۷۱

اندر سے مسلمان ہو گئے تھے۔ مرزا صاحب اپنے آپ کو مسیح موعود کہتے ہیں۔ اُن کا مدعا یہ ہے کہ ایک قسم کا خوف عام پیدا ہووے۔ اور مسیح موعود ہونے کے دعوے سے لوگوں کے دلوں میں رعب قائم کرے اور لوگ اس دعوے کو مان لیں۔ مرزا صاحب نے یہ حصہ بیان کیا اور کتاب جنگ مقدس میں جو الہامی فقرات صفحہ ۱۶۱ پر درج ہیں وہ میری طرف سے ہیں۔ اور اکتہار B میں جو پانچجز کا دعوہ ہے وہ بھی میری طرف سے ہے اور کتاب شہادۃ میں صفحہ ۱۸۸ پر جو پیشگوئیوں کا ذکر ہے وہ قریباً میرے الفاظ ہیں (کتاب شہادۃ میں پیشگوئیاں موت کی تین مذاہب کے واسطے کی گئی ہیں۔ ایک احمد بیگ کے داماد کی نسبت مسلماناں سے۔ دوسرے لیکھرام پشاور کی نسبت ہندوؤں سے اور تیسرے عبداللہ اتھم کی نسبت عیسائیوں سے جس سے مرزا صاحب کی مراد ڈرنے کی تھی۔ میں عبداللہ اتھم کی حفاظت کا انتظام کرتا رہا اور جب

پر کہ اس چند روزہ زندگی میں اپنے خدا اور اس کے احکام سے بھلی لا پرواہ ہو کر اور خدا تعالیٰ سے سادے علاقے توڑ کر دل کھولی کر ارتکاب معصیت کرتے ہیں اور شراب کو پانی کی طرح پیتے ہیں اور اس طرح اپنی زندگی کو نہایت پلید اور ناپاک کر کے اور عمر طبعی سے بھی محروم رہ کر اور بعض ہولناک عوارض میں مبتلا ہو کر جلد تر مر جاتے ہیں اور آئندہ نسلوں کے لئے نہایت نصیحت نمونہ چھوڑ جاتے ہیں۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب میرے پردادا صاحب فوت ہوئے تو بجائے ان کے میرے دادا صاحب یعنی مرزا عطاء محمد فرزند رشید اُن کے گدی نشین ہوئے۔ ان کے وقت میں خدا تعالیٰ

۱۔ میرزا شجاع نسب اس طرح ہے:۔ میرزا محمد قلام احمد ابن مرزا غلام غفران ابن مرزا عطاء محمد صاحب ابن مرزا محمد صاحب ابن مرزا فیض محمد صاحب ابن مرزا محمد قلام صاحب ابن مرزا محمد قلام صاحب ابن مرزا الدین صاحب ابن مرزا جعفر بیگ صاحب ابن مرزا محمد بیگ صاحب ابن مرزا عبدالباقی صاحب ابن مرزا محمد سلطان صاحب ابن میرزا ہادی بیگ صاحب مورث اعلیٰ۔



ہمارے برخلاف ہو گئے۔ جب محمد دوست خاں عیسائی ہوا اس کو مسلمانوں نے پوچھا کہ مرزا صاحب کی پیشگوئی آتھم صاحب کی بابت پوری کرنے آئے ہو۔ یہ بات خلوت میں انہوں نے پوچھی تھی پیشگوئی جو نسبت احمد بیگ کے داماد کے ہوئی وہ پوری نہیں ہوئی۔ پیشگوئی جو عیسائیوں سے آتھم صاحب کی بابت تھی وہ بھی پوری نہیں ہوئی۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ مرزا صاحب کی عزت اور آمدنی میں خرق آیا۔ دوکان اس کی بند ہو گئی اور لوگ ٹھٹھا کرنے لگے۔ اب صرف یہ پیشگوئی برخلاف ہندوؤں کے باقی رہی تھی کچھ عرصہ گزرا ہے کہ لیکچرارم قتل کیا گیا جس کے مرنے سے عام آگ ملک میں

چہ یہ پیشگوئی بھی ختم تھی جس کا ایک حصہ پورا ہو گیا یعنی احمد بیگ میعاد کے اندر فوت ہو گیا اور اس کے مرنے پر اس کے عزیزوں نے نہایت درجہ خافت اور ترساں ہو کر شرط کو پورا کیا اور ضرورت تھا کہ شرط کے مطابق ظہور میں آتا مگر یہ بھی ضرور ہے کہ دلوں کے سخت ہونے پر خدا کے اصل ارادہ کی پیش گوئی کے مطابق تکمیل ہو جائے جیسا کہ آتھم کی پیش گوئی میں شرط بھی پوری ہوئی اور آخر موت کی سزا بھی اسی شخص سادی کی سادی پیش گوئی پوری ہوئی۔ منجلا

چہ یہ کہنا کہ آتھم کی نسبت پیش گوئی پوری نہیں ہوئی سچائی کا ثبوت کرنا ہے۔ آتھم نے آپ اپنے قول اور فعل سے ثبوت دے دیا کہ وہ پیش گوئی کے اثر سے ڈٹا ہوا اس لئے ضرور تھا کہ الہامی شرط سے فائدہ اٹھاتا پھر دوسرا الہام یہ تھا کہ وہ بعد اختلاف شہادت جلد فوت ہو جائے گا۔ سورہ فوت ہو گیا اب دیکھو کسی صفائی سے یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ منجلا

آدنی اور اس قدر چوڑی تھی کہ تین جھکڑے آسانی سے ایک دوسرے کے مقابل اس پر جا سکتے تھے۔ اور ایسا ہوا کہ ایک گروہ سکھوں کا جو رام گرو صاحب کہلاتا تھا۔ اول فریب کی راہ سے اجازت لے کر قادیان میں داخل ہوا اور پھر قبضہ کر لیا۔ اس وقت ہمارے بزرگوں پر بڑی تباہی آئی اور ہمارا شیل قوم کی طرح وہ اسیروں کی مانند پکڑے گئے اور ان کے مل و ستار سب لوٹی گئی۔ کئی مسجدیں اور عمدہ عمدہ مکانات مسار کے لئے اور جہالت اور تعصب

۱۵۶

لگا دی۔ حالات قتل کے عجیب ہیں۔ قاتل نے اپنے آپ کو ہندو ظاہر کیا اور کہا کہ میں مسلمان ہو گیا تھا اور اب پھر ہندو ہونا چاہتا ہوں۔ اس نے اپنا سوخ اور اعتبار لیکھرام کے ساتھ پیدا کیا۔ اور یہ واقعہ قتل اس کے چند ہفتے بعد ظہور میں آیا۔ یہ قتل عام طور پر نسبت مرزا غلام احمد کے قریباً مقسوب کیا جاتا ہے۔ میں ایک کتاب معنفہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی پیش کرتا ہوں حروف E جس میں وہ مرزا صاحب کو اس قتل کا الزام لگاتے ہیں\* (میں نے مرزا صاحب کچھ کچھ کتاب حروف E کو دیکھا ہے) مرزا صاحب نے ۴ مارچ ۱۸۹۷ء کو ایک بل ضیاء الاسلام پر لیس قادیان شائع کیا جو اس امر پر بڑا زور دیتا ہے کہ ہم کو خبر تھی کہ لیکھرام ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو ۶ بجے شام کے مارا جاسے گا۔ مگر واقعہ کے بعد یہ بل شائع کیا گیا تھا اور کہ یہ امر ہماری پیشگوئی کے مطابق تھا (جواب مرزا صاحب

نوٹ: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد حسین نے غلط کارکردگی کیا اور لیکھرام کا قاتل ہی شخص ہے لہذا اللہ تعالیٰ عذاب دینا

سے باغوں کو کاٹ دیا گیا اور بعض مسجدیں جن میں سے اب تک ایک مسجد سکھوں کے قبضہ میں ہے دھرم سال لینے سکھوں کا مسجد بنایا گیا۔ اس دن ہمارے بزرگوں کا ایک کتب خانہ بھی جلایا گیا جس میں سے پانسو نسخہ قرآن شریف کا تکی تھا جو نہایت بے ادبی سے جلایا گیا اور آخر سکھوں نے کچھ سوچ کر ہمارے بزرگوں کو نکل جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ تمام مرد و زن پھلندوں میں بٹھا کر نکالے گئے اور وہ پنجاب کی ایک ریاست میں پناہ گزین ہوئے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد ان ہی دشمنوں کے منصوبے سے میرے دادا صاحب کو زہر دی گئی۔ پھر رنجیت سنگھ کی سلطنت کے آخری زمانہ میں میرے والد صاحب مرحوم مرزا غلام مرتضیٰ قادیان میں واپس آئے اور مرزا صاحب موصوف کو اپنے والد صاحب کے دیہات میں سے پارچ گاؤں واپس لے گئے کیونکہ اس عرصہ میں رنجیت سنگھ نے دوسری اکثر چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو دیا کر ایک بڑی ریاست اپنی بنالی تھی۔ سو ہمارے تمام دیہات بھی رنجیت سنگھ کے قبضہ میں آ گئے تھے اور لاہور سے لے کر پشاور تک اور دوسری طرف لودھیانہ تک اس کی ملکداری کا سلسلہ

۱۷۵

ہم نے پہلے سے یہ تمام پیش گوئی کی ہوئی تھی اور اس کے حوالہ سے الہامی طور پر ہمارا دیا ہوگا قتال کبھی نہیں ملے گا۔ یہ امر مرزا صاحب نے کہا تھا: عام مشہور ہے۔ ہمارا قیاس یہ ہے کہ لیکھرام کا قاتل بھی قتل کیا گیا ہے۔ جو کاغذات اس بارے میں ہمارے پاس تھے وہ سرکار میں ہم نے بھیج دئے تھے۔ اور ایک اور وجہ ہم کو ایذا پہنچانے کے واسطے یہ تھی کہ جب سے مشر عبداللہ اتھم انتقال کر گئے صرف میں ہی اس مباحثہ کے متعلق ایک سرگرم رہ گیا ہوں۔ اور مرزا صاحب ہر طرح سے ہم کو حقارت کی نظر سے دیکھتا اور ہماری نسبت و اہلیات طرفہ اختیار کر رکھا ہے سبب یہی قلم اور زبان کو قابو میں نہیں رکھا ہوا۔ چنانچہ مرزا صاحب نے ایک کتاب انجام اتھم شائع کی جو ہر قسم کی ہزلیات سے پُر ہے اور اس کتاب میں صفحہ ۴۴ پر اس قدر جرات کی ہے کہ ہمارے حق میں لکھا ہے کہ مقابلے کے واسطے آؤ۔ اس کتاب پر حوت کا لگایا گیا (مرزا صاحب)۔ تسلیم کیا کہ واقعی یہ کتاب ہم نے شائع کی تھی۔ مرزا صاحب۔ مجھ کو الہامی طور پر خبر دی گئی تھی کہ دیانند مرزا دیلا اور یہ خبر قبل از وقت دی گئی تھی اور بعض آریہ لوگوں کو علم تھا۔ میں نے بعض کو اطلاع کر دی تھی۔ لیکھرام کے مرنے سے قریب پانچ سال پہلے میں نے اس کے مرنے کی اطلاع دی تھی۔ سرسید احمد خان کی بابت میں نے پیش گوئی کی تھی کہ اُس پر آفت آئے گی۔ احمد بیگ اور اس کی لڑکی کے بارے میں اور داماد کے بارے میں میں نے پیش گوئی کی تھی۔ مولوی محمد حسین بٹالوی کی بابت ہم یوم کے مرنے یا تکلیف کی بابت کوئی پیش گوئی نہیں کی۔ انجینکارات مشہر ۱۳۱۵ صفحہ ۴۰۔ ۲۔ عبداللہ اتھم کی بابت۔

۴۔ یہ بالکل جھوٹ ہے ایسا لفظ کبھی میرے منہ سے نہیں نکلا۔ منہ

بھلا

بھیل گیا تھا غرض ہماری پُرانی ریاست خاک میں مل کر آخر پانچ گڑوں ہاتھ میں رو گئے۔ پھر بھی بھلا پرانے خاندان کے میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ اس نواح میں ایک مشہور رہیں تھے۔ گورنر جنرل کے دربار میں بزمہ کر سی نشین رئیسوں کے ہمیشہ بلائے جاتے تھے۔ انہوں نے سرکار انگریزی کی خدمت گزاری میں پچاس گھوڑے مع پچاس

عبداللہ آتھم صاحب کو ایک ہزار انعام کا وعدہ دیا گیا تھا۔ شرط یہ طور پر (تسلیم کیا گیا)۔ ۱۷۱  
عبداللہ آتھم صاحب کو دو ہزار روپیہ کے انعام کا وعدہ دیا گیا۔ ۱۷۲ ایضاً تین ہزار ایضاً۔ ۱۷۳  
ایضاً چار ہزار ایضاً۔ ۱۷۴ انجام آتھم شائع کیا گیا (تسلیم ہوا) ۱۷۵ انجام آتھم میں مرزا صاحب نے  
پیش گوئی کی تھی کہ ۹۴ مولوی اور ۶۸ چھاپہ والے اگر ہمارے پر ایمان نہیں لادیں گے تو مر جائیں گے  
(مرزا صاحب نے اس کو تسلیم نہیں کیا)۔ ۱۷۶ اس پیش گوئی میں لیکچرام کے مرنے کی بابت وہ لوگوں  
کو بتلاتے ہیں کہ مہا بلہ کریں (تسلیم کیا گیا)۔ ۱۷۷ گنگا بشن کو مہا بلہ کے واسطے بلایا گیا (تسلیم کیا گیا)  
۱۷۸ مولوی محمد حسین بنالوی کو مہا بلہ کے واسطے بلایا گیا (تسلیم کیا گیا)۔ ۱۷۹ رائے چند سنگھ کو مہا بلہ  
کے واسطے بلایا گیا (تسلیم کیا گیا)۔ ۱۸۰ پیشگوئی بابت مرنے لیکچرام کی۔ (تسلیم کیا گیا)۔ ۱۸۱ نسبت

سواروں کے اپنی گرہ سے خرید کر دئے تھے اور آئندہ گورنمنٹ کو اس قسم کی مدد کا عند الضرورت  
وعدہ بھی دیا۔ اور سرکار انگریزی کے حکام وقت سے جلد دے فدیات عمدہ عمدہ چٹھیاں  
نوشتر و دیواریں ان کو ملی تھیں۔ چنانچہ سر پیل گریفن صاحب نے بھی اپنی کتب تاریخ و سیاسیات  
پنجاب میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ غرض وہ حکام کی نظر میں بہت ہر و خیز تھے۔ اور بسا اوقات  
ان کی دلجوئی کے لئے حکام وقت ڈپٹی کمشنر کمشنران کے مکان پر ان کے ملاقات کرتے  
تھے۔ یہ مختصر میرے خاندان کا حال ہے میں فروری نہیں دیکھتا کہ اس کو بہت طول دوں۔  
اب میرے ذاتی سوانح پر میں کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں  
کے آخری وقت میں ہوئی ہے اور میں ۱۸۵۶ء میں سولہ برس کا یا سترہویں برس میں تھا۔  
اور بھی دیش و بردت کا آغاز نہیں تھا۔ میری پیدائش سے چھ سال پہلے والد صاحب نے  
بڑے بڑے معاصیہ دیکھے۔ ایک دفعہ ہندوستان کا پیادہ پا میر بھی کیا۔ لیکن میری پیدائش

نوٹ: میں تو ام پیدا ہوا تھا ایک لڑکی جو میرے ساتھ تھی وہ چند دن کے بعد فوت ہو گئی تھی۔ میں  
خیال کرتا ہوں کہ اس طرح پر خدا تعالیٰ نے انہی کا مادہ مجھ سے بچی الگ کر دیا۔ منجھ

شیخ مہر علی کے دھکی دی گئی کہ اگر وہ بیعت نہ کرے تو عذاب اس پر نازل ہوگا (تسلیم نہیں کیا گیا) پیٹگوٹیاں مذکورہ بالا (دستی تحریر شدہ) کاغذ ۱۷۷۱ میں درج ہیں جو عدالت میں داخل کیا گیا ہے لیکھرام کے قتل کے بعد ہکو مخفی طور پر آگاہ کیا گیا کہ ہم کو خبردار رہنا چاہئے مبادا مرزا صاحب نقصان پہنچائے۔ ایک اشتہار میں مرزا صاحب نے یہ لکھا تھا کہ کچھ حصہ کفر کا مٹ گیا ہے اور کچھ حصہ جلد مٹنے والا ہے۔ یہ فقرات جو ہیں ان کی بابت میرا خیال ہے کہ جو حصہ کفر کا مٹ گیا ہے وہ لیکھرام کی بابت ہے اور جو باقی ہے وہ میری نسبت ہے اور اس لئے میں نے سرکار میں اطلاع دی تھی۔ اشتہار وغیرہ جو میرے پاس آتے ہیں وہ ہمیشہ قاعدیان سے آتے ہیں۔ حالانکہ میں نہ چندہ دیتا ہوں اور نہ کوئی تعلق ہے۔ بعد مناظرہ کے ہماری خط و کتابت چند عرصہ تک رہی۔ اور پھر بعد ازیں ہر طرح سے ہم نے خط و کتابت وغیرہ کا مرزا صاحب سے قطع تعلق کر دیا۔ ستر ماہ گزشتہ سے ہم نے کوئی اشتہار وغیرہ مرزا صاحب کی طرف سے وصول نہیں پایا۔ جس سے میرا خیال ہے کہ وہ یہ سمجھے کہ میری طرف سے وہ غافل ہیں۔ ۱۶ جولائی ۱۷۷۱ء کو ایک شخص جو ان عمر میرے پاس آیا اور اس نے عیسائی ہونے کی درخواست کی۔ اُس نے اپنا نام

کے دلوں میں اُن کی تنگی کا زمانہ فراخی کی طرف بدل گیا تھا۔ اور یہ خدا تعالیٰ کی رحمت ہے کہ میں نے ان کے مصائب کے زمانہ سے کچھ بھی حصہ نہیں لیا۔ اور نہ اپنے دوسرے بزرگوں کی سیات اور ملک دہری سے کچھ حصہ پایا بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح جن کے ہاتھ میں صرف نام کی شہزادی بوجہ داؤد کی نسل سے ہونے کی تھی اور ملک دہری کے اسباب سب کچھ کھو بیٹھے تھے ایسا ہی میرے لئے بھی بھگتن یہ بات حاصل ہے کہ ایسے رئیسوں اور ملک داروں کی اولاد میں سے ہوں۔ شاید یہ اس لئے ہوا کہ یہ مشابہت بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ پڑی ہو۔ اگرچہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ میرے لئے سر رکھنے کی جگہ نہیں مگر تاہم میں جانتا ہوں کہ وہ تمام صفت ہمارے اجداد کی ریاست

۱۷۷۱





کیونکہ بٹالہ اور گوردکپور میں مشنری صاحب موجود ہیں اور نہ اس نے کوئی خاص وجہ بتلائی کہ وہ کیوں خاص کر میرے پاس آیا ہے۔ جب کہ اور بھی مشنری صاحب موجود ہیں۔ اس نے صرف یہ کہا کہ اتفاقاً ایک شخص کے آپ کی کوٹھی بتلانے پر آیا ہوں جب ہم نے اُس سے پوچھا کہ تم نے کراہی ریل کا کہاں سے لیا تو وہ بتلانہ سکالوں باتوں پر ہماری خاص توجہ غور کے واسطے ہوئی اور غور طلب معاملہ بننے سمجھا اور یہ میرے دل میں گذر کہ اس کے بیانات لیکھرام کے قاتل کے بیانات سے عجیب تشبیہ رکھتے ہیں۔ پس ہم نے اس کی طرف خاص دھیان رکھا۔ پس اس سے گفتگو کر کے ہم نے قصد مذکور کیا۔ اس شخص نے واقفیت دین عسری سے ظاہر کی ہم نے پوچھا کہاں سے یہ واقفیت حاصل کی۔ اس نے کہا کہ قادیان میں ایک عیسائی بٹالہ کا رہتا ہے جو مسلمان ہو کر مرزا صاحب کے یہاں رہتا ہے نام اس کا سائیاں ہے۔ اس کے پاس انجیل مقدس تھی اور مطالعہ کیا کرتا تھا جہاں سے مجھے شوق و رغبت ہوئی۔ میں نے اس فوجوان کو مہاں سنگمہ گیلٹ والے شفا خانہ میں بھیج دیا۔ کہ وہاں طالب علموں کے پاس رسچے اور تعلیم پائے۔ اور ہم نے اس کو بولتوں کے صاف کرنے وغیرہ کا کام دیا۔ قریباً پانچ چھ یوم تک وہ اس جگہ رہا۔ اول اس میں قابل توجہ یہ بات تھی کہ وہ مرزا صاحب

اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فدی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا۔ جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الہی تھا۔ اور جب میری عمر تقریباً دس برس کے ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدا تعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی اس لئے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے۔ وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو ان سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب چند سال پڑھنے کا

کے حق میں بہت ہی برا بکھتا تھا۔ دوسرے وہ بپتسمہ لینے کی از حد خواہش رکھتا تھا۔ اور سوم وہ بلاوجہ اور بلاطلبی ہمارے کو ٹھٹھی پر آکر گشت اور سیر اور ملاقات چاہتا تھا۔ اور باوجودیکہ طے سال کی عمر میں وہ محمدی ہوا تھا۔ اپنی گوت (برہمن) سے ناواقف تھا اور ناکلوں سے ناواقف تھا۔ اور مختلف اشخاص سے مختلف قسم کی اپنی نسبت کہانی بیان کی۔ مثلاً ایک شخص سے اُس نے اپنے دوست المیر داس نام کو بجائے کر پارام کے بتلایا۔ بعد انقضائے پانچ روز ہم نے اپنے اسپتال واقع بیاس پر اُسے بھیج دیا۔ وہاں بھی میرے طالب علم پڑھتے ہیں جاتے ہی اس نے ایک خط مولوی نور الدین کے نام جو میرزا صاحب کا داجنہ ہاتھ کا فرشتہ ہے لکھا۔ یہ اسی شخص کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ خط اُس نے لکھا ہے۔ مطلب اس خط کا یہ تھا کہ میں عیسائی ہونے لگا ہوں آپ روک سکتے ہیں تو روک لیں۔ یہ مطلب بھی اُس کی زبانی ہی معلوم ہوا تھا اور دیگر شہادت بھی ہے۔ باعث خط لکھنے کا یہ تھا کہ ہم نے اس کو کہا تھا۔ کہ یہ بہتر نہ ہوگا کہ ہم مرزا صاحب کو لکھیں کہ یہ شخص عیسائی ہونا چاہتا ہے۔ کل کو یہ نہ کہیں کہ تم اُن کے چور ہو۔ اس نے کہا کہ نہیں میں خود ہی خط لکھتا ہوں۔ اور اس نے خط لکھ کر بیرنگ ڈاک میں ڈالا۔ اور مجھے خط کے ذریعہ سے خط لکھنے سے منع کیا تھا جب تک میرے بپتسمہ کا وقت ہو۔ وہ خط

اتفاق ہوا۔ ابن کا نام گل علی شاہ تھا۔ ابن کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں بھیجے کے لئے مقرر کیا تھا۔ اور ابن آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے خود راضی اور منقذ اور حکمت وغیرہ علوم مردودہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب پر عین اذرعہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے اور ابن دونوں ہی مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا۔ میرے والد صاحب مجھے بار بار یہی ہدایت کرتے تھے کہ کتابوں کا مطالعہ کم کرنا چاہئے کیونکہ وہ نہایت بھروسے سے ڈرتے تھے کہ صحت میں فرق نہ آوے اور نیز اُن کا یہ بھی مطلب تھا کہ میں اس شغل سے الگ

۱۸۱

ہمارے پاس ہے اور ہم پیش کریں گے۔ پھر ہم نے اس نوجوان لڑکے کے حالات کی بابت دریافت کرنا شروع کیا۔ ایک آدمی بٹالہ میں دریافت کے واسطے بھیجا گیا۔ اس آدمی کا نام مولوی عبدالرحیم ہے۔ اس نے بٹالہ کے متعلق حالات عبدالحمید کے محض ٹھوٹے پائے۔ ذرا بھر بھی اس میں سچ نہ تھا۔ تب مولوی عبدالرحیم سیدہ قادیان میں مرزا صاحب کے پاس پہنچا اور مکان پر پہنچ کر اس نے دریافت کیا کہ آیا کوئی شخص عبدالحمید نام یہاں پر ہے۔ ایک لڑکا وہاں تھا۔ اُس نے کہا کہ ہاں تھا مگر مرزا صاحب کو گالیاں دے کر چلا گیا ہے۔ پھر مولوی عبدالرحیم مرزا صاحب کے پاس گیا اور دریافت پر کہا کہ میں عیسائی ہوں۔ اور عبدالحمید کی بابت دریافت کیا۔ مرزا صاحب نے کہا کہ وہ بھرتا ہے۔ پیدا انشی مسلمان ہے اور اس کا پیدائشی نام عبدالحمید ہے اور وہ مولوی برہان الدین جہلمی کا بھتیجا ہے۔ وہ دادپنڈی میں عیسائی ہوا تھا اور یہاں قادیان میں آکر پھر مسلمان ہو گیا تھا۔ اور چند عرصہ محنت لوکری اٹھا کے کرتا رہا۔ اور قریباً سات آٹھ یوم سے یہاں سے چلا گیا ہے۔ اور یہ عرصہ اُس عرصہ سے مطابق ہے جب وہ ہماری کوٹھی پر آیا تھا۔ اور آخر کار مرزا صاحب نے کہا کہ اس کی اچھی طرح خاطر مدارات کرو اور خوراک پوشاک عمدہ دو تو وہ تمہارے پاس نہ رہے گا۔ پھر ہم نے جہلم سے دریافت کیا وہاں سے ہم کو معلوم ہوا کہ اس نوجوان آدمی کا نام

ہو کہ ان کے غم و ہجوم میں شریک ہو جاؤں۔ آخر ایسا ہی ہوا میرے والد صاحب اپنے بعض آباد اجداد کے دیہات کو دوبارہ لینے کے لئے انگریزی عدالتوں میں مقدمات کر رہے تھے۔ انہوں نے ان ہی مقدمات میں مجھے بھی لگایا اور ایک زمانہ دراز تک میں ان کاموں میں مشغول رہا مجھے انہوں سے کہ بہت سادقت حزیں میرا ان بیہودہ جھگڑوں میں ضائع کیا اور اس کے ساتھ ہی والد صاحب موصوف نے زمینداری امور کی نگرانی میں مجھے لگا دیا۔ میں اس طبیعت اور فطرت کا آدمی نہیں تھا اس لئے اکثر والد صاحب کی ناراضگی کا نشانہ رہتا رہا۔ اُن کی ہمدردی اور مہربانی میرے پر نہایت درجہ پر تھی مگر وہ چاہتے تھے کہ دنیا داروں کی طرح مجھے رُخوت سنو

۱۸۲

عبدالحمید نہیں ہے اور کہ اس کا والد مر گیا ہے۔ اس کی ماں نے اس کے ایک چچا سے نکاح کر لیا ہے۔ اور دوسرا چچا اور خاندان کا بڑا میسر مولوی برہان الدین ہے جو مولوی برہان الدین غازی کے نام سے مشہور ہے۔ وہ قوم کے لکھڑے ہیں۔ برہان الدین مع اپنے کل خاندان کے نہایت ہی بچے محمدی ہیں۔ برہان الدین مجاہدین میں سے ہے۔ میرا مطلب ہے کہ جو مجاہدین سرحد سے باہر ہیں ان سے اس کا واسطہ تعلق رہا ہے اور وہ بڑا لادھڑک ہے۔ اگرچہ اب عمر رسیدہ ہے جہاں تک سنا ہے نیک معاش ضرور ہے اور نسبت سب خاندان خاص کر کے برہان الدین مرزا صاحب پر جاں نثار ہیں۔ نوجوان آدمی کی کچھ حقیقت قریباً للہ۔ بیگہ اور ارضی ہے اور کچھ تقدی بھی ہے جو بوقت وفات والدش اس کے بچوں کے قبضہ میں آیا۔ یہ تحقیقات محمد یوسف خاں نے کی تھی جو مرزا صاحب کا مرید سابق تھا اور خود بھی مجاہدوں کی بوریکتھا تھا اور برہان الدین کا دوست قدیمی تھا۔ اس کا خط ہمارے پاس ہے جو پیش کیا جاتا ہے۔ مگر ضرورت پیش کرنے کی نہیں ہے۔ اس نوجوان کو کبھی ہتہم نہیں دیا گیا تھا اور وہ نہایت وحشیانہ اور ناشائستہ زندگی بسر کرتا تھا۔ اور اس نے اپنے چچا کے لطف چوری کر کے شہوت پرستی میں خراب کئے تھے رات و دن وہ بدستوں عیاشوں اور رندوں بازوئوں میں بھرتا رہتا تھا۔ پھر ہم نے اس کے عیسائی ہونے کے متلاشی ہونے کی بابت گجرات سے دریافت کیا بذات خود ہم نے دریافت کیا تھا۔

اور میری طبیعت اس طریق سے سخت بیزار تھی۔ ایک مرتبہ ایک صاحب کاشنر نے قادیان میں آنا چاہا۔ میرے والد صاحب نے بار بار مجھ کو کہا کہ ان کی پیشوائی کے لئے دو تین کو سب جانا چاہئے۔ مگر میری طبیعت نے نہایت کراہت کی۔ اور میں بیمار بھی تھا۔ اس لئے نہ جاسکا پس یہ امر بھی ان کی ناراضگی کا موجب ہوا اور وہ چاہتے تھے کہ میں دنیوی امور میں ہر دم غرق رہوں جو مجھ سے نہیں ہو سکتا تھا۔ مگر تاہم میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے نیک نیتی سے نہ دنیا کے لئے بلکہ محض ثواب اطاعت حاصل کرنے کے لئے اپنے والد صاحب کی خدمت میں

۱۸۲

معلوم ہوا کہ وہ گجرات کے ضلع مونگ کے ریلیٹ ورکس پر میٹ رہتا تھا اور روز منادی کے وقت اگر پادری صاحب یا عیسائیوں کو دق کرتا تھا اور اپنی بہن کے پاس جو کہو امیں رہتی تھی سکونت رکھتا تھا اور کہا کہ ایک روز میں انجیل پڑھتا تھا۔ ایک دن ہنوئی نے نکال دیا اور پادری صاحب کے پاس گجرات چلا آیا۔ ہماری دریافت کا نتیجہ یہ تھا کہ وہ لڑکا نہایت بدچلن اور مشکوک سا آدمی گجرات میں تھا۔ اور اس لئے زنا کاری کی علت میں گجرات سے مشن والوں نے نکال دیا تھا۔ کسی صورت سے اس کو عیسائی نہیں سمجھا جاتا تھا۔ بلکہ نہایت ہی برا محمدی سمجھا جاتا تھا۔ گجرات میں اس کی دوست بازاری عورتیں تھیں یا ایک شخص میراں بخش جو لاہا تھا جو مرزا صاحب کا سخت عقیدت مند مرید ہے۔ جب ہم نے یہ باتیں سنیں تو ہمارا اشتباہ مرزا صاحب کی نسبت اور زیادہ ہوا کہ وہ قادیان میں لوگری اٹھاتا رہتا تھا اور آخر کار گالیاں دے کر چلا آیا ہے جس کا اصل مدعا یہ ہے کہ اس امر کا اشتباہ نہ ہو کہ اس فوجوان کی مرزا صاحب سے سازش ہے اور مرزا صاحب جب مجھ سے دریافت کیا گیا تو جو معلوم تھا کہہ دیا تھا۔ ہم نے جرائم کے الزام کے اصول کا جو قانون ہے اس کی مطالعہ کیا ہے اور ہم کو معلوم ہے کہ بموجب اس علم کے جو شخص زنا پر آمادہ ہو اس کو قتل پر آمادہ کرنا آسان ہے۔ نیز ایسے اشخاص جن کو حورانی بہشت کی تمنا ہو اور ایسے فوجوان کو جن کو زنا کی لذت ہو قتل کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ یعنی ایسے

اپنے تئیں محو کر دیتا تھا۔ اور ان کے لئے دعا میں بھی مشغول رہتا تھا۔ اور وہ مجھے دلی یقین سے بڑا بالوالدین جانتے تھے اور بسا اوقات کہا کرتے تھے کہ میں صرت ترحم کے طور پر اپنے اس بیٹے کو دنیا کے امور کی طرف توجہ دلاتا ہوں ورنہ میں جانتا ہوں کہ میں اس کی توجہ یعنی دین کی طرف صبح اور چ بات ہی ہے۔ ہم تو اپنی عرضائے کر رہے ہیں ایسا ہی ان کے زیر سایہ ہونے کے ایام میں چند سال تک میری عمر کو اہمیت طبع کے ساتھ انگریزی ملازمت میں بسر ہوئی۔ آخر چونکہ میرا جہاد ہنا میرے والد صاحب پر بہت گراں تھا

بہت



اُس نے یہ بھی کہا کہ مولوی نور الدین کو اس سازش کا کچھ علم نہیں ہے اور نہ اُس نے کبھی کچھ اس بارے میں کہا تھا۔ پھر یہ اس کی زبانی ہم کو معلوم ہوا کہ اس نوجوان کے پیچھے دو آدمی اور پھرتے تھے اور ہمارا خیال لیکھرام کے قاتل کے نہ پائے جانے پر غور کر کے یہ تھا کہ وہ دو آدمی اسکو بھی مار ڈالیں گے بعد اس کے کہ وہ مجھے قتل کرے۔ اسلئے ہم نے بڑے خرچ و احتیاط سے اس نوجوان لڑکے کی جان کی حفاظت کی۔ ۳۱ جولائی ۱۹۰۷ء کو ہم اسکو پھر امرتسر لے گئے۔ اور حکام ضلع کو اطلاع دیا۔ پھر تحقیقات ہوئی جس کا ہم کو حال معلوم نہیں۔ ہم کو اندیشہ ہے کہ مرزا صاحب کی ایماء سے نقص امن ہونے کا احتمال ہے اور یہ مکواندیشہ ہے۔ کہ وہ اور بھی سازشیں کرنا چاہتا ہے۔ جو پیشگوئی مرزا صاحب نے ہماری نسبت کی ہو۔ وہ ہتک آمیز ہے اور ممکن ہے کہ ہماری طرف سے وہ نقص امن کرنا چاہتے ہیں کہ میں خود اُن بے عزتی کے الفاظ کو دیکھ کر نقص امن کروں۔ ہم کو اپنی حفاظت کا اکثر انتظام کرنا پڑتا ہے۔ چونکہ ہم ڈاکٹر ہیں۔ ہم کو اکثر اوقات ہر قسم کے اشخاص سے تعلق پڑتا ہے۔ اور اگر اس قسم کا اندیشہ لاحق حال رہے تو شاید نقص امن ہو جائے۔ ہمارے خیال میں آئندہ کیلئے

معروف پائیں۔ میں نے ملازمت پیشہ لوگوں کی جماعت میں بہت کم ایسے لوگ پائے کہ جو محض خدا تعالیٰ کی عظمت کو یاد کر کے اخلاق فاضلہ حتم اور گرم اور حققت اور تواضع اور انکسار اور خاکساری اور ہمدردی مخلوق اور پاک باطنی اور اکل حلال اور صدق مقال اور ہر ہر گاری کی صفت اپنے اندر رکھتے ہوں۔ بلکہ بہتوں کو تکبر اور بد چلنی اور لا پرواہی دین اور طمع طمع کے اخلاق رزیلہ میں شیطان کے بھائی پایا۔ اور چونکہ خدا تعالیٰ کی یہ حکمت تھی کہ ہر ایک قسم اور ہر ایک نوع کے انسانوں کا مجھے تجربہ حاصل ہو۔ اسلئے ہر ایک صحبت میں مجھے رہنا پڑا۔ اور بقول صاحب فتویٰ رموی وہ تمام آیام سخت کراہت اور درود کے ساتھ میں نے بسر کئے۔

من بہر جمعیتے نالالاں شدم ۛ جغت خوشالالاں ۛ بد حالالاں شدم



کوئی پیشگوئی جو میری نسبت نقصان یا موت وغیرہ کی کی جائے اسکو نقص امن تصور کیا جاوے۔  
 بیاس پر ایک زندہ سانپ پکڑا گیا تھا تو عبد الحمید نے بڑی منت اور زاری کی تھی کہ ڈاکٹر  
 صاحب نے حکم دیا ہے کہ جب سانپ کوئی پکڑا جائے تو ہمارے پاس لانا۔ حالانکہ ہم نے  
 کوئی ایسا حکم نہیں دیا تھا۔  
 دستخط حاکم

نقل بیان مشمولہ مقدمہ عدالت فوجداری باجلاس پاکستان ایم ڈبلیو گلاس صاحب پی ٹی کسٹمر بہادر ضلع گورداسپور

|              |             |           |            |
|--------------|-------------|-----------|------------|
| مرجوعہ       | فیصلہ       | نمبر رستہ | نمبر مقدمہ |
| ۹ اگست ۱۹۷۶ء | ذریعہ تجویز | از محکمہ  | ۳          |

سرکار بذریعہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلاک صاحب بنام مرزا غلام احمد قادیانی۔

دستخط حاکم  
 ۱۵/۸/۹۷

جرم ۱۰۰ ضابطہ فوجداری

تتمہ بیان ڈاکٹر کلاک صاحب باقر اصلح ۱۲ اگست ۱۹۷۶ء

پیشگوئی جو برخلاف سلطان محمد کے مسلمانوں سے کی گئی تھی اور عبد اللہ آتھم کی بابت جو عیسائیوں

ہر کسے از ظن خود شدید یا رمن : وزیر ورن من بخش امر از من

حضرت والد صاحب مرحوم کی خدمت میں پھر حاضر ہوا تو بدستور اُن ہی زمینداری کے کاموں  
 میں مصروف ہو گیا۔ مگر اکثر حصہ وقت کاقرآن شریف کے تدبر اور تفسیروں اور حدیثوں کے  
 دیکھنے میں صرف ہوتا تھا۔ اور بسا اوقات حضرت والد صاحب کو وہ کتابیں سنایا بھی  
 کرتا تھا اور میرے والد صاحب اپنی ناکامیوں کی وجہ سے اکثر مغموم اور ہجوم رہتے تھے۔  
 انہوں نے پیروی مقدمات میں ستر ہزار روپیہ کے قریب خرچ کیا تھا جس کا انجام آخر  
 ناکامی تھی۔ کیونکہ ہمارے بزرگوں کے دیہات قریب ہمارے قبضہ سے نکل چکے تھے۔  
 اور اُن کا واپس آنا ایک خیال خام تھا۔ اسی نامرادی کی وجہ سے حضرت والد صاحب  
 مرحوم ایک نہایت عمیق گرداب غم اور حزن اور اضطراب میں زندگی بسر کرتے تھے۔

۱۸۶

سے مرزا صاحب نے کی تھی وہ پوری نہ ہوئی۔ اور صرف پیشگوئی برخلاف لیکھرام کے جو ہندوؤں کے واسطے تھی باقی تھی۔ پیشگوئیوں کے پورا نہ ہونے کے واسطے مرزا صاحب کو آمدنی میں نقصان پہنچا۔ بعد مرگ لیکھرام کے مرزا صاحب نے ایک اشتہار (حرف ۱۱۷) جاری کیا جس میں وہ لیکھرام کے قتل کا ذکر کرتے ہیں (اشتہار پیش کیا گیا) ایک اور اشتہار جاری ہوا تھا (حرف ۱۱۸) مرزا صاحب کی طرف سے جس میں مرزا صاحب ————— ایک اور اشتہار پیش کیا جاتا ہے (حرف ۵) جس میں عبداللہ آتھم کے مرجائے پیشگوئی بابت صفائی سے تحریر ہو جانے کا مرزا صاحب نے ذکر کیا ہے۔ بسوال عدالت ایک خطا اور تسر سے عبدالحمید نے قادیان کی شخص کے نام

اور مجھے اُن حالات کو دیکھ کر ایک پاک تبدیلی پیدا کرنے کا موقع حاصل ہوتا تھا۔ کیونکہ حضرت والد صاحب کی تلخ زندگی کا نقشہ مجھے اُس بے لوث زندگی کا سبق دیتا تھا جو دنیوی کمزوریوں سے پاک ہو۔ اگرچہ حضرت مرزا صاحب کے چند دیہات ملکیت باقی تھے اور سرکار انگریزی کی طرف سے کچھ انعام بھی سالانہ مقرر تھا اور ایام ملازمت کی پیش بھی تھی۔ مگر جو کچھ وہ دیکھ چکے تھے اس لحاظ سے وہ سب کچھ بیچ تھا۔ اسی وجہ سے وہ ہمیشہ مغموم اور محزون رہتے تھے۔ اور بار بار کہتے تھے کہ جس قدر میں نے اس پلید دنیا کے لئے سعی کی ہے، اگر میں وہ سعی دین کیلئے کرتا تو شاید آج قطب وقت یا غوث وقت ہوتا اور اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے ۷

وہی کہ  
میں نے  
کے لئے  
کے لئے

چہ میں ابھی لکھ چکا ہوں کہ یہ دونوں پیشگوئیاں بڑی صفائی سے پوری ہو گئی ہیں۔ سلطان محمد بیٹے احمد بیگ کا جو داماد ہے اسکی نسبت جو پیشگوئی تھی ابھی احمد بیگ اس کا خسر بھی شامل تھا اور پیشگوئی میں شرط تو تھی چنانچہ احمد بیگ نے شوخی اور تکذیب پر اصرار کیا اسلئے مرزا صاحب کے اندر فوت ہو گیا دیکھو یہ پیشگوئی کیسی صفائی سے پوری ہوئی۔ رہا اُس کا داماد سوا احمد بیگ کی موت نے اُن سب پر لرزہ ڈال دیا اور لرزان اور ترساں ہو گئے۔ اسلئے خدا نے اسکے داماد سلطان محمد کو کسی اور وقت تک مہلت دیدی اور آتھم بھی الہامی شرط کی وجہ سے اور انحقائے شہادت بموجب ہمائے الہام کے مر گیا۔ پھر یہ کیسا ظلم جو کہ سچ کو جھوٹ سمجھتے ہیں منٹ لا

بھیجا تھا جس کا پتہ نہیں کون تھا۔ عبد الحمید نے مجھ سے کہا تھا۔ جب وہ امر تسلیم کیا تھا کہ میں سات سال ہندو سے مسلمان ہو کر مرزا صاحب کے پاس رہا تھا اور تعلیم پاتا رہا تھا مجھ کو یہ معلوم نہیں کہ برہان الدین و القمان کے درمیان ناراضگی ہے یا نہ۔ برہان الدین جو خاندان کا سرگروہ مرزا صاحب کا فرید ہے۔ بحجاب و کیل مدعا علیہ۔ عبد الحمید ۴۔ ۵ بجے شام کے میری کوٹھی پر ۱۶ جولائی ۱۹۰۷ء کو مجھے آکر ملا تھا میں اپنے دفتر کے کمرے میں تھا اس نے ہمارے پوچھنے پر کون ہو۔ کیوں آئے ہو۔ اس نے اپنا نام وغیرہ سلسلہ وار بتلایا۔ آدھ گھنٹہ تک میرے پاس بیٹھا رہا تھا۔ جو کچھ اس نے مجھ سے گفتگو کی تھی وہ میں نے اپنے بیان میں لکھا دی۔ اسکے علاوہ اور کوئی گفتگو نہیں ہوئی۔ عبد الحمید کے آتے ہی شکل دیکھ کر ہم کو اسکی نسبت شک ہوا کہ یہ وہ شخص ہے جس کو مرزا صاحب نے میرے قتل کے واسطے بھیجا ہے۔ میں نے کسی کو یعنی پولیس وغیرہ کو اطلاع نہیں دی۔ مگر اپنے لوگوں کو کہا کہ اس کو رکھو اور دھیان رکھو مگر اپنا پتہ اس کو نہ دو۔ عبد الحمید کے پاس کوئی ہتھیار اور کوئی چیز نہیں تھی۔ ہم نے کسی سے یہ ذکر نہیں کیا کہ ہمارا اشتباہ اس شخص کی نسبت ہے کہ وہ ہم کو قتل کر گیا۔ باہر کمرے کے دو تین آدمی تھے مگر ہماری باتیں نہیں سنتے تھے۔ میرا حق ہے کہ اگر کوئی شخص مارنے کے واسطے بھی آئے میں اسکو تعلیم عیسوی دوں خواہ ہم کو شبہ ہو کہ وہ

عمر بگذشت و نماز دست جز آیا ہے چند بہ کہ در یاد کسے صبح گنم شامے چند  
اور میں نے کئی دفعہ دیکھا کہ وہ ایک اپنا بنایا ہوا شعر رقت کے ساتھ پڑھتے تھے اور وہ  
یہ ہے۔ اذ در نوائے کس ہر یکے نیست امیدم کہ روم نا امید اور کبھی درد دل سے شعر  
اپنا پڑھا کرتے تھے۔ باب دیدہ عشاق و خاکپائے کسے مراد لے ست کہ در خون تپد بجا کسے  
حضرت عزت جل شانہ کے سامنے خالی ہاتھ جانے کی حسرت روز بروز آخری عمر میں انہر غلبہ  
کرتی گئی تھی۔ بارہا افسوس سے کہا کرتے تھے کہ دنیا کے یہودہ خرخشول کیلئے میں نے اپنی عمر  
ناحق ضائع کر دی۔ ایک مرتبہ حضرت والد صاحب نے یہ خواب بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ

۱۸۹

مارنے آیا ہے میں اُس کو تعلیم دوں گا۔ اور دوم ہم نے اس نوجوان کو اس واسطے رکھا کہ اگر کوئی شرارت بھی کرے تو اچھا ہے کہ ان کو لینے کے دینے پڑ جاویں (سوال کیا آپ اپنی جان کی پرواہ نہیں کرتے) یہ سوال بے تعلق ہے میں جواب نہیں دیتا۔ عبد الحمید کو جلال الدین ملازم شفا خانہ ہسپتال میں بعد گفتگو لے گیا تھا۔ کیونکہ اسی جگہ ہمارے طالب علم رہتے ہیں۔ اور جلال الدین کو بھی ہم نے کہا تھا کہ عبد الحمید پر نظر رکھنا۔ مگر کسی بھید سے واقف نہ کرنا۔ کسی خاص بھید کا ذکر نہ تھا۔ عام طور پر کہا تھا ۲۲ جولائی ۱۹۴۷ء کی شام تک عبد الحمید کو شفا خانہ میں رکھا گیا تھا۔ ۱۶ سے ۲۲ تاریخ تک شاید پیر کے دن ۱۹ تاریخ ۲۳۔ ۵ بجے شام کے قریب ہماری کوٹھی پر آیا۔ خواہ مخواہ آیا بلایا نہ تھا اور ادھر ادھر جھانکتا تھا۔ میں نے برآمدہ میں اس کو ڈانسا کہ کیوں بلا بلانے چلا آیا ہے جا چلا جا۔ اُس وقت اُسکے ہاتھ میں کوئی پتھر وغیرہ نہ تھا۔ ہمارے ڈاکٹر شفا خانہ نے ہم سے کہا تھا کہ عبد الحمید کو سوزاک جو ڈاکٹر نے اس کا علاج کیا تھا۔ بیاس میں بھی ہمارے طالب علم ہیں اسلئے ہم نے مناسب سمجھا کہ وہاں اس کو بھیج دیا جاوے

صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ایک بڑی شبن کے ساتھ میرے مکان کی طرف چلے آتے ہیں جیسا کہ ایک عظیم الشان بادشاہ آتا ہے۔ تو میں اس وقت آپ کی طرف پیشوائی کے لئے دوڑا۔ جب قریب پہنچا تو میں نے سوچا کہ کچھ نذر پیش کرنی چاہیئے۔ یہ کہہ کر جیب میں ہاتھ ڈالا جس میں صرف ایک روپیہ تھا۔ اور جب غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ بھی کھوٹا ہو۔ یہ دیکھ کر میں چشم پر آب ہو گیا اور پھر آنکھ کھل گئی۔ اور پھر آپ ہی تعبیر فرمانے لگے کہ دنیا داری کے ساتھ خدا اور رسول کی محبت ایک کھوٹے روپیہ کی طرح ہے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ میری طرح میرے والد صاحب کا بھی آخر حصہ زندگی کا مصیبت اور غم و حزن میں ہی گذرا اور جہاں ہاتھ ڈالا آخر ناکامی تھی اور اپنے والد صاحب یعنی میرے پردادا صاحب کا ایک شعر بھی سنایا کرتے تھے جس کا ایک مصرع واقم کو بھول گیا ہے اور دوسرا یہ ہے کہ عا کہ جب تدبیر کرتا ہوں تو پھر تقدیر ہنستی ہے۔ اور یہ غم اور درد ان کا پیرانہ سالی میں

۱۹۱

سانوں جہتر بیاس سے آیا ہوا تھا۔ اُسکے ہمراہ یہی تھا اور ہدایت کی تھی کہ عبد الحمید کو پر بیاس کے حوالہ کر دو اور یہ خط دیدو۔ پر بیاس کو ہدایت کی تھی کہ دین عیسوی کی تعلیم دو اور اس سے کام لو نازک اندام نہیں ہے۔ جب وہ امرتسر میں رہا تھا اسکی ظاہر اشکل و شبہات سے وہ قاتل معلوم ہوتا تھا۔ اب ویسی اسکی اشکل و شبہات نہیں رہی جب سے اُسے اقبال کر اسے اسکی رگ ہائے میں ایک قسم کی حرکت معلوم ہوتی تھی اور آشوب والی آنکھیں تھیں جو بعد اقبال نہیں رہی۔ مولوی عبد الرحیم نے بھی یہ تغیر اس میں معلوم کیا تھا جب تک وہ ہسپتال میں رہا اور اس کی حالت حسب مذکورہ بالا ہم دیکھتے تھے جیسے ہمارا وہ شک جزا پکڑا گیا اور پختہ ہوا۔ جب بیاس بھیجا تھا کسی کو نہیں کہا تھا کہ اپنا بھید نہ دینا اور اسکا دھیان رکھنا۔ امرتسر میں سب کو کہا تھا کہ اس کا حال دریافت کرو کہ کون ہے اور اسکے حالات کیا ہیں۔ یہ اپنے حالات مختلف قسم کے بتلاتا تھا۔ خاص کر عبد الرحیم نے ہم سے کہا تھا کہ پتہ نہیں لگتا کہ کون ہے۔ ۲۲ جولائی ۱۹۰۷ء سے ۳۱ جولائی ۱۹۰۷ء تک عبد الحمید بیاس میں رکھا گیا تھا۔ دو تین دفعہ غالباً ہم بیاس گئے مگر خلوت میں اسکو نہیں دیکھا تھا عام طور پر دیکھتے رہے تھے اُسے کبھی

بہت بڑھ گیا تھا۔ اسی خیال سے قریباً چھ ماہ پہلے حضرت والد صاحب نے اس قصبہ کے وسط میں ایک مسجد تعمیر کی کہ جو مسجد کی جامع مسجد ہے۔ اور مسیت کی کہ مسجد کے ایک گوشہ میں میری قبر ہو۔ تاخذائے عز و جل کا نام میرے مکان میں پڑتا رہے۔ کیا عجب کہ یہی ذریعہ مغفرت ہو۔ چنانچہ جس دن مسجد کی عمارت ہمہ وجہ مکمل ہو گئی اور شاید فرش کی چند انیشیاں باقی تھیں کہ حضرت والد صاحب صرف چند روز بیمار رہ کر مرضِ عیاشی سے فوت ہو گئے اور اس مسجد کے اسی گوشہ میں جہاں انہوں نے کھڑے ہو کر نشان کیا تھا دفن کئے گئے۔ اللہم ارحمہ و ادخلہ الجنة آمین۔ قریباً اسی یا پچاسی برس کے عمر پائی۔

ان کی یہ حسرت کی باتیں کہ میں نے کیمیں دنیا کے لئے وقت عزیز کھوایا اب تک میرے دل پر دردناک اثر ڈال رہی ہیں اور میں جانتا ہوں کہ ہر ایک شخص جو دنیا کا طالب ہو گا۔

بہت بڑھ گیا تھا۔ اسی خیال سے قریباً چھ ماہ پہلے حضرت والد صاحب نے اس قصبہ کے وسط میں ایک مسجد تعمیر کی کہ جو مسجد کی جامع مسجد ہے۔ اور مسیت کی کہ مسجد کے ایک گوشہ میں میری قبر ہو۔ تاخذائے عز و جل کا نام میرے مکان میں پڑتا رہے۔ کیا عجب کہ یہی ذریعہ مغفرت ہو۔ چنانچہ جس دن مسجد کی عمارت ہمہ وجہ مکمل ہو گئی اور شاید فرش کی چند انیشیاں باقی تھیں کہ حضرت والد صاحب صرف چند روز بیمار رہ کر مرضِ عیاشی سے فوت ہو گئے اور اس مسجد کے اسی گوشہ میں جہاں انہوں نے کھڑے ہو کر نشان کیا تھا دفن کئے گئے۔ اللہم ارحمہ و ادخلہ الجنة آمین۔ قریباً اسی یا پچاسی برس کے عمر پائی۔





اور ہم نے زیادہ یقین اس امر کا کیا تھا کہ اسکے حالات کی تحقیقات مناسب، باقی جملہ حالات کو یا تو  
 شکی تصور کیا تھا یا یقین کیا تھا تا دیاں سے دریافت کرنے سے مراد پختہ حالات معلوم کرنے کی تھی  
 مرزا صاحب کے برخلاف مقدمہ کرنے کے واسطے نہ تھی۔ ۳۱ جولائی ۱۹۷۷ء تک ہمارا کوئی  
 ارادہ مقدمہ مرزا صاحب کے کرنے کا نہ تھا۔ دریافت اس واسطے نہ کی تھی کہ مرزا صاحب پر مقدمہ  
 بنایا جاوے گا۔ ۳۱ جولائی ۱۹۷۷ء سے پہلے ۳۰ جولائی ۱۹۷۷ء کو ہمیں معلوم ہو گیا تھا اور یقین  
 ہوا تھا کہ عبد الحمید بد محاش زانی اور لٹچا وغیرہ ہے۔ ۲۵ جولائی ۱۹۷۷ء کو مرزا صاحب کے عبد الحمید  
 کی بابت حالات کی خبر ہم کو ملی تھی۔ ۳۰ جولائی ۱۹۷۷ء کو حالات جہلم سے معلوم ہوئے تھے۔  
 مرزا صاحب کا بیان بغیر زیادہ دریافت کے ہم نے باور نہیں کیا تھا ہم کو تحقیقات سے معلوم  
 ہوا تھا کہ عبد الحمید کبھی عیسائی نہیں ہوا تھا۔ قریب تین ماہ سے زیادہ وہ گجرات میں عیسائیوں کے  
 پاس رہا تھا۔ فروری مارچ اور کچھ حصہ ماہ اپریل کا شاید تھا سوائے گجرات کے اور کہیں ہم نے  
 خود ذاتی تحقیقات نہیں کی۔ باقی شخص جنہوں نے تحقیقات کی تھی سب زندہ ہیں۔ عبد الحمید ایک  
 جوان طاقتور ہے ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہم سے طاقتور ہے یا نہ۔ جب میں اسکو امر لایا تھا صاحب  
 مجسٹریٹ ضلع نے میرا اور اُس کا بیان لکھا اور اقبال کی تصدیق کی اور عدالت کی ضمانت کا وارنٹ

ہے۔ مگر یاد ہے کہ حضرت عروت جلتا زاجب کسی کو نظر رحمت سے دیکھتا ہے تو ایک دوست  
 کی طرح ایسے معاملات اس سے کرتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کا ہنسنا بھی جو حدیثوں میں آیا  
 ہے ان ہی معنوں کے لحاظ سے ہے۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب مجھے حضرت والد صاحب مرحوم کی وفات کی نسبت  
 اللہ جل شانہ کی طرف سے یہ الہام ہوا جو میں نے ابھی ذکر کیا ہے تو بشریت کی وجہ سے مجھے خیال  
 آیا کہ بعض وجوہ آمدن حضرت والد صاحب کی زندگی سے وابستہ ہیں پھر نہ معلوم کیا کیا ابتلا ہمیں  
 پیش آیا۔ تب اسی وقت یہ دوسرا الہام ہوا اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدًا کہ جسے کیا خدا  
 اپنے بندے کو کافی نہیں ہے اور اس الہام نے عجیب سکینت اور اطمینان بخشا اور فولادی مزاج



جاری کیا۔ ہم نے کوئی نیا استغاثہ ضلع گورداسپور میں نہیں کیا۔ روبرو کے صاحب مجسٹریٹ ضلع کے قبل از مشن بنام ملازم کے جو چٹھی مولوی نور الدین کے نام عبد الحمید نے لکھی تھی ہم نے نہیں دیکھی۔ یوسف خان سے سنا تھا کہ برہان الدین غازی ہے۔ یوسف برہان الدین کا پورا نام یوسف صاحب۔ برہان الدین کو پہنے کبھی نہیں دیکھا جو کچھ اسکی بابت ہم نے بیان کیا ہے یوسف خان کی زبانی ہو اور اس سے سنا ہوا ہو۔ ہم کو ذاتی علم نہیں ہو۔ عبد الحمید کی جائداد نقدی وغیرہ کی بابت بھی سنی سنائی بات ہو۔ پادری دیدار سنگھ صاحب سے سنا تھا ہم لکھنؤ سے واقف ہیں ہم کو معلوم نہیں ہے کہ وہ ملک حلال گورنمنٹ کے ہیں یا نہ۔ ۱۸ جولائی ۱۹۷۷ء سے جو میری نسبت پیشگوئی مرزا صاحب نے کی تھی وہ حرف A جنگ مقدس میں صفحہ ۱۶ پر درج ہے اور فریق کے لفظ میں ہم اپنے آپکو شامل سمجھتے ہیں۔ اور دوم انجام آتھم کے صفحہ ۴۴ حرف II ہماری نسبت پیشگوئی موت کی ہے پہلی پیشینگوئی میں پندرہ ماہ کی میعاد تھی جو گزر چکی ہو اور دوسری پیشگوئی کی تاریخ ۲۴ ستمبر ۱۹۷۷ء تک ہے۔ لیکن ایک اور اشتہار میں اس تاریخ کو وصحت دی گئی ہے۔ حرف F ہماری نسبت

میرے دل میں وحش گید پس مجھے اُس خدائے عزوجل کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُس نے اپنے اس بمشترکہ الہام کو ایسے طو سے مجھے بچا کر کے دکھایا کہ میرے خیال اور گمان میں بھی نہ تھا۔ میرا وہ ایسا متکفل ہوا کہ کبھی کسی کا باب ہرگز ایسا متکفل نہیں ہوگا۔ میرے پر اُس کے وہ متواتر احسان ہوئے کہ بالکل محال ہے کہ میں انکار کر سکوں۔ اور میرے والد صاحب اُسی دن بعد غروب آفتاب فوت ہو گئے۔ یہ ایک پہلا دن تھا جو میں نے بذریعہ خدا کے الہام کے ایسا رحمت کا نشان دیکھا۔ جس کی نسبت میں خیال نہیں کر سکتا کہ میری زندگی میں کبھی منقطع ہو۔ میں نے اس الہام کو اُن ہی دنوں میں ایک گیند میں کھدو کر اُسکی انگشتی بنائی جو بڑی حفاظت سے اب تک رکھی ہوئی ہے۔ غرض میری زندگی قریب قریب چالیس برس کے زیر سایہ والد بزرگوار کے گزری۔ ایک طرف اُن کا دُنیائے اٹھایا جانا تھا اور ایک طرف بڑے زور شور سے سلسلہ مکالمات الہیہ کا مجھے شروع ہوا۔ میں کچھ بیان نہیں کر سکتا کہ

۱۹۵

خاص طور پر پیشگوئی ہے اور ہمارا نام موٹی قلم سے لکھا ہوا ہے۔ اشتہار حرف ۵ میں عداوت اور دشمنی کی زندگی مرنے کے قریب قریب ہے۔ میری زندگی سے مراد ہے گواہ بنے اور خود بیان کیا اشتہار حرف ۵ ستمبر ۱۹۲۲ء کے بہت عرصہ بعد قبل از مرگ مسٹر عبداللہ آتھم نے جاری کیا تھا جب عبداللہ آتھم نہ مرا۔ مرزا صاحب کے برخلاف جہان اٹھ کھڑا ہوا کہ وہ مجھ کو ہجو مرزا صاحب نے کہا کہ عبداللہ آتھم اس لئے نہیں مرا کہ وہ اندر سے مسلمان ہو گیا تھا جو خوف کا نتیجہ تھا۔ تب مرزا صاحب نے اشتہار جاری کئے کہ اگر وہ خوف زدہ نہیں ہوا اور رجوعِ حق نہیں ہوا تھا۔ تو مبالغہ کرے اور قسم اٹھاوے عبداللہ آتھم نے قسم اٹھانے سے انکار کیا کہ مسیحی مذہب میں قسم کھانا منع ہے۔ تب ہم نے اس اشتہار حرف ۵ کو جاری کیا تھا کہ مرزا خوک کا گوشت کھا کر ثابت کرے کہ وہ مسلمان ہے کیونکہ اور سلطان اس کو مسلمان نہیں مانتے تب عبداللہ آتھم کو یہ کہنا اسکے برابر ہو گا۔ وکیل کی جرح شروع ہوئی عبد الحمید کی زبانی معلوم ہوا کہ اور تین بھائی اسکے ہیں ہم کو معلوم نہیں کہ عبد الحمید کب قادیان میں آیا تھا۔ یہ بھی معلوم نہیں کہ کب تک

کونسا عمل تھا جسکی وجہ سے یہ عنایت الہی شامل حال ہوئی۔ صوف اپنے اندر یہ احساس کرتا ہوا کہ فطرتاً میرے دل کو خدا تعالیٰ کی طرف وفاداری کے ساتھ ایک کشش ہے جو کسی چیز کے روکنے سے رک نہیں سکتی۔ سویرا اسی کی عنایت ہے۔ میں نے کبھی ریاضات شاقہ بھی نہیں کیں اور نہ رمازہ حال کے بعض عذوبوں کی طرح عبادات شدیدہ میں اپنے نفس کو ڈالا اور گوشہ گزینی کے التزام سے کوئی چلہ کشی کی اور نہ خلاف سنت کوئی ایسا عمل وہبائیت کیا جس پر خدا تعالیٰ کے

بے  
ل  
بے

چہ ڈاکٹر کارکن نے مہلچنے تمام جہانی گواہوں کے اس مقدمہ میں بچل اٹھا کر قسم کھائی۔ اب اسی منہ سے آتھم کا ذکر کیا ہے کہ اُس نے کہا قسم کھانی ہمارے مذہب میں منع ہے۔ یہ عجیب بات ہے دکھانے کے دانست اور کھانے کے اور۔ اور ڈاکٹر صاحب نے آپ سخت گوئی کی شکایت کی اور مسلمانوں کے آگے خنزیر کھانے کے لئے پیش کرتے ہیں۔ کیا ایک مسلمان کو کہنا کہ خنزیر کھا۔ یہ سخت لفظ نہیں ہے؟ منسلک

وہاں رہا تھا۔ عبد الرحیم کے بیان پر ہم کہتے ہیں کہ وہ قادیان سے آیا تھا۔ ۱۳۱۲ھ لائی ۹۳۰ھ کو  
 پیریداس نے مجھ سے کہا تھا کہ دو آدمی اسکی بابت ذکر کرتے تھے۔ اقبال سے پہلے اُس نے ہم سے  
 کہا تھا اُس نے کہا تھا کہ بیاس میں وہ دو آدمی دیکھے تھے ہم نے خود عبدالحمید سے دو آدمیوں کی  
 بابت پوچھا تھا جھکا پیریداس نے ذکر کیا تھا عبدالحمید نے کہا کہ مجھے انکا کچھ علم نہیں ہے پچاس یا  
 پچیس ہزار کے انعام کا اشتہار حال میں دیا ہے کہ جو مرزا صاحب کی طرف سے جاری شدہ دیکھا تھا  
 مگر پیش نہیں کر سکتا، یاد نہیں کب دیکھا تھا۔ معلوم نہیں کس کی بابت وہ اشتہار تھا۔ ان اشتہارات  
 سے ہم نے رائے قائم کی تھی کہ وہ اشتہارات کار و پیہ ادا کر سکتے ہیں مگر ادا نہیں کرینگے۔ میں کبھی  
 قادیان نہیں گیا اور نہ ذاتی علم انکی دانشمندی کا ہے۔ میر محمد سعید بذریعہ ناطق مرزا صاحب کار شدہ دار  
 ہے۔ مجھے زیادہ تشریح معلوم نہیں یوسف خاں کے عیسائی ہونیکے بعد میر محمد سعید عیسائی ہوا تھا  
 ۹۳۰ھ کے مباحثہ سے ہمارے سے دشمنی مرزا صاحب کی طرف سے ہوئی ہموذہ بھر بھی دشمنی  
 اُن سے نہیں ہے ۹۳۰ھ میں جب میر محمد سعید عیسائی ہونے آیا ہموذہ کوئی اشتہاد اس کی نسبت  
 نہیں ہوا کہ وہ ہم کو مار گیا۔ یوسف خاں بھی ۹۳۰ھ میں عیسائی ہوا تھا اسکی نسبت مجھے تو

کلام کو اعتراض ہو۔ بلکہ میں ہمیشہ ایسے فقیر دل اور بدعت شعار لوگوں سے بیزار رہا ہوں اور ان  
 اقسام کے بدعات میں جھٹلاؤں۔ ہاں حضرت والد صاحب کے زمانہ میں ہی جبکہ انکا زمانہ  
 وفات بہت نزدیک تھا۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک بزرگ معمر پاک صورت مجھ کو  
 خواب میں دکھائی دیا اور اُس نے یہ ذکر کر کے کہ کسی قدر روزے افرا سادہ کی پیشوائی کے لئے  
 رکھنا سنت خاندان نبوت ہے۔ اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ میں اس سنت اہل بیت  
 رسالت کو بجالاؤں۔ سو میں نے کچھ مدت تک التزام صوم کو مناسب سمجھا مگر ساتھ ہی یہ  
 خیال آیا کہ اس امر کو مخفی طور پر بجالانا بہتر ہے۔ پس میں نے یہ طریق اختیار کیا کہ گھر سے مردانہ  
 نشست گاہ میں اپنا مکان منگواتا اور پھر وہ کھانا پوشیدہ طور پر بعض قریبیوں کو جن کو میں نے

۹۳۰ھ

کوئی شک نہیں ہوا تھا۔ لیکن اور عیسائیوں بلکہ مسلمانوں کو بھی شک ہوا تھا کہ تمہم کی پریش گوئی پوری کرنے آیا ہے۔ ہم سے عیسائیوں نے کہا تھا کہ تم اچھا نہیں کرتے کہ اُس کو تمہم صاحب کے پاس جانے دیتے ہو۔ ہم نے مطلق خیال نہیں کیا تھا کہ وہ تمہم کو مار ڈالے گا۔ کیونکہ اس کو میں جانتا تھا کہ راست آدمی ہے۔ سو اسے کتاب مولوی محمد حسین کے ہم خود مرزا صاحب کے اشتہارات سے قیاس کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کو علم لیکھرام کے قتل کا خوب تھا۔ میں

پہلے سے تجویز کر کے وقت پر حاضری کے لئے تیار کر دی تھی۔ دیدیتا تھا اور اس طرح تمام دن روزہ میں گزارتا اور بجز خدا تعالیٰ کے دن روزوں کی کسی کو خبر نہ تھی۔ چھ دو تین ہفتہ کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ ایسے روزوں سے جو ایک وقت میں پیٹ بھر کر روٹی کھا لیتا ہوں۔ مجھے کچھ بھی تکلیف نہیں بہتر ہے کہ کسی قدر کھائے کو کم کروں۔ سو میں اس روز سے کھانے کو کم کر گیا۔ یہاں تک کہ میں تمام دن رات میں صرف ایک روٹی پر کفایت کرتا تھا اور ہی طرح میں کھانے کو کم کر گیا۔ یہاں تک کہ شاید صرف چند تولہ روٹی میں سے آٹھ پیر کے بعد میری غذا تھی۔ غالباً آٹھ یا نو ماہ تک میں نے ایسا ہی کیا اور باوجود اسقدر قلت غذا کے کہ دو تین ماہ کا بچہ بھی اس پر صبر نہیں کر سکتا۔ خدا تعالیٰ نے مجھے ہر ایک بلا اور آفت سے محفوظ رکھا۔ اور اس قسم کے روزہ کے عجائبات میں سے جو میرے تجربہ میں آئے۔ وہ لطیف مکاشفات ہیں جو اُس زمانہ میں میرے پر کھلے۔ چنانچہ بعض گزشتہ نبیوں کی طاقاتیں ہوئیں اور جو اعلیٰ طبقہ کے اولیا اس اُمت میں گذر چکے ہیں۔ ان سے ملاقات ہوئی۔ ایک دفعہ عین بیداری کی حالت میں جناب رسول اللہ صلی علیہ وسلم کو مدہ حسنیہ علی رضی اللہ عنہ و فاطمہ رضی اللہ عنہما کے دیکھا۔ اور یہ خواب نہ تھی بلکہ ایک بیداری کی قسم تھی۔ غرض اسی طرح پر کئی مقدس لوگوں کی طاقاتیں ہوئیں جن کا ذکر کرنا موجب تطویل ہے۔ اور علاوہ اسکے انوار روحانی تمثیلی طور پر رنگ ستون سبز و سرخ ایسے دلکش و دلستان

۱۰۰

مولوی محمد حسین کو جانتا ہوں سلسلہ میں جب عبدالحق کا مرزا صاحب سے مباہلہ ہوا تھا ایک یا دو دفعہ ہم سے ملے تھے یاد نہیں پہلے کب ملا تھا۔ چھ ماہ گذشتہ سے میں نے اسکو نہیں دیکھا۔ سب سے آخری دفعہ ۱۳۹۵ھ میں اسکو دیکھا تھا۔ مولوی محمد حسین و محمد علی آج سے چھ ماہ گذشتہ کے اندر رہنے نہیں دیکھا اور نہ پہنے انکو۔ ۱۱ اگست ۱۳۹۵ھ یا ۹ اگست ۱۳۹۵ھ کو بمقام بٹالہ دیکھا ہے ہرگز بٹالہ میں نہیں دیکھا۔ میں جانتا ہوں کہ مولوی محمد حسین اور مرزا صاحب کی سخت دشمنی ہے۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ آریہ لوگ بھی مرزا صاحب کے مخالف ہیں کسی غلط

طور پر نظر آتے تھے جسکا بیان کرنا بالکل طاقت تحریر سے باہر ہے۔ وہ نورانی ستون جو سید عالم کی طرف گئے ہوئے تھے جن میں سے بعض چکرا در سفید اور بعض سبز اور بعض سرخ تھے۔ انکو دل سے ایسا تعلق تھا کہ انکو دیکھ کر دل کو نہایت سرور پہنچتا تھا اور دنیا میں کوئی بھی ایسی لذت نہیں ہوگی جیسا کہ انکو دیکھ کر دل اور روح کو لذت آتی تھی۔ میرے خیال میں ہے کہ وہ ستون خدا اور بندہ کی محبت کی ترکیب ہے ایک تشبیہی صورت میں ظاہر کئے گئے تھے یعنی وہ ایک نور تھا جو دل سے نکلا اور دوسرا وہ نور تھا جو اوپر سے نازل ہوا اور دونوں کے ملنے سے ایک ستون کی صورت پیدا ہو گئی۔ یہ ۲۰ سالانی امور ہیں کہ دنیا انکو نہیں پہچان سکتی کیونکہ وہ دنیا کی آنکھوں سے بہت دور ہیں لیکن دنیا میں ایسے بھی ہیں جنکو ان امور سے خبر ملتی ہے۔

غرض اس مدت تک روزہ رکھنے سے جو میرے پر عجائبات ظاہر ہوئے وہ انواع اقسام کے محاشات تھے۔ ایک اور فائدہ مجھے یہ حاصل ہوا کہ میں نے ان مجاہدات کے بعد اپنے نفس کو ایسا پایا کہ میں وقت ضرورت فاقہ کشی پر زیادہ سے زیادہ صبر کر سکتا ہوں۔ میں نے کئی دفعہ خیال کیا کہ اگر ایک موٹا آدمی جو علاوہ فرہی کے پہلوان بھی ہو۔ میرے ساتھ فاقہ کشی کے لئے مجبور کیا جائے تو قبل اسکے کہ مجھے کھانے کیلئے کچھ اضطراب ہو۔ وہ فوت ہو جائے۔ اس سے مجھے یہ بھی ثبوت ملا کہ انسان کسی حد تک فاقہ کشی میں ترقی کر سکتا ہو اور جب تک کسی کا جسم ایسا سختی کش نہ ہو جائے میرا یقین ہے کہ ایسا انعام پسند روحانی منازل کے

آریہ کا نام امرتسر میں یا اور جگہ بھی معلوم نہیں جس نے مجھے کہا ہو کہ مرزا صاحب نے لیکچر ام کو قتل کیا یا کرایا ہے۔ لالہ رام بیج دت جو ہماری طرف سے وکیل ہو اور موجودہ عدالت کے آریہ ہے کوئی فیس ہمنے انکو نہیں دی۔ اشتہار حرف h o n m ہمنے لالہ رام بیج سے لئے ہیں۔ آج سے پہلے قبل از تقرری بطور پیر و کار منجانب سرکار ہے۔ ہم بھی آپکو گواہ سمجھتے تھے یہ بھی ہم کو معلوم ہے کہ مسلمان بھی عموماً مرزا صاحب کے برخلاف ہیں۔ (اول گواہ نے جواب نہ دیا۔ پھر اپنے وکیل سے یہ صلاح لیکر جواب دوں یا نہ دوں کہا) کہ مرزا صاحب کی نسبت میری ذاتی رائے یہ ہو کہ وہ ایک خراب فتنہ انگیز اور خطرناک آدمی ہو اچھا نہیں ہو۔ مرزا صاحب کی اپنی تصنیفات سے ہمنے رائے مذکور قائم کی ہو۔ عیسوی مذہب کے برخلاف بھی مرزا صاحب نے

لاٹن نہیں ہو سکتا۔ لیکن میں ہر ایک کو یہ صلاح نہیں دیتا کہ ایسا کرے اور نہ میں نے اپنی مرضی سے ایسا کیا۔ میں نے کئی جاہل درویش ایسے بھی دیکھے ہیں جنہوں نے شدید ریاضتیں اختیار کیں اور آخر بوسہ دماغ سے وہ مجنون ہو گئے اور بقیہ عمر انکی دیوانہ پن میں گزاری یا دوسرے امراضِ سل اور دق وغیرہ میں مبتلا ہو گئے۔ انسانوں کے دماغی قوی ایک طرہ کے نہیں ہیں۔ پس ایسے اشخاص جنکے فطرتاً قوی ضعیف ہیں انکو کسی قسم کا جسمانی مجاہدہ موافق نہیں پڑ سکتا اور جلد تو کسی خطرناک بیماری میں پڑ جاتے ہیں۔ سو بہتر ہے کہ انسان اپنی نفس کی تجویز سے اپنے تئیں مجاہدہ شدیدہ میں نہ ڈالے اور دین العجازت اختیار رکھے۔

ہاں اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی الہام ہو اور شریعتِ غراء اسلام سے منافی نہ ہو تو انکو مجاہدانا ضروری ہے لیکن اسبجکل کے اکثر نادان فقیر جو مجاہدات سکھاتے ہیں۔ ان کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ پس ان سے پرہیز کرنا چاہیے۔

یاد رہے کہ میں نے کشف صریح کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ سے اصلاح پاکر جسمانی سختی کشی کا حصہ آٹھ یا نو ماہ تک لیا اور مجھ کو اور پیاس کا مزہ چکھتا۔ اور پھر اس طریق کو علی الدوام بجالانا چھوڑ دیا اور کبھی کبھی اس کو اختیار بھی کیا۔ یہ تو سب کچھ

بہت کچھ لکھا ہے جس سے ہم ناخوش ہیں۔ مرزا صاحب کے مریدانہ قسم میں بھی ہیں معلوم نہیں کہ کس قدر ہیں۔ میں قطب الدین۔ یعقوب اخبار نویس اور ایک اور شخص مریدان سے واقف ہوں۔ یہ معلوم نہیں کہ عبداللہ اتھم نے سانپ قیروز پور والے کو بچشم خود دیکھا تھا یا نہ۔ میں نے دو دفعہ بندوق عبداللہ اتھم پر چلتے نہیں دیکھی رائے میاں اس کسٹراسٹنٹ نے ہم سے ذکر کیا تھا۔ مکان میں آدمیوں کے داخل ہونے کی بابت بھی رائے میاں اس نے کہا تھا۔ ان حلوں کی بابت پولیس میں معلوم نہیں کہ کوئی ریٹ دی گئی تھی یا نہ یا کوئی استغاثہ

ہوا لیکن روحانی سختی کشی کا حصہ ہنوز باقی تھا۔ سو وہ حصہ ان دونوں میں مجھے اپنی قوم کے مولویوں کی بدزبانی اور بدگوئی اور تکفیر اور توہین اور ایسا ہی دوسرے جہلام کے دشنام اور دل آزاری سے مل گیا۔ اور جس قدر یہ حصہ بھی مجھے ملا۔ میری رائے ہے کہ تیرہ سو برس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کم کسی کو ملا ہوگا۔ میرے لئے تکفیر کے فتوے طیار ہو کر مجھے تمام مشرکوں اور عیسائیوں اور دہریوں سے بدتر ٹھہرایا گیا اور قوم کے سفہاء نے اپنے اخباروں اور رسالوں کے ذریعہ سے مجھے وہ گالیاں دیں کہ اب تک مجھے کسی دوسرے کے سواخ میں انکی نظیر نہیں ملی۔ سو میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ دونوں قسم کی سختی سے میرا امتحان کیا گیا۔

اور پھر جب تیرہویں صدی کا اخیر ہوا اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا۔ تو خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ **الرحمن عَلم القرآن لتقدر** **قَوَّامًا نَذِيرًا بَاءَهُمْ وَلِتَسْتَبِينَ سَبِيلَ الْمُجْرِمِينَ**۔ **قُلْ إِنِّي أَخْرَجْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ**۔ یعنی خدا نے تجھے قرآن سکھایا اور اسکے صحیح معنے تیرے پر کھول دیئے۔ یہ اسلئے ہوا کہ تائوان لوگوں کو بد انجام سے ڈرا دے۔ کہ جو

۱۰۱

کیا گیا تھا۔ اگر کوئی استغاثہ ہوتا تو ضروری نہ تھا کہ ہم کو اطلاع ہوتی۔ عبدالرحیم حکمت کا کام کرتا ہے۔ اور پریماس ہمارا واعظ ہے۔ عبدالرحیم آٹھ نو ماہ سے ہمارے ماتحت ہے اور پریماس یک لکھ سال سے۔ سوال۔ کس نے آپکو مخفی طور پر اطلاع دی تھی کہ مرزا صاحب سے خبردار رہو۔ جواب۔ ہم اس سوال کا جواب دینے کے قابل نہیں ہیں۔ سوال۔ کسی ہندو آریہ یا مسلمان یا عیسائی یا سرکاری افسر نے آپکو خبردار کیا؟ جواب۔ اس سوال کا جواب

بہاوت پشست در پشست کی غفلت اور نہ متنبہ کئے جانے کے غلطیوں میں پڑ گئے اور تا ان تجربوں کی راہ کھل جانے کے جو ہدایت پہنچنے کے بعد بھی راہ راست کو قبول کرنا نہیں چاہتے ان کو کہہ دے کہ میں مامورین اللہ اور اقل المؤمنین ہوں۔ اور یہ الہام براہین محمدیہ میں چھپ چکا ہے جو انہی دنوں میں جس کو آج اٹھارہ سال کا عرصہ ہوا ہے۔ میں نے تالیف کر کے شائع کی تھی۔ اس کتاب کے الہامات پر نظر خود ڈالنے سے ہر ایک کو معلوم ہو جائے گا کہ خدا نے کیوں اور کس غرض سے مجھے اس خدمت پر مامور کیا۔ اور کیا حالت موجودہ زمانہ کی اور صدی کا سراسر اس بات کو چاہتا تھا یا نہیں کہ کوئی شخص ایسے غربت اسلام کے زمانہ اور کثرت بدعات اور سخت بارش بیرونی حملوں کے دنوں میں خدا تعالیٰ کی طرف سے تائید اور تجدید دین کیلئے آوے۔

اور اسمبکہ یہ بات بھی ذکر کرنے کے لائق ہے کہ براہین احمدیہ کے زمانہ تک اس ملک کے اکثر علما میرے دعویٰ مجدد ہونے کی تصدیق کرتے تھے اور کم سے کم یہ کہ نہایت حسن نعن سے میرے الہامات پر بڑے بڑے سخت متعصبوں کو بھی کوئی جرح نہ تھی۔ اور اکثر ان میں سے بڑی خوشی سے کہتے تھے کہ خدا نے اسلام کے لئے چودھویں صدی کو مبارک کیا کہ اپنی طرف سے ایک مجدد بھیجا اور بعض نے ان میں نہایت اخلاص سے براہین احمدیہ کا ریلو بھی لکھا اور اس میں اس قدر میری تعریف کی کہ جس قدر ایک انسان کسی کامل درجہ کے استباز اور پاک باطن اور خدا رسیدہ



بھی دینے سے معذور ہوں۔ لیکھرام عیسوی مذہب کے خلاف تھا۔ اسکی تحریریں برخلاط عیسائی مذہب کے بھنے دیکھی ہیں شاید ایک دیکھی ہو۔ وہ اچھا آدمی تھا گو اسکی اور میری رائے کا خلاط تھا۔ لیکھرام عیسائی مذہب پر حملہ کیا کرتا تھا۔ بہانہ تک مجھ کو علم ہے لیکھرام کی ذات کے برخلاط کوئی عیسائی نہ تھا۔ سوال۔ آپکو معلوم ہے کہ بعض آریہ جس فریق کا لیکھرام نہ تھا اور پورے عقائد کے ہندو اور مسلمان لوگ لیکھرام کے برخلاط تھے۔ جواب۔ میں نہیں بتا سکتا میں اخبار عام۔ سماچار۔ ٹریبیون۔ پائوئیر اخبارات کو نہیں دیکھا کرتا۔ ستیا رتھ پر کاش کتاب ہم نے دیکھی ہے مگر پڑھی نہیں۔ ہم کو علم نہیں ہے کہ لیکھرام کے برخلاط دہلی

اور ہورد اسلام کی تعریف کر سکتا ہے۔ حالانکہ اُس مولوی صاحب کو یہ بھی معلوم تھا کہ براہین احمدیہ میں وہ الہام بھی ہیں جنہیں خدا تعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ اور مسیح موعود رکھا ہے۔ غرض اسوقت تک کہ تصریح کے ساتھ میری طرف سے دعویٰ مسیح موعود ہونے کا نہیں ہوا تھا اور صرف مجدد و دھویں صدی ہونا عام لوگوں میں مشہور تھا۔ کوئی بڑی مخالفت علماء کی طرف سے نہیں ہوئی۔ بلکہ اکثر ان میں مصدق اور مطیع رہے۔ مگر اس دعویٰ مسیحیت کے وقت میں عجب طور کا شور علما میں پھیلا۔ اور ان میں سے اکثر لوگوں نے انواع اقسام کی خیانت سے عوام کو دھوکہ دیا اور بعض نے ان میں سے میری تکفیر کے بارے میں استفتاء طیار کیا اور بڑی کوشش کر کے مصداق کم فہم اور موٹی عقل والے لوگوں کے اسپر دستخط کرائے۔ مگر جیسا کہ پہلے آثار نبوی میں لکھا گیا تھا کہ "اُس آنے والے امام موعود کی تکفیر ہوگی۔ اس پیشگوئی کو پورا کیا کیونکہ ان پاک نوشتہ کا پورا ہونا ضروری تھا۔ اور تعجب کہ مسیح موعود ہونے کے دعوے میں کوئی ایسی نئی بات نہیں تھی کہ جو براہین احمدیہ میں اسوقت سے اٹھارہ برس پہلے درج نہیں ہو چکی تھی۔ مگر پھر بھی نادان مولویوں نے اس دعوے پر بڑا شور برپا کیا۔ آخر انکی فتنہ انگیزیوں کا یہ نتیجہ ہوا کہ گھر گھر میں عداوت پڑ گئی۔ مسلمانوں کا ایک گروہ

۱۰۳

بہنسی۔ مہمان۔ پشاور میں نالاشات ہوئی تھیں یا نہ۔ عبداللہ انہم کی بابت پیشگوئی اس کی درخواست پر نہیں کی گئی تھی۔ مرزا صاحب نے زبردستی یہ پیشگوئی کی تھی۔ عبداللہ انہم کی تحریر کو ہم پہچانتے ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ اور لوگوں کے برخلاف درخواست یا بلا درخواست پیشگوئیاں مرزا صاحب نے کی تھیں۔ میں اپنے اصلی باپ کا نام نہیں جانتا۔ میں ہمیشہ سے عیسائی ہوں۔ ہم نے کبھی عبدالحمید سے نہیں کہا تھا کہ مرزا صاحب کا ایک مرید قابو دیاں سے آیا ہو۔ اس سے حال تمہارا دریافت کرتے ہیں۔ (بِسْوَالِ لالہ رام بیج وکیل استغاثہ ہسپتال میں اور بھی متلاشی بھیجے جاتے ہیں۔ عبدالحمید اپنا حال جہلم کا پیشی سے پہلے مقبل ہو گیا تھا۔ اور اُس نے اقبال لکھ دیا تھا۔ مولوی نور الدین مرزا صاحب کے ساتھ مل کر قتل کے مشورہ میں شامل ہے۔ میں لالہ رام بیج کو ۱۰ بجے رات کے کل ملا تھا۔ اور فقط مقدمہ کا حال پوچھتے رہے تھے۔ سنا گیا درست تسلیم ہوا۔ دستخط حاکم

میرے ساتھ ہو گیا اور ایک گروہ کی فہم مولویوں کے پیچھے لگا اور ایک گروہ ایسا ہا کر نہ موافق اور نہ مخالفت۔ اور اگرچہ ہمارا گروہ ابھی بکثرت دُنیا میں نہیں پھیلا لیکن پشاور سے لیکر بمبئی اور کلکتہ اور حیدر آباد دکن اور بعض دیار عرب تک ہمارے پیرو دُنیا میں پھیل گئے۔ پہلے یہ گروہ پنجاب میں بڑھتا پھولتا گیا اور اب میں دیکھتا ہوں کہ ہندوستان کے اکثر حصوں میں ترقی کر رہا ہے۔ ہمارے گروہ میں عوام کم اور خواص زیادہ ہیں۔ اس گروہ میں بہت سے سرکار انگریزی کے ذی عزت عمدہ دار ہیں۔ جو ڈپٹی کلکٹر اور اکسٹرنل اسسٹنٹ اور تحصیلدار وغیرہ معزز عہدوں والے آدمی ہیں۔ ایسا ہی پنجاب اور ہندوستان کے کئی رئیس اور جاگیردار اور اکثر تعلیم یافتہ ایف آے۔ بی آے۔ اور ایم آے اور بڑے بڑے تاجراں جماعت میں داخل ہیں۔ غرض ایسے لوگ جو عقل اور علم اور عزت اور اقبال رکھتے تھے یا بڑے بڑے عہدوں پر سرکار انگریزی کی طرف سے نامور تھے یا رئیس اور جاگیردار اور تعلقہ دار اور نوابوں کی اولاد تھے،

بہنسی۔ مہمان۔ پشاور میں نالاشات ہوئی تھیں یا نہ۔ عبداللہ انہم کی بابت پیشگوئی اس کی درخواست پر نہیں کی گئی تھی۔ مرزا صاحب نے زبردستی یہ پیشگوئی کی تھی۔ عبداللہ انہم کی تحریر کو ہم پہچانتے ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ اور لوگوں کے برخلاف درخواست یا بلا درخواست پیشگوئیاں مرزا صاحب نے کی تھیں۔ میں اپنے اصلی باپ کا نام نہیں جانتا۔ میں ہمیشہ سے عیسائی ہوں۔ ہم نے کبھی عبدالحمید سے نہیں کہا تھا کہ مرزا صاحب کا ایک مرید قابو دیاں سے آیا ہو۔ اس سے حال تمہارا دریافت کرتے ہیں۔ (بِسْوَالِ لالہ رام بیج وکیل استغاثہ ہسپتال میں اور بھی متلاشی بھیجے جاتے ہیں۔ عبدالحمید اپنا حال جہلم کا پیشی سے پہلے مقبل ہو گیا تھا۔ اور اُس نے اقبال لکھ دیا تھا۔ مولوی نور الدین مرزا صاحب کے ساتھ مل کر قتل کے مشورہ میں شامل ہے۔ میں لالہ رام بیج کو ۱۰ بجے رات کے کل ملا تھا۔ اور فقط مقدمہ کا حال پوچھتے رہے تھے۔ سنا گیا درست تسلیم ہوا۔ دستخط حاکم

نقل تہ بیان ڈاکٹر کلارک بصیغہ فوجداری اجلاس کپتان ایم ڈبلیو وگلز صاحب بہادر ڈسٹرکٹ

مبشریٹ ضلع گورداسپور

مجموعہ فیصلہ نمبر ۱۰۰

نمبر ۱۰۰

نمبر مقدمہ

نمبر ۱۰۰

نمبر ۱۰۰

نمبر ۱۰۰

نمبر ۱۰۰

سرکار بذریعہ ڈاکٹر جنری مارٹن کلارک متنا بنام میرزا غلام احمد قادیانی جرم ۱۰۰ اضابطہ فوجداری

تہمہ بیان ڈاکٹر کلارک باقرار صلح ۱۳ اگست ۱۹۰۷ء

ہمارے والد کلارک صاحب نے ہم کو اطلاع دی تھی کہ خیردار رہو مرزا صاحب نقصان پہنچائیں گے۔

کل ہم نے جواب مصلحت نہیں دیا تھا۔ ڈاکٹر کلارک سنا گیا درست ہے دستخط حاکم

اور یا ہندوستان کے قطبوں اور خوشوں کی نسل تھے جنکے بزرگوں کو لاکھوں انسان اعلیٰ درجہ کے ولی اور قطب وقت سمجھتے تھے۔ وہ لوگ اس جماعت میں داخل ہوئے اور ہوتے جاتے ہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ کے فضل اور قدرت نے مولویوں کو انکے ارادوں کو نامراد رکھ کر ہماری جماعت کو فوق العادہ ترقی دی ہے اور دے رہا ہے۔ وہ لوگ جو درحقیقت پارسا طبع اور خدا ترس اور نفع انسان سے ہمدردی کرنیوالے اور دین کی ترقی کے لئے بدل و جان کوشش کرنیوالے اور خدا تعالیٰ کی عظمت کو دل میں بٹھائیے اور عقلمند اور ذہنی فہم اور اطوار العزم اور خدا اور رسول سے سچی محبت رکھنے والے ہیں وہ اس جماعت میں بکثرت پائے جائیں گے۔ میں دیکھتا ہوں کہ خداوند کریم اس بات کا ارادہ کر رہا ہے کہ اس جماعت کو بڑھاوے اور برکت دے اور زمین کے کناروں تک سعادتمند انسانوں کو کھینچ کر اس میں داخل کرے۔

اسی جگہ اس بات کا لکھنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ کہ میرا یہ دعویٰ کہ میں مسیح موعود ہوں ایک ایسا دعویٰ ہے جس کے ظہور کی طرف مسلمانوں کے تمام فرقوں کی آنکھیں لگی ہوئی تھیں اور اس حدیث نبویہ کی متواتر پیشگوئیوں کو پڑھ کر ہر ایک شخص اس بات کا منتظر تھا کہ کب وہ بشارتیں ظہور میں آتی ہیں بہت سے اہل کشف نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر خبر دی تھی کہ وہ مسیح موعود چودھویں صدی

۱۰۰  
۱۰۱  
۱۰۲  
۱۰۳  
۱۰۴  
۱۰۵  
۱۰۶  
۱۰۷  
۱۰۸  
۱۰۹  
۱۱۰  
۱۱۱  
۱۱۲  
۱۱۳  
۱۱۴  
۱۱۵  
۱۱۶  
۱۱۷  
۱۱۸  
۱۱۹  
۱۲۰  
۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰  
۱۴۱  
۱۴۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۱۴۵  
۱۴۶  
۱۴۷  
۱۴۸  
۱۴۹  
۱۵۰

نقل بیان خدا فوجداری باجلاس کپتان ایم ڈبلیو ڈاکٹر صاحب ڈی پی کشتنر بہادر ضلع گورداسپوٹ



موجودہ فیصلہ نمبر ۱۰۰۰ نمبر مقدمہ

۱۱ اگست ۱۹۵۷ء زیر تجویز از محکمہ

سرکار بذریعہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب جرم ۱۰۰۰ اضافہ فوجداری بنام مرزا غلام احمد قادیانی  
بیان مرزا غلام احمد بلا حلف ۱۱ اگست ۱۹۵۷ء

ہم نے کبھی پیشگوئی نہیں کی کہ ڈاکٹر کلارک صاحب مرزا عیسیٰ کے ہرگز ہمارا غشاء کسی لفظ سے یہ نہ  
تھا کہ صاحب موصوف مرزا عیسیٰ کے۔ حمد اللہ آتھم کی بابت ہم نے شرط یہ پیشگوئی کی تھی کہ اگر  
رجوع بحق نہ کریگا تو مرزا عیسیٰ کے۔ حمد اللہ آتھم صاحب کی درخواست پر پیشگوئی صرف اُس کے  
واسطے کی تھی۔ کل متعلقین مباشرہ کی بابت پیشگوئی نہ تھی۔ لیکن رام کی درخواست پر اُس کے  
واسطے بھی پیشگوئی کی گئی تھی۔ ہم نے کی تھی چنانچہ پوری ہوئی۔

سنا یا گیا درست ہے۔ سب بیان درست درج ہوا ہے۔ دستخط حاکم

کے سر پر ظہور کریگا اور یہ پیشگوئی اگرچہ قرآن شریف میں صرف اجمالی طور پر پائی جاتی ہے  
مگر احادیث کے دوسرے اس قدر قوت پر تک پہنچی ہے کہ جس کا کذب عند العقل معنی ہے۔  
اگر تو اتنے کچھ چیز ہے تو کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی پیشگوئیوں میں سے جو آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کے منہ سے نکلیں۔ کوئی ایسی پیشگوئی نہیں جو اس درجہ قوت پر ہو۔ جیسا کہ  
اس پیشگوئی میں پایا جاتا ہے۔ جس شخص کو اسلامی تاریخ سے خبر ہے وہ خوب جانتا ہو کہ  
اسلامی پیشگوئیوں میں سے کوئی ایسی پیشگوئی نہیں جو تو اتر کے دوسرے اس پیشگوئی سے  
بڑھ کر ہو۔ یہاں تک کہ علمائے کھلم کھلا کہ جو شخص اس پیشگوئی کا انکار کرے اس کے کفر کا  
اندیشہ ہے۔ کیونکہ متواترات سے انکار کرنا گویا اسلام کا انکار ہے لیکن افسوس ہو کہ  
باوجود اس قوت کے ہمارے زمانہ فیج امحج کے علمائے اس پیشگوئی کے صحیح صحیح معنی  
سمجھنے میں بڑا دھوکہ کھایا ہے اور بیاعت سخت غلط فہمی کے اپنے عقیدہ میں قابلِ شرم  
تناقضات جمع کر لئے ہیں۔ یعنی ایک طرف تو قرآن شریف پر ایمان لاکر اور احادیث صحیحہ

۱۰۰۰

نقل بیان گواہ مشمولہ مثل اجلاسی کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر بہادر صلیح گورداس  
 (نہر عدالت) سیکشن حکمر مصلحتی عدالت

سرکار بذریعہ ہنری مارٹن کلارک ڈاکٹر مشنری ام ترسہ بنام مرزا غلام احمد سکنہ قادیان  
 مستغیث جرم ۱۰۰ اضابطہ فوجداری مستغاث علیہ

بیان گواہ استغاثہ باقرار صلیح

عبد الحمید ولد سلطان محمود ساکن جہلم ذات گکھر عمر معاش سال بیان کیا۔

میں اب متلاشی عیسائی ہوں پہلے محمدی تھا۔ میں عیسائی لوگوں کے پاس گجرات میں گیا تھا  
 چار ماہ ہوئے ہیں۔ اسوقت مرزا صاحب سے میری واقفیت نہ تھی۔ مونگ رسول ربیع دکنس پر  
 جلیں محمد بابو کے تحت میٹ تھا۔ دو تین ماہ عیسائیوں کے پاس گجرات میں رہا تھا۔ وہاں محمدی لوگوں  
 نے مجھے بدلا لیا تھا۔ اسلئے گجرات میں چلا آیا تھا۔ مرزا صاحب کے بہت مرید گجرات میں ہیں۔  
 انہوں نے مجھے قادیان میں بھیجا جب میں وہاں گیا میرا چچا برہان الدین اسوقت قادیان میں نہ  
 تھا۔ مجھے صلیح دیگئی تھی کہ جو شکوک تمہارے ہیں قادیان جا کر رفع کر لو۔ مجھے مولوی نور الدین

کو تسلیم کر کے ان کو یہ ماننا پڑا کہ حضرت عیسیٰ در حقیقت فوت ہو گئے ہیں۔ اور دوسری طرف یہ  
 عقیدہ بھی انہوں نے رکھا کہ کسی زمانہ میں خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانہ میں نازل  
 ہونگے۔ اور وہ آسمان پر زندہ موجود ہیں فوت نہیں ہوئے۔ اور پھر ایک طرف آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء قرار دیا اور دوسری طرف یہ عقیدہ بھی رکھا کہ آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی ایک نبی آنے والا ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
 جو کہ نبی ہیں۔ اور ایک طرف یہ عقیدہ رکھا کہ مسیح موعود و تعالٰی کے وقت آئے گا اور تعالٰی  
 کا تمام رُوسے زمین پر بجز حرمین شریفین تسلط ہو جائے گا۔ اور دوسری طرف بموجب  
 حدیث مسیح مرفوع متصل مسیح بخاری اس بات کو بھی انہیں ماننا پڑا کہ مسیح موعود  
 صلیب کے غلبہ کے وقت آئیگا یعنی اسوقت جبکہ عیسائی مذہب دنیا میں زور کے ساتھ

۱۰۱

اور مرزا صاحب نے سکھایا تھا۔ قرآن کی تعلیم نہیں دی تھی۔ گجرات سے آکر صرف چار روز قادیان میں مظہر رہا تھا۔ میں جہلم واپس چلا گیا تھا۔ اور چچا القمان کے گھر میں جا کر رہا تھا۔ برہان الدین کے گھر نہیں گیا تھا۔ وہاں میرا چچا مولوی برہان الدین غازی ہے اور وہ مرزا صاحب کے مرید ہے۔ دوسرا چچا امیر القمان ہے مگر وہ مرزا صاحب کا نہیں ہے۔ میری ماں نے بعد میرے والد کے مر جانے کے القمان سے نکاح کر لیا ہوا ہے اور اس سے اولاد بھی ہے۔ میرے دونوں چچوں نے میری پرورش کی۔ دو تین دن جہلم رہ کر پھر میں قادیاں میں چلا آیا۔ مرزا صاحب مجھ سے بہت پیار کیا کرتے تھے۔ ایک روز ایک علیحدہ مکان میں مجھے لے گئے اور کہا کہ جاؤ امرتسر میں اور ڈاکٹر کلارک صاحب کو پتھر مار کر مار دے۔ میں نے کہا کہ میں کیوں یہ کام کروں۔ تو مرزا صاحب نے کہا کہ اگر دین محمدی پر ہو کر تم یہ قتل کرو گے تو تم مقبول ہو جاؤ گے۔ پہلے مجھے پڑھایا کرتے تھے پھر جب مجھے قتل کرنے کے واسطے مرزا صاحب نے کہا تو مجھے یہ کہا کہ اب تم چار پانچ روز مزدوری کرو۔ تاکہ لوگ یہ کہیں کہ مزدوری کرتا آیا ہے۔ اور پھر یہ کہا کہ جب تو جانے لگے تو ہٹو گا لیاں نکال کر جاؤ۔ میں امرتسر چلا گیا اور ڈاکٹر صاحب مستغیث مقدمہ ہذا کے پاس گیا اور کہا کہ میں عیسائی ہونے آیا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب نے میری بڑی خاطر تواضع کی اور مجھے ہسپتال میں بھیج دیا۔ مجھے مرزا صاحب نے کہا تھا کہ پہلے اپنا نام رلارام بتلانا پھر عبد المجید بتلانا کہ مسلمان ہو کر

پھیلا ہوا ہو گا۔ اور عیسائی طاقت اور دولت سب طاقتیں اور دولتوں سے بڑھی ہوئی ہو گی۔ اور پھر ایک طرف یہ عقیدہ رکھنا پڑا کہ مسیح اپنے وقت کا حاکم اور امام اور مہدی ہو گا۔ اور پھر دوسری طرف یہ عقیدہ رکھا کہ مسیح مہدی اور امام نہیں بلکہ مہدی کوئی اور ہو گا جو بتی فاطمہ میں سے ہو گا۔ غرض اس قسم کے بہت سے تناقضات جمع کر کے اس پیشگوئی کی صحت کی نسبت لوگوں کو تذبذب اور شک میں ڈال دیا۔ کیونکہ جو امر کئی تناقضات کا مجموعہ ہو سکتا نہیں کہ وہ صحیح ہو۔ پھر اہل عقل لوگ کیونکر اسکو قبول کر سکیں اور کیونکر اپنے جوہر عقل کو پیروں کے نیچے کچل کر اس ٹیڑھے طریق پر قدم ماریں۔ اسی وجہ سے حال کے اُن نو تعلیم یافتہ لوگوں کو جو نیچر اور قانون

۱۹۰

یہ نام حاصل کیا ہے۔ قریب ایک ماہ میں ڈاکٹر صاحب کے پاس امرتسر میں رہا۔ پہلے پانچ چھ روز  
امرتسر رہا۔ پھر بیاس پر رہا۔ کاغذ حوت ۵۰ مشمولہ مثل میری قلم کا لکھا ہوا ہے جو بطور اقبال کے  
میں نے ڈاکٹر صاحب کو لکھ کر دیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب اس وقت موجود تھے جب میں نے لکھ کر دیا  
تھا۔ بیاس سے ایک خط میں نے مولوی نور الدین صاحب کو لکھا تھا کہ میں عیسائی ہو جاؤنگ۔ یہ  
سچا دین ہے محمدی دین سچا نہیں ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھے کہا تھا کہ ایک مرید مرزا صاحب کا  
ہمارے پاس آیا ہے۔ ہم اُن سے پوچھتے ہیں کہ اسکو عیسائی بنائیں یا نہ۔ جب مولوی نور الدین  
صاحب کو خط لکھا ڈاکٹر صاحب کو علم نہ تھا اور عیسائیوں کو بتلایا تھا۔ کاغذ حوت ۵۰ کے لکھنے  
سے پہلے خط مولوی نور الدین صاحب کو لکھا تھا۔ بھگت رام اور ایک اور غشی جس کا نام یاد نہیں  
موجود تھے۔ جب میں نے خط مولوی نور الدین صاحب کو لکھا تھا وہ دیکھ رہے تھے۔ قریب ایک ماہ  
کے ہوا ہے کہ میں قادیان سے روانہ ہو کر امرتسر مرزا صاحب کے پاس سے ڈاکٹر صاحب کے پاس گیا تھا  
مولوی نور الدین کی طرف خط بھیجنے سے یہ مطلب تھا کہ انکو معلوم ہو جائے کہ میں بیاس میں  
ہوں۔ جب قادیان سے امرتسر گیا تھا ۴۴۔ رکرا یہ دیا تھا اور قادیان میں ٹوکری اٹھانے کی  
اجرت میں ۱۲ مرزا صاحب نے مجھے دیئے تھے۔ میں نے عبداللہ آتھم کی بابت سنا ہوا ہوں ان کو

قدرت اور عقلی نظام کو واقعات کی صحت یا عدم صحت کے لئے ایک معیار قرار دیتے ہیں۔ اس پیشگوئی سے باوجود اعلیٰ درجہ کے تواتر کے جو اس میں ہے انکار کرنا پڑا۔ اور درحقیقت اگر اس پیشگوئی کے یہی منہ کئے جائیں کہ جو اسقدر تناقضات کو اپنے اندر رکھتے ہیں تو انسانی عقل ان تناقضات کی تطبیق سے عاجز آکر آخر اس پریشانی سے رہائی اسی میں دیکھتی ہے کہ اس پیشگوئی کی صحت سے بھی انکار کرے۔ سو یہی سبب تھا کہ نیچر اور عقل کے دلدادہ باوجود پیشگوئی کی اسقدر تواتر کے اس عظیم الشان پیشگوئی سے انکاری ہو گئے۔ لیکن انہوں نے کہ ان لوگوں نے بھی انکار کرنے میں بڑی شتاب کاری سے کام لیا ہے۔ کیونکہ اخبار متواترہ سے کوئی عقلمند انکار نہیں کر سکتا۔ اور جو خبر تواتر کے درجہ پر پہنچ جائے ممکن نہیں کہ اس میں کذب کا شائبہ ہو۔ پس

دیکھا نہیں۔ اُن پر حملہ کئے جانے کی بابت مجھے کوئی علم نہیں ہے کہ کب حملے ہوئے اور کیا کیا حملے ہوئے اور کس نے حملے کئے۔ جب میں پہلے ڈاکٹر صاحب کے پاس گیا تو میرا ارادہ مارنے کا تھا۔ بعد میں ارادہ بدل گیا۔ مجھے لقمان نے مرزا صاحب کے پاس نہیں بھیجا تھا اور نہ ڈاکٹر صاحب کے پاس بھیجا ہے۔ ہمارے خاندان میں کوئی رنج مولوی برہان الدین کے مرزا صاحب کا مرید ہو جانے سے نہیں ہے۔ لقمان اس وقت جہلم میں ہے اور برہان الدین کا پتہ نہیں ہے کہ کہاں ہے۔ (سوال مستغیث کہا) کہ جھگت رام سے میری مراد جھگت پریداس سے ہے۔ جسکی موجودگی میں غلط مولوی نور الدین کو لکھا تھا۔ مرزا صاحب نے مجھے کہا تھا کہ جب موقع ملے ڈاکٹر صاحب (مستغیث) کو مار دینا اور ہمارے پاس چلے آنا پھر تمہیں کوئی نہیں مارے گا۔ امرتسر جا کر ملاقات ڈاکٹر صاحب سے کرنے پر میرا ارادہ بدل گیا تھا۔ امرتسر جانے سے پہلے کبھی ڈاکٹر صاحب کو آگے نہیں دیکھا تھا اور نہ جان پہچان تھا۔ (سوال مرزا صاحب) جب میں مرزا صاحب کا مرید ہوا تھا تو مرزا صاحب نے مجھے کہا تھا کہ کہو نہیں احمد کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتا ہوں۔ اور کہا کہ پچھلے گناہوں کی معافی خدا سے چاہو اور آئندہ نماز پڑھو۔ قرآن پڑھو۔ (نوٹ) مرزا صاحب کہتے ہیں کہ ہکویا د نہیں ہو کہ گواہ ہمارا دست بیع ہوا تھا یا نہ چھاپہ شدہ شرائط بیعت کی شرط چہارم مجھ کو وقت بیعت کے مرزا صاحب نے نہیں سنائی اور نہ سمجھائی تھی۔ حرف K

طریق انصاف اور حق پرستی یہ تھا۔ کہ خبر متواتر کو رد نہ کرتے۔ ہاں اُن معنوں کو رد کر دیتے جو نادان مولویوں نے کئے جن سے کئی قسم کے تناقض لازم آئے اور کئی تناقض جمع بھی کر لئے اور درحقیقت یہ تناقض الفہم مولویوں کا قصور ہے جو انہوں نے ایک سیدھی اور صاف پیشگوئی کے ایسے مٹنے کر کے جو تناقضات کا مجموعہ تھے محقق طبع لوگوں کو بڑی ریشائی اور سرگردانی میں ڈال دیا۔ اب خدا تعالیٰ نے اسکے سچے اور صحیح معنی کھول کر جو تناقضات اور نامعقولیت سے بالکل پاک ہیں ہر ایک انصاف پسند محقق کو یہ موقعہ دیا ہے کہ وہ اس خبر متواتر کو مان کر اسکے مصداق کی تلاش میں لگ جائے اور خدا تعالیٰ

۱۱



شامل مثل کیا گیا۔ سنایا گیا درست تسلیم ہوا۔ عبد الحمید بقلم خود  
 گواہ نے بعد بیان کرنے کے عرض کی کہ چونکہ اُسے صاف صاف حالات بیان کر دیے ہیں اُسکو  
 جان کا اندیشہ ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ وہ اپنی حفاظت میں اُسکو رکھنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ  
 گواہ۔ اجازت ڈاکٹر صاحب کے پاس رہنے کی دی گئی۔ دستخط حاکم  
 نقل تہذیبیہ مشورہ مثل اجلاسی کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور  
 مروجہ فیصلہ نمبر بستہ نمبر مقدمہ نمبر عدالت دستخط حاکم  
 ۱۵ اگست ۱۹۴۷ زیر تجویز ۳

سرکار دولتمدار مستغنیث جرم ۴۔ اضافہ فوجداری بنام مرزا غلام احمد سکنہ قادیان مستغنیث علیہ  
 تتمہ بیان عبد الحمید باقرار صلح  
 قادیان سے جہلم لقمان کے پاس صرف ملنے ملاقات کیو اسطے منظر گیا تھا۔ اور کوئی کام نہ تھا۔

کی صریح پیش گوئی سے انکار کر کے مکذبین میں داخل نہ ہو۔

اس بیان کی تفصیل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے چودھویں صدی کے سر پہ مجھے مبعوث فرما کر  
 اس پیشگوئی کی معقولیت کو کھول دیا اور ظاہر فرما دیا کہ مسیح کا دوبارہ دُنیا میں آنا اُسی رنگ اور  
 طریق سے مقدر تھا جیسا کہ ایلیا نبی کا دوبارہ دُنیا میں آنا۔ ملائکہ نبی کی کتاب میں لکھ گیا تھا کہ یہ  
 صحیفہ ملائکہ میں اس بات کا بصر صریح ذکر تھا کہ وہ مسیح موجود جس کا یہودیوں کو انتظار تھا۔ وہ  
 دُنیا میں نہیں آئے گا جب تک کہ ایلیا نبی دوبارہ دُنیا میں نہ آئے۔ اگر ہمارے مخالفین میں  
 سعادت اور حق جوتی کا مادہ ہوتا تو وہ ملائکہ نبی کی اس پیشگوئی سے جیسر یہود اور نصاریٰ دونوں  
 کا اتفاق ہے بہت فائدہ اُٹھاتے۔ کیونکہ صحیفہ ملائکہ کی ظاہر نص کے لحاظ سے ضرور کہتا  
 پڑتا ہے کہ ایلیا اب تک دُنیا میں واپس نہیں آیا۔ حالانکہ حضرت مسیح کو دُنیا میں آئے ہوئے  
 قریباً انیس سو برس ہو گیا۔ پس اگر جیسا کہ ملائکہ کی ظاہر الفاظ سے نکلتا ہے جیسر علماء یہود  
 آج تک بڑے زور سے جھے بیٹھے ہیں یہی مسیح ہے کہ ضرور مسیح سے پہلے ایلیا نبی کا بذاتہ

۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

دو تین روز وہاں رہا تھا۔ چالیس روپیہ چچا القمان کے گھر سے پہلی دفعہ لے آیا تھا۔

سنایا گیا درست ہے۔ عبد الحمید دستخط حاکم

نقل تقریر بیان عبد الحمید مشمولہ مثل فوجداری باجلاس کستان ایم ڈیوڈ گلس صاحب ہاؤس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور

موجود فیصلہ نمبر ۱۰۲۰ نمبر مقدمہ ۱۰۲۰  
۸ اگست ۱۹۰۷ء زیر تجویز از محکمہ ۱۰۲۰

سرکار بذریعہ ڈاکٹر جنرلی مارٹن کلارک صاحب جرم۔ اضابطہ فوجداری بنام میرزا غلام احمد قادریانی  
تقریر بیان عبد الحمید باقرار صلح بسوال عدالت

۲ بجے دن نماز ظہر کے وقت مرزا صاحب نے مجھے کہا تھا کہ جاؤ کلارک صاحب کو مارو مسجد کے

دوبارہ دنیا میں آنا ضروری ہے تو اس صورت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بچے ہی نہیں ٹھہر سکتے اور بچے اسی حالت میں ٹھہر سکتے ہیں کہ جب ایلیا نبی کے واپس آنے کی کوئی تاویل کی جائے۔ یعنی یہ کہ ایلیا کے دوبارہ آنے سے کسی قبل ایلیا کا آنا شروع کر دیا جائے اور وہ قبل وقت تھا یعنی پہلی ذکر کیا گیا۔ جیسا کہ یہ تاویل یہودیوں کے مطالبہ کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی کی اور اس تاویل سے جو ایک نبی کے مرنے سے ثابت ہوتی صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ مسیح کا دنیا میں دوبارہ آنا بھی ایلیا کے دوبارہ آنے کی مانند ہے۔ اور ایک نظیر جو قائم ہو چکی ہے اُس سے مُنہ پھیرنا اور ظاہری معنی کے کئی تناقضات کو اپنے عقیدہ میں جمع کر لینا یہ اُن لوگوں کا کام ہے جن کو عقل اور فہم سے بہت ہی کم حصہ ملے۔ پیشگوئیوں پر اکثر مجازات اور استعارات غالب ہوتے ہیں۔ اور اس سے زیادہ کوئی حماقت نہیں ہوگی کہ پیشگوئی کے کسی لفظ کو اُس حالت میں بھی ظاہر پر حل کیا جائے کہ جبکہ ظاہر پر حل کرنے سے کئی تناقضات جمع ہو جاتے ہیں۔ اسی عادت سے تو یہود ہلاک ہوئے۔

اور مسیح کے بارے میں ایسی ہی ایک اور پیشگوئی تھی کہ وہ بادشاہ ہوگا اور کافروں سے لڑے گا۔ سو یہود یہ حل نے اس سے بھی ٹھوکر کھائی۔ کیونکہ حضرت مسیح کو ظاہری بادشاہت نہیں ملی۔ اسی واسطے اب تک یہودی کہتے ہیں کہ جو مسیح کے حق میں پیشگوئیاں تھیں اب تک

ساتھ کمرہ میں مرزا صاحب مجھے لے گئے اور کہا کہ ایک بات کہتا ہوں۔ میں نے کہا دل و جان مانوں گا۔ مرزا صاحب کے مکان میں وہ کمرہ ہے۔ اتر سر میں ایک شخص قطب الدین مرید مرزا صاحب کا ہے۔ مرزا صاحب نے بتلایا تھا کہ تم اُسکے پاس جانا۔ میں سیدھا اُسکے پاس گیا تھا۔ اتر سر کو محل کی ڈیوڑھی میں برتنوں کا کام کرتا ہے۔ آدھ گھنٹہ اُسکے پاس ٹھہرا تھا۔ میں نے اُس کو کہا تھا کہ مرزا صاحب نے مجھے کلاڑ صاحب کے قتل کے واسطے بھیجا ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ اچھا جب تم یہ کام

ایک صوفی بھی اُن میں سے پورا نہیں ہوا۔ یہی حجت یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آگے پیش کی تھی اور بار بار یہ جتلاتا تھا کہ سچے مسیح سے پہلے ایلیا کا دوبارہ دنیا میں آنا ضروری ہو نہ یہ کہ کوئی اُس کا شیل آوے کیونکہ ملاکی نبی کی کتاب میں ایلیا نبی کا بذاتہ واپس آنا لکھا ہے۔ یہ نہیں لکھا کہ اُس کا کوئی شیل آوے گا۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انکو یہ جواب دیا کہ ایلیا نبی کے دوبارہ آنے سے مراد اُنکے شیل کا آنا ہے جو اُنکی خواہر طبیعت پر ہو۔ اور بیان کیا کہ وہ شخص یوحنا ذکر یا کامیٹا یعنی یحییٰ ہے۔ اور بادشاہی کی نسبت انہوں نے یہ تاویل کی تھی کہ میری آسمانی بادشاہت سے زمین نہیں ہے۔ اور ان تاویلوں کو یہودیوں نے نہایت بعید اور تکلفات کر کے سمجھا تھا اور اب تک یہی سمجھ رہے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنی کتابوں کے ظاہر الفاظ پر زور مارتے تھے۔ اور بظاہر یہودی لوگ سچ پر معلوم ہوتے تھے۔ اسلئے کہ وہ لوگ کتب مقدسہ کے نصوص صریحہ پیش کرتے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تاویلات سے کام لیتے تھے جو رکیک اور غریب معلوم ہوتی تھیں۔

ہمارے علما بڑے خوش قسمت ہوتے اگر وہ ایلیا کے دوبارہ آنے کے قصے کو یاد کر کے اُس سے نصیحت پکڑتے اور حضرت عیسیٰ کے آسمان سے دوبارہ نازل ہونے کے وہی معنی کرتے جو خود حضرت عیسیٰ نے ایلیا نبی کے دوبارہ نازل ہونے کے معنی کئے ہیں۔ کاش وہ اس بات کو سوچتے کہ یہ راقم جو نزول مسیح کے معنی کرتا ہے وہ نئے معنی نہیں ہیں بلکہ وہی معنی ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے پہلے نکل چکے ہیں کیونکہ نزول مسیح ابن مریم کا مقدمہ نزول ایلیا نبی کے مقدمہ سے بالکل ہم شکل ہے پس

کہ چو میرے پاس آنا میں قلیاں میں پہنچا دوں گا۔ ڈاکٹر صاحب کو ملکہ اسی روز شام کو میں پھر واپس قطب الدین کے پاس گیا اور کہہ لکہ ڈاکٹر صاحب سے مل آیا ہوں۔ اُس نے مجھے ڈاکٹر صاحب کی کوٹھی کا نشان دیتے دیا تھا۔ مرزا صاحب مجھ سے بہت پیار کرتے تھے اور مجھ سے مٹھیاں بھر دیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ ہماری بات (قتل) یاد ہے۔ میں کہا کرتا تھا کہ ہاں یاد ہے۔ مرزا صاحب نے کہا تھا کہ کارک صاحب رحمت ہیں جب تم ہاؤ گے وہ پاس رکھ لیں گے۔ تم اُنکے سونے اُٹھنے بیٹھنے کے حالات دریافت کر کے جب موقع ملے پتھر مار کر یا اور طرح سے ہلاک

جس حالت میں آج تک یہودیوں کی یہ تہا پوری نہیں ہوئی۔ کہ ایلیا نبی آسمان سے اُترتا اور اسی وجہ سے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منکر ہے۔ تو ان مولویوں کی تہا کیونکر پوری ہو سکتی ہو کہ کسی وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود آسمان سے نازل ہوگا۔ عقلمند وہ ہے جو دوسرے کے ٹھوکہ کھانے سے عبرت پکڑے۔ یہودی جو حضرت عیسیٰ پر ایمان لانے سے بے نصیب رہے اُس کی یہی وجہ آج تک بیان کرتے ہیں کہ اُن کو وہی ملا کی نبی کی پیشگوئی تہا کہ ایلیا نبی آئے گا جس کا اُن کو وعدہ دیا گیا تھا۔ اور یہ بھی لکھا تھا کہ وہ مسیح بادشاہ کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ مگر یہ دونوں پیشگوئیاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر صادق نہ آئیں۔ اسی لئے یہودی آج تک اسی بات کو روتے ہیں کہ ہم کیونکر یسوع بن مریم کو مان لیں۔ حالانکہ نہ ایلیا نبی اُس سے پہلے آیا اور نہ وہ بادشاہ کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اور بظاہر یہودی حق پر معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ اُن کی کتابوں کے نصوص صریح سے یہی نکلتا ہے کہ درحقیقت مسیح سے پہلے ایلیا نبی آئیگا اور آخر مسیح بادشاہ ہو کر آئے گا۔

غرض یہ ایک ایسا مقدمہ تھا کہ مسیح موعود کے نزول اور دوسری علامات کو اِس مقدمہ نے صاف کر دیا تھا۔ اور منصفوں کے لئے ایلیا نبی کے نزول کی طرز مسیح کے نزول کے لئے ایک تشبیہی نظر تھی۔ مگر تعصب انسان کو نابینا کر دیتا ہے۔ زیادہ تر تعصب یہ ہے کہ صحیح بخاری میں صاف لکھا تھا کہ اَمَّا مَکَرُ مِنْکُمْ فِیْہِ وَہِ مَسِیْحُ مَوْعُودُ

کر دینا۔ میرے باپ کا نام لقمان ہے۔ سلطان محمود غلطی سے لکھایا تھا۔ سلطان محمود کے ساتھ شادی کر کر میری ماں نے کی تھی۔ پہلے غلطی سے لکھایا ہے کہ لقمان سے شادی ہوئی تھی۔ سلطان محمود کی ایک لڑکی ہے۔ لقمان کا اور بیٹا ہے جو میرا بھائی ہے۔ ہم تین بھائی ہیں۔ میں نے ہر قسم کی نہیں لیا متلاشی رہا تھا۔ ملاکنڈ میں فوج کے ساتھ نہیں گیا تھا۔ بوجہ کام نہ ہو سکنے کے مجھے برخاست کیا گیا تھا۔ جب واپس ملاکنڈ سے آیا متلاشی نہ تھا۔ محمدی تھلہ دو سال کے قریب اس بات کو ہوئے ہیں۔ قادیان آنے سے پہلے سلطان محمود مجھ سے ناراض ہوا تھا۔

اسی امت میں سے ہوگا۔ اور اسی طرح صحیح مسلم میں فاضلہ مشکوٰۃ لکھا تھا۔ یسے مسیح تم میں سے ایک امتی آدمی ہوگا۔ اور تمہارا امام ہوگا۔ کیا یہ باتیں تسلی پانے کیلئے نہ تھیں؟ کیا یہ امر تسلی بخش نہ تھا کہ قرآن نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فوت ہو جانا بیان فرمایا؟ حدیثوں میں ان کی عمر ایک سو بیس برس لکھ کر یہ اشارہ فرمایا کہ وہ ستر سال عیسوی میں ضرور فوت ہو گئے ہیں۔ توفی کے معنے مارنا بیان فرمایا گیا اور آیت قطعاً تو فیہ تثنیٰ نے صاف طور پر خبر دیدی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے اور وہ جھگڑا جو اس سے پہلے ہو چکا ہے جو یہود اور حضرت عیسیٰ میں ایلیا نبی کے نزول کے بارے میں تھا۔ کوئی ایسا سلطان نہیں کہ اس میں یہود کو سچا قرار دے۔ سو دنیا میں دوبارہ آنے کے معنے جو ایک نبی نے کئے وہی معنے ہم حضرت عیسیٰ کے نزول کے بارے میں کرتے ہیں۔ مگر ہمارے مخالف مولوی جو معنے کہتے ہیں ان کے پاس کن معنوں کی کوئی سند موجود نہیں۔

اب سوچنا چاہیے کہ ہم تو اس عقیدہ کو پیش کرتے ہیں جس کی پہلی کتابوں میں نظیر موجود ہے اور جس کا قرآن مصدق ہے۔ اور ہمارے مخالف حضرت عیسیٰ کے نزول کے بارے میں اس عقیدہ کو پیش کرتے ہیں جس کی تمام انبیاء کے سلسلہ میں کوئی نظیر موجود نہیں اور قرآن اس کا مکذب ہے۔ پھر ہمارے مخالف جبکہ اس بحث میں عاجز آ جاتے ہیں تو افترا کے طور پر ہم پر یہ تہمت لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور گویا ہم معجزات اور فرشتوں کے منکر ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ یہ تمام افترا ہیں۔ ہمارا ایمان ہے

اُس نے نکالا نہ تھا۔ وہاں سے نہر پر چلا گیا تھا۔ بوجہ نہ کام کرنے کے سلطان محمود ناراض ہوا تھا۔ برہان الدین اور سلطان محمود کا مذہبی تفرقہ ہے۔ برہان الدین مرزا صاحب کا مُرید ہے۔ سلطان محمود نہیں ہے۔ اس بات سے ایک دوسرے کو بُرا سمجھتے ہیں۔ قادیان میں جو بلی کے موقع پر میں نہ تھا۔ بعد میں آیا تھا۔ برہان الدین کو میں نے جب گیا وہاں دیکھا تھا۔ تین چار دفعہ مرزا صاحب نے قتل کی بابت مجھ سے ذکر کیا تھا کہ دین محمدی پر ہو کر قتل کرو گے تو مقبول ہو گے کیونکہ کار کا صاحب مخالف مذہب ہے۔ پانچوں وقت مرزا صاحب جب مسجد میں نماز کے واسطے

کہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور ہم فرشتوں اور معجزات اور تمام حق اہل سنت کے قائل ہیں۔ صرف یہ فرق ہے کہ ہمارے مخالف اپنی جہالت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کو حقیقی طور پر انتظار کرتے ہیں۔ اور ہم بروزی طور پر جیسا کہ تمام متصفون کا مذہب ہے اور ہم مانتے ہیں کہ نزول مسیح کی پیشگوئی پوری ہو گئی۔

رہی یہ بات کہ میرے اس دعویٰ مسیح ہونے پر دلیل کیا ہے۔ تو واضح ہو کہ آثارِ مسیح سے یہ ثابت ہے کہ جو شخص عیسائیت کے فتنہ کے وقت عیسیٰ پرستی کے فتنہ کو دُور کرنے کے لئے صدی کے سر پر بطور مجدد کے ظاہر ہو گا۔ اُسی مجدد کا نام مسیح ہے۔ پھر بعد اس کے احادیث کی غلط فہمی سے عوام نے سمجھ لیا کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہو کر صدی کا مجدد ہو گا اور صدی کے سر پر آئے گا۔ اور اکثر علما کی یہی رائے قائم ہوئی۔ کہ وہ چودھویں صدی ہوگی۔ لیکن اس خیال میں غلطی یہ ہوئی کہ اصل منشاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا کہ جس مجدد کو اُس امت کے مجددوں میں سے عیسائی حملوں کی مدافعت میں اسلام کی نصرت کرنی پڑیگی اُس کا نام بلحاظ عیسائیت کی اصلاح کے مسیح ہو گا۔ مگر ان لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ خود مسیح کسی زمانہ میں آسمان سے اتر آئے گا، حالانکہ یہ صریح غلطی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصل اور پر حکمت بیان میں یہ غیر موزون اور بے تعلق اور

۱۰۳

آیا کرتے تھے میں مُٹھیلیں بھرتا تھا۔ اور وہ مجھ سے پیار کیا کرتے تھے۔ مرزا صاحب نے کہا تھا کہ ۲۰  
 ۲۰ شارقا پتھر اٹھا کر سوتے وقت یا اور موقع پر پا کر کلارک صاحب کو مارنا اور مار دینا میں نے یہ  
 سب حال قطب الدین کو بتلایا تھا۔ اور اُس نے کہا تھا کہ بیشک تو یہ کام کرو میرے پاس چلا آ۔  
 (سوال عدالت) اس وقت برہان الدین اور سلطان محمود مجھ سے ناراض ہیں کہ میرا روپیہ و جائداد  
 اُنکے پاس ہو اور وہ دینا نہیں چاہتے۔ مولوی نور الدین کے پاس اس واسطے خط بھیجا تھا کہ مرزا  
 صاحب اور وہ ایک ہی ہیں۔ جب میں امرتسر ہسپتال میں تھا میرا کوئی تعلق قطب الدین سے  
 نہیں رہا تھا اور نہ کسی کے پاس میں نے کوئی خط لکھا تھا۔ خط و کتابت میں نے بیاس میں ڈاکٹر

غیر معقول بات ہرگز مقصود نہ تھی کہ ایک نبی جو اپنی زندگی کے دن پورے کر کے عادۃ اللہ کے  
 موافق خدا تعالیٰ اور نعیم آخرت کی طرف بلایا گیا پھر وہ اس دار تکالیف اور دار الفتن میں بھیجا  
 جائیگا۔ اور وہ نبوت جبر پر لگ چکی ہو اور وہ کتاب جو خاتم الکتب ہے فیضیتِ ختمیت سے  
 محروم رہ جائیگی۔ بلکہ نہایت لطیف استعداد کے طور پر یہ پیشگوئی کی گئی کہ ایک زمانہ ایسا  
 آئے گا کہ جب عیسائی لوگ اپنی مخلوق پرستی اور صلیب کے باطل خیالات میں انتہا درجے کے تعصب  
 تک پہنچ جائیں گے۔ اور اپنی مکمل تحریک اور دجل کی وجہ سے مسیح و تباری ہو جائیں گے۔  
 تب خدا تعالیٰ اپنی رحمت سے اُن کی اصلاح کے لئے ایک آسمانی مسیح پیدا کرے گا۔  
 جو دلائل شافیہ سے ان کی صلیب کو توڑ دیگا۔

اس پیشگوئی کے سمجھنے میں اہل عقل اور تدبر کو نیوالوں کے لئے کچھ بھی وقت  
 نہ تھی۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظِ مقدسہ ایسے صاف تھے کہ خود  
 اس مطلب کی طرف رہبری کرتے تھے کہ ہرگز اس پیشگوئی میں بنی اسرائیل کا دوبارہ  
 دنیا میں آنا مراد نہیں ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرمادیا تھا کہ  
 میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث لا نبعث بعثی ایسی مشہور تھی کہ کسی کو  
 اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے۔ اپنی آیت کریمہ

۱۰  
۳  
۳  
۱

صاحب کو لکھا تھا۔ (بِسْوَالِ وَکِیلِ لَزْمِ) لقمان جب میں چھ سال کی عمر کا تھا مر گیا تھا۔ میں نے  
للہ ربہ روپیہ بغیر علم سلطان محمود کے گھر سے لئے تھے۔ گھر والی عورتوں کو اطلاع کر دی تھی۔  
اور نہر پر چلا گیا تھا۔ میرے دو بھائی اور محمد کامل و محمد عالم گھر پر ہیں۔ میں نے محمد عالم کا زیور  
نہیں لیا۔ اُس نے جھوٹا دعویٰ کیا تھا کہ اسکے پاس میرا روپیہ تھا۔ پانچ چھ سال کی بات ہو۔  
باپ کی زمین پر دوسرے بھائی میرے قابض ہیں۔ حصہ پیداوار لیتا ہوں وہ میری طرف سے  
کاشت کرتے ہیں۔ جائداد کی وجہ سے اور سونپیلے بھائی ہونے کی وجہ سے مجھ سے خفا رہتے  
ہیں۔ سات ماہ سے جہلم سے نکلا ہوا ہوں۔ بُرہان الدین کارا کا محمد کامل کی لڑکی سے منسوب ہے

ولکن رسول اللہ و خاتم النبیینؐ سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ  
فی الحقیقت پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔ پھر کیونکر ممکن تھا کہ کوئی نبی  
نبوت کے حقیقی معنی میں اس کے رُوسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تشریف لاوے۔ اس  
کو تمام مار و لود اسلام دیکھ رہے ہو جانا تھا اور یہ کہنا کہ "حضرت عیسیٰ نبوت سے معطل ہو کر  
آئے گا۔" نہایت بیہمیانی اور گستاخی کا کلمہ ہے۔ کیا خدا تعالیٰ کے مقبول اور مقرب نبی حضرت  
عیسٰ علیہ السلام جیسے اپنی نبوت سے معطل ہو سکتے ہیں؟ پھر کونسا راہ اور طریق تھا کہ خود حضرت  
عیسٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آتے۔ غرض قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کا نام خاتم النبیین رکھ کر اور حدیث میں خود آنحضرت نے لاینبی بعثی فرما کر  
اس امر کا فیصلہ کر دیا تھا کہ کوئی نبی نبوت کے حقیقی معنی میں اس کے رُوسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کے بعد نہیں آسکتا۔ اور پھر اس بات کو زیادہ واضح کرنے کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
یہ بھی فرمادیا تھا کہ آنے والا مسیح موعود اسی امت میں سے ہوگا۔ چنانچہ صحیح بخاری کی حدیث  
أَمَّا مَكْمَرُ هَنَكُمْ اور صحیح مسلم کی حدیث فَاَتَكُمْ هَنَكُمْ جو عین مقام ذکر مسیح موعود میں  
ہے صاف طور پر بتلا رہی ہے کہ وہ مسیح موعود اسی امت میں سے ہوگا۔ !!!

پھر دوسرا فیصلہ کہ جو اس بارے میں قرآن اور حدیث نے کر دیا۔ یہ موجود تھا۔ کہ

فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ يَوْمٍ يَخْرُجُ السَّمُومُ ذَاتُ الْحُمُومِ



برہان الدین بھی میرے سے دشمنی کرتا ہے۔ برہان الدین اور سلطان محمود الگ الگ مسجدوں میں ہیں۔ جہلم سے پہلے پہل مونگ رسول گیا تھا۔ پادری ڈال گئی صاحب کے پاس گجرات میں رہا تھا۔ گجرات میں پادری صاحب کے پاس تین چار ماہ رہا تھا۔ وہاں بائبل پڑھی تھی۔ اُسوقت مذہب عیسائی پسند آیا تھا۔ چال چلن کی وجہ سے پیغمبر نہیں ملا تھا۔ کیونکہ میں محمدی لوگوں کو پسند کرتا تھا۔ پادری صاحب نے ایک آدمی اللہ دتا عیسائی میرے ساتھ کیا تھا اور کہا تھا کہ پنڈی کا اسکو ٹکٹ لے دو۔ اور پنڈی جاوے۔ میں یوسف کو جانتا ہوں۔ اُسکے پاس جانا تھا۔ اسلئے جاتا تھا۔ اللہ دتا میرے ہمراہ اسٹیشن پر نہیں آیا تھا۔ امیر الدین مرزا صاحب فرید مجھے

قرآن شریف نے صاف صاف لفظوں میں فرما دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ دیکھو آیت فلما اتوفیتنی صاف ظاہر کر رہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ہیں اور صیحیح بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور نیز حدیث نبوی سے اس بات کا ثبوت دیدیا ہے کہ اسجگہ توفی کے معنی ماریضہ کے ہیں۔ اور یہ کہنا بھیجہ کہ یہ لفظ توفیتنی جو ماضی کے صیغہ میں آیا ہے دراصل اسجگہ مضارع کے معنی دیتا ہے یعنی ابھی نہیں مرے بلکہ آخری زمانہ میں جا کر مرینگے۔ کیونکہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن ابلیس میں عرض کرتے ہیں کہ میری امت کے لوگ میری زندگی میں نہیں بگڑے بلکہ میری موت کے بعد بگڑے ہیں۔ پس اگر فرض کیا جائے کہ اب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے تو ساتھ ہی یہ بھی ماننا پڑتا ہو کہ اب تک نصاریٰ بھی نہیں بگڑے۔ کیونکہ آیت میں صاف طور پر بتلایا گیا نصاریٰ کا بگڑنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے بعد ہے اور اس سے زیادہ اور کوئی سخت بے ایمانی نہیں ہوگی کہ ایسی نفس مزاج سے انکار کیا جائے۔

اب جس حالت میں قرآن شریف کے صاف لفظوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ہی ثابت ہوتی ہے اور دوسری طرف قرآن شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام خاتم النبیین

چہ حدیث میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا اور علیہ تھا اور آنے والے مسیح موعود کا اور علیہ۔ سو یہ دو مختلف علیہ بتا رہے ہیں کہ وہ مسیح اور تھا یہ اور ہے۔ دیکھو صیحیح بخاری صفحہ ۱۱۸

مل گیا۔ اور اُسکے ہاتھ میں مظہر آگیا۔ اُس نے مجھے قادیان میں بھیج دیا۔ اور کہا کہ اول لاہور شیخ رحمت اللہ کے پاس جاؤ۔ پھر قادیان جانا۔ دوسرے تیسرے روز گجرات جانے کے بعد واقع ہوئے تھے۔ مجھے عیسائیوں نے نکال دیا تھا کہ ایہ راولپنڈی کا مجھے نہیں دیا۔ امیر الدین مجھے روز روز سمجھایا کرتا تھا کہ مرزا صاحب کے پاس جاؤ۔ وہ پڑھا ہوا ہے۔ جہلم اور گجرات میں اچھے اچھے مولوی ہیں۔ مگر کسی سے میں نے اپنے شکوک کی بابت نہیں پوچھا۔ ہمدرد ڈیڑھ ماہ سے سوزاںک ہو گیا۔ زیادہ آم کھانے سے۔ کبھی بازی سے سوزاںک نہیں ہوا۔ ڈنگہ میں عیسائی مذہب کی بابت لوگوں کو میں مسائل بتایا کرتا تھا۔ پہلے پہل قادیان میں جوبلی سے ماہ ڈیڑھ ماہ پہلے گیا تھا۔ پانچ چھ دن وہاں رہا تھا۔ پھر لاہور اور وہاں سے جہلم گیا تھا۔ راستہ میں گجرات بھی ٹھہرا تھا۔ پادری صاحب کے پاس گیا تھا اور کہا تھا کہ قادیان مرزا صاحب کے پاس سے ہو کر آیا ہوں مجھے محبت پیدا کرتے تھے۔ پہلی دفعہ مرزا صاحب نے قتل کی بابت کچھ نہیں کہا تھا۔ گجرات کے پادری صاحب ناراض ہوئے تھے کہ کیوں قادیان گئے ہو۔ میں نے کہا کہ میں بھول گیا مصافحہ کرو۔

رکھتا ہے اور حدیث ان دونوں باتوں کی معتقد ہے۔ اور ساتھ ہی حدیث نبوی یہ بھی بتلا رہی ہے کہ آنے والا مسیح اس اُمت میں سے ہو گا کہ کسی قوم کا ہو۔ تو اب جبکہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہو کہ باوجود انصوص صریح کے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور انبیا الے مسیح کے نہ ہونے پر دلالت کرتی تھیں پھر کیوں اس بات پر اجماع ہو گیا کہ درحقیقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں آسمان سے اتر آئیں گے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس امر میں جو شخص اجماع کا دعویٰ کرتا ہو وہ سخت نادان یا سخت خیانت پیشہ اور دروغ گو ہے۔ کیونکہ صحابہ کو اس پیشگوئی کی تفصیل کی ضرورت نہ تھی وہ بلاشبہ بموجب آیت خلقنا تو فی قتیقنی اس بات پر ایمان لاتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ تبھی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت اس بات کا احساس کر کے کہ بعض لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات میں شک رکھتے ہیں زور سے یہ بیان کیا کہ

۱۰۱

اور مجھے رکھو۔ انہیں نے کہا کہ گھر جاؤ اور بائبل پڑھو۔ مجھ کو کھانا تھا۔ پھر میں جہلم چلا گیا۔ اس واسطے کہ میرا چچا میرے عیسائی ہونے سے ناراض تھا۔ مرزا صاحب نے میرے شکوک رفع کر دیئے تھے۔ سچا کو راضی کرنے کے واسطے گیا تھا۔ پھر دوبارہ جوبلی کے دو چار روز بعد میں مظہر قادیان گیا تھا کہ مرزا صاحب نے پہلی دفعہ بیعت نہیں کیا تھا۔ ۱۷-۱۸ ایوم وہاں رہا۔ جانے کے دو روز بعد دست بیع مرزا صاحب سے ہوا۔ بہت سارے آدمی موجود تھے۔

حکیم نور الدین۔ حکیم فضل الدین وغیرہ قریب منہ آدھی تھے۔ اوپر والی مسجد میں بیعت کی تھی۔ بیعت سے ۹-۱۰ روز بعد مرزا صاحب زمانہ مکان کے بالاخانہ میں لے گئے تھے۔ جب ظہر کی نماز ہو چکی تو مرزا صاحب نے مجھے کہا کہ تم یہاں ٹھہرو۔ جب لوگ سائے چلے گئے تو دروازہ کی راہ سے مرزا صاحب مجھے اُس کمرہ میں لے گئے۔ کوئی آدمی نہ تھے۔ اُس وقت اوپر کے حصہ مسجد میں نہ تھا۔ اندر جا کر مرزا صاحب نے بٹھلادیا اور کہا کہ تم امرتسر میں جاؤ اور اپنے آپ کو مہند و ظاہر کرنا اور کلارک صاحب کو پتھر مار کر مار دینا۔ میں نے اقرار کر لیا۔ اندر اسلئے

کوئی بھی نبی زندہ نہیں ہے سب فوت ہو گئے۔ اور یہ آیت پڑھی کہ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اور کسی نے اُن کے اس بیان پر انکار نہ کیا۔ پھر ماسوا اس کے امام مالک جیسا امام عالم حدیث و قرآن و متقی اس بات کا قائل ہے کہ حضرت جیلے علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ ایسا ہی امام ابن حزم جن کی سہالت شان محتاج بیان نہیں قائل وفات مسیح ہیں۔ اسی طرح امام بخاری جن کی کتاب بعد کتاب اللہ اصح المکتب ہے وفات مسیح علیہ السلام کے قائل ہیں۔ ایسا ہی فاضل و محدث و مفسر ابن تیمیہ و ابن قیم جو اپنے اپنے وقت کے امام ہیں حضرت جیلے علیہ السلام کی وفات کے قائل ہیں۔ ایسا ہی رئیس المتصوفین شیخ محی الدین ابن العربی صریح اور صاف لفظوں سے اپنی تفسیر میں وفات حضرت جیلے علیہ السلام کی تصریح فرماتے ہیں۔ اسی طرح اور بڑے بڑے فاضل اور محدث اور مفسر برابر یہ گواہی دیتے آئے ہیں اور فرقہ معتزلہ کے تمام کابر اور

۱۰  
۳  
۱۱

لے گئے تھے کہ شاید کوئی آدمی آجائے۔ روز روز کہتے تھے کہ وہ کام یاد ہے کہ نہ۔ اور تیار ہو کر نہ۔ میں کہتا تھا کہ یاد ہے اور تیار ہوں۔ یہ اُس وقت پوچھتے تھے جب میں مٹھیاں بھر کر تا تھا۔ محبت بہت کرتے تھے جیسے باپ بیٹے سے۔ سر پر ہاتھ پھیرتے تھے۔ پانچوں وقت مٹھیاں بھرتا تھا۔ لوگ بھی بھر کر لے لے۔ مسجد میں مٹھیاں بھرتے تھے غسل خانہ میں مٹھیاں نہیں بھر کر تا تھا۔ وہ غسل خانہ نہ لے اور پیشاب کرنے کی جگہ ہے۔ جس کمرہ بالا خانہ میں مجھے مرزا صاحب لے گئے تھے وہ بھی غسل خانہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ قریب ۱۸ × ۱۲ فٹ کا کمرہ ہے۔ ہر ایک کونہ میں غسل کرنے کی جگہ بنائی ہوئی ہے۔ کئی جگہ نہیں ہے تختے لگائے ہوئے ہیں۔ اقبال حوت ۱۵ میں نے خود دکھا تھا۔ کسی نے مسودہ نہیں بنایا تھا۔ پہلے ایک دفتر لکھا صحیح نہ تھا۔ پھر دوبارہ صاف کر کے لکھا تھا۔ (نوٹ)۔ گواہ سے ایک پرچہ نقل اقبال کرائی گئی۔ تین جگہ تحریر میں مچھل میں غلطی کی۔ جنبہ نشان × کیا گیا ہے۔ اور نشان حرف ر لکھا گیا ہے۔) گواہ۔ میں نے اُس کمرہ کو غسل خانہ سمجھا تھا۔ روبرو

امام بھی مذہب رکھتے ہیں۔ پھر کس قدر افترا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر جانا اور پھر واپس آنا اجماعی عقیدہ قرار دیا جائے۔ بلکہ یہ اُس زمانہ کے عوام الناس کے خیالات ہیں جبکہ ہزار بادعات دین میں پیدا ہو گئی تھیں اور یہ وسط کا زمانہ تھا جس کا نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فیج احوج رکھا ہے۔ اور فیج احوج کے لوگوں کی نسبت فرمایا ہے کہ لیسوا ہمتی و کشت و منتہر یعنی نہ وہ مجھ سے ہیں اور نہ میں ان میں سے ہوں۔ ان لوگوں نے اس عقیدہ کو اختیار کرنے سے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر چلے گئے اور وہاں قریباً اُنیس سو برس سے زندہ بحسم حضری موجود ہیں اور پھر کسی وقت زمین پر واپس آئیں گے۔ قرآن شریف کی چار جگہ مخالفت کی ہے۔ اول یہ کہ قرآن شریف صریح لفظوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ظاہر فرماتا ہے جیسکہ بیان ہوا اور یہ لوگ ان کے زندہ ہونے کے قائل

۱۰۰  
۱۰۱  
۱۰۲  
۱۰۳  
۱۰۴  
۱۰۵  
۱۰۶  
۱۰۷  
۱۰۸  
۱۰۹  
۱۱۰  
۱۱۱  
۱۱۲  
۱۱۳  
۱۱۴  
۱۱۵  
۱۱۶  
۱۱۷  
۱۱۸  
۱۱۹  
۱۲۰  
۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰  
۱۴۱  
۱۴۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۱۴۵  
۱۴۶  
۱۴۷  
۱۴۸  
۱۴۹  
۱۵۰  
۱۵۱  
۱۵۲  
۱۵۳  
۱۵۴  
۱۵۵  
۱۵۶  
۱۵۷  
۱۵۸  
۱۵۹  
۱۶۰  
۱۶۱  
۱۶۲  
۱۶۳  
۱۶۴  
۱۶۵  
۱۶۶  
۱۶۷  
۱۶۸  
۱۶۹  
۱۷۰  
۱۷۱  
۱۷۲  
۱۷۳  
۱۷۴  
۱۷۵  
۱۷۶  
۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰  
۲۰۱  
۲۰۲  
۲۰۳  
۲۰۴  
۲۰۵  
۲۰۶  
۲۰۷  
۲۰۸  
۲۰۹  
۲۱۰  
۲۱۱  
۲۱۲  
۲۱۳  
۲۱۴  
۲۱۵  
۲۱۶  
۲۱۷  
۲۱۸  
۲۱۹  
۲۲۰  
۲۲۱  
۲۲۲  
۲۲۳  
۲۲۴  
۲۲۵  
۲۲۶  
۲۲۷  
۲۲۸  
۲۲۹  
۲۳۰  
۲۳۱  
۲۳۲  
۲۳۳  
۲۳۴  
۲۳۵  
۲۳۶  
۲۳۷  
۲۳۸  
۲۳۹  
۲۴۰  
۲۴۱  
۲۴۲  
۲۴۳  
۲۴۴  
۲۴۵  
۲۴۶  
۲۴۷  
۲۴۸  
۲۴۹  
۲۵۰  
۲۵۱  
۲۵۲  
۲۵۳  
۲۵۴  
۲۵۵  
۲۵۶  
۲۵۷  
۲۵۸  
۲۵۹  
۲۶۰  
۲۶۱  
۲۶۲  
۲۶۳  
۲۶۴  
۲۶۵  
۲۶۶  
۲۶۷  
۲۶۸  
۲۶۹  
۲۷۰  
۲۷۱  
۲۷۲  
۲۷۳  
۲۷۴  
۲۷۵  
۲۷۶  
۲۷۷  
۲۷۸  
۲۷۹  
۲۸۰  
۲۸۱  
۲۸۲  
۲۸۳  
۲۸۴  
۲۸۵  
۲۸۶  
۲۸۷  
۲۸۸  
۲۸۹  
۲۹۰  
۲۹۱  
۲۹۲  
۲۹۳  
۲۹۴  
۲۹۵  
۲۹۶  
۲۹۷  
۲۹۸  
۲۹۹  
۳۰۰  
۳۰۱  
۳۰۲  
۳۰۳  
۳۰۴  
۳۰۵  
۳۰۶  
۳۰۷  
۳۰۸  
۳۰۹  
۳۱۰  
۳۱۱  
۳۱۲  
۳۱۳  
۳۱۴  
۳۱۵  
۳۱۶  
۳۱۷  
۳۱۸  
۳۱۹  
۳۲۰  
۳۲۱  
۳۲۲  
۳۲۳  
۳۲۴  
۳۲۵  
۳۲۶  
۳۲۷  
۳۲۸  
۳۲۹  
۳۳۰  
۳۳۱  
۳۳۲  
۳۳۳  
۳۳۴  
۳۳۵  
۳۳۶  
۳۳۷  
۳۳۸  
۳۳۹  
۳۴۰  
۳۴۱  
۳۴۲  
۳۴۳  
۳۴۴  
۳۴۵  
۳۴۶  
۳۴۷  
۳۴۸  
۳۴۹  
۳۵۰  
۳۵۱  
۳۵۲  
۳۵۳  
۳۵۴  
۳۵۵  
۳۵۶  
۳۵۷  
۳۵۸  
۳۵۹  
۳۶۰  
۳۶۱  
۳۶۲  
۳۶۳  
۳۶۴  
۳۶۵  
۳۶۶  
۳۶۷  
۳۶۸  
۳۶۹  
۳۷۰  
۳۷۱  
۳۷۲  
۳۷۳  
۳۷۴  
۳۷۵  
۳۷۶  
۳۷۷  
۳۷۸  
۳۷۹  
۳۸۰  
۳۸۱  
۳۸۲  
۳۸۳  
۳۸۴  
۳۸۵  
۳۸۶  
۳۸۷  
۳۸۸  
۳۸۹  
۳۹۰  
۳۹۱  
۳۹۲  
۳۹۳  
۳۹۴  
۳۹۵  
۳۹۶  
۳۹۷  
۳۹۸  
۳۹۹  
۴۰۰  
۴۰۱  
۴۰۲  
۴۰۳  
۴۰۴  
۴۰۵  
۴۰۶  
۴۰۷  
۴۰۸  
۴۰۹  
۴۱۰  
۴۱۱  
۴۱۲  
۴۱۳  
۴۱۴  
۴۱۵  
۴۱۶  
۴۱۷  
۴۱۸  
۴۱۹  
۴۲۰  
۴۲۱  
۴۲۲  
۴۲۳  
۴۲۴  
۴۲۵  
۴۲۶  
۴۲۷  
۴۲۸  
۴۲۹  
۴۳۰  
۴۳۱  
۴۳۲  
۴۳۳  
۴۳۴  
۴۳۵  
۴۳۶  
۴۳۷  
۴۳۸  
۴۳۹  
۴۴۰  
۴۴۱  
۴۴۲  
۴۴۳  
۴۴۴  
۴۴۵  
۴۴۶  
۴۴۷  
۴۴۸  
۴۴۹  
۴۵۰  
۴۵۱  
۴۵۲  
۴۵۳  
۴۵۴  
۴۵۵  
۴۵۶  
۴۵۷  
۴۵۸  
۴۵۹  
۴۶۰  
۴۶۱  
۴۶۲  
۴۶۳  
۴۶۴  
۴۶۵  
۴۶۶  
۴۶۷  
۴۶۸  
۴۶۹  
۴۷۰  
۴۷۱  
۴۷۲  
۴۷۳  
۴۷۴  
۴۷۵  
۴۷۶  
۴۷۷  
۴۷۸  
۴۷۹  
۴۸۰  
۴۸۱  
۴۸۲  
۴۸۳  
۴۸۴  
۴۸۵  
۴۸۶  
۴۸۷  
۴۸۸  
۴۸۹  
۴۹۰  
۴۹۱  
۴۹۲  
۴۹۳  
۴۹۴  
۴۹۵  
۴۹۶  
۴۹۷  
۴۹۸  
۴۹۹  
۵۰۰  
۵۰۱  
۵۰۲  
۵۰۳  
۵۰۴  
۵۰۵  
۵۰۶  
۵۰۷  
۵۰۸  
۵۰۹  
۵۱۰  
۵۱۱  
۵۱۲  
۵۱۳  
۵۱۴  
۵۱۵  
۵۱۶  
۵۱۷  
۵۱۸  
۵۱۹  
۵۲۰  
۵۲۱  
۵۲۲  
۵۲۳  
۵۲۴  
۵۲۵  
۵۲۶  
۵۲۷  
۵۲۸  
۵۲۹  
۵۳۰  
۵۳۱  
۵۳۲  
۵۳۳  
۵۳۴  
۵۳۵  
۵۳۶  
۵۳۷  
۵۳۸  
۵۳۹  
۵۴۰  
۵۴۱  
۵۴۲  
۵۴۳  
۵۴۴  
۵۴۵  
۵۴۶  
۵۴۷  
۵۴۸  
۵۴۹  
۵۵۰  
۵۵۱  
۵۵۲  
۵۵۳  
۵۵۴  
۵۵۵  
۵۵۶  
۵۵۷  
۵۵۸  
۵۵۹  
۵۶۰  
۵۶۱  
۵۶۲  
۵۶۳  
۵۶۴  
۵۶۵  
۵۶۶  
۵۶۷  
۵۶۸  
۵۶۹  
۵۷۰  
۵۷۱  
۵۷۲  
۵۷۳  
۵۷۴  
۵۷۵  
۵۷۶  
۵۷۷  
۵۷۸  
۵۷۹  
۵۸۰  
۵۸۱  
۵۸۲  
۵۸۳  
۵۸۴  
۵۸۵  
۵۸۶  
۵۸۷  
۵۸۸  
۵۸۹  
۵۹۰  
۵۹۱  
۵۹۲  
۵۹۳  
۵۹۴  
۵۹۵  
۵۹۶  
۵۹۷  
۵۹۸  
۵۹۹  
۶۰۰  
۶۰۱  
۶۰۲  
۶۰۳  
۶۰۴  
۶۰۵  
۶۰۶  
۶۰۷  
۶۰۸  
۶۰۹  
۶۱۰  
۶۱۱  
۶۱۲  
۶۱۳  
۶۱۴  
۶۱۵  
۶۱۶  
۶۱۷  
۶۱۸  
۶۱۹  
۶۲۰  
۶۲۱  
۶۲۲  
۶۲۳  
۶۲۴  
۶۲۵  
۶۲۶  
۶۲۷  
۶۲۸  
۶۲۹  
۶۳۰  
۶۳۱  
۶۳۲  
۶۳۳  
۶۳۴  
۶۳۵  
۶۳۶  
۶۳۷  
۶۳۸  
۶۳۹  
۶۴۰  
۶۴۱  
۶۴۲  
۶۴۳  
۶۴۴  
۶۴۵  
۶۴۶  
۶۴۷  
۶۴۸  
۶۴۹  
۶۵۰  
۶۵۱  
۶۵۲  
۶۵۳  
۶۵۴  
۶۵۵  
۶۵۶  
۶۵۷  
۶۵۸  
۶۵۹  
۶۶۰  
۶۶۱  
۶۶۲  
۶۶۳  
۶۶۴  
۶۶۵  
۶۶۶  
۶۶۷  
۶۶۸  
۶۶۹  
۶۷۰  
۶۷۱  
۶۷۲  
۶۷۳  
۶۷۴  
۶۷۵  
۶۷۶  
۶۷۷  
۶۷۸  
۶۷۹  
۶۸۰  
۶۸۱  
۶۸۲  
۶۸۳  
۶۸۴  
۶۸۵  
۶۸۶  
۶۸۷  
۶۸۸  
۶۸۹  
۶۹۰  
۶۹۱  
۶۹۲  
۶۹۳  
۶۹۴  
۶۹۵  
۶۹۶  
۶۹۷  
۶۹۸  
۶۹۹  
۷۰۰  
۷۰۱  
۷۰۲  
۷۰۳  
۷۰۴  
۷۰۵  
۷۰۶  
۷۰۷  
۷۰۸  
۷۰۹  
۷۱۰  
۷۱۱  
۷۱۲  
۷۱۳  
۷۱۴  
۷۱۵  
۷۱۶  
۷۱۷  
۷۱۸  
۷۱۹  
۷۲۰  
۷۲۱  
۷۲۲  
۷۲۳  
۷۲۴  
۷۲۵  
۷۲۶  
۷۲۷  
۷۲۸  
۷۲۹  
۷۳۰  
۷۳۱  
۷۳۲  
۷۳۳  
۷۳۴  
۷۳۵  
۷۳۶  
۷۳۷  
۷۳۸  
۷۳۹  
۷۴۰  
۷۴۱  
۷۴۲  
۷۴۳  
۷۴۴  
۷۴۵  
۷۴۶  
۷۴۷  
۷۴۸  
۷۴۹  
۷۵۰  
۷۵۱  
۷۵۲  
۷۵۳  
۷۵۴  
۷۵۵  
۷۵۶  
۷۵۷  
۷۵۸  
۷۵۹  
۷۶۰  
۷۶۱  
۷۶۲  
۷۶۳  
۷۶۴  
۷۶۵  
۷۶۶  
۷۶۷  
۷۶۸  
۷۶۹  
۷۷۰  
۷۷۱  
۷۷۲  
۷۷۳  
۷۷۴  
۷۷۵  
۷۷۶  
۷۷۷  
۷۷۸  
۷۷۹  
۷۸۰  
۷۸۱  
۷۸۲  
۷۸۳  
۷۸۴  
۷۸۵  
۷۸۶  
۷۸۷  
۷۸۸  
۷۸۹  
۷۹۰  
۷۹۱  
۷۹۲  
۷۹۳  
۷۹۴  
۷۹۵  
۷۹۶  
۷۹۷  
۷۹۸  
۷۹۹  
۸۰۰  
۸۰۱  
۸۰۲  
۸۰۳  
۸۰۴  
۸۰۵  
۸۰۶  
۸۰۷  
۸۰۸  
۸۰۹  
۸۱۰  
۸۱۱  
۸۱۲  
۸۱۳  
۸۱۴  
۸۱۵  
۸۱۶  
۸۱۷  
۸۱۸  
۸۱۹  
۸۲۰  
۸۲۱  
۸۲۲  
۸۲۳  
۸۲۴  
۸۲۵  
۸۲۶  
۸۲۷  
۸۲۸  
۸۲۹  
۸۳۰  
۸۳۱  
۸۳۲  
۸۳۳  
۸۳۴  
۸۳۵  
۸۳۶  
۸۳۷  
۸۳۸  
۸۳۹  
۸۴۰  
۸۴۱  
۸۴۲  
۸۴۳  
۸۴۴  
۸۴۵  
۸۴۶  
۸۴۷  
۸۴۸  
۸۴۹  
۸۵۰  
۸۵۱  
۸۵۲  
۸۵۳  
۸۵۴  
۸۵۵  
۸۵۶  
۸۵۷  
۸۵۸  
۸۵۹  
۸۶۰  
۸۶۱  
۸۶۲  
۸۶۳  
۸۶۴  
۸۶۵  
۸۶۶  
۸۶۷  
۸۶۸  
۸۶۹  
۸۷۰  
۸۷۱  
۸۷۲  
۸۷۳  
۸۷۴  
۸۷۵  
۸۷۶  
۸۷۷  
۸۷۸  
۸۷۹  
۸۸۰  
۸۸۱  
۸۸۲  
۸۸۳  
۸۸۴  
۸۸۵  
۸۸۶  
۸۸۷  
۸۸۸  
۸۸۹  
۸۹۰  
۸۹۱  
۸۹۲  
۸۹۳  
۸۹۴  
۸۹۵  
۸۹۶  
۸۹۷  
۸۹۸  
۸۹۹  
۹۰۰  
۹۰۱  
۹۰۲  
۹۰۳  
۹۰۴  
۹۰۵  
۹۰۶  
۹۰۷  
۹۰۸  
۹۰۹  
۹۱۰  
۹۱۱  
۹۱۲  
۹۱۳  
۹۱۴  
۹۱۵  
۹۱۶  
۹۱۷  
۹۱۸  
۹۱۹  
۹۲۰  
۹۲۱  
۹۲۲  
۹۲۳  
۹۲۴  
۹۲۵  
۹۲۶  
۹۲۷  
۹۲۸  
۹۲۹  
۹۳۰  
۹۳۱  
۹۳۲  
۹۳۳  
۹۳۴  
۹۳۵  
۹۳۶  
۹۳۷  
۹۳۸  
۹۳۹  
۹۴۰  
۹۴۱  
۹۴۲  
۹۴۳  
۹۴۴  
۹۴۵  
۹۴۶  
۹۴۷  
۹۴۸  
۹۴۹  
۹۵۰  
۹۵۱  
۹۵۲  
۹۵۳  
۹۵۴  
۹۵۵  
۹۵۶  
۹۵۷  
۹۵۸  
۹۵۹  
۹۶۰  
۹۶۱  
۹۶۲  
۹۶۳  
۹۶۴  
۹۶۵  
۹۶۶  
۹۶۷  
۹۶۸  
۹۶۹  
۹۷۰  
۹۷۱  
۹۷۲  
۹۷۳  
۹۷۴  
۹۷۵  
۹۷۶  
۹۷۷  
۹۷۸  
۹۷۹  
۹۸۰  
۹۸۱  
۹۸۲  
۹۸۳  
۹۸۴  
۹۸۵  
۹۸۶  
۹۸۷  
۹۸۸  
۹۸۹  
۹۹۰  
۹۹۱  
۹۹۲  
۹۹۳  
۹۹۴  
۹۹۵  
۹۹۶  
۹۹۷  
۹۹۸  
۹۹۹  
۱۰۰۰

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر امرتسر محل خاد کا لفظ نہیں لکھوایا تھا۔ صبح کی نماز پڑھ کر تھوڑا سا دن نکل آیا تھا۔ جب قادیان سے آیا تھا اسماعیل بیگ کے سسلے کا یکہ شاید تھا۔ اُسی روز ریل پر چڑھ کر امرتسر چلا گیا تھا۔ اربجے وہاں پہنچا۔ سید حاکم الدین کے پاس گیا۔ آدھ گھنٹہ اس کے پاس ٹھہرا۔ تاریخ نہیں بتا سکتا۔ قطب الدین نے پتہ ڈاکٹر صاحب کے مکان کا دیا۔ کوٹھی پر نہیں جاوا۔ ہال بازار مسجد میں سو رہا تھا۔ قریب تین بجے کے کوٹھی پر گیا تھا۔ دو آدمی میرے ساتھ تھے۔ دس بارہ منٹ میں کوٹھی پر پہنچ گیا۔ اپنے دفتر کے کمرہ میں ڈاکٹر صاحب تھے۔ اول خانساں کو ملا۔ پھر بیرو کو۔ اُس نے صاحب کو اطلاع دی۔ مجھے اندر بلا لیا گیا۔ ایک سردار کسی کام کے واسطے وہاں کھڑا تھا۔ چٹھی لیکر چلا گیا تھا۔ اندر جلتے ہی میں نے کہا کہ میں متلاشی ہوں عیسائی ہونے آیا ہوں۔ صاحب نے پوچھا کہاں سے آیا ہے۔ میں نے کہا قادیان سے۔ پھر میں نے اپنا ہندو نام رلام بیان کیا اور سب حالات بیان کئے جو پہلے بیان کر چکا ہوں مگر وہ سارا بیان جھوٹ تھا۔ میرے دل میں تھوڑا خیال ہوا تھا کہ میں قتل نہیں کرونگا۔ تین چار روز

ہیں۔ دوسرے یہ کہ قرآن شریف صاف اور صریح لفظوں میں فرماتا ہے کہ کوئی انسان بجڑ زمین کے کسی اور جگہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ **فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَفِيهَا تُنْفَخُونَ** یعنی تم زمین میں ہی زندہ رہو گے اور زمین میں ہی مرو گے اور زمین سے ہی نکالے جاؤ گے۔ مگر یہ لوگ کہتے ہیں کہ "ہمیں اس زمین اور کرہ ہوا سے باہر بھی انسان زندہ رہ سکتا ہے۔ جیسا کہ اب تک جو قریباً انیسویں صدی گذرتی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں۔" حالانکہ زمین پر جو قرآن کے رُوسے انسانوں کے زندہ رہنے کی جگہ ہے باوجود زندگی کے قائم رکھنے کے سامانوں کے کوئی شخص انیس سو برس تک ابتدا سے اب تک کبھی زندہ نہیں رہا تو پھر آسمان پر انیس سو برس تک زندگی بسر کرنا باوجود اس امر کے کہ قرآن کے رُوسے ایک قدر قلیل بھی بغیر زمین کے انسان زندگی بسر نہیں کر سکتا۔

۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰

کے بعد جب میں بیاس گیا تو میرا ارادہ قتل کا بدل گیا تھا۔ پانچ چھ روز میں امرتسر رہا تھا۔ امرتسر ہسپتال کے ڈاکٹر کے ماتحت میں کام کرتا تھا اور تعلیم پاتا تھا۔ زخموں کو دھویا کرتا تھا۔ ڈاکٹر صاحب سوائے ایک روز کے روز بروز ملا کرتے تھے۔ دو دفعہ کوٹھی پر میں گیا تھا۔ اسی دفتر والے کمرہ میں مظہر ملا تھا۔ اسی طرح اکیلا ملا تھا جیسے کہ پہلے روز ملا تھا۔ ہر دفعہ ڈاکٹر صاحب پوچھتے تھے کہ تم کون تھے اور کہاں سے آئے ہو۔ میں نے پہلا بیان کر دیا تھا کوئی خاص ارادہ سوائے اسکے کہ بائبل صاحب سے لیتی تھی اور نہ تھا۔ پہلی دفعہ کتاب جھکو دی گئی تھی۔ مگر دوسری کی سی دوسری دفعہ کتاب جھکو دی گئی تھی۔ بیاس تعلیم کے واسطے ڈاکٹر صاحب نے بھیج دیا تھا اور ڈاکٹر صاحب نے کہا تھا کہ مولوی محمد اکرم ڈر تا ہے کہ تم اسکو مار نہ ڈالو۔ اسلئے بیاس چلے جاؤ۔ اور لوگ بھی کہتے ہیں کہ تم غول کرنے آئے ہو۔ سوائے قطب الدین کے میں نے کسی سے ذکر نہیں کیا تھا کہ میں قتل کرنے کے ارادہ سے آیا ہوں۔ سانوں سنگھ بیاس میرے ساتھ گیا تھا۔ ایک ہفتہ اسبجک رہا تھا۔ تین چار روز کے بعد میں نے مولوی نور الدین کو چٹھی لکھی تھی۔ ایک کوٹھی

کس قدر خلاف نصوص صریح قرآن ہے جسپر ہمارے مخالف ناسحق اصرار کر رہے ہیں۔  
 تیسرے یہ کہ قرآن شریف صاف فرماتا ہے کہ کسی انسان کا آسمان پر چڑھ جانا  
 عادۃ اللہ کے مخالف ہے جیسا کہ فرماتا ہے قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيَ هَلْ كُنْتُ  
 إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَ سَوَالٍ۔ لیکن ہمارے مخالف حضرت عیسیٰ کو انکے جسم منصری کے ساتھ  
 آسمان پر چڑھاتے ہیں۔ چوتھے یہ کہ قرآن شریف صاف فرماتا ہے کہ آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں مگر ہمارے مخالف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خاتم الانبیاء  
 ٹھہراتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو صحیح مسلم وغیرہ میں آنے والے مسیح کو نبی اللہ کے نام سے  
 یاد کیا ہے وہاں حقیقی نبوت مراد ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جب وہ اپنی نبوت کے ساتھ  
 دنیا میں آئے تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر خاتم الانبیاء ٹھہر سکتے ہیں؟ نبی ہونے

۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

نئی بن رہی تھی۔ وہاں میں نے چٹھی لکھی تھی۔ بھگت رام کے سامنے لکھی تھی۔ دو راج  
دو تین مزدور بھی وہاں تھے۔ بھگت سے پیسہ یا ٹکٹ خط روانہ کرنے کے واسطے  
نہیں مانگے تھے۔ اقبال پاپا کے قریب لکھا تھا بیٹھنے کے کمرہ میں خط لکھا تھا۔ کھانے  
والے کمرے کے پاس ہے۔ (پھر کہا کہ) پتہ نہیں کھانے والا کمرہ کون ہے۔ میرے اقبال  
لکھنے کی وقت اسٹیشن ماسٹر۔ تار بابا اور ڈاک بابا موجود تھے (پھر کہا کہ) لکھ چکا تھا۔ دستخط  
کر رہا تھا جب وہ آئے تھے۔ دو تین آدمی اور تھے جن کے روبرو لکھا تھا۔ وہ عبدالرحیم  
بھگت رام۔ شیخ وارث تھے۔ اور ڈاکٹر صاحب بھی تھے۔ بیاس میں منظر نے کسی سے

کی حالت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبوت کے لوازم سے کیونکر محروم رہ سکتے ہیں؟!  
غرض ان لوگوں نے یہ عقیدہ اختیار کر کے چار طور سے قرآن شریف کی مخالفت کی ہے۔  
اور پھر اگر پوچھا جائے کہ اس بات کا ثبوت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسم حنصری  
کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے تھے؟ تو نہ کوئی آیت پیش کر سکتے ہیں اور نہ کوئی حدیث دکھلا  
سکتے ہیں۔ صرف نزول کے لفظ کے ساتھ اپنی طرف سے آسمان کا لفظ ملا کر حرام کو دھوکہ دیتے  
ہیں۔ مگر یاد رہے کہ کسی حدیث مرفوعہ میں آسمان کا لفظ پایا نہیں جاتا اور نزول کا لفظ  
محاورات عرب میں مسافر کے لئے آتا ہے اور نزول مسافر کو کہتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے ملک کا  
بھی یہی محاورہ ہے کہ ادب کے طور پر کسی وارد شہر کو پوچھا کرتے ہیں کہ آپ کہاں اترے  
ہیں۔ اور اس بول چال میں کوئی بھی یہ خیال نہیں کرتا کہ یہ شخص آسمان سے اتر رہا ہے۔ اگر  
اسلام کے تمام فرقوں کی حدیث کی کتابیں تلاش کرو تو صحیح حدیث تو کیا وضعی حدیث بھی  
ایسی نہیں پاؤ گے جس میں یہ لکھا ہو کہ حضرت عیسیٰ جسم حنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے  
تھے اور پھر کسی زمانہ میں زمین کی طرف واپس آئیں گے۔ اگر کوئی حدیث پیش کرے۔ تو  
ہم ایسے شخص کو بیس ہزار روپیہ تک تاوان دے سکتے ہیں اور توبہ کرنا اور توبہ امی

نہیں کہا تھا کہ میں ڈاکٹر صاحب کو مارنے آیا ہوں۔ بھگت پر یہ اس سے بھی نہیں کہا تھا۔ ڈاکٹر صاحب مجھ کو ہمراہ امرتسر لے آئے تھے اور مجھے انہوں نے معافی دے دی تھی کہ نقصان نہیں پہنچایا جلتے گا۔ بیاس سے چلکر اُسی دن سورج غروب ہونے سے پہلے امرتسر پہنچ گئے تھے۔ رات کو ڈاکٹر صاحب نے سلطان پنڈ میں جو امرتسر سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے بھیج دیا اور وارث اور پریداس و عبد الرحیم میرے ساتھ رہے تھے۔

کتابوں کا جلا دینا اس کے علاوہ ہوگا جس طرح چاہیں تسلی کر لیں۔

افسوس ہے کہ ہمارے سادہ لوح علماء صرف نزول کا لفظ احادیث میں دیکھ کر اس بلا میں گرفتار ہو گئے ہیں کہ خواہ مخواہ امیدیں باندھ رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے واپس آئیں گے اور وہ دن ایک بڑے تلشے اور نظارہ کا دن ہوگا کہ انکے دائیں بائیں فرشتے ساتھ ساتھ ہونگے جو انکو آسمان سے اٹھا کر لائیں گے۔ افسوس کہ یہ لوگ کتنا ہیں تو بڑھتے ہیں مگر انکے بند کر کے۔ فرشتے تو ہر ایک انسان کے ساتھ رہتے ہیں اور بموجب حدیث صحیح کے طالب العلموں پر اپنے پردوں کا سایہ ڈالتے ہیں۔ اگر مسیح کو فرشتے اٹھائیں تو کون زالے طور پر اس بات کو مانا جائے۔ قرآن شریف سے تو یہ بھی ثابت ہے کہ ہر ایک شخص کو خدا تعالیٰ اٹھائے پھر تاجہ حملتاً ھو فی البئر والبحر مگر کیا خدا کسی کو نظر آتا ہے؟ یہ سب استعارات ہیں۔ مگر ایک بیوقوف فرقہ چاہتا ہے کہ انکو حقیقت کے رنگ میں دیکھیں اور اس طرح پر ناحق مخالفوں کو اعتراض کا موقعہ دیتے ہیں۔ یہ نادان نہیں جانتے کہ اگر حدیثیوں کا مقصد یہ تھا کہ وہی مسیح جو آسمان پر گیا تھا۔ واپس آئیگا تو اس صورت میں نزول کا لفظ بولنا بہ محل تھا۔ ایسے موقعہ پر یہی جہاں کسی کا واپس آنا بیان کیا جاتا ہے۔ عرب کے فصیح لوگ رجوع بولا کرتے ہیں نہ نزول۔ پھر کیونکر ایسا غیر فصیح اور بے محل لفظ اس فصیح اور اعرف الناس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا جائے جو تمام فصحاء کا سر در ہے۔

۱۰۱



ایک دسی عیسائی کے گھر ہم سادے رہے تھے۔ جب قادیان سے بٹالہ آیا تھا۔ مولوی غلام مصطفیٰ چھاپہ والے کے مکان پر نہیں گیا تھا۔ مرزا صاحب نے بوجہ بد چلنی مجھے قادیان سے نہیں نکلوایا تھا۔ ڈاکٹر صاحب پیار اور خلق سے جب پہلے میں گیا پیش آئے تھے۔ ڈاکٹر صاحب میرے سے مضبوط ہیں۔ لیکن حکم کرنیوالا جو بھیجا جائے اسکو اپنا کام کرنا پڑتا ہو۔ اپنی زندگی کے

ایک بڑا دھوکہ بن کر ہم علماء کو یہ لگا ہوا ہے کہ جب قرآن شریف میں یہ آیت پڑھتے ہیں کہ مَا خَلَقُوا وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ اور نیز یہ آیت کہ بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْكُمْ تو اپنی غایت درجہ کی نادانی سے یہ خیال کر لیتے ہیں کہ نفی قتل اہل نفی صلب اور لفظ رفع اسی پر دلالت کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہود کے ہاتھ سے پکڑا پئے جسم حصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے۔ گویا بجز آسمان کے اور کوئی جگہ انکے پوشیدہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کو زمین پر نہیں ملتی تھی۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کافروں کے ہاتھ سے محفوظ رکھنے کیلئے تو ایک وحشت ناک اور سانپوں سے بھری ہوئی غار کفایت ہو گئی مگر مسیح کے دشمن زمین پر اسکو نہیں چھوڑ سکتے تھے خواہ اللہ تعالیٰ انکو بچانے کے لئے زمین پر کیسی ہی تدبیر کرنا چاہئے محبوب اور یہودیوں سے اللہ تعالیٰ نے نعوذ باللہ عاجز آکر انکے لئے آسمان تجویز کیا۔ قرآن میں تو رفع الی السماء کا ذکر بھی نہیں بلکہ رفع الی اللہ کا ذکر ہے جو ہر ایک مومن کے لئے ہوتا ہے۔

یہ لوگ یہ بھی نہیں سوچتے کہ اگر یہی قصہ صحیح ہے تو قرآن شریف نے جو اس قصہ کو لکھا تو ان آیات کی شان نزول کیا تھی اور کونسا جھگڑا یہود اور نصاریٰ میں حضرت عیسیٰ کے آسمان پر مع جسم حصری کے جانے کے متعلق تھا جس جھگڑے کو قرآن شریف نے ان آیات کے ساتھ فیصلہ کرنا چاہا۔ ظاہر ہے کہ قرآن شریف کے مقاصد میں سے ایک بڑا مقصد یہ بھی ہے کہ یہود اور نصاریٰ کے اختلافات کو حق اور راستی کے ساتھ فیصلہ کرے۔ سو یوں ہے کہ

پہلے کسی ایسا ارادہ میں نے نہیں کیا اور نہ کسی مارنے پر مامور ہوا تھا۔ جب میں مسلمان تھا میں قتل کرنا جرم اور گناہ سمجھتا تھا۔ مگر جب مرزا صاحب نے کہا کہ تم مقبول ہو جاؤ گے تو میرے خیال میں تبدیلی ہوئی اور پکا یقین ہو گیا کہ میں بہشت میں جاؤں گا۔ اس سے پہلے کہ میں مرزا صاحب سے ملوں میرا اپنا خیال یہ تھا کہ قتل کرنا گناہ ہے۔ گو محمدی مذہب کے رو سے کسی کا قتل مارنا ثواب ہے۔ یہ بات قرآن میں درج ہے۔ میں نے خود پڑھا ہے۔ ترجمہ لکھا ہوا دیکھ کر پڑھ

یہود اور نصاریٰ میں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت اختلاف تھا اور اب بھی یہ وہ اختلاف اُنکے رفع روحانی کے بارے میں ہے۔ یہود نے صلیب دیئے جانے سے یہ نتیجہ نکالا تھا۔ کہ حضرت عیسیٰ کا رفع روحانی نہیں ہوا اور لغو و باندہ طعون میں۔ کیونکہ اُنکے مذہب کے نوسے ہر ایک مومن کا مرنے کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف رفع ہوتا ہے۔ لیکن جو شخص صلیب کے ذریعہ سے مارا جائے اُس کا خدا تعالیٰ کی طرف رفع نہیں ہوتا یعنی وہ شخص لعنتی ہوتا ہے۔ پس یہودیوں کی یہی حجت تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مصلوب ہو گئے اسلئے اُن کا رفع روحانی نہیں ہوا اور وہ لعنتی ہیں اور نالائق عیسائیوں نے بھی تین دن کیلئے حضرت عیسیٰ کو رفع سے محروم سمجھا اور لعنتی ٹھہرایا۔ اب قرآن شریف کا اس ذکر سے مدعا یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کے روحانی رفع پر گواہی دے۔ سو اللہ تعالیٰ نے مَا قَتَلُوْا وَمَا صَلَبُوْا کہہ کر نفی صلیب کا اور پھر اُس کا نتیجہ یہ نکالا کہ کُلُّ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ اور اس طرح پر جھگڑے کا فیصلہ کر دیا۔

اب انصافاً دیکھو کہ اسمجدد رفع جسمانی کا تعلق اور واسطہ کیا ہے۔ یہودیوں میں سے اب تک لاکھوں تک زندہ موجود ہیں۔ اُن کے عالموں فاضلوں کو پوچھ لو کہ کیا آپ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مصلوب ہونے سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اُن کا رفع روحانی نہیں ہوا۔ یا یہ کہ اُن کا رفع جسمانی نہیں ہوا۔ ایسا ہی یہود یہ کہتے تھے کہ سچا مسیح اُسرقت گئے گا کہ جب ایلیا نبی ملائکہ کی پیش گوئی کے موافق دوبارہ دنیا میں آجائے گا۔ پھر جبکہ

لیتا ہوں۔ میرے چچے نے پڑھایا تھا۔ اور ایک ملائے بھی پڑھایا تھا۔ میں بلا معنے کے قرآن پڑھتا رہا ہوں۔ ۳۱ جولائی ۱۸۷۸ء کو وعدہ معافی مجھے دیا گیا تھا اسلئے میں نے اقبال لکھنا تھا اگر کوئی شخص کسی کو مارنے ہمارے اور مار دیوے تو مجرم ہے ورنہ نہیں۔ تاریخ تحریک اقبال سے برابر ڈاکٹر صاحب کے پاس میں رہا ہوں۔ تین چار روز ہوئے انارکلی میں مولوی محمد حسین کو دیکھا تھا۔ پہلے اس سے کبھی نہیں دیکھا تھا میں نے کوئی خط مرزا صاحب کو نہیں لکھا۔ بائبل میں لکھا ہے کہ تو خون نہ کرا سلئے میرا ارادہ بدل گیا۔ کہ کیوں ایسے نیک آدمی کو جیسے کہ ڈاکٹر کلارک سے قتل کروں۔ ہمارے خاندان سے کسی نے کبھی قتل نہیں کیا۔ غازی کا مطلب مجھے معلوم نہیں کہ کیا ہے بیاس میں بھگت پریدا اس نے ایک سانپ سیاہ رنگ کا پکڑا تھا۔ مار کر ڈاکٹر کلارک صاحب کے پاس میں لایا تھا۔ دوسرا سانپ جو پکڑا تھا وہ بھاگ گیا تھا۔ یعنی پہلے دن دو سانپ پکڑے گئے تھے ایک مر گیا تھا اور دوسرا بھاگ گیا تھا۔ تیسرے روز ایک اور سانپ پکڑا گیا تھا۔ اس کو بھی مار ڈالا تھا۔ صرف ڈاکٹر صاحب کو دکھلانے کے واسطے سانپ لیجانا چاہا تھا۔ (بسوال عدالت) بھگت پریدا اس نے روک دیا تھا۔ (وکیل) قطب الدین کو میں پہلے نہیں جانتا تھا۔ مرزا صاحب نے کوئی خط اس کی طرف نہیں دیا تھا۔ قطب الدین نے کہا تھا کہ تم کوٹھی دیکھ آؤ۔ پتھر میں بتلاؤنگا اٹھا لیجانا اور اسے مار دینا۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھے کہا تھا کہ

خدا تعالیٰ نے اپنی کمال حکمت سے جسکی حقیقت انسانوں پر نہیں کھل سکتی۔ یہود کو اس امتحان میں ڈالا کہ ایلیا نبی جس کا انکو انتظار تھا۔ آسمان سے نازل نہ ہوا۔ اور حضرت ابن مریم نے مسیح ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ تو یہ دعویٰ یہودیوں کو خلاف نصوص صریحہ معلوم ہوا اور انہوں نے کہا کہ اگر یہ شخص سچا ہے تو پھر نمودہ باندہ توریت باطل ہے اور ممکن نہیں کہ خدا کی کتابیں باطل ہوں۔ پس تمام جڑ انکار کی یہی تھی۔ اسی وجہ سے یہودی حضرت مسیح کے سخت دشمن ہو گئے۔ اور انکو کافر اور مرتد اور دجال اور محمد کہنے لگے اور تمام علما کا فتویٰ اُنکے کفر پر ہو گیا۔

وہابی

ہم مرزا صاحب کو چٹھی لکھتے ہیں کہ شخص عیسائی ہونے کو آیا ہے۔ میں نے منع کیا تھا۔ اسلئے کہ جب بیتسمہ ہو جاوے تب چٹھی لکھنا۔ آج میں تاویاں گیا تھا۔ عبدالرحیم اور دوسپاہی اور وارث دین۔ دوسپاہی اور بھی ساتھ گئے۔ (بسوال پیروکار) ایک دفعہ پہلے پہل بھی مرزا صاحب مجھے اُس اوپر والے کمرہ میں لے گئے تھے۔ خیر الدین کی مسجد واقعہ امرتسر میں سو گیا تھا اسلئے ٹھہر گیا۔ مجھ سے پوچھا نہ گیا اسلئے میں نے پہلے اقبال نہیں کیا تھا۔ سلطان محمود نے مجھے قرآن پڑھایا تھا۔ چچا برہان الدین ملاکنڈ نہیں گیا تھا۔ دونوں دفعہ جب میں امرتسر کو ٹھی پر ملا تھا۔ ڈاکٹر صاحب خوشی سے ملے تھے دونوں دفعہ از خود گیا تھا۔ بلایا نہ گیا تھا۔ بیاس جاتے وقت طلب کیا گیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھے جھڑکی برائڈہ میں نکل کر نہیں دی تھی کہ کیوں بے بلا آئے ہو۔ عہد الحمید (دستخط حاکم)

سنایا گیا درست ہے۔ دستخط حاکم

اور ان میں زاہد اور راہب اور ربانی بھی تھے۔ وہ سب ان کے کفر پر متفق ہو گئے کیونکہ انہوں نے سمجھا کہ یہ شخص ظاہر نمودوں کو چھوڑتا ہے۔ یہ تمام فقہ صرف اس بات سے بڑا کہ حضرت مسیح نے ایلیا نبی کے دوبارہ آنے کے بارے میں یہ تاویل پیش کی تھی کہ اس سے مراد ایسا شخص ہے جو اُس کی نحو اور طبیعت پر ہو۔ اور وہ یوحنا یعنی یحییٰ ذکر یا کا بیٹا ہو۔ مگر یہ تاویل یہودیوں کو پسند نہ آئی۔ اور جیسا کہ میں نے ابھی لکھا ہے۔ انہوں نے ان کو طرد قرار دیا کہ جو نمودوں کو ان کے ظاہر سے پھیرتا ہے۔ لیکن چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام درحقیقت سچا نبی تھا اور ان کی تاویل بھی گویا ظاہر کیسی ہی بعید از قیاس تھی مگر خدا تعالیٰ کے نزدیک درست تھی۔ اسلئے بعض لوگوں کے دلوں میں یہ بھی خیال تھا کہ اگر یہ شخص جھوٹا ہے تو راستبازی کے انوار کیوں اس میں پائے جاتے ہیں اور کیوں سچے رسولوں کی طرح اس کے نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ پس اس خیال کے دور کرنے کے لئے یہودیوں کے مولوی ہر وقت

اور ان میں زاہد اور راہب اور ربانی بھی تھے۔ وہ سب ان کے کفر پر متفق ہو گئے کیونکہ انہوں نے سمجھا کہ یہ شخص ظاہر نمودوں کو چھوڑتا ہے۔ یہ تمام فقہ صرف اس بات سے بڑا کہ حضرت مسیح نے ایلیا نبی کے دوبارہ آنے کے بارے میں یہ تاویل پیش کی تھی کہ اس سے مراد ایسا شخص ہے جو اُس کی نحو اور طبیعت پر ہو۔ اور وہ یوحنا یعنی یحییٰ ذکر یا کا بیٹا ہو۔ مگر یہ تاویل یہودیوں کو پسند نہ آئی۔ اور جیسا کہ میں نے ابھی لکھا ہے۔ انہوں نے ان کو طرد قرار دیا کہ جو نمودوں کو ان کے ظاہر سے پھیرتا ہے۔ لیکن چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام درحقیقت سچا نبی تھا اور ان کی تاویل بھی گویا ظاہر کیسی ہی بعید از قیاس تھی مگر خدا تعالیٰ کے نزدیک درست تھی۔ اسلئے بعض لوگوں کے دلوں میں یہ بھی خیال تھا کہ اگر یہ شخص جھوٹا ہے تو راستبازی کے انوار کیوں اس میں پائے جاتے ہیں اور کیوں سچے رسولوں کی طرح اس کے نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ پس اس خیال کے دور کرنے کے لئے یہودیوں کے مولوی ہر وقت

نقل تحریر مشمولہ مثل فوجداری اجلاس کی تان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور



مرجعہ فیصلہ نمبر بستہ نمبر مقدمہ  
۱۹ اگست ۱۹۹۷ء متدارہ از محکمہ

سرکار ہذریہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک بنام مرزا غلام احمد قادیانی جرم ۱۰۰ ضابطہ فوجداری  
منگہ عبد الحمید ولد سلطان محمود سکٹہ جہلم کاہوں حال وار دیاس جو کہ میں موضع قادیان  
میں سے مرزا صاحب غلام احمد قادیان سے روانہ کیا گیا تھا کہ تم ڈاکٹر کلارک صاحب  
نقیضان کر دیں یعنی مار ڈالا۔ اور مجھ کو اس کام کے واسطے میں چلا آیا ہوں۔ یہ  
قادیان میں زبانی غسل خانہ میں کہی۔ دستخط حاکم . . . . .

نوٹ۔ یہ پرچہ عبد الحمید گواہ سے لکھوایا گیا۔ دستخط ۱۳/۸/۹۷

اسی تدبیر میں گئے ہونے تھے کہ کسی طرح حوام کو یہ یقین دلایا جائے کہ یہ شخص نعوذ باللہ  
کاذب اور طعون ہے۔ آخر انکو یہ بات سوچھی کہ اگر اسکو صلیب دیجائے تو البتہ ہر ایک  
پر صاف طور پر ثابت ہو جائیگا کہ یہ شخص نعوذ باللہ لعنتی اور اس رفع سے بے نصیب ہے جو  
راستبازوں کا خدا تعالیٰ کی طرف ہوتا ہے اور اس سے اس کا کاذب ہونا ثابت ہوگا۔ کیونکہ  
توریت میں یہ لکھا تھا کہ جو شخص صلیب پر کھینچا جائے وہ لعنتی ہے یعنی اُس کا خدا تعالیٰ  
کی طرف رفع نہیں ہوتا۔ سو انہوں نے اپنی دانست میں ایسا ہی کیا یعنی صلیب دیا۔  
اور یہ امر نصاریٰ پر بھی مشتتب ہو گیا۔ اور انہوں نے بھی گمان کیا کہ حضرت مسیح حقیقت میں  
مصلوب ہو گئے ہیں۔ اور پھر اس اعتقاد سے یہ دوسرا عقیدہ بھی انہیں اختیار کرنا  
پڑا کہ وہ لعنتی بھی ہیں۔ مگر لعنت کے چھپانے کے لئے اور اُس کا کلائک دور کرنے کیلئے  
یہ تجویز سوچی گئی کہ انکو خدا تعالیٰ کا بیٹا بنا یا جائے۔ ایسا بیٹا جس نے دنیا کے تمام گنہگاروں  
کی لعنتیں اپنے سر پر اٹھالیں اور بجائے وہ سوسے طعونوں کے آپ طعون بن گیا۔ اور پھر



صاحب کے مکان حجرہ میں جہاں وہ رہتے ہیں چلا گیا۔ اور کسی شخص سے بات چیت نہیں کی اُن سے کہا کہ ایک شخص رلا رام نام تھا جو مسلمان ہوا عبد المجید کے نام سے اب اپنے آپ کو بتلاتا ہے اُس کا کیا حال ہو۔ مرزا صاحب نے کہا کہ وہ ہندو سے مسلمان نہیں ہوا۔ بلکہ پیدا لیشی مسلمان ہے، ہم کلمہ پڑھنے والا ہے۔ برطان الدین کا بھتیجا ہو۔ راولپنڈی میں اُس

اور ایک ذرہ خدا کی محبت اُس کے دل میں نہ رہے۔ اسی لئے لغت کے رو سے لعین شیطان کا نام ہے۔

پس ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بالکل اس تحت سے پاک ہیں کہ نعوذ باللہ ان کو ملعون کہا جائے اور رفع الی اللہ سے انکو بے نصیب سمجھا جائے۔ لیکن عیسائیوں نے اپنی حماقت سے اور یہودیوں نے اپنی شرارت سے انکو ملعون قرار دیا۔ اور جیسا کہ ہم باکھ چکے ہیں لعنت کا لفظ رفع کے لفظ کی نقیض ہے۔ پس اس سے یہ لازم آیا کہ وہ نعوذ باللہ موت کے بعد خدا کی طرف نہیں بلکہ جہنم کی طرف گئے۔ کیونکہ لعنت یعنی وہ شخص جس کا خدا تعالیٰ کی طرف رفع نہ ہوا۔ وہ جہنم کی طرف جاتا ہے۔ یہ متفق علیہ اہل اسلام اور یہود کا عقیدہ ہے اسی لئے نصاریٰ کو یہ عقیدہ رکھنا پڑا کہ حضرت عیسیٰ مرنے کے بعد تین دن تک جہنم میں رہے۔ بہر حال ایک سچے نبی کی ان دونوں قوموں نے بڑی بے ادبی کی۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے چاہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس الزام سے بری کرے۔ پس اقول تو خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ فرمایا کہ مسیح ابن مریم در حقیقت سچا نبی اور وسیہ اور خدا تعالیٰ کے مقرر میں سے تھا۔ اور پھر یہود اور نصاریٰ کے اس دوسوہ کو بھی دور کیا کہ وہ مصلوب ہو کر لعنت ہوئے اور فرمایا وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم۔ اور یہ بھی فرمایا کہ بل رفعہ اللہ الیہ۔ پس اس طرح یہ وہ لعنت اور عدم رفع کی ہمت جو چھ سو برس سے یہود اور نصاریٰ کی طرف سے ان پر وارد کی گئی تھی اسکو دور فرمایا۔

لڑکے نے ہتھیرہ پایا تھا۔ پھر مسلمان ہو گیا۔ اب قریباً آٹھ یوم سے چلا گیا ہے۔ تم اُس کو اگر اچھا کھانا اور اچھے کپڑے دو گے تو تمہارے پاس ٹھہر جاوے گا۔ پھر میں نیچے مکان کے اتر آیا۔ تو ایک شخص جو ان عمر سابق عیسائی نے جس کا نام سائیداس ہے۔ اور ایک لڑکے نے کہا کہ عبد الحمید مرزا صاحب کو علانیہ گالیاں دے کر چلا گیا ہے۔ مرزا صاحب

سو ان آیات کی شان نزول یہی ہے کہ اُس وقت کے یہود اور نصاریٰ حضرت مسیح کو ملعون خیال کرتے تھے۔ اور نہایت ضروری تھا کہ اُن شریروں اور احمقوں کی غلطی ظاہر کر کے اُن کے جھوٹے الزام سے حضرت مسیح کو بری کر دیا جائے۔ پس اس ضرورت کے لئے قرآن شریف نے یہ فیصلہ کر دیا کہ مسیح مصلوب نہیں ہوا۔ اور جبکہ مصلوب نہ ہوا تو یہ اعتراض سراسر غلط ٹھہرا کہ خدا کی طرف اس کا رفع نہیں ہوا۔ اور نعوذ باللہ وہ ملعون ہوا بلکہ خدا تعالیٰ نے اور مقربوں کی طرح اس کو بھی رفع کی خلعت عطا کیا۔ اور خدا تعالیٰ نے اس فیصلہ میں حضرت عیسیٰ کے ملعون اور غیر مرفوع ہونے کے بارے میں عیسائیوں اور یہودیوں دونوں کو جھوٹا ٹھہرایا۔

اب اس تمام تحقیق سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ کی بریت اور اُن کا صادق اور غیر کاذب ہونا جسمانی رفع پر موقوف نہ تھا۔ اور جسمانی رفع کے نہ ہونے سے اُن کا کاذب اور ملعون ہونا لازم نہ آتا تھا۔ کیونکہ اگر صادق اور مقرب الہی ہونے کے لئے جسمانی رفع کی ضرورت ہے تو بموجب عقیدہ ان نادان علما کے لازم آتا ہے کہ صرف حضرت عیسیٰ ہی خدا کے مقرب ہوں اور باقی تمام نبی جن کا جسمانی رفع جسم منصری کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف نہیں ہوا۔ وہ نعوذ باللہ قرب الہی سے بے نصیب ہوں۔ اور جبکہ جسمانی رفع کچھ شے نہ تھا اور کسی نبی کے صادق اور مقرب الہی ہونے کے لئے جسمانی طور پر اُس کا آسمان پر جانا ضروری نہ تھا۔ تو کیونکر ممکن تھا کہ خدا کی



نے یہ بھی کہا تھا کہ عبد الحمید قلی یعنی ٹو کری اٹھانے کا کام بھی کرتا ہے۔

گواہ کو سنا یا گیا درست ہے۔ دستخط حاکم عبد الرحیم بقلم خود  
 نقل تتمہ بیان عبد الرحیم باقرار صالح بصیغہ فوجداری اجلاسی کستان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب ہائر ڈیگری کالج بمبئی  
 سرکار بڑے ریور ڈاکٹر منری ڈائن کلارک بنام مرزا غلام محمد قادیانی ہرم، اضابطہ فوجداری  
 تتمہ بیان عبد الرحیم باقرار صالح

۱۳ اگست ۱۹۰۷ء میں پہلے ہندو تھانائی پھر مسلمان ہوا۔ ۱۷ سال مسلمان رہا۔  
 ۱۱ اکتوبر ۱۹۰۷ء کو عیسائی ہوا۔ یکم فروری ۱۹۰۷ء سے ڈاکٹر صاحب کے ماتحت ہوں۔

کلام میں جو پر حکمت ہے یہ فضول اور لغو اور بے تعلق جھگڑا شروع کیا جاتا۔ حالانکہ یہود کا یہ  
 مدعا اور مقصود نہ تھا کہ حضرت مسیح کے رفع جسمانی میں بحثیں کریں اور ایسی بحث سے اُن کو  
 کچھ حاصل نہ تھا۔ انکا تمام مقصد جس کے لئے انکی قوم میں معاندانہ جوش پیدا ہوا تھا اور  
 اب تک ہے صرف یہ تھا کہ وہ انکے مصلوب ہونے سے یہ نتیجہ نکالیں کہ انکا روحانی رفع نہیں  
 ہوا۔ اسی وجہ سے انہوں نے اپنی دانست میں انکو صلیب دیا۔ اور تورات میں اس بات کی  
 صاف تصریح ہے کہ جو شخص لکڑی پر لٹکایا جائے یعنی صلیب دیا جائے وہ لعنتی ہوتا ہے۔  
 یعنی اللہ تعالیٰ کا قُرب اُسکو مسر نہیں ہوتا۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ رفع الی اللہ نہیں ہوتا  
 بلکہ اسفل السافلین میں گرایا جاتا ہے۔ پس یہ صلیب کا حفظ اور جو اُسکا نتیجہ لعنت بیان کیا گیا  
 ہے یہی پکار پکار گواہی دے رہا ہے کہ یہود کا تمام شور و غوغا اسوقت ہی تھا کہ صلیب ملنے  
 سے مسیح کا لعنتی ہونا ثابت ہے اور لعنتی ہونے سے عدم رفع ثابت۔ پس جو جھوٹا الزام  
 لگایا گیا تھا خدا نے اُسی کا فیصلہ کرنا تھا۔ ہاں اگر مصلوب ہونے کا نتیجہ تورات کے رُوسے  
 یہ بیان کیا جاتا کہ جو شخص مصلوب ہو اُسکا جسمانی رفع نہیں ہوتا تو ممکن تھا کہ خدا تعالیٰ مسیح کو  
 جسمانی طور پر آسمان پر پہنچاتا اور کچھ بھی شبہ نہ رہنے دیتا۔ مگر اب تو یہ خیال ہر سرے تعلق

۱۰  
۳  
۱۰  
۱۰

تتخواہ پاتا ہوں۔ جب مرزا صاحب سے دریافت کیا تو جو کچھ مرزا صاحب نے عبد الحمید کی بابت بیان کیا سچ معلوم ہوا۔ عبد الحمید کا بیلن جھوٹ پایا گیا۔ ۲۳ جولائی ۱۸۹۷ء کو قادیان گیا تھا۔ اتوار کو واپس آکر صاحب کو اطلاع دی تھی۔ ڈاکٹر صاحب کو لڑکے پر شبہ ہوا۔ مجھ سے رائے پوچھی۔ میں نے کہا کہ میں رائے نہیں دے سکتا کہ اسکو عیسائی کیا جائے یا نہ۔ پھر لڑکے کو بیاس بھیجا گیا اور میں ڈاکٹر صاحب کے ہمراہ بیاس گیا۔ عبد الحمید سے ڈاکٹر صاحب کے

اور اصل جھگڑے اور اس کے فیصلہ سے کچھ لگاؤ نہیں رکھتا اور خدا تعالیٰ کی شان اس سے منترہ ہو کہ اس بیہودہ اور لٹو اور بے تعلق امر کے بحث میں اپنے تئیں ڈالنے۔ خدا کی تعلیم نجات اور قرب الہی کی راہیں بتلاتی ہیں اور ان الزامات کا عینوں پر سے ذب اور دفع کرتی ہیں جنکی مدد سے لڑکے مقرب اور ناجی ہونے پر حروت آتا ہے۔ مگر آسمان پر اس جسم کے ساتھ چڑھ جانا نجات اور قرب الہی سے کچھ تعلق نہیں رکھتا۔ ورنہ ماننا پڑتا ہے کہ بجز حضرت مسیح کے نعوذ باللہ باقی تمام نبی نجات اور قرب الہی سے محروم ہیں اور یہ خیال صریح کفر ہے۔

ہمارے نادان مولوی اتنا بھی نہیں سوچتے کہ یہ تمام جھگڑا رفع اور عدم رفع کا صلیب کے مقدمہ سے شروع ہوا ہے یعنی تودیت نے صلیب پر مرنے والوں کو روحانی رفع سے محروم ٹھہرایا ہے۔ پھر اگر تودیت کے یہ معنے کئے جائیں کہ صلیب پر مرنے والا رفع جسمانی سے بے نصیب رہتا ہے تو ایسے عدم رفع سے نبیوں اور تمام مومنوں کا کیا حرج ہے۔ ہاں اگر یہ فرض کر لیں کہ نجات کیلئے رفع جسمانی شرط ہے تو نعوذ باللہ ماننا پڑتا ہو کہ بجز مسیح تمام انبیاء نجات سے محروم ہیں۔ اور اگر رفع جسمانی کو نجات اور ایمان اور نیکو بختی اور مراتب قرب سے کچھ بھی تعلق نہیں جیسا کہ فی الواقع یہی سچ ہے تو قرآن کے لفظ رفع کو اصل مقصد اور مراد سے پھیر کر اور اسکی شان نزول سے لاپرواہ ہو کر خود بخود رفع جسمانی مراد لے لینا کس قدر گمراہی ہے۔ قرآن بشریعت میں تو یہ بھی ہے کہ خدا تعالیٰ نے بطعم کا رفع



نقل بیان مشمولہ مثل اجلاسی کپتان ایم ڈبلیو ڈگلز صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور  
سرکار دہلی و قندھار بنام مرزا غلام احمد سکند قادیان جرم ۱۰۰ مضابطہ فوجداری  
۱۰ اگست ۱۹۰۷ء بیان پریداس باقر صاحب

ولد میرا ذات عیسائی ساکن مال امرتسر عمر لعد سال بیان کیا کہ اقبال حرفت میرے رو بروئے  
عبد الحمید نے لکھا تھا۔ ایک اور خط بھی اُسے میرے رو بروئے مولوی نور الدین صاحب کی طرف لکھا  
تھا۔ یہ دونوں خط و اقبال بمقام بیاس لکھے گئے تھے۔ خط میں عبد الحمید نے مولوی نور الدین صاحب کو  
لکھا تھا کہ دین محمدی جھوٹا ہے اور دین عیسوی سچا ہے۔ میں عیسائی ہونے لگا ہوں۔ میں اس وقت بیاس  
میں ہوں۔ اگر اب مجھے سمجھانا چاہتے ہیں تو اگر سمجھا دیں۔ اور مجھے ٹھٹھ کیا واسطے پیسے مانگے۔  
میں نے کہا تھا کہ تم مولوی صاحب کو اتنا پیار کرتے ہو تو میرنگ خط بھیجو۔ اُسے بھیج دیا پھر  
جواب کوئی اُس خط کا نہ آیا۔ ڈاکٹر صاحب بیاس گئے تھے۔ انکے رو بروئے عبد الحمید نے کہا تھا  
کہ پہلے وہ برہمن تھا۔ لارام نام تھا۔ پھر مسلمان ہو گیا۔ اب مسلمان ہوں اور عبد الحمید نام ہے۔

طرف اشارہ ہو۔ اور اگر حضرت اور میں معجم حنصری آسمان پر گئے ہوتے تو بموجب نص صریح  
آیت فہما تخیرون جیسا کہ حضرت مسیح کا آسمانوں پر سکونت اختیار کر لینا متنع تھا ایسا ہی انکا  
بھی آسمان پر ٹھہرنا متنع ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ اس آیت میں قطعی فیصلہ دے چکا ہو کہ کوئی شخص  
آسمان پر زندگی بسر نہیں کر سکتا بلکہ تمام انسانوں کیلئے زندہ رہنے کی جگہ زمین ہے۔  
علاوہ اسکے اس آیت کے دوسرے فقرہ میں جو فہما تموتون ہے یعنی زمین پر ہی مردے۔  
صاف فرمایا گیا ہو کہ ہر ایک شخص کی موت زمین پر ہوگی۔ پس اس کے ہر ایک مخالف کو یہ عقیدہ رکھنا  
بھی لازم آیا کہ کسی وقت حضرت اور میں بھی آسمان پر سے نازل ہونگے حالانکہ دنیا میں کسی کا عقیدہ  
نہیں اور ظور یہ کہ زمین پر حضرت اور میں کی قبر بھی موجود جیسا کہ حضرت یحییٰ کی قبر موجود ہے۔  
بعض علماء ان پختہ ثبوتوں سے تنگ آکر یہ کہتے ہیں کہ فرض کیا کہ حضرت عیسیٰ  
علیہ السلام مر گئے مگر کیا اللہ تعالیٰ قادر نہیں کہ آخری زمانہ میں ان کو پھر زندہ کرے۔

۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰

عبد الحمید کے آنے کے ۸ روز بعد میں دہلی پر پہنچے سچی دین کے تقسیم کرنے کے واسطے گیا تھا جب واپس آیا تو کھوہ کے پاس ایک شخص تھا۔ اور ایک اور فاصلہ پر تھا۔ ایک نے مجھ سے پوچھا کہ کہاں جلتے ہو میں نے کہا کہ گھر جاتا ہوں۔ اُس نے کہا کہ تمہارے پاس کوئی لڑکا عبد الحمید ہے۔ میں نے کہا ہے۔ وہ شخص کہنے لگا کہ وہ لڑکا پہلے ہندو تھا۔ رلا رام اُس کا نام ہے۔ بٹالہ اُس کے گھر میں پہلے بایانی اُس نے کی کہ مسلمان ہوا اور اب عیسائی ہونے آیا ہے۔ میں نے کہا کہ جو تاریکی اُس کے دل میں تھی دور ہو جائے گی اور تم کو تکلیف پھر نہیں دیگا۔ پھر وہ دونوں شخص وہیں رہے اور میں اپنی ہسپتال کو چلا گیا۔ سفید پوش آدمی تھے۔ ٹھیک نہیں کہہ سکتا کہ ہندو تھے یا مسلمان تھے۔ دامپتری منڈی ہوئی تھی۔ پنجابی بولی تھی۔ سرحدی بولی نہ تھی۔ پھر اُن آدمیوں کو نہیں دیکھا۔ اُس شخص نے اسٹیشن ماسٹر سے بھی ذکر کیا تھا کہ یہ لڑکا ہندوؤں کا ہے۔ مجھے اسٹیشن ماسٹر نے کہا تھا میں نے عبد الحمید سے اُن دو آدمیوں کی بابت ذکر کیا تھا کہ وہ تمہارے ہندو کے ہیں یا کیا۔ اُس نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ پر یہ اس سنایا گیا درست ہے دستخط حاکم

شہادت استغاثہ ہو چکی ہے مستغاث علیہ کی طرف سے وکیل نے پرسوں آنا ہے پرسوں پیش ہووے۔ دستخط حاکم

مگر ہم کہتے ہیں کہ قطع نظر اس بات کے کہ قرآن شریف کے رو سے مُردہ کا زندہ ہو کر دنیا میں آباد ہونا بالکل منہج ہے اور آیت فیمسک التي قضی علیہا الموت اس دوبارہ روح کے آنے سے مانع ہے۔ پھر اگر بطور فرض محال مان بھی لیں کہ حضرت عیسیٰ زندہ ہو کر آئیں گے۔ تو ہمیں کسی حدیث یا اثر صحابی سے نشان بتلانا چاہیے کہ کوئی تحریر پچھلے جس سے وہ زندہ ہو کر نکل آئیں گے۔ افسوس کہ ہمارے مخالف ایک جھوٹے عقیدہ میں پھنسکر ناقص گھلے پڑا ڈھول بجا رہے ہیں۔ ان لوگوں نے ایسے یہود اور نصوحات سے دین کو بہت نقصان پہنچا ہے۔ اور مخالفوں کو اعتراض کرنے کا موقع دیا ہے۔ ایک فرقہ مسلمانوں کا جو نیچر اور قانون قدرت کا عاشق ہو رہا ہے وہ ان ہی لوگوں کی نہایت غیر معقول تقریروں سے مسخ کے دوبارہ آنے

باز

نقل میان پریڈاس مشمولہ مثل فوجداری باجلاس کیپٹانکم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر دوسرے کڑے مجسٹریٹ ضلع گورداسپور  
سرکار ہندیدعہ ڈاکٹر صاحب ہنری مارٹن کلارک حنا بنام مرزا غلام احمد قادیانی جرم ۷۰۰ اضابطہ فوجداری  
میان پریڈاس باقراصلح واقعہ ۱۲ اگست ۱۸۹۴ء

یہ سب سے پہلے کے درجہ میں ہے۔

ایں قریب ۱۶ سال یا کم و بیش سے عیسائی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے ماتحت ۵-۶ سال ہو گئے  
ہیں۔ اسوقت بیاس پر تعینات ہوں۔ عبدالحمید ۲۱-۲۲ جولائی ۱۸۹۴ء کو میرے پاس بھیجا گیا

کی پیشگوئیوں سے منکر ہو گیا جو اسلامی تواریخ میں اعلیٰ درجہ کے توازن پر ہے کیونکہ ان لوگوں نے جو نو تعلیم یافتہ اور محققانہ طرز پر خیالات رکھتے تھے۔ ان لوگوں کی یہ تقریریں سنیں کہ بہتری زمانہ میں ایک دجال پیدا ہوگا جس کا لہذا قریباً تین سو سال بعد ہونا ہوگا اور وہ دجال اپنے اختیار سے مینہ برسائے گا اور آفتاب نکالے گا۔ اور مرنے والے زندہ کرے گا اور بہشت اور دوزخ اُسکے ساتھ ہونگے اور خدا کی تمام چیزیں اور دریاؤں اور ہواؤں اور آگ اور خاک اور چاند اور سورج وغیرہ مخلوقات پر اسکی حکومت ہوگی اور ایک آنکھ سے کانا اور ایک آنکھ میں پھولا ہوگا۔ اور خدا کے پرستار اُسکے وقت میں تنگی اور امساک باراں مریئے اُنکی دعا بھی قبول نہیں ہوگی۔ اور دجال کے پرستار بڑے مزے میں ہونگے۔ عین وقتوں پر دجال اُنکی کھیتوں میں مینہ برسا دے گا اور پھر آسمان سے مسیح بڑی شان سے اُترے گا۔ دائیں بائیں اُسکے فرشتے ہونگے۔ جہاننگ اُسکا سانس پہنچے گا کافر لوگ اس سے مریئے۔ مگر دجال کو اپنے سانس سے مار نہیں سکیگا۔ آخر بڑے جدوجہد اور جان کاہی سے حربہ کے ساتھ اُسکا کام تمام کرے گا۔ ”ابن تقریروں سے نو تعلیم یافتہ لوگ بہت گھبرائے اور درحقیقت گھبرانے کا محل تھا۔ کیونکہ اگر دجال ایسا ہی ذوالاقتدار ہے تو جس حالت میں کہ مخلوق پرست لوگ بغیر اُسکے کہ اپنے معبودوں سے کوئی خدائی کا کرشمہ دیکھیں ناحق مخلوق پرستی میں مبتلا ہو گئے ہیں اور کروڑ ہا ملک اُنکی نوبت پہنچ گئی

تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے چٹھی میں لکھا تھا کہ اس عزیز کو دین عیسائی سکھلاؤ اور کام لو۔ ٹوکر سی اٹھا سکتا ہو ناذک اندام نہیں ہے ۱۳ جولائی ۱۹۷۷ء تک جب تک اقبال لکھا گیا عبد الحمید نے نہیں کہا تھا کہ وہ ڈاکٹر کلارک کو مارنے آیا ہو۔ بیاس میں ایک نیا کمرہ ڈاکٹر صاحب کا بنتا ہے وہاں عبد الحمید نے روبرو یوسف خان اور میرے مولوی نور الدین کو خط لکھا تھا۔ میرے دل میں ۱۳ جولائی ۱۹۷۷ء تک کوئی شک عبد الحمید کی نسبت نہیں ہوا تھا۔ بلکہ دو آدمیوں نے اُسکی بابت کہا تھا کہ یہ ہندوؤں کا لڑکا ہو اور مجھ کو اس کے ہمدردی ہو۔ ایک روز دو سناپ پکڑے گئے تھے۔ پر یہ اس بقلم خود سنایا گیا درست ہے۔ (دستخط حاکم)

ہو پھر ایسا شخص کہ جو درحقیقت خدائی کی قدرت میں دکھائیگا اُسکے پرستاروں کا کہا نیک شمار پہنچے گا۔ اور ایسے لوگوں کو کیوں معذور نہ سمجھا جائے جنہوں نے اُسکی پوری خدائی دیکھ لی ہوگی۔ دیکھو مسیح ابن مریم دُنیا میں اگر ایک چوہا بھی پیدا نہ کر سکا تب بھی چالیس کروڑ کے قریب مخلوق پرست لوگ اُسکی پوجا کر رہے ہیں۔ پھر ایسا شخص جسکے ہاتھ میں خدا کی قدرت کا تمام نظام ہوگا۔ وہ کس قدر دُنیا میں فتنہ ڈال سکتا ہو اور خدا کے کریم و رحیم کی سُنت اور عادت سے بالکل بعید ہے کہ ایسے ایمان سوز فتنہ میں لوگوں کو مبتلا کرے۔

اس سے تو نعوذ باشد قرآن شریف کی ساری توحید خاک میں ملتی ہے اور تمام فرقائی تعلیم و دہم برہم ہو جاتی ہے۔ پھر کیونکر ایسا دُجال اہل عقل اور بصیرت کو سمجھ آ سکتا۔ اسی طرح مسیح ابن مریم کا برخلاف نصوص صریح کتاب اللہ کے صد ہا برس آسمان پر زندگی بسر کر کے اور پھر ملائکہ کے گرد میں ایک مجمع عظیم میں نازل ہونا اور سانس سے تمام کافروں کو مارنا اور یہ نظارہ دُنیا کے لوگوں کو دکھائی دینا جو ایمان بالغیب کے بھی منافی ہے درحقیقت ایسا ہی امر تھا جو نیچر اور قانون قدرت کے ماننے والے اس سے انکار کرتے۔ کیونکہ اس قسم کے معجزات کی تاریخ میں کوئی نظیر نہیں۔ اور قرآن اس کا مذبذب ہے جیسا کہ آیت قل سبحان رقی سے ظاہر ہے۔

انقل بیان گواہ استغاثہ بصیغہ فوجداری اجلاس پکتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر سرپرست ضلع گورداسپور  
سرکار ہند ریجسٹرڈ کٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب جرم۔ اضافہ فوجداری بنام مرزا غلام احمد قادیانی

بیان مولوی نور الدین گواہ استغاثہ باقرار صالح۔ سہراگست ۱۹۰۷ء  
ولد غلام رسول ساکن بھیرہ ضلع شاہ پور قوم قریشی عمر ۵۷ سال۔ بیان کیا۔

میں مرزا صاحب کا فرید ہوں۔ بہت عرصہ سالہا سال سے۔ مجھے کبھی دائیں ہاتھ کے فرشتے  
کا لقب نہیں ملا۔ اور نہ خلیفہ کا لقب ملا ہے۔ مجھے سب سے بزرگ نہیں کہا جاتا۔ عبد الحمید  
ہماری برادری سے نہیں ہے۔ ہم قریشی ہیں اور عبد الحمید لکھڑے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مجھے  
کوئی خط عبد الحمید کا بیرنگ نہیں آیا۔ میں تین قسم کا خط بیرنگ لیتا ہوں۔ گھر سے آئے ہوئے  
یا اگر کوئی ٹیکٹ لگا کر بھیجے اور بیرنگ آفاقہ ہو جائے تو میں اسکا محصول دیدیتا ہوں یا کتابوں کی بلیوں  
والے خط بیرنگ لیتا ہوں باقی میں بیرنگ خط واپس کرتا ہوں۔ عبد الحمید سے میں واقف ہوں  
دو دفعہ قادیان میں آیا تھا اور مجھ سے کہا تھا کہ مرزا صاحب کی بیعت کراؤ۔ میں نے مرزا صاحب سے

سو بہ تمام گناہ ہمارے علماء کی گردن پر ہے کہ دجال کو خدائی کا پورا اجامہ پہنا کر اور  
مسح کو ایسی طرز پر آسمان سے اتار کر جسکی نظیر تمام سلسلہ معجزات اور قانون قدرت  
میں پائی نہیں جاتی محققوں کو نہایت قوحش اور حیرانی میں ڈال دیا۔ آخر وہ یہ بچارے  
ان دونوں پیشگوئیوں سے منکر ہو گئے۔ حالانکہ یہ دونوں پیشگوئیاں اسلامی تواریخ  
اور احادیث اور آثار صحابہ میں اس درجہ تواتر پر ہیں کہ یہ تو اتار کسی دوسری پیشگوئی میں  
پایا نہیں جاتا اور کوئی عقلمند اخبار متواترہ سے انکار نہیں کر سکتا۔ پس اگر یہ ناہم علماء  
ان پیشگوئیوں کے سیدھے اور صحیح معنی کرتے تو یہ فرقہ لائق رحم اس بلا و انکاریں  
نہ پڑتا۔ اور ان عقلمندوں پر ہرگز امید نہ تھی کہ اگر وہ سیدھے اور صاف اور قریب  
قیاس معنی پاتے تو اس اعلیٰ درجہ کی پیشگوئی کو جسپر اسلام کے تمام فرقوں کا اتفاق  
ہے بلکہ نصاریٰ کی انجیل بھی اسپر گواہ ہے رد کر دیتے۔ کیونکہ دجال کے یہ سیدھے

نور  
۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰



عرض کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس قدر جلدی بیعت نہیں کرتے اور نہ ایسی بیعت کو ہم پسند کرتے ہیں کہ بیعت کر نیوالے کا حال اچھی طرح معلوم نہ ہو۔ عہد الحمید دو چار روز مگر چلا گیا۔ یاد نہیں کہ کب آیا تھا۔ پھر معلوم نہیں کہ کس عرصہ کے بعد دوبارہ آیا تھا مگر زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا۔ دوسری دفعہ کی بابت یاد نہیں کہ کتنے روز رہا تھا۔ مرزا صاحب عہد الحمید سے نہ سختی اور نہ پیار کرتے تھے۔ ایک دفعہ مرزا صاحب نے کہا تھا کہ اجنبی لوگوں کو زیادہ مت رہنے دیا کرو۔ تاوقتیکہ شرافت کا حال معلوم نہ ہو۔ بنگال میں معلوم نہیں کہ کوئی مرید مرزا صاحب کا ہے یا نہ۔ حیدر آباد میں دو مرید ہیں۔ بمبئی میں ایک شخص۔ کراچی میں کوئی نہیں۔ کابل میں کوئی نہیں۔ لکھنؤ میں کوئی نہیں۔ دہلی میں ایک ہے۔ پنجاب میں مرید ہیں تعداد یاد نہیں۔ مرزا صاحب کتابیں تصنیف کرتے ہیں۔ بعض اُن کے مرید مفت کتابیں لیجاتے ہیں اور بعض قیمت دیجاتے ہیں اور نذر بھی دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں

معنی ہیں جو خود دجل کے لفظ سے ہی معلوم ہو رہے ہیں یعنی یہ کہ جو فروش گندم بنا کے طور پر دھوکہ دہی کے پیشہ کو کمال کی حد تک پہنچا تا یہی معنی پیشگوئی میں مقصود ہیں جو کوئی محقول پسند آنکے ماننے میں تامل نہیں کر سکتا اور اسی وجہ سے لفظ کو حدیثوں میں دو قسم کے صفات و تعال مغرود کے بیان فرمائے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ اور دوسرے یہ کہ وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ ان دونوں باتوں کو اگر حقیقت پر حل کیا جائے تو کسی طرح تطبیق ممکن نہیں کیونکہ نبوت کا دعویٰ اس بات کو مستلزم ہے کہ شخص مدعی خدا تعالیٰ کا قائل ہو۔ اور خدائی کا دعویٰ اس بات کو چاہتا ہے کہ شخص مدعی آپ ہی خدا ہیں یا بیٹھے اور کسی دوسرے خدا کا قائل نہ ہو۔ پس یہ دونوں دعویٰ ایک شخص سے کیونکر ہو سکتے ہیں۔

پس اصل بات یہ ہے کہ تعالٰیٰ ایک شخص کا نام نہیں ہی۔ لغت عرب کے

کہ مرزا صاحب صم۔۔۔ روپیہ تک انعام دے سکتے ہیں۔ یوسف خان جہنگ قادیان میں ہا ہم سے الگ رہا مگر اسکی خرابی کوئی نہیں دیکھی۔ مرزا صاحب نے عبد الحمید کو کراہیہ نہیں دیا تھا حکم دیا تھا کہ نکال دو۔ نکتے آدمیوں کو وہ نہیں رہنے دیتے۔ جہانگ مجھے معلوم سجاد یاد ہے میں نے ۲۰ اسکو دیئے تھے۔ مرزا صاحب نے اسکو کچھ نہیں دیا تھا۔ عبد الحمید کو چھاپہ خانہ میں کام کرتے میں نے خود نہیں دیکھا۔ سنا تھا کہ کام کرتا تھا۔ گالیوں کی بابت سنا تھا کہ مرزا صاحب کو گالیاں اُس نے دی ہیں۔ میرے روبروئے گالیاں مرزا صاحب کو اُس نے نہیں دی تھیں۔ جوبلی کے دن عبد الحمید کی بابت نہیں کہہ سکتا کہ وہاں تھا یا نہیں۔ جوبلی پر برہان الدین آیا تھا۔ اُس نے مجھ سے کہا تھا کہ یہ لڑکا اچھا نہیں ہے تم اس سے خطا کھاؤ گے۔ جسے تم کو تکلیف دیگا۔ خبر نہیں کہ جس نے عبد الحمید کو کہا تھا کہ چلے جاؤ۔ میں نے نہیں کہا تھا۔ بسوال وکیل ملزم۔ جب پہلی دفعہ عبد الحمید قادیان آیا

رو سے دجال اُس گروہ کو کہتے ہیں جو اپنے تئیں امین اور متدین ظاہر کرے مگر دراصل نرا امین ہو اور نہ متدین ہو بلکہ اسکی ہر ایک بات میں دھوکہ دہی اور فریب نہی ہو۔ سو یہ صفت عیسائیوں کے اُس گروہ میں ہے جو پادری کہلاتے ہیں اور وہ گروہ جو طرح طرح کی کالوں اور صنعتوں اور خدائی کاموں کو اپنے ہاتھ میں لینے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں جو یورپ کے فلاسفر ہیں۔ وہ اسوجہ سے دجال ہیں کہ خدا کے بندوں کو اپنے کاموں سے اور نیز اپنے بلند دعووں سے اس دھوکہ میں ڈالتے ہیں کہ گویا کارخانہ خدائی میں انکو دخل ہے۔ اور پادریوں کا گروہ اس وجہ سے تبت کا دعویٰ کر رہا ہے کہ وہ لوگ اصل آسمانی انجیل کو لگ کر کے حروف افد مغشوش مضمون بنام نہاد ترجمہ انجیل کے دنیا میں پھیلاتے ہیں اور اگر اُس اصل انجیل کا مطالعہ کیا جائے جو حضرت عیسیٰ کی تین برس کی الہامی کلام تھی۔ جسکی نسبت وہ بیان کرتے ہیں کہ میں کچھ نہیں کہتا مگر وہی جو خدا نے مجھ کو کہا۔ تو اُس کا کچھ بھی پتہ نہیں بتلا سکتے کہ وہ کتاب کہاں غائب ہو گئی۔ اور یہ ترجمہ جو پیش کرتے ہیں تو

میں اُس سے واقف ہوا تھا۔ جہاں عام لوگ ملاقاتی یا فقیر وغیرہ رہتے ہیں وہاں وہ رہتا تھا۔ مرزا صاحب کے گھر سے سو گز دور جگہ ہے۔ مرزا صاحب وہاں نہیں آیا کرتے۔ چار سال سے برابر مرزا صاحب کے پاس رہتا ہوں۔ وہ خلوت میں رہتے ہیں۔ صرف پانچ وقت نماز کے واسطے باہر نکلتے ہیں اور کبھی کبھی ہوا خوری کے واسطے باہر جاتے ہیں۔ صبح۔ ظہر۔ عصر۔ مغرب اور عشا کے وقت باہر آتے ہیں اُسوقت عام مجمع ہوتا ہو۔ ہر ایک آدمی وہاں موجود ہوتا ہے۔ کوئی شخص اندر مکان مرزا صاحب کے نہیں جاتا۔ میں خود کبھی نہیں گیا۔ عام طور پر مرزا صاحب نے حکم دیا تھا کہ جو اجنبی لوگ ہیں سوائے مخلصوں کے باقی لوگوں کو نکال دیا جائے۔ جب برہان الدین نے کہا تھا کہ یہ لڑکا اچھا نہیں ہے۔ میں نے مرزا صاحب سے اسکی بابت ذکر نہیں کیا تھا۔ بلکہ برہان الدین سے کہا تھا کہ بُرے اچھے ہو جاتے ہیں آپ کیوں ایسی بدظنی اسپر رکھتے ہیں۔ اُس نے کہا تھا۔ میں زیادہ تجربہ اسکی بابت رکھتا ہوں۔ عبد الحمید میرے درس میں کبھی نہیں بیٹھا اور مرزا صاحب سے تو ملا ہی نہیں۔ اسکو سوزاک کی بیماری ہے۔ میں نے

بلاشبہ یہ انکی طبع زاد انجیلیں ہیں جنکی صحت کا وہ کچھ بھی ثبوت نہیں دے سکتے۔ پس جس گستاخی اور دلیہی سے وہ ان بے اصل تراجم کو شائع کر رہے ہیں۔ یہی فعل انکا دوسرے لفظوں میں گویا نبوت کا دعویٰ ہے۔ کیونکہ انہوں نے جبل سازی سے نبوت کے منصب کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ جو چاہتے ہیں ترجمہ کے بہانے سے لکھ دیتے ہیں اور پھر اُسکو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ پس یہ طریق انکا نبوت کے دعوے سے مشابہ ہے اور اسکی دام میں گرفت راکٹر شرعاً عام عیسائی ہیں۔ اور یہ دجل پادریوں کا منصب ہے۔

اور دجال کی دوسری جڑو جنکے افعال خدائی کے دعوے سے مشابہ ہیں وہ جیساکہ میں نے ابھی بیان کیا ہے یورپ کے فلاسفر اور کلموں کے ایجاد کرنے والوں کا گروہ ہو۔ جنہوں نے اسباب اور علل کے پیداکرنے کیلئے اپنی کوششوں کو انتہا تک پہنچا دیا ہے۔

وہ  
دجال  
کی  
جڑو  
ہیں

اُس کا علاج کیا تھا۔ دوبارہ جب وہ قادیان آیا میں اسی جگہ تھا۔ دوبارہ آنے پر نکالا گیا تھا۔ شاید برہان الدین اُس وقت اُس جگہ نہ تھا۔ یہ غالب اُمید ہے۔ محمد یوسف کے نکالے جانے کی بابت اب میں نے لفظ سنا ہے کہ وہ نکالا گیا تھا۔ دراصل وہ خود چلا گیا تھا۔ حرف F صفحہ ۴۴ میں جو عبارت درج ہے وہ راستی اور جھوٹ کی بابت ہے کہ کوئی شخص جو راستی پر نہ ہو وہ اُس کو خدا ضائع کرے گا خواہ کوئی ہو وے۔ اس میں مرزا صاحب بھی شامل ہیں یہ عبارت پیشگوئی نہیں ہے۔ کوئی شخص ہو شریر اور جھوٹے کا انجام اچھا نہیں ہے۔ عبارت کے آخر میں لفظ جھوٹ کا درج ہے جھوٹے کا نہیں ہے۔ محمد سعید کو جو عیسائی ہو گیا ہے

اور بہت سی کامیابیوں کی وجہ سے اس رذی اعتقاد تک پہنچ گئے ہیں کہ خدا کی قدرت اور اُس پر ایمان رکھنا کچھ چیز نہیں ہے۔ اور اس گروہ کے تابع اکثر لوہے کے خواص عیسائی ہیں۔ اور وہ دن رات ان تلاشوں میں لگے ہوئے ہیں کہ ہم خود ہی کسی طرح پر اس راز کے مالک ہو جائیں کہ جب چاہیں بادشہ برسا دیں اور جب چاہیں کسی کے گھر میں لڑکا یا لڑکی پیدا کر دیں اور جب چاہیں کسی کو عقیم بنا دیں۔ پس کچھ شک نہیں کہ یہ طریق دوسرے لفظوں میں خدائی کا دعویٰ ہے۔

غرض دجال کی نبوت اور الوہیت کے دعوے کی یہ ایک ایسے معنی ہیں کہ کوئی دانشمند اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ اور بلاشبہ پادریوں نے نبوت کی امانت میں جو الہام اور وحی الہی ہے ایسی بیجا دست اندازی کی ہے کہ ایک مدعی کے طور پر منصب نبوت میں ہاتھ ڈالا ہے۔ اور ہر ایک ترجمہ جو انجیل کے نام سے یہ لوگ شائع کرتے ہیں وہ گویا ایک نئی انجیل ہوتی ہے جو اپنی طرف سے پیش کرتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کا خوف ہوتا تو جھوٹے ترجمے شائع کئے گئے ہیں ساتھ اُنکے اصل کو بھی شائع کرتے جیسا کہ قرآن شریف کے شائع کرنے میں مسلمانوں کا طریق ہے۔ مگر ان لوگوں نے اصل کو چھپایا اور ان ترجموں کو



کے محمدیوں نے اُسکو نہیں بھیجا تھا۔ امیر الدین نے میرے پاس نہیں بھیجا تھا۔ ٹھیک تاریخ یاد نہیں۔ اُس نے مجھے کہا تھا کہ میں برہان الدین کا بھتیجا ہوں عیسائی ہو گیا تھا۔ مگر اب میرا عقیدہ پھر گیا ہے مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ میں نے پہلے بھی سنا ہوا تھا کہ ایک بھتیجا برہان الدین کا عیسائی ہے۔ معلوم نہیں کس نے کہا تھا۔ دو یا تین روز میرے مردانہ مکان پر رہا تھا۔ اُس نے قادیان کہنے کا ارادہ کیا اور مجھ سے کرایہ مانگا۔ میں نے اس کے پیسے اسکو دیئے تھے۔ مجھے کوئی اطلاع نہیں آئی تھی کہ وہ پہنچ گیا ہے۔ کسی آئے گئے سے معلوم ہوا تھا کہ پہنچ گیا ہے۔ چوتھے یا پانچویں روز بعد پھر واپس آیا۔ مگر میں وہاں نہ تھا۔ میرے آدمیوں نے کہا کہ آیا تھا اور جہلم گیا ہے اُس کے بعد پھر میں نے اُس کو نہیں دیکھا۔ میں عموماً قادیان میں جاتا ہوں اور بفضل خدا مالدار ہوں مابین ٹکس ادا کرتا ہوں۔ قادیان میں جہلم خانہ میں رہتا ہوں جو مرزا صاحب کے مکان سے الگ ہے۔ مرزا صاحب کا خلوت خانہ نہیں ہے۔ مسجد میں عوام الناس سے عام لوگوں سے

الہی نظام کے کاموں کو اپنے طور پر بھی ادا کرنے لگتا ہے۔ یہ تمام کامیا بیاں اس میں وہ متکبرانہ صفات پیدا کر دیتی ہیں جو خاصہ حضرت کبریائی ہے۔ اور اس غرور کے نشے میں ایسے ایسے طور سے انانیت کا رنگ اُسکے نفس رزیل پر چڑھ جاتا ہے جسکو دوسرے لفظوں میں خدائی کا دعویٰ کہہ سکتے ہیں۔ بالخصوص جبکہ ایسا متکبر فلسفی کسی اپنی علی حکمت سے مثلاً کسی طوفان ہوا یا طوفان آب کے پیدا کرنے پر قادر ہو جاتا ہے یا مینہ برسنے پر قدرت پاتا ہے تو اس قسم کی کامیا بیاں تقاضا کرتی ہیں کہ وہ ایک الوہیت کا نشان اپنے اندر ملاحظہ کرے اور حضرت عزت جلشانہ کو تحقیر کی نظر سے دیکھے پس ایسے انسان کے دل کو وقتاً فوقتاً خدا تعالیٰ کی عظمت گھٹتی جاتی ہے اور اُسکے دل میں یہ بات جم جاتی ہے کہ شاید اسی طرح سلسلہ علل و معلول کی تائید بھی کی وجہ سے لوگ خدا کے وجود کے قائل ہو گئے ہیں۔ پس وہ ان منہوس کامیا بیاں کی شامت سے جو آب و ہوا اور دریاؤں اور سمندر اور نباتات اور حیوانات اور

۳۰  
۳  
۱۳  
۱۰

ملتے ہیں۔ میرے علم میں کوئی خاص جگہ نہیں ہے جہاں وہ مشورے کرتے ہوں۔ اگر میری طاقت ہو اور اسلام کی خاطر روپیہ کی ضرورت ہووے تو میں مرزا صاحب کو امداد دینے کو حاضر ہوں۔ ۱۶ اور ۲۲ جولائی ۱۹۰۷ء کے درمیان میں گجرات گیا تھا۔ میں کہہ نہیں سکتا کہ عبد الحمید نے میرے پاس کیا نام ظاہر کیا تھا۔ یوسف خاں کو جانتا ہوں۔ میرے سامنے کبھی امامت نہیں کی اور نہ وہ اس قابل ہے کہ امام مقرر ہو۔ (سوال وکیل ملزم) عبد الحمید کو میں بد معاش جانتا ہوں۔ اُس نے مجھے کہا تھا کہ کچھ شکوک ہیں جو مٹانے کے واسطے قادیان جانا ہوں۔ مسجد کے ساتھ ایک غسل خانہ ہے اس میں پیشاب کرتے اور نہاتے ہیں۔ بیٹھنے کی جگہ وہاں نہیں ہے۔ حجر کوئی نہیں ہے۔ چھ سال کے عرصہ میں مجھے کبھی مرزا صاحب سے مکان کے اندر غلطی میں ملنے کا موقعہ نہیں ہوا۔ اگر کبھی تین چار سو آدمی جمع ہوں کسی جلسہ کے موقعہ پر تو زنا نہ مکان خالی کر دیا جاتا ہے اور سب لوگ وہاں جمع ہوتے ہیں ورنہ کوئی اُس جگہ نہیں جاتا۔ سو اُنچ وقت کی غمازوں کسی سے وہ نہیں ملتے۔ سوال۔ رات کو قادیان کی گلی کا کارک صاحب نے بھیجے تھے۔ جواب۔ میں نے صاحب موصوف نے بھیجے تھے۔ سوال۔ گردھاری لعل آریہ کو آپ جانتے ہیں۔ جواب۔

جمادات اور طرح طرح کے کاموں اور طرح طرح کی ایجادوں اور ابرام نکی اور نظام شمسی کے متعلق فلسفہ جدیدہ اور کیمسٹری وغیرہ کے ذریعہ سے اسکو حاصل ہو جاتی ہیں اور دُور نبیوں کے ذریعہ سے آفتاب اور چاند اور ستاروں کی کیفیتوں کو دریافت کرتا ہے اور نہ صرف یہ کہ اُن چیزوں کے طبعی نظام پر اسکو علم ہوتا ہے بلکہ وہ خدا تعالیٰ کی طرح عملی طور پر کئی امور کے بھی دکھا دیتا ہے تو اس صورت میں یہ ضروری امر ہے کہ جو طبعاً پیش آسکتا ہو کہ اس ناقص العقل کو یہ خیال پیدا ہو کہ یہ تمام امور جو لوگ اپنی نادانی سے دُعاؤں کے ساتھ خدا تعالیٰ سے مانگا کرتے تھے یہ طریق تو کچھ چیز نہیں ہے بلکہ انسان خود اپنی حکمت عملیوں سے یہ تمام امور پیدا کر سکتا ہے اور کچھ شک نہیں کہ یہی خدائی کا دعویٰ ہے کہ جو اس زمانہ میں یورپ کے لوگوں کے

۳  
۱۱

دیکھا ہے ذاتی واقفیت نہیں ہے رات کے وقت قادیان گیا تھا۔ عبد الحمید صبح قادیان گیا ہے  
 گنگارام کو جانتا ہوں وہ مدرس تھا قادیان میں اور وہ بھی قادیان عبد الحمید کے ساتھ گیا ہے۔  
 گنگارام کو میں جانتا ہوں کہ آریہ ہے۔ بسوال پیر و کار غلخانہ کا ایک دروازہ ہے جو بند ہو جاتا  
 ہے۔ اسکے اوپر ایک منزل ہے۔ صاف میدان اور عام طور پر نماز میں استعمال آتا ہے اور  
 اُس جگہ مرزا صاحب بھی آتے ہیں مسجد میں سے ایک دروازہ مرزا صاحب کے مکان کو جاتا ہے  
 اور ایک سیرٹھوں میں سے۔ دستخط بخط انگریزی۔ سنا گیا درست ہے۔ دستخط حاکم  
 نقل بیان گواہ استغاثہ بصیغہ فوجداری اجلاس کیستان ایم ڈبلیو ڈیگل صاحب ہارڈن ڈیگل صاحب نے وضع کردہ  
 سرکار ہندویہ ڈاکٹر منری ہارڈن ڈیگل صاحب بنام مرزا غلام احمد قادیانی جرم، ضابطہ فوجداری ۱۳۱۱  
 مولوی محمد حسین گواہ استغاثہ باقرار صاحب

ولہ شیخ رحیم بخش ذات شیخ ساکن بٹالہ۔ عمر ۷۵ سال بیان کیا کہ میں مرزا صاحب کو بہت دیر سے  
 جانتا ہوں۔ انہوں نے بہت پیشگوئیاں کی ہیں۔ ۲۰-۲۵ پیشگوئیاں کی ہیں۔ انجام آتھم میں

دلوں میں بھرا ہوا ہے اور وہ تو وہ دوسرے لاکھوں انسان انکی تعجب انگیز طبعی تحقیقاتوں اور  
 عجیب و غریب ایجادوں اور حکمت علیوں سے اُس عظمت کی نظر سے انکو دیکھتے ہیں کہ گویا ایک  
 حصہ خدائی کا اُن میں ثابت کر رہے ہیں۔ چنانچہ یہ ہمارا ایک چشم دید ماجرا ہے کہ ایک ہندو جو ایک  
 معزز عہدہ پر تھا اسکے روبرو کچھ ذکر خدا تعالیٰ کی عظمت اور قدرت کا ہوا تو اُس نے بڑے غیظ  
 اور غضب میں اگر کہا کہ "لوگ جب کُنہ اشیاء کے سمجھنے سے عاجز آ جاتے ہیں تو خدا کی قدرت بیان  
 کرنے لگتے ہیں۔ انگریزوں نے وہ خدائی دکھائی ہے کہ قدر توں کا پرہ کھول دیا ہے اور طبعی  
 تحقیقاتیں انسان کو خدائی کا مرتبہ دیتی جاتی ہیں۔ سو اُس ہندو نے جو انگریزوں کو خدا ٹھہرا دیا،  
 اسکی یہی وجہ تھی کہ انکی عجائب صنعتیں اُسکے خیال میں ایسی عظیم الشان معلوم ہوئیں جو اُس نے  
 خدا کے وجود کو غیر ضروری سمجھا اور میں دیکھتا ہوں کہ یہ اثر مسلمانوں خاص کر تو تعلیم یافتہ لوگوں میں

۱۰



صفحہ ۴۴ پر جو عبارت آخر صفحہ کے درج ہے کہ جھوٹ کی بیخ کنی خدا کرے گا اس کا مطلب یہ ہو کہ جھوٹ ضائع ہوگا۔ اس عبارت سے میں نہیں سمجھتا کہ کوئی خاص ذاتی دشمنی مرزا صاحب کی کلاڑ صاحب سے ہے۔ مباحثہ مذہبی ہے۔ مذہبی معاملات میں میرزا صاحب کے اتفاق نہیں اس بارے میں انہوں نے کہ مسلمانان و عیسائیوں وغیرہ میں جھوٹ پیدا کرائی ہے۔ ایک دوسرے کے خون کے پیالے ہو گئے ہیں یہ انکی تعلیم کا اثر ہے۔ وہ فتنہ انگیز آدمی ہے۔ محمدیوں کے خیالات مذہبی سے ہیں واقع ہوں۔ اگر کلاڑ صاحب مر جائیں تو مرزا صاحب کو اپنے تابعین سے بہت عزت ہوگی اور انکی شراکت ثابت ہوگی۔ عبد اللہ آتھم بعد معاد فوت ہوا اور انجام آتھم میں مرزا صاحب نے لکھا کہ اسکی پیشگوئی کے مطابق فوت ہوا ہے۔ ۱۸۵۷ء میں مظہر کلاڑ صاحب کے ملا تھا پھر اسکے بعد کبھی نہیں ملا۔ بلکہ ان سے شکایت ہے اور رنج ہے کہ ایک خاص امر کے واسطے انکو ملا تھا اور انہوں نے ہمدردی نہ کی۔ میرے بھائی سے وہ کبھی نہیں ملے۔ میں نے ایک کتاب ۸۰ صفحہ کی لکھی ہے لیکھرام کے قتل کی بابت۔ خلاصہ اسکا یہ ہے کہ لیکھرام کے قتل کی نشاندہی

بہت پھیلا ہوا ہے۔ اور یورپین فلاسفر کی ایک ایسی عظمت انکے دلوں میں بیٹھ گئی ہے کہ اگر جھوٹ کے طور پر بھی کوئی شخص مثلاً یہ بیان کرے کہ "یورپ کے فلاں ملک میں یہ نئی ایجاد ہوئی ہے کہ وہ ایک حکمت عملی سے آم کے بیج کو زمین میں بکرا اور بعض چیزوں کی قوت اسکو پہنچا کر ایک نیا دن میں اسکو ایسا نشوونما دیتے ہیں کہ پھل بھی لگ جاتا ہے اور شام تک خوب کھانے کے لائق ہو جاتا ہے تو تو تعلیم یافتہ لوگوں میں سے شاید کوئی بھی انکار نہ کرے۔ بہت سے نادان کہتے ہیں کہ یورپیوں سے کوئی بات ان ہوتی نہیں۔ ممکن ہے کہ وہ آئندہ زمانہ میں کسی حکمت عملی سے آسمان تک بھی پہنچ جائیں۔ انسان کا قاعدہ ہے کہ چند تجربوں سے کسی شخص کی قوت اور قدرت ایسی جان لیتا ہے کہ مبالغہ کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے۔ یہی حال اس ملک کے اکثر لوگوں کا ہو رہا ہے۔ مثلاً اگر چند کس جو معتبر ہوں محض ہنسی کے طور پر ہندوستان کے ایک مشہور رئیس اور معزز نامور

۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰

کے مرزا صاحب ذمہ دار ہیں۔ کیونکہ بقول اُنکے خدا اُنکو ہر بات کی خبر دیتا ہے۔ قائل کا کیوں پتہ نہیں دیتا۔ سو اسکے جو صفحہ ۴۴ حرف ۴ پر پیشگوئی ہے اور کوئی پیشگوئی کلا رک صاحب کی بابت مرزا صاحب نے نہیں کی۔ سوال۔ میں اہل حدیث ہوں جن کو پہلے غلطی سے وہابی کہتے تھے۔ (اہل حدیث کے برخلاف دیگر مذاہب کے مسلمان یعنی حنفی شیعہ وغیرہ ہیں یا نہ۔ عدالت نے یہ سوال نامعلوم کیا۔) خون کا پیسا ہونے سے میرا مطلب ہے کہ جو لوگ مرزا صاحب کے برخلاف ہوں اُنکو انکے پیرو کاٹ ڈالیں یعنی کاٹنے والے سمجھیں۔ یہ الٹی تعلیم ہے۔ گواہ نے کتاب آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۶۰۱ پیش کر کے بیان کیا کہ صفحہ ۶۰۰ پر جو

مثلاً سر سید احمد خاں صاحب بالقاب کے پاس یہ ذکر کریں کہ یورپیوں نے ایک ایسا مادہ جاذبہ نباتات کا پیدا کیا ہے کہ اُس مادہ کو ایک درخت کے مقابل رکھنے سے فی الفور وہ درخت معہ بیج و بن اکھڑ کر اُس مادہ کے پاس حرکت کرتا ہوا آجاتا ہے تو کیا ممکن ہے کہ سید صاحب زورہ بھی انکار کریں۔ لیکن اگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ پیش کیا جائے کہ کئی مرتبہ آپ کے پاس آپ کے اشارے سے بعض درخت حرکت کر کے آگئے تھے تو سید صاحب ضرور اس معجزہ سے انکار کریں گے اور معاً اس فکر میں لگ جائیں گے کہ کسی طرح اس حدیث کو موضوع ٹھہرایا جائے !!!

اب سوچنا چاہیے کہ اس زمانہ کی حالت کس حد تک پہنچ گئی ہے کہ خدا اور اُس کے رسول کی عظمت اس قدر بھی لوگوں کے دلوں میں نہیں رہی جس قدر ان لوگوں کی عظمت ہے جنکو کافر کہا جاتا ہے۔ اس تمام تقریر سے ہماری غرض یہ ہے کہ دراصل یہی لوگ وصال میں جنکو پادری یا یوروپین فلاسفر کہا جاتا ہے۔ یہ پادری اور یوروپین فلاسفر وصال معبود کے دو جڑے ہیں جن سے وہ ایک اژدہا کی طرح لوگوں کے ایمان کو کھاتا جاتا ہے۔ اقل تو احمق اور نادان لوگ پادریوں کے پھندے میں پھنس جاتے ہیں۔ اور اگر

سوال حرف R ہے وہ میں نے لکھا ہے اور جواب حرف R ہے وہ مرزا صاحب کا ہے۔ براہین احمدیہ پر ریویو میں نے تصنیف کیا تھا۔ حرف T صفحہ ۷۶ الغایت ۱۸۸۔ اس وقت مرزا صاحب کے حالات اچھے تھے اور میں نے ایسا ہی لکھا تھا اور لکھا تھا کہ مرزا صاحب کے والد نے قدر میں امداد دی تھی۔ کتاب اشاعت السنہ جلد ۱۲ حرف L میں میں نے مرزا صاحب کی نسبت کفر کا فتویٰ دیا تھا مرزا صاحب کو میں مسلمان نہیں سمجھتا دہریہ ہے۔ مولوی غلام قادر حنفی مجھ کو فتنہ انگیز نہیں کہتا اور نہ اہل حدیث کو کافر کہتا ہے۔ ہماری تحریرات اور تعلیمات کی وجہ سے بھی لوگوں میں تنازعات ہیں مگر ایسے نہیں ہیں جس سے خون ہوں عدالت میں بھی مقدمات ہوئے ہیں۔ میں نے سلطان روم

اور اگر کوئی شخص من کے ذلیل اور جھوٹے خیالات سے کراہت کر کے اُنکے پنجے سے بچا رہتا ہے تو وہ یورپین فلاسفروں کے پنجے میں ضرور آجاتا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ حوام کو پادریوں کے دجل کا زیادہ خطرہ ہے اور خواص کو فلاسفروں کے دجل کا زیادہ خطرہ۔

اب یقیناً سمجھو کہ یہی دجال ہے جس کی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ یہ تو ہرگز ممکن نہیں کہ حقیقی طور پر کسی میں عدائی کی طاقتیں پیدا ہو جائیں۔ تمام قرآن شریف اقل سے آخر تک اس کا مخالف ہے۔ پس دجال کی عدائی سے مراد یہی امور اور اسکے عجائبات ہیں جو آج کل یورپ کے فلاسفروں سے ظاہر ہو رہے ہیں۔ یہی پیشگوئی کا غشا تھا جو ظہور میں آگیا۔ دجال کا لفظ بھی بیان کر رہا ہو کہ دجال میں کوئی حقیقی قدرت نہیں ہوگی صرف دجل ہی دجل ہوگا۔ اب اگر کوئی سعید ہے تو اس بات کو قبول کرے۔ درحقیقت یہ فتنہ جو پادریوں اور یورپین فلاسفروں سے ظہور میں آیا ہے ایسا فتنہ ہے کہ آدم کے وقت سے آج تک ایسی کوئی فطیر نہیں پائی جاتی۔ کیا یہ سچ نہیں کہ اس فتنہ سے لوگوں کے ایمان کو ضرر عظیم پہنچا ہے اور لاکھوں انسانوں کے دلوں سے خدا تعالیٰ کی محبت ٹھنڈی ہو گئی ہے۔ بعض دلوں پر تو یہ فتنہ پورا محیط

کی تائید اور ہمدردی میں ایک آرٹیکل لکھا ہے۔ مرزا صاحب نے سلطان روم کے برخلاف لکھا ہے۔  
(اس موقع پر انگریزی چٹھے میں جو عدالت نوٹ دیا ہو وہ ہم ذیل میں درج کر دیتے ہیں۔)

*"I consider sufficient evidence has been recorded regarding the hostility of the witness to the Mirza and there is no necessity to stray further from the main lines of the case."*

ترجمہ۔ میں خیالی کرتا ہوں کہ کافی شہادت لکھی جا چکی ہے کہ گواہ کو مرزا صاحب سے عداوت ہے۔ اور اب زیادہ ضرورت نہیں کہ مقدمہ کے خاص امر سے ہم دوسری طرف چلے جاویں۔  
(بقیتہ بیان گواہ) یکسر ام کے قتل کی بابت جو کچھ ہم نے کہا ہے کہ مرزا صاحب کی سازش سے قتل ہوا ہے وہ خود مرزا صاحب کی تحریروں سے اخذ ہے۔ (مکرر کہا کہ) مرزا صاحب اس قتل کے ذمہ دار ہیں۔ انکو قاتل نہیں کہتا نہ سازش ہے۔ وہ ذمہ دار ہے نشانہ ہی کا اپنی تحریروں سے۔

ہو گیا ہے۔ اور بعض پر کچھ نہ کچھ اس کا اثر پڑ گیا ہو۔ اُسے بندگان خدا سوچا کہ سچ ہی ہے۔  
میں دیکھتا ہوں کہ وہ لوگ جو نیچ اور صمیمہ قدرت کے پیرو بننا چاہتے ہوں۔ اُن کے لئے خدا تعالیٰ نے یہ نہایت عمدہ موقعہ دیا ہے کہ وہ میرے دعوے کو قبول کریں۔ کیونکہ وہ لوگ اُن مشکلات میں گرفتار نہیں ہیں جن میں ہمارے دوسرے مخالف گرفتار ہیں۔ کیونکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے اور پھر ساتھ اسکے انہیں یہ بھی ماننا پڑتا ہے کہ مسیح موعود کی نسبت جو پیشگوئی احادیث میں موجود ہے وہ اُن متواترات میں سے ہے جس سے انکار کرنا کسی عقلمند کا کام نہیں۔ پس اس صورت میں یہ بات ضروری طور پر انہیں قبول کرنی پڑتی ہو کہ آئیو لاسیح اسی اُمت میں سے ہو گا۔ البتہ یہ سوال کرنا اُن کا حق ہے کہ ہم کیونکر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا قبول کریں؟ اور اس پر دلیل کیا ہے کہ

۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

جو لوگ مرزا صاحب کے پیرو ہیں انکی تعداد بموجب ایک فہرست کے بقدر مائیکہ یا اسکے قریب ہے۔ سوال۔ سوائے ان مریدان کے اور مسلمان لوگ مرزا صاحب کے ہندوستان میں برخلاف ہیں۔ (عدالت نے سوال نامہ منظور کیا) عبد الحمید کو ۸ یا ۹ اگست ۱۸۵۷ء کو دیکھا تھا ایک عیسائی اُسکو ساتھ لئے جاتا تھا۔ بٹالہ میں میں ڈاکٹر کلارک صاحب کی کوٹھی پر نہیں گیا پیشگوئی ہو یا نہ ہو کلارک صاحب کے مرنے سے مرزا صاحب فائدہ اٹھا چکے۔ میرے مرنے سے بھی مرزا صاحب کو فائدہ ہوگا۔ میں عیسائیت کے بڑا برخلاف ہوں۔ بقلم محمد حسین سنایا گیا درست تسلیم ہوا۔ دستخط حاکم

وہ مسیح موجود تم ہی ہو؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جس زمانہ اور جس ملک اور جس قصبہ میں مسیح موجود کا ظاہر ہونا قرآن شریف اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے اور جن افعال خاصہ کو مسیح کے وجود کی علت غائی ٹھہرایا گیا ہے اور جن حوادث ارضی اور سماوی کو مسیح موجود کے ظاہر ہونے کی علامات بیان فرمایا گیا ہے اور جن علوم اور معارف کو مسیح موجود کا خاصہ ٹھہرایا گیا ہے، وہ سب باتیں اللہ تعالیٰ نے مجھ میں اور میرے زمانہ میں اور میرے ملک میں جمع کر دی ہیں اور پھر زیادہ تر اطمینان کے لئے آسمانی تائیدات میرے شامل حال کی ہیں۔

|                                      |                                        |
|--------------------------------------|----------------------------------------|
| چوں مرا حکم از پئے قوم مسیح دادہ اند | مصلحت را بن مریم نام من بہادہ اند      |
| آسماں یار و نشان الوقت میگوید ز من   | ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند |

اب تفصیل اسکی یہ ہے کہ اشارات نص قرآنی سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ ہیں اور آپ کا سلسلہ خلافت حضرت موسیٰ کے سلسلہ خلافت سے بالکل مشابہ ہے۔ اور جس طرح حضرت موسیٰ کو وعدہ دیا گیا تھا کہ آخری زمانہ میں یعنی جبکہ سلسلہ اسرائیلی نبوت کا انتہا تک پہنچ جائے گا۔ اور بنی اسرائیل کو فرقت ہو جائیں گے اور ایک دوسرے کی تکذیب کر لیا یہاں تک کہ بعض بعض کو کافر

نقل بیان پر بھدیال گواہ استغاثہ مشمولہ مثل فوجداری باجلاس کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب سکرٹری محکمہ ضلع سرکار بذریعہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب بنام مرزا غلام احمد قادیانی جرم ۱۰۰ اضلاع فوجداری گوروا پیر۔

پر بھدیال گواہ استغاثہ باقر اصالح ۱۱۱۱ گسٹ ششہ: غیر عدالت: دستخط حاکم

ولد راجند ذات برہمن ساکن قادیان عمر ۳۰ سال۔ بیان کیا کہ میں علوانی کی دوکان کرتا ہوں۔ میری دوکان سے شیرینی خرید کرتا تھا۔ یہ یاد نہیں ہے کہ کس کس تاریخ کو مٹھائی خریدی تھی۔ قریب ایک ماہ کے ہوا ہے کہ وہاں اُسکو دیکھا تھا اور کچھ معلوم نہیں ہے۔ اُس وقت اور کپڑے تھے۔ سر پر بگڑی لال اور بوٹ پاؤں میں تھے۔ پاجامہ بھی پہنا ہوا تھا۔ کپڑے اتار کر نکلا تو کڑی اٹھانے کا کام کرتا تھا۔ مرزا صاحب کو ہم دُیس ملتے ہیں۔ محل ماٹریاں زینات کے مالک ہیں۔ (سوال وکیل طرم) ہندو لوگ بھی اچھا سمجھتے ہیں۔ آج سپاہی لایا ہے۔

پر بھدیال سُنا گیا درست ہے۔ دستخط حاکم

کہیں گے۔ تب اللہ تعالیٰ ایک خلیفہ حامی دین موسیٰ یحییٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کرے گا۔ اور وہ بنی اسرائیل کی مختلف بھیڑیوں کو اپنے پاس اکٹھی کرے گا۔ اور بھیڑیے اور بکری کو ایک جگہ جمع کر دے گا۔ اور سب قوموں کے لئے ایک حکم بنکر اندرونی اختلاف کو درمیان سے اٹھا دے گا۔ اور بغض اور کینوں کو دور کر دے گا۔

یہی وعدہ قرآن میں بھی دیا گیا تھا جسکی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے کہ آخر میں منہم لما یلحقوا بہم اور حدیثوں میں اسکی بہت تفصیل ہے چنانچہ لکھا ہے کہ یہ امت بھی اسی قدر فرقے ہو جائیں گے جقدر کہ یہود کے فرقے ہوئے تھے۔ اور ایک دوسرے کی تکذیب اور تکفیر کرے گا۔ اور یہ سب لوگ عناد اور بغض باہمی میں ترقی کریں گے۔ اُسوقت تک کہ مسیح موعود حکم ہو کر دُنیا میں آوے اور جب وہ حکم ہو کر آئے گا۔ تو بغض اور شہداء کو دور کر دے گا۔ اور اُس کے زمانہ میں بھیڑیا اور بکری ایک جگہ جمع ہو جائیں گے چنانچہ یہ



گیا تھا۔ قادیان سے آکر دو روز چھاپ خانہ غلام مصطفیٰ میں مظہر رہا تھا۔ ملازمت چھاپ خانہ کے واسطے وہاں ٹھہرا تھا۔ مگر وہاں کام نہ تھا۔ پھر میں امرتسر نور دین کے پاس گیا۔ نور دین نے پادری گرے صاحب کے نام مجھے چٹھی دی تھی۔ نور دین کے پاس بطور متلاشی عیسائیت گیا تھا۔ میں قطب الدین کے پاس ہرگز نہیں گیا تھا۔ میرا پہلا بیان کہ اُس کے پاس گیا تھا۔ سچ نہیں ہے۔ اُس سے مظہر واقف تک بھی نہیں ہے۔ پادری گرے صاحب سے میں نے عرض کی تھی کہ مجھے عیسائی کرو۔ انہوں نے مجھے نور دین کے پاس واپس بھیج دیا اور کہا کہ اپنا خرچ کھاؤ تو عیسائیت سکھائیں گے۔ میں نے یہ شرط منظور کی اور نور دین کے پاس واپس گیا۔ اُس نے مجھے کہا کہ ڈاکٹر کلارک صاحب کے پاس جاؤ وہ روٹی بھی دینگے اور عیسائیت بھی سکھائیں گے۔ میں ڈاکٹر صاحب کے پاس گیا اور کہا کہ ہندو سے مسلمان ہوا ہوں۔ یہی بات نور دین سے بھی کہی تھی۔ اور میں نے کہا کہ قادیان سے آیا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ اچھا ہم دریافت کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ جب بپتسمہ ہو جائے تب دریافت کرنا تب ڈاکٹر صاحب نے مجھے ہسپتال میں بھیج دیا۔ وہاں عبد الرحیم عیسائی تھا۔ اُس نے مجھ سے دریافت کیا میں نے اُس سے بھی کہا کہ قادیان سے آیا ہوں۔ دوسرے تیسرے روز وہ مجھے ڈاکٹر صاحب کی کوٹھی پر لے گیا۔ مجھے ڈاکٹر صاحب نے بلایا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ مولوی عبد الرحیم کہتا ہے کہ تو خون کرنے

بعد چودھویں صدی میں پیدا ہوئے اسی طرح یہ عاجز بھی چودھویں صدی میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسی لحاظ سے بڑے بڑے اہل کشف اسی بات کی طرف گئے کہ وہ مسیح موعود چودھویں صدی میں مبعوث ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے میرا نام غلام احمد قادیانی رکھا اسی بات کی طرف اشارہ فرمایا۔ کیونکہ اس نام میں تیرہ سو کا عدد پورا کیا گیا ہے۔ غرض قرآن اور احادیث سے اسی بات کا کافی ثبوت ملتا ہے کہ اُسے والا مسیح چودھویں صدی میں ظہور کرے گا۔ اور وہ تفرقہ مذاہب اسلام اور غلبہ باہمی عناد کے وقت میں آئے گا۔

۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰



آیا ہے۔ میں نے کہا کہ نہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ یہ بچہ ہے یہ ایسا کام کس طرح کر سکتا ہو۔ پھر مجھے بیاس میں بھیجا یا۔ عبدالرحیم نے مجھے دو تین دفعہ یہ بات کہی کہ مجھے پتہ مل گیا ہے کہ تم کس کام کے واسطے آئے ہو۔ میں نے کہا کہ میں صرف عیسائی ہونے آیا ہوں اور کسی کام کے واسطے نہیں آیا۔ پھر میں بیاس چلا گیا۔ وہاں عبدالرحیم دو روز کے بعد آیا۔ چار بجے دن کے وقت آیا تھا۔ مجھ سے ملا۔ ہسپتال میں جہاں میں پڑھ رہا تھا۔ مجھے کہا کہ بتلاؤ تم کس طرح آئے ہو کہ ہم کو پتہ لگ گیا ہو۔ سچ بتلاؤ ورنہ کپتان صاحب پولیس کے حوالہ کر دیں گے۔ میں نے کہا کہ عیسائی ہونے آیا ہوں اور کوئی بات نہیں ہے۔ اُس نے کہا کہ تم خون کرنے آئے ہو۔ مگر یہ نہیں کہا تھا کہ کس کو مارنے کے واسطے۔ پھر وہ چلا گیا۔ دوسرے تیسرے روز ڈاکٹر صاحب عہد یوسف خان اور ایک اور بوڑھا سا آدمی کے آئے۔ اور میرا فوٹو ڈاکٹر صاحب نے اُتارا اور امرتسر چلے آئے۔ اُس وقت اور نوکروں کی بھی تصویریں لیں۔ اُس وقت تک کوئی ذکر ڈاکٹر صاحب نے مجھ سے نہیں کیا۔ اس کے بعد دو روز گزر کر تارائی کہ ڈاکٹر صاحب مجھے امرتسر بلاتے ہیں۔ ایک سانپ مارا بھگت پریداس نے مارا تھا۔ اُس نے مجھے کہا کہ یہ سانپ مارا ہوا ساتھ لیجاؤ صاحب کو دکھانا۔ اسٹیشن پر سے محمد یوسف مجھے کوٹھی پر لے گیا اور وہاں میرا فوٹو لیا گیا۔ خراب نکلا۔ پھر مجھے ڈاکٹر صاحب نے محمد یوسف کے ہمراہ بازار میں بھیجا اور وہاں میری

علاوہ ان سب امور کے ایک عظیم الشان علامت مسیح موعود کی احادیث صحیحہ میں یہ ہے  
 لکھی گئی ہے کہ وہ ایسے وقت میں آئے گا کہ جبکہ صلیبی مذہب زمین پر بڑے جوش سے  
 پھیلنا ہوا ہوگا۔ جیسا کہ حدیث یکسر الصلیب جو صحیح بخاری میں ہے۔ اسی پر  
 دلالت کرتی ہے۔ سو ایسے وقت میں اور ایسے زمانہ میں یہ عاجز آیا ہے۔

اور دوسری علامات اشارات احوال سے مسیح موجود کے لئے یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ ممالک مشرقیہ میں مبعوث ہوگا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا پتہ و نشان مشرق ہی بتلایا تھا۔ جیسا کہ حدیث و احوال الی المسرقین سے ظاہر ہے۔

تصویر آمادی گئی۔ پھر میں کھانا کھانے بازار گیا اور بعد کھانا کھانے کے محمد یوسف مجھے کوٹھی پر لے گیا۔ اُسی بازار میں دوکان تھی جہاں یوسف تھا۔ دام کھانے کا یوسف نے دیا تھا۔ جب کوٹھی گیا۔ وہاں سے بیاس پر مجھے بھیجا گیا۔ بیاس جانے سے پہلے مجھے ہسپتال میں بھیجا گیا تھا اور وہاں سے پرچہ جات سٹیشن پر لانے کے واسطے اکیلا بھیجا گیا۔ عبدالرحیم وہاں تھا۔ اُس نے کہا کہ تو سچ سچ بتلا دے جس بات کے واسطے آیا ہے مجھ کو معلوم ہو گیا ہے۔ ورنہ قید ہو جاؤ گا۔ اسکے بعد میری فوٹو لی گئی۔ اور کوٹھی پر گیا اور پھر یوسف نے مجھے ٹکٹ لے دیا اور میں بیاس چلا گیا۔ دو روز کے بعد ڈاکٹر صاحب۔ عبدالرحیم۔ وارث دین۔ بھگت پریداس اور ایک اور جوان عیسائی وہاں آئے۔ اور وارث دین عبدالرحیم نے سب کے روبرو مجھے کہا کہ اب بتلاؤ جس کام کے واسطے آؤ آہا ہے۔ میں نے کہا کہ میں عیسائی ہونے کو آیا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ تم کو مرزا نے بھیجا ہے۔ میں نے کہا کہ نہیں اُس نے مجھے کچھ نہیں کہا ہے۔ عبدالرحیم میرے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اُس نے مجھے کہا کہ تو یہ بات کہہ کہ مرزا غلام احمد نے مجھے بھیجا ہے کہ ڈاکٹر کلارک کو پتھر سے مار دے۔ مجھے تصویر دکھائی اور کہا کہ جہاں جاؤ گے پکڑے جاؤ گے۔ ورنہ یہ بات کہہ دو۔ میں نے اُسکے کہنے کے بموجب ویسا ہی کہہ دیا تب ڈاکٹر صاحب نے اور دوسروں نے کہا کہ ہکو ایسا تحریر کرو۔ میں نے تحریر کر دیا۔ اور لکھا "نقصان کر" تو مجھے عبدالرحیم

پس اس صورت میں اس حدیث سے صاف طور پر یہ اشارہ نکلتا ہے کہ مسیح موعود مشرق سے پیدا ہو گا۔ کیونکہ جبکہ دجال کا مستقر اور مقام مشرق ہو ا تو مسیح بود جالی کا ر وائیوں کو نابود کرنے کے لئے آئے گا ضرور ہے کہ وہ بھی مشرق میں ظہور کرے۔ اور یہ تو ظاہر ہے کہ ہمارا ملک ہندوستان کے پنجاب کا حصہ نہ معظمہ سے بجانب مشرق واقع ہے۔ اور عجیب تر یہ کہ دمشق حدیث میں بھی جو مسلم میں ہے منارہ مشرق کا ذکر کر کے مسیح موعود کے ظہور کے لئے مشرق کی طرف ہی اشارہ کیا گیا ہے۔

ایسا ہی احادیث میں یہ بھی بیان فرمایا گیا ہے کہ وہ مجددی موعود ایسے قصبہ کا رہنے

۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

نے کہا کہ لفظ "مار ڈال" کا بھی لکھ دو۔ مکان میں یہ بات کہی تھی۔ میرے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ وقت تحریر اقبال وہ میرے پہلو پہ پہلو بیٹھا ہوا تھا۔ دو دفعہ اقبال لکھا تھا۔ بار اول لفظ صرف نقصان لکھا تھا۔ دوسری دفعہ جب لکھنے لگا تو بموجب اُسکے کہنے کے مار ڈال کا لفظ بھی لکھ دیا پھر جب دستخط کرتا تھا۔ پوشما ستر وغیرہ کو انہوں نے بلایا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا۔ مارے ڈر کے میں نے کہا کہ ہاں رضا مندی سے لکھ دیتا ہوں۔ جب میں نے لکھ دیا تو ڈاکٹر صاحب اور سب نے کہا کہ ٹھیک تو ہمارے دل کی مراد پوری ہو گئی ہے۔ پھر بچے کی ٹرین میں مجھے امرتسر لیکر ڈاکٹر صاحب وغیرہ آئے اور کوٹھی پر لے گئے۔ وارث دین عبدالرحیم جھگٹ پر یہ اس ساتھ تھے جس روز اقبال لکھا اُس روز سوائے عبدالرحیم کے جھگٹ پر یہ اس و وارث دین بھی مجھے کہتے تھے کہ تو اس طرح بیان کر دے مرزا کو چھینا دے۔ تجھ کو کچھ نہیں ہو گا کہ تم کو ڈاکٹر صاحب نے معافی دیدی ہے۔ رات کو مجھے سلطانو نڈے گئے۔ خیر الدین ڈاکٹر کے مکان پر مجھے رکھا۔ اور مجھے سکھاتے رہے کہ تم یہ بات کہدینا کہ مرزا نے بھیجا ہو کہ ڈاکٹر کو پتھر سے مار دو۔ میں نے ڈر کے مار کہا کہ ایسا ہی کہو ننگا۔ رات کو میں بڑا بے چین رہا اور بخواب رہا کہ مجھ سے ٹھوٹا کہلاتے ہیں۔ صبح مجھے گاڑی میں بٹھلا کر کوٹھی پر لائے اور کہتے رہے کہ تم کو کچھ بھی نہیں کہا جائیگا یہ ہی بیان کرنا۔ ڈپٹی کمشنر کے دو بروئے میرے اظہار ہوئے۔ میں نے رلیا رام اپنا نام از خود بتلایا تھا۔

والا ہو گا جس کا نام کدہ یا کدہ یہ ہو گا۔ اب ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ یہ لفظ کدہ دہ اصل قادیان کے لفظ کا مخفف ہے۔ اور بعض روایات میں یہ جو آیا ہے کہ "وہ کدہ" یمن کی بستیوں میں سے ایک گاؤں ہے۔ یہ حدیث کے لفظ نہیں ہیں۔ بلکہ کسی شخص نے اجتہادی طور پر یہ خیال کیا ہے۔ شاید اس نام کے مشابہ کوئی گاؤں یمن میں دیکھ کر کسی کو خیال آ گیا ہو کہ شاید وہ وہی گاؤں ہو گا۔ لیکن ظاہر ہے کہ اب ایسا کوئی گاؤں ملک یمن میں آباد نہیں ہے اور نہ اس سر زمین میں کسی نے ایسا دعویٰ کیا۔ مگر قادیان اس وقت موجود ہے اور نیز مسیحیت اور جہودیت کا دعویٰ بھی موجود۔

قادیان

نور دین کے پاس ایک شخص ہندو تھا یا مسلمان کے کہنے پر کہا تھا کہ وہ عیسائی کرتا ہو۔ سب پہلے جب میں ڈاکٹر صاحب کے پاس گیا تو میں نے نہیں کہا تھا کہ مرزا صاحب نے مجھے بھیجا ہے۔ اپنا پتہ کھجوری دروازے کا بھی میں نے خود بخود بتلایا تھا۔ یہ باتیں اس واسطے میں نے کی تھیں کہ پہلے میں سکاج مشن گجرات میں تھا۔ اور بوجہ بد چلنی مجھے نکالا گیا تھا۔ اس غرض سے میں نے اپنے آپ کو ہندو ظاہر کیا تھا کہ پہلا حال معلوم نہ ہو ورنہ مولوی نور دین کو چٹھی میں نے بیاس سے ضرور لکھی تھی کہ میں عیسائی دین کو اچھا سمجھتا ہوں۔ وارث دین بھگت پریداس و عبد الرحیم نے مجھے کہا تھا کہ تو اس چٹھی کی بابت کہنا کہ مرزا صاحب اور مولوی نور الدین ایک ہی ہیں۔ اسلئے انکو چٹھی لکھی تھی کہ میرے حالات کی انکو خبر ہو جائے۔ عبد الرحیم پریداس اور وارث دین نے انارکلی میں مجھے سکھایا تھا کہ یہ کہنا کہ مرزا صاحب کو گالیاں دیکر چلا آیا تھا۔ مرزا صاحب کے دو آدمیوں سے ہجرانے نصیحت دینے کے میرا تکرار ضرور ہوا تھا۔ مگر مرزا صاحب کو میں نے کوئی گالی برا نہیں کہا۔ مجھے کوئی علم دو آدمیوں کا جو بیاس میں دیکھے جانے بیان کئے گئے ہیں نہیں ہے۔ سلطان وند میں عبد الرحیم وغیرہ نے مجھے کہا تھا کہ تم یہ بات کہنا کہ ڈاکٹر صاحب کو دیکھ کر میری نیت قتل کرنے کی بدل گئی ہے۔ جب میرا اظہار ہو چکا تھا۔ مجھے کو چٹھی اور تسمیں لیا کہ بند کر دیا تھا اور عبد الرحیم و وارث دین پریداس کہتے تھے کہ تم کو مرزا صاحب کا کوئی آدمی مار دیا۔

ایسا ہی مسیح موعود کے وجود کی علت غائی اہادیث نبویہ میں یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ عیسائی قوم کے دجل کو دور کرے گا۔ اور ان کے صلیبی خیالات کو پاش پاش کر کے دکھلا دے گا۔ چنانچہ یہ امر میرے ہاتھ پر خدا تعالیٰ نے ایسا انجام دیا کہ عیسائی مذہب کے اصول کا خاتمہ کر دیا۔ میں نے خدا تعالیٰ سے بصیرت کاملہ پا کر ثابت کر دیا کہ وہ لفظی موت کو جو نعوذ باللہ حضرت مسیح کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ جس پر تمام دار صلیبی نجات کا ہے۔ وہ کسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی۔ اور کسی طرح لعنت کا مفہوم کسی راست باز پر صادق نہیں آ سکتا۔ چنانچہ فرقہ پادریان اس جدید طرز

۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

دو ہتر میرے ساتھ مکان میں بند کئے گئے تھے۔ وہ بھی سکھلاتے رہتے تھے۔ قطب الدین کی بابت مجھے وارث دین۔ عبدالرحیم و پریداس نے کہا تھا کہ اُس کا نام لو۔ وکیل صاحب (اللہ راہم بھیج) نے انارکلی میں مجھ سے پوچھا تھا کہ تمہارے ساتھ کوئی اور آدمی بھی تھا یا نہ۔ جہنک کسی اور آدمی کا ذکر نہ ہوئے تم پر بندہ نہ تھے کہ مار کُراڑ جاتے عدالت باور نہیں کریگی۔ اسپر وارث دین وغیرہ نے قطب الدین کی شمولیت کی بابت مجھے سکھلایا تھا۔ میں نے وکیل صاحب کو پتہ قطب الدین کا نہیں بتلایا تھا۔ میرے ہاتھ پر پریداس نے کرمونکی ڈیڑھ سی اور قطب الدین کا پتہ لکھ دیا تھا کہ جب اظہار دو گے یاد رکھنا۔ پنسل سے لکھا تھا۔ پنسل وارث دین کی تھی۔ یہی پنسل ہے جو اس وقت وکیل کے ہاتھ میں ہے اور اسی سے لکھا تھا۔ نوٹ۔ تسلیم کیا گیا کہ پنسل وارث دین کی ہے۔ اور بھی بہت پنسلیں سکول میں تھیں۔ وارث دین وغیرہ قطب دین کا حلیہ بیان کرتے تھے مگر میں اُسکو مطلق نہیں جانتا۔ رات کو انہوں نے مجھ سے حلیہ وغیرہ قطب دین کا ذکر کیا تھا وکیل سے میں نے حلیہ وغیرہ کا ذکر نہیں کیا تھا۔ بھگت پریداس۔ وارث دین اور عبدالرحیم کے سکھلانے پر میں نے بیان کیا تھا کہ مرزا صاحب کو مٹھیاں بھر کرتا تھا۔ میں مرزا صاحب کے مکان پر کبھی نہیں گیا تھا صرف ایک دفعہ اُنکو مسجد میں دیکھا تھا۔ صرف ان لوگوں کے کہنے سے سب بیان

کے سوال سے جو حقیقت میں اُنکے مذہب کو پاش پاش کرتا ہے ایسے لا جواب ہو گئے کہ جن جن لوگوں نے اس تحقیق پر اطلاع پائی ہے وہ سمجھ گئے ہیں کہ اس اعلیٰ درجہ کی تحقیق نے صلیبی مذہب کو توڑ دیا ہے۔ بعض پادریوں کے خطوط سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ اس فیصلہ کرنے والی تحقیق سے نہایت درجہ ڈر گئے ہیں اور وہ سمجھ گئے ہیں کہ اس سے ضرور صلیبی مذہب کی بنیاد گرے گی۔ اور اُس کا گنا نہایت ہولناک ہوگا۔ اور وہ لوگ حقیقت اس مثل کے مصداق ہیں کہ بڑی برہمن جرحہ السنان۔ ولایو جی برہمن مَزَقَہ

چہ اس جگہ سے ظاہر ہے کہ ویسی عیسائی کس چلن کے آدمی ہیں اور جھوٹ کو کیسا شیر مار دیتے ہیں اور کیسے جھوٹے منصوبے ظلم کرنے کے لئے باندھتے ہیں۔ منہ

کیا ہے۔ اُن ہی کے کہنے سے بیان کیا تھا کہ امرتسر مسجد خیر الدین میں مظہر سو یاد ہا تھا یہ بات بھی  
 بٹالہ میں مجھے سکھائی گئی تھی۔ مارے ڈر کے پہلے میرا بیان جھوٹا لکھواتے رہے ہیں۔ جب  
 تھانہ دار بٹالہ نے کیا تھا وہ اندر تھا۔ باہر وارث دین نے مجھے کہا کہ خبردار پہلا بیان مت بدلنا تم کو  
 ڈاکٹر صاحب نے وعدہ معافی دیا ہوا ہے۔ دو سپاہی پولیس کے سکھ تھے۔ انہوں نے بھی مجھے کہا تھا  
 کہ خبردار اظہار مت بدلنا۔ ایک مدرس نہال چند نے بھی ایسا ہی کہا تھا۔ آج صبح عبد الغنی عیسائی  
 میرے پاس آیا تھا اور کہتا تھا کہ شیخ وارث دین اور یوسف کہتے ہیں کہ تم کو ڈاکٹر صاحب سے  
 معافی دلوا دینگے اور تم بچ رہو گے اگر پہلا اظہار دو گے۔ کپتان صاحب کو میں نے اس امر کی  
 اطلاع دے دی تھی۔ صاحب بہادر غسل کر رہے تھے۔ خانسا مال خاکروب وغیرہ سب احاطہ والا  
 کو خبر ہے کہ انہوں نے اسکو دیکھا تھا۔ میں نے کوئی کمرہ مرزا صاحب کا نہیں دیکھا ہوا۔ اور نہ  
 غسلخانہ کا کوئی علم ہے صرف ان لوگوں کے کہنے سے میں نے ایک کمرہ کا جو مسجد کے اوپر لے حصہ  
 سے ملا ہوا ہے نام لے دیا تھا۔ ڈر کے مارے میں سب بیان کرتا رہا تھا۔ نور الدین عیسائی نے  
 مجھے کہا تھا کہ تمہارا گذارہ میرے پاس نہیں ہو سکے گا۔ ڈاکٹر صاحب کے پاس جاؤ۔ اس لئے میں  
 ڈاکٹر صاحب کے پاس گیا تھا ورنہ پہلے کوئی واقفیت ڈاکٹر صاحب سے نہ تھی۔ اقبال کا مطلب مجھے  
 عبد الرحیم نے بتلایا تھا اور میں نے لکھ دیا تھا۔ لفظ بھی مجھے اُس نے بتلائے تھے۔ پہلے جو

البرہان۔ یعنی جو شخص نیزہ سے زخمی کیا جائے اُس کا اچھا ہونا امید کی جاتی ہے۔ لیکن جو شخص  
 بُرہان سے ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے اُس کا اچھا ہونا امید نہیں کی جاتی۔

ایسا ہی میں نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر ثابت کر دیا کہ مسیح کا رفیع جسمانی بالکل جھوٹ ہے۔  
 عیسائی تواریخ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مدت تک عیسائیوں کا یہی عقیدہ تھا کہ حضرت  
 عیسیٰ علیہ السلام درحقیقت فوت ہو گئے ہیں اور اُن کا رفیع روحانی ہوا ہے۔ پھر بعد میں جب  
 عیسائی لوگ یہودیوں کے مقابل پر رفیع روحانی کا کوئی ثبوت نہ دے سکے۔ کیونکہ روح نظر  
 نہیں آتی۔ تو یہ بات بتائی گئی کہ یسوع کو آسمان کی طرف جاتے فلاں شخص نے دیکھا تھا اور

۱۰۰  
 ۱۰۰  
 ۱۰۰  
 ۱۰۰  
 ۱۰۰

تحریر میں نے کی تھی وہ مجھ سے لیکر انہوں نے چاک کر دی تھی۔ جو بیان میں نے اب لکھایا ہے  
یہ بالکل درست اور سچ ہے۔ پہلا بیان مارے خوف اور ترغیب کے لکھایا تھا۔ میں نے خود بخود  
یہ بیان جو اب لکھوایا ہے کسی کی ترغیب یا تحریص سے نہیں لکھوایا۔ (بسوال وکیل استغاثہ) میں  
اسوقت تک محمد یوں سے نہیں ملا۔ یعنی نہ محمد صاحب کو سچا جانتا ہوں اور قرآن کو۔ متلاشی  
عیسائی ہوں۔ میں لاہور سے قادیان مولوی نور الدین کے ساتھ کبھی نہیں آیا اور نہ امرتسر میں۔  
پہلے پہل جب قادیان گیا تھا سالم کہ بٹالہ سے لیا تھا۔ شیخ رحمت اللہ کو دو دفعہ میں نے لاہور  
میں دیکھا تھا یعنی ملا تھا۔ پہلی دفعہ اُس نے مجھے دیئے تھے۔ ڈاکٹری بخش کو لاہور دیکھا تھا  
لاہور سے بٹالہ تک آیا۔ وہ اول درجہ کی گاڑی میں تھا اور میں سوم درجہ میں تھا۔ بٹالہ اُس کے پاس  
میں نہیں ٹھہرا تھا۔ صرف رات رہا اور صبح قادیان چلا گیا تھا۔ قادیان جانے کے وقت میری مولوی  
نور دین سے واقف ہوا ہوں۔ میری سفارش کسی نے مولوی نور الدین سے نہیں کی تھی۔  
میرا بخش گجراتی نے مجھے کہا تھا کہ مرزا صاحب کے پاس قادیان جاؤ اور تعلیم پاؤ۔ دوسری دفعہ  
گجرات نوکری کے واسطے منظر گیا تھا۔ میرے پاس دو روپیہ تھے جب قادیان گیا تھا مولوی  
نور الدین کی میرے چچا برہان الدین سے خبر نہیں کہ دوستی ہے یا نہ۔ جب میں پہلی دفعہ قادیان آیا  
برہان الدین وہاں نہ تھا۔ دوسری دفعہ میرے آنے سے پہلے وہ وہاں تھا۔ وہ اور میں اکٹھے

پھر رویت کے لحاظ سے دلوں میں یہ بات سماگئی کہ جسم عنصری کے ساتھ یسوع آسمان پر چلا گیا  
آسمان پر چڑھانے سے اصل غرض تو یہ تھی کہ تباہیو دیوں کے اس الزام سے یسوع کو بری  
کریں کہ وہ خود بابت اللہ لعنتی ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف اٹھایا نہیں گیا۔ مگر جن لوگوں نے اس  
اعتراض سے بچنے کے لئے یسوع کے جسم کو آسمان پر چڑھا دیا۔ انہوں نے یہ خیال نہیں  
کیا کہ لعنت چسپیر یہود زور مارتے تھے اُس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مصلوب ہونے کو  
کسی کا جسم آسمان پر نہیں جاتا بلکہ مطلب یہ ہے کہ ملعون کی رُوح خدا تعالیٰ کی طرف  
اٹھائی نہیں جاتی۔ یہودیوں کا یہ خیال نہ تھا کہ ملعون کا جسم آسمان پر نہیں جاتا اور نہ اٹکا

۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

نہ رہتے تھے۔ برہان الدین سے میری پہلے بھی صلح تھی تب بھی تھی۔ جب بٹالہ میں یہ مقدمہ ہو رہا تھا خبر نہیں برہان الدین تھا۔ اب بھی معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہے کیونکہ میں پہرہ میں تھا۔ میں نے ٹوکری اٹھانے کا کام از خود کیا تھا کسی کے کہنے سے نہیں کیا تھا۔ چھاپہ خانہ میں علیحدہ کام کیا تھا۔ میں نے برہان الدین کو وہاں تب نہیں دیکھا تھا۔ صرف ایک جوڑہ کپڑوں کا میرے پاس تھا جب میں قادیان گیا تھا۔ مجھے وارث دین وغیرہ کہتے تھے کہ تم کہو کہ دو تین جوڑے تھے جب گیا تھا۔ غلام مصطفیٰ میرا پہلے واقع نہ تھا۔ مسلمان جانکر کھانا اُس نے دو روز دیا تھا۔ بٹالہ میں دریافت کر کے اُسکے چھاپہ خانہ میں گیا تھا۔ ۹ بجے دن کے گاڑی میں سوار ہو کر امرتسر گیا تھا۔ جاتے ہی حال بازار سرور الدین کا پتہ مجھے ملا تھا کہ وہ عیسائی مناد ہے۔ کھانا کھا کر بٹالہ سے چلا تھا۔ دو تین بجے دن کے گرے صاحب کے پاس گیا تھا اور اسی روز ڈاکٹر صاحب کے یہاں گیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے میرے نانکے وغیرہ کا حال پوچھا تھا اور میں جواب کافی نہ دے سکا تھا۔ ٹم ٹم میں تھانہ دار مجھے چڑھا لایا تھا۔ سائیس کے سامنے مجھے پیچھے بٹھایا تھا۔ شام کو پیریداس و وارث دین وغیرہ کیتن صاحب کے ہنگام پر آئے تھے کہ لڑکا ہلکا ملجاوے۔ راستہ میں تھانہ دار نے مجھ کو کوئی گفتگو نہیں کی تھی۔ میں نے پوچھا تھا کہ کیوں مجھے کیتن صاحب نے بلایا ہے۔ اُس نے کہا

یہ خیال تھا کہ جو لوگ ملعون نہیں ہوتے وہ معہ جسم آسمان پر چلے جاتے ہیں۔ تو ریت کو ثابت ہے کہ حضرت یوسف کی ہڈیاں چار سو برس بعد فوت کے حضرت موسیٰ کنعان کی طرف لے گئے۔ اگر وہ ہڈیاں آسمان پر چلی جاتیں تو زمین سے کیونکر دستیاب ہوتیں۔ تو ریت کے یہ بھی ثابت ہے کہ انسان مرنے کے بعد خاک میں جائے گا۔ کیونکہ وہ خاک سے پیدا کیا گیا ہے۔ غرض اس میں کسی کو کلام نہیں کہ مرنے کے بعد تمام نبی زمین میں ہی دفن ہوتے رہے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ تمام نبی خدا کے مقرب تھے نہ ملعون۔ پھر اگر ملعون کی یہ علت ہے کہ وہ معہ جسم آسمان پر نہیں اُٹھایا جاتا تو نعوز باللہ تمام نبی ملعون ہونگے۔ اور ایسا خیال

۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

۱۰ اگر ملعون معہ جسم آسمان پر نہیں جاتا تو ماننا پڑے گا کہ لوگ ملعون نہیں وہ ضرور معہ جسم آسمان پر جاتے ہیں اور یہ صریح باطل ہے منہ



تھا کہ خیر نہیں۔ سیدھا بنگلہ پر تھانہ دار لے گیا۔ بلوچ حکم کپتان صاحب کے تھانہ دار نے مجھ سے دریافت کیا۔ وہ دوسرا تھانہ دار تھا۔ درخت کے نیچے جو احاطہ بنگلہ میں ہر تھانہ دار مجھے لے گئے اور مجھ سے دریافت کیا۔ قریب پچیس گز کے درخت دور تھا۔ انہوں نے مجھے کہا کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ سچ نہیں بولتا۔ میں نے جواب دیا کہ میں سچ کہتا ہوں جو لکھایا ہو سچ ہے۔ پھر انہوں نے کپتان صاحب سے کہا کہ یہ لڑکا سچ نہیں بتلاتا ہے۔ صاحب نے حکم دیا کہ میرے روبرو لاؤ۔ محمد بخش پوچھنے والوں میں نہ تھا۔ صرف ایک آدمی پوچھتا تھا۔ جو دوسرا تھانہ دار ہوا نام نہیں جانتا۔ وہ تھانہ دار نہیں پوچھتا تھا جو گاڑی میں لایا تھا۔ محمد بخش نے کوئی بات مجھ سے نہیں پوچھی تھی۔ محمد بخش اور دوسرا تھانہ دار اور ایک اور سپاہی یا منشی وہاں تھے۔ وہ فشی ہندو تھا۔ وہ فشی کسی مقدمہ کے فیصلہ ہونے کا ذکر کرتا تھا۔ اسلئے معلوم ہوا کہ وہ فشی ہے۔ مجھے محمد بخش نے نہیں کہا تھا کہ تم نے مرزا صاحب کے برخلاف لکھوانے میں گناہ کیا ہے۔ مجھے کوئی آدمی مرزا صاحب کا نہیں ملا۔ صرف چار پانچ منٹ درخت کے نیچے گفتگو ہوئی تھی۔ تین چار قدم کے فاصلہ پر چار پائی تھی اُسپر پھر میں لمبا پڑا رہا تھا۔ ایک دو گھنٹے کے بعد نوکر اٹھا اور مظہر کو کپتان صاحب کے روبرو حاضر کیا گیا۔ میرے پاس کوئی آدمی نہیں آیا۔ اور نہ کسی نے تھانہ دار سے گفتگو کی تھی۔

صریح باطل ہے۔ لہذا قطعی طور پر یہ ماننا پڑا کہ ملعون سے مراد وہ شخص ہے جس کی روح کو خدا کے قرب میں جگہ نہ ملے اور خدا کی طرف نہ اٹھایا جائے۔

اور میں ابھی لکھ چکا ہوں کہ توریت کے زور سے جو شخص کڑوی پر لٹکایا جائے۔ یعنی مصلوب ہو۔ وہ لعنتی ہے۔ اور اسی سے یہود نے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ نوح علیہ السلام لعنتی ہیں۔ اور اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ لعنت کو جسم سے کچھ تعلق نہیں اور نہ عدم لعنت سے جسم کا آسمان پر جانا مانا گیا ہے۔ لہذا یہود کا اعتراض حضرت مسیح کی نسبت صرف یہ تھا کہ وہ اُن کو ملعون ٹھہرا کر اُس مقام قرب اور رحمت سے بے نصیب ٹھہراتے تھے جہاں ابراہیم اور

۱۰۰  
۱۰۱  
۱۰۲  
۱۰۳  
۱۰۴  
۱۰۵  
۱۰۶  
۱۰۷  
۱۰۸  
۱۰۹  
۱۱۰  
۱۱۱  
۱۱۲  
۱۱۳  
۱۱۴  
۱۱۵  
۱۱۶  
۱۱۷  
۱۱۸  
۱۱۹  
۱۲۰  
۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰  
۱۴۱  
۱۴۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۱۴۵  
۱۴۶  
۱۴۷  
۱۴۸  
۱۴۹  
۱۵۰  
۱۵۱  
۱۵۲  
۱۵۳  
۱۵۴  
۱۵۵  
۱۵۶  
۱۵۷  
۱۵۸  
۱۵۹  
۱۶۰  
۱۶۱  
۱۶۲  
۱۶۳  
۱۶۴  
۱۶۵  
۱۶۶  
۱۶۷  
۱۶۸  
۱۶۹  
۱۷۰  
۱۷۱  
۱۷۲  
۱۷۳  
۱۷۴  
۱۷۵  
۱۷۶  
۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰

جب کہستان صاحب نے مجھ سے اڈل دریافت کیا تو میں نے وہی حالات بیان کیے جو پہلے لکھوایا تھا۔ صاحب نے کہا کہ جھوٹ بولتے ہو۔ اب تم کو انارکلی میں نہیں بھیجا جاوے گا۔ گورداسپور لیجا دینگے۔ پھر میں نے کہا کہ میں نے سچ بولا ہے۔ صاحب نے کہا کہ نہیں تم جھوٹ بولتے ہو۔ جب تمہارے شک رفع ہو گئے تھے تو کیوں پھر عیسائیوں کے پاس گئے تھے۔ میں نے کہا تھا کہ نوکری کے واسطے ہجرات گیا تھا۔ صاحب نے کہا تھا کہ مرزا صاحب کے تم کو بھیجنے کی بابت جھوٹا معلوم ہوتا ہے۔ سچ سچ بتلاؤ۔ میں نے خدا کے خوف سے ڈر کر پھر سب حال سچ سچ بتلادیا جو لکھوایا گیا ہے۔ انسپکٹر صاحب اور محمد بخش تھانہ دار اور ایک اور منشی اسوقت موجود تھے جب کہستان صاحب نے میرا بیان لکھا تھا۔ صاحب سوال کرتے رہے تھے اور میں مسلسل بیان لکھوانا رہا تھا۔ اُسی روز مجھے گورداسپور لے آئے تھے۔ جب اقبال لکھا گیا تھا ڈاکٹر صاحب پانچ چار قدم کے فاصلہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ عبدالرحیم کہتا تھا کہ ڈاکٹر صاحب تم کو پچالیں گے اور دھکی بھی دیگی تھی کہ تمہاری ہمارے پاس ہے۔ جہاں جاؤ گے پکڑے جاؤ گے۔ لفظ "مار ڈال" کا میرے کان میں عبدالرحیم نے کہا تھا کہ لکھو جس رات لالہ رام بیج نے مجھ سے پوچھا تھا اُس سے دوسرے دن میری شہادت دوبارہ ہوئی تھی۔ اور پیشی عدالت سے پہلے عبدالرحیم وغیرہ نے قطب الدین وغیرہ کی بابت سکھلایا تھا۔ پہلی دفعہ

انسانیں اور یعقوب وغیرہ نبیوں کی رُوحیں گئی ہیں۔ پس اس مقام میں یہ خیال پیش کرنا کہ حضرت مسیح مہجسم آسمان پر چلے گئے ہیں پھر اس سے اُنکی خدائی نکالنا یہ ایک ایسا امر ہے۔ جو یہودیوں کے اعتراض سے کچھ تعلق نہیں رکھتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ کے گذرنے کے بعد یہ دعویٰ کہ یسوع آسمان پر چلا گیا ہے اس خرض سے کیا گیا تھا کہ تائیہودیوں کے اعتراضِ لعنت کو دفع کیا جائے اور اسوقت تک عیسائیوں کا یہی خیال تھا کہ خدا کی طرف مسیح کی رُوح اُٹھائی گئی۔ کیونکہ خدا کی طرف رُوح جاتی ہے نہ کہ جسم اور پھر دوسرے زمانہ میں اصل بات بیکار یہ خیال پیدا ہوا کہ مسیح کا جسم آسمان پر چلا گیا ہے اور وہ خدا ہے۔ حالانکہ اصل مدعا یہ تھا کہ مسیح کو

١٠٠

جب وکیل بارہ بجے آیا۔ اُس نے مجھ سے کہا تھا کہ تم پرند نہیں ہو کہ اڑ کر امر سرگئے تھے کوئی اور آدمی بھی تمہارے ساتھ ہو گا۔ اور تب عبدالرحیم وغیرہ نے مجھے قطب الدین کی شمولیت کی بابت کہا تھا۔ تو ٹوٹ وکیل استغاثہ نے تسلیم کیا کہ ہم نے دوسرے آدمی کی شمولیت کی بابت گواہ سے شام کے وقت بھی پوچھا تھا یا شام کے وقت پھر وکیل نے پوچھا تھا۔ اور میں نے حسب گفتہ عبدالرحیم وغیرہ قطب الدین کا نام بتلایا تھا۔ وکیل نے مجھے کہا تھا کہ عدالت اس بات کو نہیں مانے گی کہ تو کیلا مار کھلا گیا یا چلا جاویگا۔ کسی اور آدمی کی شمولیت ضرور ہوگی۔ تب بارہ بجے کے بعد حسب سکھلاؤ قطب الدین کا نام بیان کیا تھا۔ مسجد کے ساتھ ایک کمرہ ہے جسکی بابت میں نے ذکر کیا تھا۔ پہاڑ کی طرف ہے۔ معلوم نہیں اُس کا دروازہ کدھر کو ہے۔ مجھے کچھ معلوم نہیں کہ قطب الدین کا رنگ و حلیہ کیا ہے۔ اور نہ کسی نے مجھے بتلایا تھا۔ نہ اب تک میں اُس کے حلیہ وغیرہ سے آگاہ یا واقف ہوا ہوں۔ (بسوال عدالت) پیشی عدالت سے پہلے بارہ بجے دن کے وقت وکیل رام بھج میرے پاس آیا اور مجھے کہا کہ تم پرندہ نہیں ہو کہ مار کر اڑ جاتے۔ اسکے بعد وارث دین وغیرہ نے مجھے قطب دین کا نام بتلایا۔ اور جب شام کو وکیل نے پھر مجھ سے ذکر کیا تو قطب الدین کا نام میں نے بتلایا تھا اور میری ہتھیلی پر دوسری

صلیب کے قیصر سے بچا لیا جائے۔ اور وہ رُوحانی رُفیع پر موقوف تھا۔ اور رُوحانی رُفیع اسی غرض سے تھا کہ تا یہ دکھلایا جائے کہ وہ لعنت کے داغ سے پاک ہو۔ مگر تو ریت کے فضاء کے موافق لعنت کے داغ سے وہ پاک ہو سکتا ہے جس کی رُوح خدا کی طرف اٹھائی جائے نہ کہ جسم آسمان کی طرف جائے۔ عیسائی اس بات کو باسانی سمجھ سکتے ہیں کہ حضرت مسیح بقول اُن کے صلیبی موت سے اس الزام کے نیچے آگئے تھے کہ وہ لعنتی ہوں اور اُس لعنت سے مراد ابدی لعنت تھی۔ پھر اس عقیدہ کے موافق اقل اعتراض تو یہی ہوتا تھا کہ وہ ابدی لعنت یعنی یہ کہ رحمت الہی سے مردود ہو جانا اور خدا کا دشمن ہو جانا اور خدا سے بیزار ہو جانا اور شیطان سیرت ہو جانا

۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

دفعہ عدالت میں پیش ہونے سے پہلے پر یہ اس نے پتہ قطب دین کا لکھا تھا۔ (سوال وکیل طرزم)  
 جب دوبارہ شہادت بٹالہ میں ہوئی اُسکے بعد ڈاکٹر صاحب کے پاس رہا تھا۔ دو سپاہی اور دو چوہڑے  
 اور تین عیسائی میری حفاظت پر تھے یعنی اُنکے پہرہ میں مظہر تھا۔ مرزا صاحب کا کوئی آدمی مجھے نہیں  
 ملا۔ اور نہ اُس بیان کو میں نے کسی کی ترغیب اور تحریص سے لکھایا۔ جو پولیس والے صاحب  
 کے روبرو لکھایا گیا ہے۔ صرف صاحب نے کہا تھا کہ ہم سچ دریافت کرنا چاہتے ہیں اور  
 میں نے خدا کے خوف سے سچ لکھا دیا۔ تھانہ داروں نے مجھے کوئی خوف یا ترغیب نہیں دی  
 تھی۔ مرزا صاحب نے ہرگز مجھے نہیں کہا تھا کہ تم جا کر ڈاکٹر صاحب کو مار ڈالو۔ مسجد کے  
 ساتھ والے کمرے میں کوئی شخص نہیں جاسکتا۔ وہ زنان خانہ صاحب مکان کا ہے۔ مجھے  
 اُس کے دروازے کا بھی حال معلوم نہیں ہے۔ شیخ وارث دین۔ بھگت ہری داس اور  
 ایک اور عیسائی بوڑھا اور عبد الرحیم مجھے سکھلاتے رہے تھے۔ اُس رات کو جبکہ دوسرے دن  
 میری دوبارہ شہادت ہوئی ہے تالا باہر سے مکان کو لگا کر مجھے اندر مکان کے بند رکھتے تھے۔  
 اتار گلی میں مجھے سکھلاتے رہے تھے کہ تم بیان کرنا کہ مرزا صاحب نے مجھے مارنے کی واسطے  
 بھیجا تھا۔ وکیل نے جب شام کے وقت مجھ سے پوچھا تھا اُسوقت ڈاکٹر صاحب ذرا فاصلے  
 پر بیٹھے ہوئے تھے۔ وکیل نے کہا تھا کہ جو سوال طرزم کی طرف سے وکیل کرے۔ اُسکا جواب

جیسا کہ لعنت کی رُو سے مفہوم لعنت کا ہے وہ تین دن تک کہوں محدود ہو گئی۔ کیا تو ریت  
 کا مطلب صرف تین دن میں یا ابدی لعنت ہے؟ اس خود تراشیدہ عقیدہ سے تو  
 تو ریت باطل ہوتی ہے اور ممکن نہیں کہ خدا کا نوشتہ باطل ہو۔

علاوہ اسکے تو ریت کا مطلب تو یہ تھا کہ صلیب پر مارے جانے سے خدائی طرف  
 رُوح اٹھائی نہیں جاتی بلکہ جہنم کی طرف جاتی ہے۔ چنانچہ یہ مؤخر الذکر جو عیسائیوں کے  
 عقیدہ میں داخل ہے۔ اسی وجہ سے وہ لوگ خود باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت  
 یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ تین دن تک جو لعنت کے دن تھے وہ خود باللہ جہنم میں رہے اور

توریت  
 باطل  
 ہوتی  
 ہے

اُٹا دینا۔ میں یہ بات سچ اور ایمان سے کہتا ہوں کہ وکیل رام بھج نے مجھ کو حسب مذکورہ بالا  
کہا تھا۔ میرے ساتھ ایک سپاہی آریہ قلاہیاں گیا تھا۔ آریوں کے ہاں ٹھہرا تھا اور آریوں  
نے گواہ بنا دیئے تھے۔ نہال چند مدرس عیسائی ہے۔ عبد الحمید بقلم خود  
سنا یا گیا درست ہے تسلیم کیا گیا دستخط حاکم

نقل ترجمہ بیان ڈاکٹر مارٹن کلاؤٹ صاحب جلاس کپتن ایم ڈیوڈ گلکس صاحب ہمارے ڈسٹرکٹ ججسٹریٹ ضلع گوردوارہ  
سرکار بذریعہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلاؤٹ صاحب بنام مرزا غلام احمد قادیانی جرم ۷۰۰۰ اضافہ فوجداری  
ترجمہ بیان ڈاکٹر مارٹن کلاؤٹ صاحب باقرار صلح ۲۸ اگست ۱۸۹۷ء دستخط حاکم بہر عدالت  
ہم کو عبد الحمید کے اس دوسرے بیان کی نسبت کچھ معلوم نہیں ہے۔ عبد الرحیم ۲ بجے  
اور چھ بجے کے درمیان بیاس جا کر امرتسر واپس آسکتا تھا۔ جب ہم سب بیاس گئے تو کسی  
شخص کو عبد الحمید کے ساتھ علیحدہ بات کرنے کا موقعہ نہیں تھا۔ عبد الحمید کے اقبال کی وقت  
عبد الرحیم ذرا قاصد پر موجود تھا اور کلن میں بات نہیں کر سکتا تھا۔ اُس نے ہمارے پاس  
اقبال کیا۔ عبد الرحیم اقبال کرنے کے وقت نہیں بولا۔ اقبال میں لفظ نقصان اول عبد الحمید نے  
لکھا تھا اور پھر لفظ مار ڈالنا اُس نے از خود لکھا تھا۔ ہم نے لڑکے کو مسٹر ایل ساپ صاحب

جب لعنت کے دن ختم ہو چکے تو وہ اسی جسم کے ساتھ جو لعنتی صلیب پر چڑھا یا گیا تھا اور  
بذریعہ سزا جہنم صاف نہیں کیا گیا تھا خدا تعالیٰ کی طرف اٹھائے گئے۔ سو عیسائی لوگ اس  
بات کو خود مانتے ہیں کہ لعنت کے دنوں نے تقاضا کیا کہ تاحضرت یسوع کی روح جہنم میں جا۔  
اور پھر جو لعنت سے پاک ہونے کے دن تھے اُن دنوں نے تقاضا کیا کہ تا اٹھی روح خدا تعالیٰ  
کی طرف اٹھائی جائے۔ اب چونکہ وہ لعنت کے دنوں کی نسبت اقرار کر چکے ہیں کہ یسوع کی  
محض روح ہی جہنم میں گئی تھی اسلئے انھیں اس دوسرے پہلو میں بھی اقرار کرنا پڑ گیا کہ

تو  
کہ  
وہ  
روح  
ہی  
جہنم  
میں  
گئی  
تھی

ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس بہادر کی درخواست اور اسکی اپنی درخواست پر رکھا تھا۔ ہم نے مسٹر گرے اور اسکے آنکے پاس جانے کی نسبت بعد میں سنا۔ (بسوال وکیل ملزم) ہم ڈاکٹر مشنری ہیں۔ ہم نے اپنے وکیل کا سفر خرچہ اور محنتانہ نہیں دیا۔ ہیکو یاد نہیں ہے کہ آیا ہم نے رام بھیج دیا کو وکیل مقرر کیا یا وہ از خود آیا۔ ہم لوگ ایک شخص جو سبک دشمن ہو کے ہمارے میں ملکر کارروائی کرتے ہیں۔ (بسوال عدالت) عبدالرحیم ۳۲ سال طراز مت مشن میں رہا۔ جب لڑکا آیا عبدالرحیم ایک بڑی خوفزدہ حالت میں تھا اور اقبال کیا کہ وہ اسکو مار ڈالنے آیا ہے۔ لڑکے کی روانگی کے دن ہم عبدالرحیم کو اسکے ظاہر اداوں کے بارے میں ناراض ہوئے۔ ہم کو سوچھ گئی تھی کہ اشارہ نادرست نہیں تھا۔ اور لڑکے کے چہرے پر ظاہر ایک رنگ آتا تھا۔ اور دوسرا جاتا تھا۔ ۲۰/۹ کوئی سوال نہیں ہوا۔ دستخط حاکم

نقل بیان مسٹر لیما چنڈ صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور عدالت فوجداری اجماعی  
مسٹر ایم ڈیو ڈگلس صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور  
سرکار بذریعہ ڈاک مشنری مارٹن کلارک بنام مرزا غلام احمد قادیانی جرمہ۔ ضابطہ فوجداری نمبر عدالت دستخط حاکم  
۲۰ اگست ۱۹۷۷ء بیان مسٹر لیما چنڈ صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس باقراصلح  
۱۳ تاریخ کو صاحب مجسٹریٹ ضلع نے ہم سے فرمایا تھا کہ عبدالحمید کے بیان سے پوری تسلی انکی نہیں

تھا کی طرف بھی محض ان کی روح ہی گئی تھی اور اس کے ساتھ وہ جسم نہیں تھا جو نعوذ باللہ لعنتی صلیب سے ناپاک ہو چکا تھا۔ کیونکہ جس حالت میں لعنت کے دنوں میں جہنمیں لے تک قبر میں رہا اور جہنم میں لعنت کا نتیجہ بھگتنے کے لئے محض روح گئی تو پھر خدا جو موجب قتل آنکے روح ہے کیونکر اس کی طرف جسم اٹھایا گیا۔ حالانکہ جسم کا جہنم میں جانا ضروری تھا۔ کیونکہ گو لعنت یسوع کے دل پر پڑی مگر جسم بھی دل کے ساتھ شریک تھا۔ بالخصوص اس وجہ سے کہ عیسائیوں کا جہنم محض ایک جسمانی آتش خانہ ہے کوئی روحانی عذاب اس میں نہیں۔ غرض

وہ جس کی روح گئی تھی اور اس کے ساتھ وہ جسم نہیں تھا جو نعوذ باللہ لعنتی

ہوئی اور زیادہ حال دریافت کرنا ضروری ہے۔ ہم نے ڈاکٹر کلارک صاحب سے قبل اسکے کہ وہ ہمیں دریافت کیا کہ کس طرح عبد الحمید کو ہم بلائیں۔ انہوں نے نہال چند منشی کا پتہ دیا کہ اُسکو لکھ کر بلا لیں ۱۴ تاریخ کو محمد بخش ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ مسائیل سے واپس بٹالہ آیا اور ہم نے اسکو نہال چند کے پاس مع ایک چٹھی کے بھیجا۔ جب وہ عبد الحمید کو لایا ہمارے پاس بہت کام تھا۔ ہم نے محمد بخش ڈپٹی انسپکٹر کو حکم دیا کہ اس لڑکے کو باہر درخت کے نیچے اپنے زیر نگرانی رکھو۔ انسپکٹر صاحب جلال الدین کو بھی حکم دیا تھا کہ حفاظت رکھو۔ ہم کو علم یہ کہ یہ دونوں افسر قادیان والے مرزا صاحب کے ہرگز مرید نہیں ہیں۔ جب کام سے ہم فارغ ہوئے۔ ہم نے عبد الحمید کو بلوایا۔ درخت کے نیچے جہل وہ بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم دیکھ سکتے تھے۔ قریب دو گھنٹہ کے بعد ہم نے صرف عبد الحمید کو بلوایا تھا۔ دونوں افسر اُسکو لائے تھے۔ قبل اسکے کہ عبد الحمید کو لایا۔ انسپکٹر صاحب نے ہم سے کہا کہ اگر فرصت نہیں ہے تو عبد الحمید کو واپس انا کی بھیج دیا جائے کیونکہ وہ جانا چاہتا ہے اور مقدمہ کی بابت کچھ اصلیت ظاہر نہیں کرتا۔ ہم نے تب کہا کہ اُس کو ہمارے روبروئے حاضر کرو۔ جب وہ آیا تو وہی کہانی اُس نے بیان کی جو پہلے مرزا صاحب کے اُسکو ام سر برائے قتل ڈاکٹر کلارک صاحب بھیجے کی نسبت بیان کی تھی۔ ہم نے دو صفحے لکھے اور اُسکو کہا کہ ہم اصلیت صرف دریافت کرنا چاہتے ہیں ناحق وقت کیوں ضائع کرتے ہو۔ اس

اس تمام تحقیق سے ثابت ہوا کہ عیسائیوں نے یسوع کا معر جسم اٹھایا جانا قرار دیکر اپنے عقیدہ کو غلطیوں اور تناقضوں سے پر کر دیا ہے اور اصل بات یہی ہے کہ اس کی نقطہ روح خدا تعالیٰ کی طرف اٹھائی گئی اور وہ بھی صلیب سے ایک مدت دراز کے بعد۔

اور اس تحقیق سے یہ بھی ثابت ہوا کہ یسوع کا خدا کی طرف اٹھانے جانا جو اُس کے خدا ہونے کی دلیل ٹھہرائی گئی ہے یہ سراسر یہودگی اور حماقت ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جب یہودی لوگ اپنے زعم میں حضرت مسیح کو مصلوب کر چکے تو انہوں نے ہر روز عیسائیوں کو

۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰





لیٹنے کے واسطے انارکلی گیا۔ تو بہادر سنگھ سپاہی گاڑی میں ساتھ بیٹھنے لگا تھا تو تھانہ دار نے کہا کہ سائیس بہتر ہے ساتھ نہ بیٹھو۔ پھر شام کے وقت میں گیا تو تھانہ دار نے کہا کہ اب لڑکا نہیں مل سکتا۔ جب اقبال عبد الحمید نے بیاس میں لکھا تھا اس وقت ڈاکٹر صاحب میر کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ جیسے کہ مجسٹریٹ عدالت میں اس وقت بیٹھا ہوا ہے اور عبد الحمید سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا بیٹا تھا عبد الرحیم۔ پریداس و دیال چند بیٹھے ہوئے تھے اور بائیں ہاتھ منظر تھا۔ دائیں طرف اول پریداس دوم دیال چند اور سوم عبد الرحیم تھے۔ میں نے سنا تھا کہ لڑکے نے وکیل صاحب کو بتلایا ہے کہ وہ امرتسر میں ایک آدمی کو ملا تھا۔ جب وہ پہلے امرتسر گیا تھا۔ بمقام انارکلی بٹالہ نہال چند کی زبانی مجھے معلوم ہوا تھا کہ ایک اور شخص بھی قتل کرنے کے مشورہ میں امرتسر شامل ہے۔ تب میں نے عبد الحمید سے دریافت کیا تو اُس نے نام قطب الدین اور پتہ دوکان کا بتلایا۔ شاید ۱۲ تاریخ ماہ محال تھی شام کا وقت تھا جلیکسی کو اُس نے نہیں بتلایا تھا۔ (ب سوال وکیل ملام) میں پہلے مسلمان تھا۔ مسلمان میں عیسائی ہوا تھا ڈاکٹر صاحب سے صرف صاحب سلامت ہے اور کوئی تعلق نہیں ہے۔ مشن کی طرف سے مدارس کا ملاحظہ کیا کرتا ہوں۔ لڑکے نے پہلے مسودہ لکھا تھا اور پھر نقل دوبارہ کیا تھا۔ دیال چند نے قلم دوات اور کاغذ لا دیا تھا۔ عبد الحمید نے جو مسودہ لکھا تھا وہ پڑھا نہیں گیا تھا۔

میں یہودیوں کے ریسوں اور سردار کا جنوں اور مولویوں کے دو بروئے یسوع کو آسمان پر معہ جسم اٹھایا جاتا ہوں پر حجت پوری ہوتی نہ کہ کوئی ایسی جھول الجلی عورت جیسا یوں میں سے دیکھتی یا ایسا ہی کوئی اور عیسائی مشاہدہ کرتا جس کے بیان پر لوگ ٹھٹھا کرتے اور اُن کو مصداق مثل مشہور "پیراں نے پرند مریداں سے پرانند" کا ٹھہراتے۔ آخر اس یہودہ مسعود سے فائدہ کیا ہوا جس کا کوئی بھی ثبوت نہیں اور عیسائی اس قول سے خود جھوٹے ٹھہرتے ہیں کہ جبکہ جہنم کی طرف لے جانے کے وقت جسم کو ساتھ نہیں کر سکتے۔

۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰

میرے سامنے لکھا گیا اور نقل بھی کیا گیا تھا۔ پہلے غلطی ہو گئی تھی اسلئے دوبارہ نقل کیا تھا۔ لفظ "نقصان" اور "مار و آل" خود عبدالحمید نے لکھے تھے۔ میرا دستخط اس اقبال پر نہیں ہے عبدالحمید نقل کر رہا تھا جب پوٹھاسٹر وغیرہ آئے تھے قریباً ختم ہونے والا تھا۔ کھانے والے کمرہ میں دری پر ہم سب لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ صرف ڈاکٹر صاحب دری پر نہ تھے۔ وہ گرمی پر تھے۔ ڈاکٹر صاحب میر کے ایک پہلو کے ساتھ بیٹھے ہوئے اور ہم لوگ اُن کے آگے بیٹھے ہوئے تھے۔ عبدالحمید کو ڈاکٹر صاحب نے کہا تھا کہ جو کچھ کہتے ہو لکھ کر دے دو۔ اور اُنہی بلا حیل و حجت لکھ دیا تھا۔ میں دوران مقدمہ میں بٹالہ آیا تھا۔ جب ڈاکٹر صاحب چلے گئے تو میں پیچھے رہا تھا۔ رات کو یہاں آیا ہوں۔ خرچ آمد و رفت کا اپنے پاس سے کیا ہے۔ بیاس سے امرتسر آتے ہوئے لوٹ کے کو رائے ونڈ ٹھہر گیا تھا۔ اور میں وہاں ساتھ رہا تھا۔ اقل ڈاکٹر صاحب کی کوٹھی پر گئے تھے اور پھر سلطان ونڈ گئے تھے۔ کوٹھی پر ساتھ میں گیا تھا۔ اور جب صاحب ڈپٹی کمشنر کے روبروئے امرتسر بیان ہوا۔ تب بھی ساتھ گیا تھا۔ دارف دین سنایا گیا درست تسلیم ہوا۔ دستخط ماکم

یہ کیسا صاف مسئلہ ہے کہ جبکہ جہنم کی طرف صرف روح لعنت کے اثر سے گئی تھی۔ تو وہی روح پاک ہونے کی حالت میں خدا تعالیٰ کی طرف جانی چلی بیٹے تھی جسم کا کیا دخل تھا۔ اور اثر لعنت سے جسم ناپاک بھی تھا۔ مگر یاد رہے کہ ہم تو اس بات کو نہیں مانتے کہ نعوذ باللہ کسی وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملعون بھی ہو گئے تھے اور جیسا کہ لعنت کا مفہوم ہو خدا سے بیزار اور خدا کے دشمن اور شیطان کی راہ کو پسند کرنے والے ہو گئے تھے۔ ہاں اگر مصلوب ہو گئے تھے تو یہ سب کچھ ماننا پڑے گا۔ اس وقت تو ہماری بحث یہ ہے کہ ہماری اس جدید تحقیق سے جو کسر صلیب کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہم کو عطا ہوئی ہے۔ یہ دو باتیں خوب صفائی سے ثابت ہو گئی ہیں یعنی ایک یہ کہ مسیح علیہ السلام کا ہرگز رقیع جسمانی

۱۰۰  
۱۰۱  
۱۰۲  
۱۰۳  
۱۰۴  
۱۰۵  
۱۰۶  
۱۰۷  
۱۰۸  
۱۰۹  
۱۱۰  
۱۱۱  
۱۱۲  
۱۱۳  
۱۱۴  
۱۱۵  
۱۱۶  
۱۱۷  
۱۱۸  
۱۱۹  
۱۲۰  
۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰  
۱۴۱  
۱۴۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۱۴۵  
۱۴۶  
۱۴۷  
۱۴۸  
۱۴۹  
۱۵۰

نقل بیان یوسف خان بمقدمہ فوجداری اجلائی مشرکیم ڈیوڈ گلکس صاحب ہمارے ڈاکٹر مجسٹریٹ بہادر علی گڑھ  
سرکار بذریعہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک بنام مرزا غلام احمد قادیانی جرمہ ۱۰ اضابطہ فوجداری مہر عدالت بمطابق محکم  
۲۰ اگست ۱۹۰۷ء یوسف خان گواہ باقرار صاحب

ولد انوند احمد شاہ خاں ذات افغان عیسائی ساکن گجرات تحصیل مردان عمر سے سال بیان کیا کہ  
میں زمینداری کرتا ہوں۔ میں پہلے محمدی تھا۔ یہ سال کی عمر تک محمدی رہا۔ میں مرزا صاحب کا  
مُرید ہوا تھا اور محمد سعید کا میں مددگار تھا جو کتب خانہ کے چارج میں تھا۔ بعد محمد سعید کے  
چلے جانے کے میں انچارج ہوا تھا۔ میں چند سالہ میں قبل از منظرہ ۱۹۰۳ء گیا تھا کہ مسلمان  
لوگ مرزا صاحب کو مباحثہ کے واسطے منتخب کریں۔ اختتام مباحثہ پر ۲۵ جون ۱۹۰۳ء کو مرزا صاحب  
نے پیشگوئی کی کہ جو حرف ۴ پر درج ہے۔ اور انہوں نے کہا کہ جو فرق نامی پر ہے وہ پندرہ ماہ  
کے عرصہ میں بسزائے موت ہادیہ میں گرایا جاوے گا۔ نوٹ۔ گواہ نے پیشگوئی کو پڑھ کر  
کہا کہ جو فرق غلطی پر ہے شکست کھائے گا یعنی برباد ہوگا۔ اس وقت میں نے یہ ہی  
سمجھا تھا کہ عبد اللہ آتھم کے واسطے یہ پیشگوئی ہے۔ مگر بعد میں مرزا صاحب نے زبانی تشریح  
کی تھی کہ جو شخص فرق مخالف کا ہے ہر ایک کے واسطے یہ پیشگوئی ہے۔ قادیان آٹھ روز  
بعد پہنچ کر دریافت کیا تھا۔ جب ڈاکٹر کلارک صاحب بیمار ہوئے تھے تو مرزا صاحب

نہیں ہوا نہ اُس رفیع کا کچھ ثبوت ہے اور نہ اُس کی کچھ ضرورت تھی۔ ہاں ایک سو بیس برس  
کے بعد رفیع روحانی ہوا ہے جس کی قرآن شریف نے شہادت دی ہے۔ مگر صلیب کے دنوں  
میں رفیع روحانی بھی نہیں ہوا۔ بلکہ وہ اس کے بعد ستائیس برس اور زندہ رہے ہیں۔ ہمارے  
علماء کی یہ غلطی ہے کہ مٹا صلیب کے ساتھ ہی حضرت یسوع کا رفیع جسمانی مانتے ہیں حالانکہ  
دوسری طرف یہ اقرار بھی رکھتے ہیں کہ اُن کی عمر ایک سو بیس برس کی ہوئی تھی۔ اب اُن  
کوئی پوچھے کہ جبکہ یہود اور نصاریٰ کی تاریخ متواتر ہے جس پر یونانی اور رومی کتب تاریخ بھی

۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

نے کہا تھا کہ ضرور اسکو بھی سزا ملنی چاہیئے جیسے سزائے موت۔ اشتهار مورخہ ۱۵ اکتوبر ۹۳۲ھ  
 حرف لاء گواہ نے پیش کیا۔ نیز اشتهار مورخہ ۵ ستمبر ۹۳۲ھ حرف ۳۰ گواہ نے پیش  
 کیا۔ اس وقت ڈاکٹر صاحب سے مرزا صاحب سخت ناراض تھے۔ جولائی ۹۳۲ھ  
 میں مرزا صاحب نے ایک روز بہت لوگوں کے دربروے اپنی خواب بیان کی کہ ایک سانپ نے  
 مجھے دہنے ہاتھ پر کاٹا اور میں اپنے والد کے پاس گیا۔ میرے والد نے اُس زخم کو آسترے  
 سے کاٹنا شروع کر دیا اور سینہ تک کاٹ دیا۔ اور اس سے مرزا صاحب نے پیشگوئی کی کہ  
 آتھم کو سانپ کاٹے گا۔ اسکی بابت سیالکوٹ وغیرہ میں لوگوں کو بذریعہ خط اطلاع دی گئی  
 تھی۔ ایک سال بعد منظرہ کے میں عیسائی ہوا تھا۔ مارچ ۹۳۲ھ میں مرزا صاحب سے  
 جدا ہوا تھا۔ مولوی برہان الدین کو ۹۳۲ھ سے جانتا ہوں۔ نوٹ۔ پیشگوئی حرف ۸  
 گواہ نے پڑھی اور اسکا مطلب اس طرح ادا کیا جیسے ڈاکٹر کلارک صاحب نے۔ (سوال وکیل  
 طزم) میں نے کوئی امتحان عربی۔ فارسی۔ انگریزی کا پاس نہیں کیا۔ بروالی النصاری کے منے  
 یہ ہیں کہ ہم نے لٹا دیا اسکو طرف عیسائیوں کے۔ مرزا صاحب عبداللہ آتھم کی طرف منے اس  
 پیشگوئی کے نکالتے ہیں میں نہیں نکالتا۔ میں عیسائی تھا جب پیشگوئی کی مینا و گندری۔ محمد سعید احمد  
 میں قادیان میں اکٹھے رہتے تھے میرے سے بچے محمد سعید قادیان چلا گیا تھا وہ بھی عیسائی ہو گئے  
 مرزا صاحب کی باتوں کو اچھا نہیں سمجھتا۔ یوسف خاں قلعہ خود۔ سنا گیا درست ہے تسلیم ہوا۔ دستخط حاکم

شہادت دیتی ہیں۔ یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تینتیس  
 برس کی عمر میں مصلوب ہوئے اور یہی چاروں انجیلوں کی تصدیق صریحہ سے سمجھا جاتا ہے۔  
 تو پھر ایک سو بیس برس کی عمر میں کس حساب سے وہ اٹھائے گئے۔ حالانکہ حدیث ایک سو بیس برس کی  
 محدثین کے نزدیک صحیح اور رجال اُنکے ثقافت ہیں اور ایک سو بیس برس کی حد لگادینا یہ امر بھی  
 دلالت کرتا ہے کہ اس کے بعد اُن کی موت ہوئی۔

۱۳

نقل بیان مرزا غلام احمد قادیانی بلا حلف بمقدمہ فوجداری اجلاسی مسٹر ایم ڈبلیو ڈیگلس صاحب بارہ دھڑکے مجسٹریٹ کو دیکر  
سرکار بذریعہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک بنام مرزا غلام احمد قادیانی جرمہ اضابطہ فوجداری نہر عدالت دستخط حاکم  
۲۰ اگست ۱۹۰۷ء بیان مرزا غلام احمد قادیانی بلا حلف

جب مباحثہ ۱۹۰۳ء کا ختم ہوا آخر پر ہم نے حسب درخواست عبداللہ آتھم کے اسکی نسبت پیشگوئی  
کی تھی۔ ڈاکٹر کلارک صاحب کی بابت یہ پیشگوئی نہ تھی اور نہ وہ اس پیشگوئی میں شامل تھا۔ فریق سے  
مراد آتھم ہی ہے۔ جیسا کہ عبارت سے ظاہر ہے۔ فریق اور شخص کے ایک ہی معنی ہیں اور  
اس میں ہم بھی شامل ہیں۔ کوئی حملہ آتھم کے اوپر نہیں کیا گیا تھا اگر ہوتا تو وہ خود کوئی استغاثہ کرتا یا  
رپورٹ دیتا۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ پندرہ ماہ کے عرصہ کے بعد عبداللہ آتھم فوت ہوئے تھے۔  
پندرہ ماہ گزرنے کے بعد عبداللہ آتھم سے ہم نے سنا تھا کہ اپنے دوستوں کے پاس بیان کیا  
تھا کہ اسپر تین بار حملے ہوئے۔ اسپر بھی ہم نے اس کو متنبہ کیا کہ میں ایسا سنا ہوں کہ آپ  
میرے پر الزام لگاتے ہیں کہ میرے پر تین حملے ہوئے۔ اگر یہ صحیح ہے تو چاہیے کہ آپ  
قسم کھائیں یا عدالت میں نالش کریں یا خانگی طور پر باضابطہ اسکا ثبوت دیں۔ مگر کوئی جواب  
مجھے نہیں ملا۔ اس سے پہلے اُس نے کبھی بیان نہیں کیا تھا نہ کسی اخبار میں نہ اور طرح پر۔ میں نے  
کوئی پیشگوئی سانپ کی بابت نہیں کی تھی۔ عبد الحمید کو ایک دفعہ میں نے مسجد میں دیکھا تھا کسی

اب خلاصہ کلام یہ کہ مسیح کا مصلوب ہونا توریت کے رو سے صرف اس بات کا مائع تھا کہ  
اور تمام صلحا اور راستبازوں کی طرح اس کا رخص روحانی ہوا۔ اور یہی بار بار یہود کا اعتراض بھی تھا  
پس نصاریٰ کا اس پہلو کو اختیار کر لینا کہ حضرت مسیح درحقیقت مصلوب ہو گئے ہیں۔ اور  
پھر یہ بات بنانا کہ گویا وہ بعض عیسائیوں کے زور و برے صلیب سے نجات پا کر تین دن  
بعد مع جسم آسمان پر چلے گئے تھے یہ نہایت لغو اور بیہودہ عذر ہے۔ کیونکہ جبکہ انہوں نے  
توریت کے موافق اس بات کو مان لیا کہ یسوع مصلوب ہو کر درحقیقت مورد لعنت ہو گیا تھا۔

توریت کے موافق اس بات کو مان لیا کہ یسوع مصلوب ہو کر درحقیقت مورد لعنت ہو گیا تھا۔

شخص نے ذکر کیا تھا کہ یہ شخص عیسائی ہو گیا تھا اب یہاں آیا ہے میرے ساتھ اسکی کوئی گفتگو نہیں ہوئی تھی۔ مجھے نہیں معلوم کس نے اسکو مزدوری وغیرہ کا کوئی کام دیا تھا۔ میں نے کوئی کام نہیں دیا تھا۔ میں نے کوئی پیشگوئی نہ اشارتاً اور نہ کنایتاً ڈاکٹر کلارک صاحب کی بابت کی۔ میں نے سنا تھا کہ عبد الحمید اچھے چال چلن کا لڑکا نہیں ہے۔ اسلئے میں نے گھر سے ایک رقم لکھ کر بھیج دیا تھا کہ اس کو کال دینا چاہیئے۔ مجھے پھر خبر نہیں کہ وہ کہاں چلا گیا۔ میں نے ایک پیسہ تک اسکو جاتے ہوئے نہیں دیا۔ نہ اتر سر بھیجا۔ جھوٹ کی بیخانی سے مراد ہے کہ جھوٹ ضائع ہو جاوے گا۔ ڈاکٹر کلارک صاحب کی طرف اشارہ نہیں ہے۔ جب تک کوئی شخص رضا مندی ظاہر نہ کرے پیشگوئی نہیں کی جاتی۔ خط مورخہ ۵ مئی ۱۹۲۷ء و تخطی عبداللہ آتھم پیش کرتا ہوں جس میں وہ نشان معجزہ یا دلیل قاطع مانگتے ہیں۔ (حرف ۷) میں ۵ میں دوبارہ روشنی ڈالنے سے مراد ہے کہ پیشگوئی کے پورا ہونے نے یقین کو زیادہ کیا۔ دستخط مرزا غلام احمد سنایا گیا سب بیان صحیح اور درست مندرج ہے درست تسلیم ہوا۔ دستخط حاکم

بندالت کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور

ملکہ قیسرہ ہند بنام مرزا غلام احمد ساکن قادیان تحصیل بنالہ ضلع گورداسپور جرم زیر دفعہ ۷۰۰، ضابطہ فوجداری

محکم

کارروائی تحقیقات ہذا اُس اطلاع سے پیدا ہوئی جو ڈاکٹر مارٹن کلارک سی ایم ایس کی جانب سے

تو اب بلاشبہ توریت اُس کو آسمان پر چڑھنے سے روکتی ہے۔ ورنہ توریت خود باطل ہوتی ہے۔ یہ کیونکر مان لیا جائے۔ کہ توریت کے لعنت کا حکم اور دل کے لئے ابدی اور یسوع کے لئے صرف تین دن تک محدود تھا۔ توریت میں کوئی ایسی تخصیص نہیں۔ بلکہ اُس لعنت سے ابدی لعنت مراد ہے کہ جو کبھی بھی گلے سے نہیں اترے گی۔ اگر موسیٰ کی کتاب توریت میں کہیں تین دن کا ذکر بھی ہے تو حضرات عیسائیوں ہم کو

بے

## ضمیمہ کتاب البریۃ

(ذیل کی دو شہادتیں جو بروز فیصلہ مقدمہ شامل نہیں ہوئیں وہ سہو درج کتاب نہیں ہوئیں اب ذیل میں لکھی جاتی ہیں جو اخیر حکم سے پہلے شامل کتاب سمجھنا چاہیے۔)

نقل چٹھی مورخہ ۱۸ اگست ۱۹۹۷ء منجانب پادری ایچ۔ جی۔ گرسے اور تیسرے نام ڈبلیو لیما رچنڈ صاحب بہادر ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور۔ قیصر ہند بنام مرزا غلام احمد قاریاں

بعدالت کیپٹن ایم ڈبلیو ڈگلز صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور

”میں ڈرتا ہوں کہ میں اس معاملہ پر کوئی روشنی نہیں ڈال سکتا۔ عبد الحمید یا جو کچھ اس کا نام ہے میرے پاس آیا تھا۔ اور اس نے بیان کیا کہ وہ اصلی ہندو ہے اور کچھ دنوں مرزا قادیانی کا فریڈ رہا ہے لیکن اب وہ عیسائی ہونا چاہتا ہے مجھے وہ کوئی صحیح متلاشی نہ معلوم ہوا بلکہ میں نے ایک معمولی سمجھا۔ میں نے اسے کہا کہ میں اسے تعلیم دوں گا۔ وہ روزانہ ہفتہ میں ایک دو دفعہ میرے پاس آتا چاہے۔ پھر اس نے دریافت کیا کہ اس کا گزارہ کیسے ہوگا۔ میں نے جواب دیا کہ اس امر میں اسے ایک پیسہ بھی گزارہ کیلئے نہ دوں گا۔ جو کچھ میرے دل پر اس کی طرف سے خیال پیدا ہوا وہ یہ ہے کہ وہ ایک نیک اور مغفرتی آدمی ہے۔ جو مجھ سے دوسرے یا خوراک کا گزارہ چاہتا ہے۔ سو میں اس امر سے حیران نہ ہوا کہ وہ پھر بھی میرے پاس نہیں آیا۔ مجھے یاد نہیں کہ آیا وہ میرے پاس کوئی چٹھی لایا یا نہیں۔ لیکن نور دین نے اتفاقاً مجھ سے ذکر کیا تھا کہ وہ نوجوان اس کے پاس بھی گیا تھا۔“

نقل بیان نور الدین عیسائی گواہ استغاثہ مشمولہ مثل عدالت فوجداری باجلاس کیپٹن ایم ڈبلیو ڈگلز صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور۔ واقعہ ۲۲ اگست ۱۸۹۷ء مرجوعہ ۹ اگست ۱۸۹۷ء فیصلہ ۲۳ اگست ۱۸۹۷ء

سرکار بدیعہ ڈاکٹر ہنری ہارٹن کلارک مستغیث بنام مرزا غلام احمد قادیانی

استغاثہ زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری

بیان نور الدین عیسائی گواہ استغاثہ بہ حلف۔ ۲۳ اگست ۱۸۹۷ء

پادری ایچ۔ جی۔ گرسے اور نور دین عیسائی کا بیان صاف طور پر ظاہر کر رہا ہے کہ عبد الحمید محض اپنے گزارہ کیلئے پادریوں کے دروازہ پر گیا تھا۔ پادری صاحب کے بیان سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر پادری گرسے صاحب اس کو گزارہ دیتے تو وہ اسی جگہ ٹھہر جاتا ڈاکٹر کلارک کے پاس نہ جاتا۔ منہ

میں امرتسر میں مشن کی طرف سے واعظ ہوں۔ اور ہل بازار میں میرا مقام صدر ہے۔ عبد الحمید میرے پاس امرتسر آیا تھا۔ اپنا پہلا نام رلیا رام بتلاتا تھا اور کہتا تھا کہ اب میں مسلمان ہوں۔ اور عبد الحمید یا عبد الحمید نام ظاہر کیا تھا۔ کہتا تھا کہ پہلے میں ہندو تھا۔ میں نے پادری گرے صاحب کے پاس اُسکو بھیج دیا تھا۔ صاحب موصوف نے واپس بھیج دیا تھا کہ اُس کو تعلیم دو۔ جب طیارہ ہو جاوے عیسائی کیا جاوے گا۔ مگر وہ لڑکا پھر چلا گیا اور میں نے اُس کو پھر کبھی نہیں دیکھا۔ شاید اس واسطے چلا گیا ہو گا کہ ہمارے ہاں روٹی کپڑہ اُس کو نہیں ملتا تھا۔ عبد الحمید نے اور مشنوں کی بابت بھی مجھ سے پوچھا تھا۔ شاید ڈاکٹر کلارک صاحب کے مشن کا بھی ذکر ہوا ہو۔ مگر ڈاکٹر کلارک صاحب کا صریح ذکر نہیں ہوا تھا۔ اُس نے مجھ سے یہ نہیں کہا تھا کہ مرزا صاحب کی طرف سے آیا ہوں۔ مگر کہا کہ عبد الحمید نے کہا تھا کہ میں مرزا صاحب کا شاگرد ہوں۔ سنایا گیا درست ہے۔

عبد نور الدین

دستخط حاکم

متعلق صفحہ ۲۴۵ کتاب البریۃ اخیر حکم سے پہلے  
ذیل کا فقرہ فارسی میں نہ تھا انگریزی طبعے میں ہے کل شہادۃ کے ختم ہونے پر اخیر حکم سے پہلے یہ فقرہ درج تھا

Dr. Clark states he wishes to resign the post of prosecutor.

Adjourned to 23rd August

107 M. Douglas District Magistrate.

سرمہ ڈاکٹر گلزار کے بیان کرتا ہے کہ وہ مستغیث ہونے سے دست بردار ہوتا ہے۔

تینیس اگست پر ملتوی کیا گیا  
دستخط ایم ڈگلس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ



روبرو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر میں مضمون دیکھی کہ ایک نوجوان بھرتھارہ سال عبد الحمید نامی نے بیان کیا ہے کہ اُسکو مرزا غلام احمد قادیانی نے اُسکے (ڈاکٹر مارٹن کلاڑک) قتل کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے غلام احمد کی گرفتاری کیلئے ایک وارنٹ جاری کیا اور نوٹس دیا کہ وہ انکو وجہ بتلانے کیلئے اُس سے حفظ امن کیلئے چنکے نہ لیا جائے مگر بعد ازاں معلوم کر کے کہ اُسکو اختیار قادیانی حاصل نہیں ہے اُسے قتل کو ضلع ہذا میں بھیجا گیا کیونکہ غلام احمد کی سکونت اس ضلع میں واقع ہے۔ ہادی النظر میں مقدمہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسپس پولیس کی جانب سے مزید تحقیقات کی جائے اور شہنشاہین سپرد کیا جائے۔ مگر ڈاکٹر کلاڑک بوجہ بیماری پہاڑ پر جانا چاہتا تھا اور اُسکو ڈر تھا کہ شاید اُس کا سب سے بڑا گواہ اور غلاما جلائے۔ اسی واسطے اُس نے بیخوشی ظاہر کی کہ جہاں تک جلد ممکن ہو وہ لائق تحقیقات کی جائے۔ یہ معلوم ہوا کہ بطور تمہیدی کارروائی تحقیقات زیر دفعہ ۷۰ اضابطہ مذکور حلقہ حالات کی رو سے قائم ہوا اور جو اصل حقیقت پر پہنچنے کا بہترین ذریعہ ہے کیلئے لہذا جدید نوٹس غلام احمد کے نام جاری کیا گیا تاکہ وہ انکو وجہ بیان کرے کہ کیوں اُس سے ضمانت نہ لی جائے۔ شہادت ڈاکٹر مارٹن کلاڑک سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۸۹۲ء میں اُس نے ماہین عبداللہ اچھم عسائی اور مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں کیا تھا جس میں ڈاکٹر کلاڑک موجود تھا اور دو موقعوں پر خود ڈاکٹر کلاڑک نے عیسائیوں کی

وہ مقام دکھلا دیں۔ ہم محض ثالث کے طور پر یہ گواہی دیتے ہیں کہ اگر حضرت یسوع در حقیقت مصلوب ہو گئے ہیں۔ تو اس صورت میں یہود انکو لعنت ابدی اور جہنمی ہونے کا مصداق ٹھہرانے میں بلا شبہ حق پر ہیں۔ اور تورات میں ایک حرف بھی ایسا نہیں ہے جو تین دن کی لعنت کے بارے میں عیسائیوں کی تائید کر سکے۔ صلیب کے قبل کرنے کے بعد عیسائیوں کو کوئی بھی گریز کی جگہ

حاج

چہ یسوع کا جہنم میں جانن کتابوں سے ثابت ہوتا ہے۔ انجیل متی کی تفسیر خزانہ الاسرار تالیف پادری عماد اللہ صفحہ ۹۸ میں خدا کا سارا غضب جو گناہ کے سبب سے ہے اُس پر لگایا۔ اب ظاہر ہے کہ غضب وہی چیز ہو جسکو دیگر لفظوں میں جہنم کہتے ہیں۔ چھوٹی خزانہ الاسرار کی بائیسویں سطریں مسیح کی نسبت زبور ۸۸-۶ سے پینگوئی نقل کی ہے۔ ”تو مجھے گڑھے کے سفلی میں ڈالا اندھیرے مکان میں گہرا ڈول میں۔“ اب ظاہر ہو

حاج

طرف سے کھڑی رہائی کی تھی۔ مباحثہ کے اختتام پر مرزا غلام احمد نے پیشگوئی کی کہ عیسائی جو مباحثہ میں شامل ہیں، پندرہ بیسٹھ کے اندر مر جائیں گے اور ڈاکٹر کلاؤک بیان کرتا ہے کہ اس عرصہ کے دوران میں چار صاف حملے آتھم کی جان پر کئے گئے پیشگوئی بالآخر پوری نہیں ہوئی۔ اور ڈاکٹر کلاؤک نے غلام احمد کو بیلک میں جھوٹا پیغمبر نظر کر لیا۔ مباحثہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا صاحب کے دو مرید محمد یوسف خان جو مباحثہ میں اُسکا سرکاری شریک تھا اور محمد سعید جو برونگلج رشتہ دار تھا عیسائی ہو گئے اور یہ امر مجھے اُس نقصان شہیدہ بازی کے جو اس کی پیشگوئی کے خطا جانے کے پیدا ہوا۔ مرزا صاحب کے لئے باعث رنج عظیم ہوا۔ ڈاکٹر کلاؤک نے کیا انتخاب شہادۃ القرآن

نہیں دی اور اقوام صلیب کے بعد یہ عذر کہ فلان عورت یا فلان مرد نے اُن کو آسمان پر چڑھتے دیکھا تھا۔ نہایت نکمرا اور فضول اور لغو عذر ہے۔ کاشش یہ چڑھنا یہود کے علماء اور فقیہوں کو دکھلایا ہوتا اور اگر وہ دیکھتے بھی تو اس کا یہی نتیجہ ہوتا کہ وہ سمجھ لیتے کہ تو ریت منجانب اللہ نہیں ہے۔ گراں تو عیسائیوں نے خود یہود کا ہاتھ بند کر دیا کیونکہ جب یسوع کو مصلوب ملن لیا تو اب

نہیں دی اور اقوام صلیب کے بعد یہ عذر کہ فلان عورت یا فلان مرد نے اُن کو آسمان پر چڑھتے دیکھا تھا۔ نہایت نکمرا اور فضول اور لغو عذر ہے۔ کاشش یہ چڑھنا یہود کے علماء اور فقیہوں کو دکھلایا ہوتا اور اگر وہ دیکھتے بھی تو اس کا یہی نتیجہ ہوتا کہ وہ سمجھ لیتے کہ تو ریت منجانب اللہ نہیں ہے۔ گراں تو عیسائیوں نے خود یہود کا ہاتھ بند کر دیا کیونکہ جب یسوع کو مصلوب ملن لیا تو اب

کر اندھیرے کے مکان عیسائیوں کے نزدیک جہنم ہے۔ پھر کتاب جامعۃ الفرائض مطبوعہ امریکن میشن پریس لودھیانہ ۱۸۶۲ء صفحہ ۶۳ سطر ۱۶-۱۷ میں مسیح کی نسبت یہ عبارت ہے "کیونکہ کوئی گناہ ایسا نہیں جس کو اُس کا خون صاف نہ کر سکے اور کوئی گناہ ایسا نہیں جس کا اُس نے بدلہ نہ دیا ہو اور کوئی سزا گناہ ایسی نہیں جو اُس نے نہ اٹھائی ہو" اور ظاہر ہے کہ گناہ گروں کی خاص سزا جہنم ہے جس کا اٹھانا پوری سزا اٹھانے کیلئے ضروری ہے

نہیں دی اور اقوام صلیب کے بعد یہ عذر کہ فلان عورت یا فلان مرد نے اُن کو آسمان پر چڑھتے دیکھا تھا۔ نہایت نکمرا اور فضول اور لغو عذر ہے۔ کاشش یہ چڑھنا یہود کے علماء اور فقیہوں کو دکھلایا ہوتا اور اگر وہ دیکھتے بھی تو اس کا یہی نتیجہ ہوتا کہ وہ سمجھ لیتے کہ تو ریت منجانب اللہ نہیں ہے۔ گراں تو عیسائیوں نے خود یہود کا ہاتھ بند کر دیا کیونکہ جب یسوع کو مصلوب ملن لیا تو اب

جہنم کی سزا کہہ چکے ہیں کہ ڈاکٹر کلاؤک یہ بیان صحیح نہیں ہو کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور ہم بار بار بیان کر چکے ہیں کہ پیشگوئی وہ پہلو رکھتی تھی۔ ایک یہ کہ آتھم میعاد کے اندر عیسائیت پر استغناء دکھلا کر مجھے پیشگوئی سے خوفزدہ نہ ہونے کی حالت میں ضرور پندرہ بیسٹھ تک فوت ہو جائیگا۔ دوسرے یہ کہ خوفزدہ ہونے کی حالت میں جبکہ پیشگوئی کی عظمت سے سخت جھپٹو میعاد کے اندر فوت نہ ہوگا۔ سوچو کہ آتھم ڈرا اسلئے دوسرے پہلو کے حرافق پیشگوئی پوری ہو گئی اور پھر اسٹائن شہادت دوسرے الہام کے حرافق فوت بھی ہو گئے اور ہم کہہ چکے ہیں کہ عیسائی فرقہ کا سرگردہ صوت آتھم ٹھہرا گیا تھا اور یہ امر بھی صحیح نہیں کہ مباحثہ کے اثر سے دو مرید ہائے عیسائی ہو گئے تھے بلکہ وہ دونوں سخت نادان و نیا پرست جاہل تھے جو کہ ہم نے اپنی جاکھ ٹھکانا تھا۔ یہ بھی کس قدر عجیب ہو کہ اگر ہم بیگ کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی بلکہ سب لوگ جانتے ہیں کہ احمد بیگ پیشگوئی کی مصلو میں فوت ہو گیا اور بڑی صفائی سے پیشگوئی پوری ہوئی۔ منہ

سے جو ایک رسالہ مصنف مرزا صاحب نے تیسری مرتبہ صاحب نے تین مختلف مذاہب کے تین نامی آدمیوں عبد اللہ، احمد بیگ اور لیکچرار کی موت کی نسبت پیشگوئی کی تھی پیش کیا۔ اتھم اور احمد بیگ کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی لیکن لیکچرار حال ہی میں میعاد مقرر کے اندر بری طرح سے کسی نامعلوم شخص کے ہاتھ سے قتل کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر کلاڑک نے بیان کیا کہ غلام احمد کی یہ پالیسی ہو کہ اپنے مخالفوں کے دلوں میں انکی ہلاکت کی پیشگوئی کر کے خوف بٹھا کر ان کی کوشش میں لگا رہتا ہے اور اسکا سلوک اُسکے پیچھے ڈاکٹر کلاڑک کی نسبت مابعد مباحثہ لگتا رہتا ہے اور رہا ہے۔ زیادہ تر غلام احمد کی وفات کے روز سے ڈاکٹر کلاڑک بجائے اُس کے عیسائی سرگروہ سمجھا جاتا ہو۔ ایک انتخاب اُس رسالہ سے پیش کیا گیا ہو جسکو انجام اتھم کہتے ہیں اور جسکو غلام احمد نے شائع کیا ہے جس میں بوجہ تصریح ڈاکٹر کلاڑک یہ بیان ہو کہ وہ ایک سال کے اندر مر جائے گا۔ اور

ابدی لعنت کو ماننا انہیں لازم آگیا۔ اور یہ کہنا کہ ابدی لعنت یسوع پر نہیں پڑ سکتی یہ ایک نیا دعویٰ ہے جس کا ثبوت اب تک عیسائیوں نے توہین کے رو سے نہیں دیا۔ درحقیقت عیسائی لوگ بڑی مصیبت میں ہیں۔ کیونکہ اگر فرض محال کے طور پر بلا دلیل یہ بھی مان لیا جائے کہ اوروں پر تو ابدی لعنت صلیب پر پڑتی ہے مگر یسوع پر صرف تین دن تک پڑی تو اس سے بھی عیسائی بھوٹے ٹھہرتے ہیں۔

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۱۲-۱۱۵ میں سزائی تشریح لکھی ہے۔ "دیندار لوگ مرنے وقت ہی آرام کی جگہ میں داخل ہوتے ہیں اور بیدار اُسی وقت دوزخ میں گرتے ہیں" اس سے بھی ظاہر ہوتا ہو کہ یسوع نے سب گناہ اپنے پر لیکھ دیے اور سزائے جہنم کی سزا اٹھائی۔ اور رسالہ محمودیۃ الباقین کے صفحہ ۷۹ اور ۷۸ میں یسوع کی نسبت عیسائیوں کا عقیدہ یہ لکھا ہے۔ "صلیب و دعات و قباور و نزول الی الجحیم" یعنی یسوع مصلوب ہوا اور قبر میں داخل ہوا اور جہنم میں اترا۔ اب ان تمام جہاتوں سے تصاویر مل رہی ہیں کہ یسوع جہنم میں گیا اور اُس نے ساری سزائیں اٹھائیں۔ عیسائی اس بات کے بھی قائل

ہے حال کے بعض عیسائی کتابوں میں بجائے جہنم ہاؤس لکھا ہے جو ایک یونانی لفظ ہے جسکے معنی ہاؤس ہے جسکو جہنم میں ہاؤس کہتے ہیں۔ درحقیقت یہ دونوں لفظ ہاؤس اور ہاؤس عربی کے لفظ ہاؤس سے لئے گئے ہیں۔ منہ

یہ میعاد ۱۴ ستمبر ۱۹۹۲ء کو ختم ہوگی۔ ڈاکٹر گلارک بیان کرتا ہے کہ ۱۹۹۲ء سے اسٹس غلام احمد سے خط و کتابت بند کر دی ہے اور یہ کہ اکثر رسالجات جنہیں اس کا ذکر ہوتا ہے قادیان سوسائٹی کے پاس آتے رہے ہیں۔ لیکن تھوڑے عرصہ سے وہ لگاتار سلسلہ بند ہو گیا ہے جس سے وہ استدلال کرتا ہے کہ تا وہ حفاظت کے بہ فکر ہو جائے۔ ڈاکٹر گلارک نے پیشگوئیوں کی ایک فہرست پیش کی ہے۔ جو وقتاً فوقتاً متغایب مرزا غلام احمد شائع ہوتی رہیں جن میں بہت سے اشخاص کی نسبت موت اور نقصان کی پیش از وقت اطلاع دی گئی ہے۔ ۱۶ جولائی ۱۹۹۲ء کو ایک اٹھارہ سالہ نوجوان ڈاکٹر گلارک کے پاس امرتسر میں آیا اور کہا کہ اس کا نام عبد المجید ہے اور وہ عیسائی ہونا چاہتا ہے وہ جہنم سے برہن تھا۔ اسکا نام رلیا رام ولد راجندر سنگن کھجوری دروازہ شہر ہٹا ہے۔ وہ غلام احمد کے ہاتھ سے مذہب اسلام میں داخل ہوا۔ جب وہ پندرہ برس کا تھا۔ وہ سات برس تک قادیان میں رہا اور غلام احمد کو بُرا آدمی سمجھ کر چلا آیا اور اب وہ عیسائی مذہب میں مصطبوع لینا چاہتا ہے۔ ڈاکٹر گلارک کو شبہات فوراً پیدا ہوئے انکو تعجب ہوا کہ اس قصہ کی مشابہت اس قصے سے ہو چکی ہے اور یہ کہ قاتل نے بیان کیا تھا۔ اُس نے نوجوان

۲۸۹

کیونکہ لغت کے اُسے خود لغت ایک ایسا لفظ ہے جو دل سے متعلق ہے اور لعین اُس حالت میں کسی کو کہا جاتا ہے کہ جب شیطان کی تمام حوصلتیں اُس کے اندر آجاتی ہیں اور وہ مردود اور دشمن خدا ہو جاتا ہے تو کیا ایک دم کے لئے بھی یہ حالتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے تجویز کر سکتے ہیں۔

کیونکہ لغت کے اُسے خود لغت ایک ایسا لفظ ہے جو دل سے متعلق ہے اور لعین اُس حالت میں کسی کو کہا جاتا ہے کہ جب شیطان کی تمام حوصلتیں اُس کے اندر آجاتی ہیں اور وہ مردود اور دشمن خدا ہو جاتا ہے تو کیا ایک دم کے لئے بھی یہ حالتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے تجویز کر سکتے ہیں۔

ہیں کہ صلیب کی سزا تو صوفیہ چاند گھنٹے تھی لعنت ہو جسے بعد تین دن تک رہی۔ اب ظاہر ہے کہ لعنت کے ایام میں کسی قسم کا عذاب یسوع کے شامل حال ہوگا اور وہ عذاب۔ مجرد دوزخ کے اور کوئی نہیں اور نیز جبکہ یسوع کا فرض تھا کہ وہ آپ سزا اٹھا کر خدا تعالیٰ کا عدل پورا کرے تو پھر اگر صرف دنیا کا چند گھنٹوں کا دکھ اُس نے دیکھا اور جہنم میں نہیں گیا تو اس صورت میں خدا کا عدل کیونکر پورا ہو گا حالانکہ انجیل متی کی تفسیر میں پادری عماد الدین لکھتے ہیں کہ ”خدا مسیح کے دل کے سامنے سے ہٹ گیا تاکہ اپنی عدالت خوب پوری کرے“ یعنی باعصا لعنت یسوع کا دل تاریک ہو گیا۔ اور تفسیر کتاب اعمال ملقب بہ تذکرۃ الاولیاء مطبوعہ دمشق ۱۹۱۷ء امریکن مشن پریس لودھیان میں مسیح کی نسبت یہ عبارت ہے ”مسیح خداوند کا شکل وہاں اُس نے شریعت کی

کیونکہ لغت کے اُسے خود لغت ایک ایسا لفظ ہے جو دل سے متعلق ہے اور لعین اُس حالت میں کسی کو کہا جاتا ہے کہ جب شیطان کی تمام حوصلتیں اُس کے اندر آجاتی ہیں اور وہ مردود اور دشمن خدا ہو جاتا ہے تو کیا ایک دم کے لئے بھی یہ حالتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے تجویز کر سکتے ہیں۔

کی حفاظت کی اُسے اُسکی گفتگو کی اور اُسکی نسبت تحقیقات کرائی اس سے معلوم ہوا کہ عبد المجید (عوف عبد المجید) کسی قدر عیسائیت سے واقف ہو۔ مؤخر الذکر نے بیان کیا کہ ایک سابق عیسائی مسائیہ نامی سے بمقام قادیان سیکھتا رہا تھا چند روز کے وقفے کے بعد ڈاکٹر کلارک نے اس نوجوان کو بیاس پر اپنے شفا خانے میں بھیج دیا جب وہ وہاں تھا تو اُس نوجوان نے ایک چٹھی قادیان کو بنام نور الدین بھیروی بھیجی جو فی الحال غلام احمد کے مُريد دل کا سرگرم ہے جس نے اُسے مولوی مذکور کو اطلاع دی کہ وہ عیسائی ہونے کیلئے فیصلہ کر چکا ہے۔ چٹھی مذکور بلا علم ڈاکٹر کلارک بھیجی گئی مگر اسکے اور عیسائی مانتوں کو جو بیاس میں رہتے ہیں علم تھا۔ اس اثناء میں ڈاکٹر کلارک کی تحقیقات دربارہ نوجوان جاری رہی عبد الرحیم ایک کرٹان نوچینے سے عیسائی ہوا وہ غلام احمد سے نا آشنا ہے قادیان کو گیا اُس وقت مرزا صاحب نے اُسے کہا کہ نوجوان مذکور قادیان میں رہتا رہا اسکو یقین ہو کہ وہ عیسائی تھا وہ قادیان سے اپنی ناپسندیدہ چال چلن کی وجہ سے نکال دیا گیا ہے اور یہ کہا کہ اگر اسکو کھانا اور کپڑا دیا جائے تو وہ غالباً (عبد الرحیم) کے ساتھ ٹھہر جائیگا۔ عبد الرحیم نے یہ بھی بیان کیا کہ مرزا صاحب کے ایک مُريد نے کہا تھا کہ

۲۵

۲۵

تو پھر وہ لعنت جو صلیب کا نتیجہ تھا کو نکریسوع پر ڈال سکتی ہے۔ اور اگر نہیں پڑی تو یسوع مصلوب بھی نہیں ہوا۔ اُس نے سچ کہا تھا کہ میں یسوع کی طرح تین دن قبر میں رہوں گا۔ اور وہ خوب جانتا تھا کہ یسوع پھل کے پیٹ میں نہیں مرا تھا اور ممکن نہیں کہ اُسکے مُتہ کی مثال غلط نکلے۔

ساری لعنت کو اپنی صلیب موت میں اپنے اوپر اٹھا کے ہیں جو ایمان لاتے ہیں شریعت کی لعنت سے آزاد کر دیا کہ وہ آپ ہمارے بدلے لعنتی ہوا۔ ہم سب حقیقت میں لعنتی تھے اور یہ لعنت اب تک ہمارے اوپر تھی کہیں ہم اُسکے نیچے سے نکل نہ سکتے کیونکہ لاچار اور کمزور تھے پر وہ ہمارے لئے لعنتی ہوا کہ ہماری لعنت اُسکی اپنی اوپر اٹھائی اور ہمیں سب مخلص دی اور آپ بھی اُس لعنت کے نیچے سے میرے دن نکل آئے اب جبکہ عیسائیوں کے صل کی حقیقت بھی کھل گئی کہ اوروں کے لئے بدی لعنت اور بیٹے کے لئے صرت تین دن۔ اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ ایک مُتہ کی لعنت بھی شیطان سیرت بہادری ہو۔ چنانچہ کتاب ہامہ انفر صفر ۹۷ میں لکھا ہو کہ اُس نے ایمانوں کے لشکر کے ساتھ شیطان جو ویٹھے۔ پھر حال عیسائیوں کی یہ عقیدہ ہے

۱۰۰  
۱۰۱  
۱۰۲  
۱۰۳  
۱۰۴  
۱۰۵  
۱۰۶  
۱۰۷  
۱۰۸  
۱۰۹  
۱۱۰  
۱۱۱  
۱۱۲  
۱۱۳  
۱۱۴  
۱۱۵  
۱۱۶  
۱۱۷  
۱۱۸  
۱۱۹  
۱۲۰  
۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰  
۱۴۱  
۱۴۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۱۴۵  
۱۴۶  
۱۴۷  
۱۴۸  
۱۴۹  
۱۵۰  
۱۵۱  
۱۵۲  
۱۵۳  
۱۵۴  
۱۵۵  
۱۵۶  
۱۵۷  
۱۵۸  
۱۵۹  
۱۶۰  
۱۶۱  
۱۶۲  
۱۶۳  
۱۶۴  
۱۶۵  
۱۶۶  
۱۶۷  
۱۶۸  
۱۶۹  
۱۷۰  
۱۷۱  
۱۷۲  
۱۷۳  
۱۷۴  
۱۷۵  
۱۷۶  
۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰  
۲۰۱  
۲۰۲  
۲۰۳  
۲۰۴  
۲۰۵  
۲۰۶  
۲۰۷  
۲۰۸  
۲۰۹  
۲۱۰  
۲۱۱  
۲۱۲  
۲۱۳  
۲۱۴  
۲۱۵  
۲۱۶  
۲۱۷  
۲۱۸  
۲۱۹  
۲۲۰  
۲۲۱  
۲۲۲  
۲۲۳  
۲۲۴  
۲۲۵  
۲۲۶  
۲۲۷  
۲۲۸  
۲۲۹  
۲۳۰  
۲۳۱  
۲۳۲  
۲۳۳  
۲۳۴  
۲۳۵  
۲۳۶  
۲۳۷  
۲۳۸  
۲۳۹  
۲۴۰  
۲۴۱  
۲۴۲  
۲۴۳  
۲۴۴  
۲۴۵  
۲۴۶  
۲۴۷  
۲۴۸  
۲۴۹  
۲۵۰  
۲۵۱  
۲۵۲  
۲۵۳  
۲۵۴  
۲۵۵  
۲۵۶  
۲۵۷  
۲۵۸  
۲۵۹  
۲۶۰  
۲۶۱  
۲۶۲  
۲۶۳  
۲۶۴  
۲۶۵  
۲۶۶  
۲۶۷  
۲۶۸  
۲۶۹  
۲۷۰  
۲۷۱  
۲۷۲  
۲۷۳  
۲۷۴  
۲۷۵  
۲۷۶  
۲۷۷  
۲۷۸  
۲۷۹  
۲۸۰  
۲۸۱  
۲۸۲  
۲۸۳  
۲۸۴  
۲۸۵  
۲۸۶  
۲۸۷  
۲۸۸  
۲۸۹  
۲۹۰  
۲۹۱  
۲۹۲  
۲۹۳  
۲۹۴  
۲۹۵  
۲۹۶  
۲۹۷  
۲۹۸  
۲۹۹  
۳۰۰  
۳۰۱  
۳۰۲  
۳۰۳  
۳۰۴  
۳۰۵  
۳۰۶  
۳۰۷  
۳۰۸  
۳۰۹  
۳۱۰  
۳۱۱  
۳۱۲  
۳۱۳  
۳۱۴  
۳۱۵  
۳۱۶  
۳۱۷  
۳۱۸  
۳۱۹  
۳۲۰  
۳۲۱  
۳۲۲  
۳۲۳  
۳۲۴  
۳۲۵  
۳۲۶  
۳۲۷  
۳۲۸  
۳۲۹  
۳۳۰  
۳۳۱  
۳۳۲  
۳۳۳  
۳۳۴  
۳۳۵  
۳۳۶  
۳۳۷  
۳۳۸  
۳۳۹  
۳۴۰  
۳۴۱  
۳۴۲  
۳۴۳  
۳۴۴  
۳۴۵  
۳۴۶  
۳۴۷  
۳۴۸  
۳۴۹  
۳۵۰  
۳۵۱  
۳۵۲  
۳۵۳  
۳۵۴  
۳۵۵  
۳۵۶  
۳۵۷  
۳۵۸  
۳۵۹  
۳۶۰  
۳۶۱  
۳۶۲  
۳۶۳  
۳۶۴  
۳۶۵  
۳۶۶  
۳۶۷  
۳۶۸  
۳۶۹  
۳۷۰  
۳۷۱  
۳۷۲  
۳۷۳  
۳۷۴  
۳۷۵  
۳۷۶  
۳۷۷  
۳۷۸  
۳۷۹  
۳۸۰  
۳۸۱  
۳۸۲  
۳۸۳  
۳۸۴  
۳۸۵  
۳۸۶  
۳۸۷  
۳۸۸  
۳۸۹  
۳۹۰  
۳۹۱  
۳۹۲  
۳۹۳  
۳۹۴  
۳۹۵  
۳۹۶  
۳۹۷  
۳۹۸  
۳۹۹  
۴۰۰  
۴۰۱  
۴۰۲  
۴۰۳  
۴۰۴  
۴۰۵  
۴۰۶  
۴۰۷  
۴۰۸  
۴۰۹  
۴۱۰  
۴۱۱  
۴۱۲  
۴۱۳  
۴۱۴  
۴۱۵  
۴۱۶  
۴۱۷  
۴۱۸  
۴۱۹  
۴۲۰  
۴۲۱  
۴۲۲  
۴۲۳  
۴۲۴  
۴۲۵  
۴۲۶  
۴۲۷  
۴۲۸  
۴۲۹  
۴۳۰  
۴۳۱  
۴۳۲  
۴۳۳  
۴۳۴  
۴۳۵  
۴۳۶  
۴۳۷  
۴۳۸  
۴۳۹  
۴۴۰  
۴۴۱  
۴۴۲  
۴۴۳  
۴۴۴  
۴۴۵  
۴۴۶  
۴۴۷  
۴۴۸  
۴۴۹  
۴۵۰  
۴۵۱  
۴۵۲  
۴۵۳  
۴۵۴  
۴۵۵  
۴۵۶  
۴۵۷  
۴۵۸  
۴۵۹  
۴۶۰  
۴۶۱  
۴۶۲  
۴۶۳  
۴۶۴  
۴۶۵  
۴۶۶  
۴۶۷  
۴۶۸  
۴۶۹  
۴۷۰  
۴۷۱  
۴۷۲  
۴۷۳  
۴۷۴  
۴۷۵  
۴۷۶  
۴۷۷  
۴۷۸  
۴۷۹  
۴۸۰  
۴۸۱  
۴۸۲  
۴۸۳  
۴۸۴  
۴۸۵  
۴۸۶  
۴۸۷  
۴۸۸  
۴۸۹  
۴۹۰  
۴۹۱  
۴۹۲  
۴۹۳  
۴۹۴  
۴۹۵  
۴۹۶  
۴۹۷  
۴۹۸  
۴۹۹  
۵۰۰  
۵۰۱  
۵۰۲  
۵۰۳  
۵۰۴  
۵۰۵  
۵۰۶  
۵۰۷  
۵۰۸  
۵۰۹  
۵۱۰  
۵۱۱  
۵۱۲  
۵۱۳  
۵۱۴  
۵۱۵  
۵۱۶  
۵۱۷  
۵۱۸  
۵۱۹  
۵۲۰  
۵۲۱  
۵۲۲  
۵۲۳  
۵۲۴  
۵۲۵  
۵۲۶  
۵۲۷  
۵۲۸  
۵۲۹  
۵۳۰  
۵۳۱  
۵۳۲  
۵۳۳  
۵۳۴  
۵۳۵  
۵۳۶  
۵۳۷  
۵۳۸  
۵۳۹  
۵۴۰  
۵۴۱  
۵۴۲  
۵۴۳  
۵۴۴  
۵۴۵  
۵۴۶  
۵۴۷  
۵۴۸  
۵۴۹  
۵۵۰  
۵۵۱  
۵۵۲  
۵۵۳  
۵۵۴  
۵۵۵  
۵۵۶  
۵۵۷  
۵۵۸  
۵۵۹  
۵۶۰  
۵۶۱  
۵۶۲  
۵۶۳  
۵۶۴  
۵۶۵  
۵۶۶  
۵۶۷  
۵۶۸  
۵۶۹  
۵۷۰  
۵۷۱  
۵۷۲  
۵۷۳  
۵۷۴  
۵۷۵  
۵۷۶  
۵۷۷  
۵۷۸  
۵۷۹  
۵۸۰  
۵۸۱  
۵۸۲  
۵۸۳  
۵۸۴  
۵۸۵  
۵۸۶  
۵۸۷  
۵۸۸  
۵۸۹  
۵۹۰  
۵۹۱  
۵۹۲  
۵۹۳  
۵۹۴  
۵۹۵  
۵۹۶  
۵۹۷  
۵۹۸  
۵۹۹  
۶۰۰  
۶۰۱  
۶۰۲  
۶۰۳  
۶۰۴  
۶۰۵  
۶۰۶  
۶۰۷  
۶۰۸  
۶۰۹  
۶۱۰  
۶۱۱  
۶۱۲  
۶۱۳  
۶۱۴  
۶۱۵  
۶۱۶  
۶۱۷  
۶۱۸  
۶۱۹  
۶۲۰  
۶۲۱  
۶۲۲  
۶۲۳  
۶۲۴  
۶۲۵  
۶۲۶  
۶۲۷  
۶۲۸  
۶۲۹  
۶۳۰  
۶۳۱  
۶۳۲  
۶۳۳  
۶۳۴  
۶۳۵  
۶۳۶  
۶۳۷  
۶۳۸  
۶۳۹  
۶۴۰  
۶۴۱  
۶۴۲  
۶۴۳  
۶۴۴  
۶۴۵  
۶۴۶  
۶۴۷  
۶۴۸  
۶۴۹  
۶۵۰  
۶۵۱  
۶۵۲  
۶۵۳  
۶۵۴  
۶۵۵  
۶۵۶  
۶۵۷  
۶۵۸  
۶۵۹  
۶۶۰  
۶۶۱  
۶۶۲  
۶۶۳  
۶۶۴  
۶۶۵  
۶۶۶  
۶۶۷  
۶۶۸  
۶۶۹  
۶۷۰  
۶۷۱  
۶۷۲  
۶۷۳  
۶۷۴  
۶۷۵  
۶۷۶  
۶۷۷  
۶۷۸  
۶۷۹  
۶۸۰  
۶۸۱  
۶۸۲  
۶۸۳  
۶۸۴  
۶۸۵  
۶۸۶  
۶۸۷  
۶۸۸  
۶۸۹  
۶۹۰  
۶۹۱  
۶۹۲  
۶۹۳  
۶۹۴  
۶۹۵  
۶۹۶  
۶۹۷  
۶۹۸  
۶۹۹  
۷۰۰  
۷۰۱  
۷۰۲  
۷۰۳  
۷۰۴  
۷۰۵  
۷۰۶  
۷۰۷  
۷۰۸  
۷۰۹  
۷۱۰  
۷۱۱  
۷۱۲  
۷۱۳  
۷۱۴  
۷۱۵  
۷۱۶  
۷۱۷  
۷۱۸  
۷۱۹  
۷۲۰  
۷۲۱  
۷۲۲  
۷۲۳  
۷۲۴  
۷۲۵  
۷۲۶  
۷۲۷  
۷۲۸  
۷۲۹  
۷۳۰  
۷۳۱  
۷۳۲  
۷۳۳  
۷۳۴  
۷۳۵  
۷۳۶  
۷۳۷  
۷۳۸  
۷۳۹  
۷۴۰  
۷۴۱  
۷۴۲  
۷۴۳  
۷۴۴  
۷۴۵  
۷۴۶  
۷۴۷  
۷۴۸  
۷۴۹  
۷۵۰  
۷۵۱  
۷۵۲  
۷۵۳  
۷۵۴  
۷۵۵  
۷۵۶  
۷۵۷  
۷۵۸  
۷۵۹  
۷۶۰  
۷۶۱  
۷۶۲  
۷۶۳  
۷۶۴  
۷۶۵  
۷۶۶  
۷۶۷  
۷۶۸  
۷۶۹  
۷۷۰  
۷۷۱  
۷۷۲  
۷۷۳  
۷۷۴  
۷۷۵  
۷۷۶  
۷۷۷  
۷۷۸  
۷۷۹  
۷۸۰  
۷۸۱  
۷۸۲  
۷۸۳  
۷۸۴  
۷۸۵  
۷۸۶  
۷۸۷  
۷۸۸  
۷۸۹  
۷۹۰  
۷۹۱  
۷۹۲  
۷۹۳  
۷۹۴  
۷۹۵  
۷۹۶  
۷۹۷  
۷۹۸  
۷۹۹  
۸۰۰  
۸۰۱  
۸۰۲  
۸۰۳  
۸۰۴  
۸۰۵  
۸۰۶  
۸۰۷  
۸۰۸  
۸۰۹  
۸۱۰  
۸۱۱  
۸۱۲  
۸۱۳  
۸۱۴  
۸۱۵  
۸۱۶  
۸۱۷  
۸۱۸  
۸۱۹  
۸۲۰  
۸۲۱  
۸۲۲  
۸۲۳  
۸۲۴  
۸۲۵  
۸۲۶  
۸۲۷  
۸۲۸  
۸۲۹  
۸۳۰  
۸۳۱  
۸۳۲  
۸۳۳  
۸۳۴  
۸۳۵  
۸۳۶  
۸۳۷  
۸۳۸  
۸۳۹  
۸۴۰  
۸۴۱  
۸۴۲  
۸۴۳  
۸۴۴  
۸۴۵  
۸۴۶  
۸۴۷  
۸۴۸  
۸۴۹  
۸۵۰  
۸۵۱  
۸۵۲  
۸۵۳  
۸۵۴  
۸۵۵  
۸۵۶  
۸۵۷  
۸۵۸  
۸۵۹  
۸۶۰  
۸۶۱  
۸۶۲  
۸۶۳  
۸۶۴  
۸۶۵  
۸۶۶  
۸۶۷  
۸۶۸  
۸۶۹  
۸۷۰  
۸۷۱  
۸۷۲  
۸۷۳  
۸۷۴  
۸۷۵  
۸۷۶  
۸۷۷  
۸۷۸  
۸۷۹  
۸۸۰  
۸۸۱  
۸۸۲  
۸۸۳  
۸۸۴  
۸۸۵  
۸۸۶  
۸۸۷  
۸۸۸  
۸۸۹  
۸۹۰  
۸۹۱  
۸۹۲  
۸۹۳  
۸۹۴  
۸۹۵  
۸۹۶  
۸۹۷  
۸۹۸  
۸۹۹  
۹۰۰  
۹۰۱  
۹۰۲  
۹۰۳  
۹۰۴  
۹۰۵  
۹۰۶  
۹۰۷  
۹۰۸  
۹۰۹  
۹۱۰  
۹۱۱  
۹۱۲  
۹۱۳  
۹۱۴  
۹۱۵  
۹۱۶  
۹۱۷  
۹۱۸  
۹۱۹  
۹۲۰  
۹۲۱  
۹۲۲  
۹۲۳  
۹۲۴  
۹۲۵  
۹۲۶  
۹۲۷  
۹۲۸  
۹۲۹  
۹۳۰  
۹۳۱  
۹۳۲  
۹۳۳  
۹۳۴  
۹۳۵  
۹۳۶  
۹۳۷  
۹۳۸  
۹۳۹  
۹۴۰  
۹۴۱  
۹۴۲  
۹۴۳  
۹۴۴  
۹۴۵  
۹۴۶  
۹۴۷  
۹۴۸  
۹۴۹  
۹۵۰  
۹۵۱  
۹۵۲  
۹۵۳  
۹۵۴  
۹۵۵  
۹۵۶  
۹۵۷  
۹۵۸  
۹۵۹  
۹۶۰  
۹۶۱  
۹۶۲  
۹۶۳  
۹۶۴  
۹۶۵  
۹۶۶  
۹۶۷  
۹۶۸  
۹۶۹  
۹۷۰  
۹۷۱  
۹۷۲  
۹۷۳  
۹۷۴  
۹۷۵  
۹۷۶  
۹۷۷  
۹۷۸  
۹۷۹  
۹۸۰  
۹۸۱  
۹۸۲  
۹۸۳  
۹۸۴  
۹۸۵  
۹۸۶  
۹۸۷  
۹۸۸  
۹۸۹  
۹۹۰  
۹۹۱  
۹۹۲  
۹۹۳  
۹۹۴  
۹۹۵  
۹۹۶  
۹۹۷  
۹۹۸  
۹۹۹  
۱۰۰۰

اس نوجوان نے جانے سے پہلے غلام احمد کو علانیہ گالیاں نکالی تھیں اور تحقیقات سے ظاہر ہوا کہ نوجوان ایک مشہور خاندان مولویاں سکھ جہلم سے ہوا اس کا ایک چچا جو برطان الدین غازی کے نام سے مشہور ہے مرزا صاحب کا مرید ہے۔ یہ پایا گیا کہ وہ گجرات اور ہند میں بطور تملاشی عیسائی کے رہتا رہا مگر گجرات میں سے زنا کاری اور دروغ گوئی کی وجہ سے نکال دیا گیا تھا۔ اس کا یہ بیان کہ وہ جہلم سے رہیں ہے جھوٹا ہے۔ اس کا اصلی نام عبد الحمید ہو۔ وہ قادیان میں سات برس تک نہیں رہا بلکہ صرف چند روز رہا بعد ازاں قاصد نے جو قادیان بھیجا گیا تھا ڈاکٹر کلارک کی توجہ کو اس امر واقعہ کی طرف منتقل کیا کہ نوجوان کی آنکھ غنی معلوم ہوتی ہو اور چونکہ ڈاکٹر کلارک مجربانہ علم قیادہ کا عالم ہو اس نے اس کی وضع قطع میں وہ خط و خال معلوم کئے جو اسکے قاتلانہ میلان کے شاہد تھے۔ مزید برآں وہ ایک متعصب خاندان سے تعلق رکھتا ہے اس نے خیال کیا کہ چونکہ قادیان میں عام طور پر گالیلیں دی گئیں اور نیز اس خیال سے کہ عبد الحمید کو باوجود مولویوں کا رشتہ دار ہونے کے کمینہ کام کرنے کو دیا گیا ہو یہ مرزا صاحب کی طرف سے اس واسطے پیش بندی کی

۲۵۱

غرض اس تمام تحقیقات سے ثابت ہے کہ مسیح کا آسمان پر معراج ہونا ایک جھوٹا مسک ہے جو عیسائیوں نے بنایا ہے جس حالت میں عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ جہنم میں جسم کے ساتھ نہیں گیا بلکہ محض روح ہی تھی تو وہ جسم جو جہنم کی سزا پا کر لعنت سے بھی پاک نہیں کیا گیا۔ وہ آسمانی پر کیونکر چڑھ گیا۔

تقریباً  
۱۵۰

کرتیں دن بر لعنت کے دن تھے مسیح جہنم کا عذاب بھگتا رہا۔ اور کتب راہ زندگی مطبوعہ لاہور ۱۸۵۵ء صفحہ ۶۹ سطرہ میں لکھا ہے کہ یہ سزا (یعنی گنہگار کی سزا) اکثر موت کے لفظ سے مذکور ہوتی ہو موت نہ صرف جسم کی ملاحضہ کی بھی نہ صرف دنیاوی بلکہ ابدی۔ اور اسی کتب راہ زندگی میں جو تالیف ڈاکٹر ایچ ڈی ڈی باشندہ امریکہ نے لکھا ہے کہ لعنت اور موت اور عذاب اور وہ سزا جو گنہگاروں کو ملے گی سب ایک چیز ہیں۔ اور پھر بھی اس حقیقت کی تائید میں لکھا ہے کہ مسیح نے کہا ہے کہ گنہگار جہنم کی آگ میں جو کسی نہیں بجھے گی اسے جانیٹے۔ (مزمور ۱۱۶) ص ۶۹

تقریباً  
۱۵۰

بعض نادان عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح ہاوس یعنی جہنم میں تحت افراس کے قیدیوں کو مٹا دی کرنے گیا تھا مگر ایک دانایا سوچ سکتا ہے کہ لعنت کے دنوں کا کیا تقاضا تھا کیا سزا اٹھانے کیلئے جہنم یا نصیبت کیلئے۔ ایک طعن دوسرے کو کی نصیبت کر سکتا ہو اور پھر وہ دونوں کی نصیبت کیا فائدہ کرے مگر تو یہ ایک شخص راہ دامت سے کہ مجھ جانتا ہے اور اگر اس وقت کا کچھ نہ سمجھتا ہے تو پھر ایک بھی روز میں نہیں رہ سکتا۔ ص ۶۹

طور پر انتظام کیا گیا کہ شبہ عائد نہ ہو۔ عبد الرحیم کا یہ خیال تھا کہ وہ نوجوان قادیان سے اسکو قتل کرنے کیلئے بھیجا گیا ہے مگر ڈاکٹر کلارک نے صورت حالات سے مطلع ہو کر یہ نتیجہ نکالا کہ میں یہی مقصود قربانی ہوں لہذا وہ بیاس کو گیا اور وہ عبد الرحیم و پریداس و وارث الدین و نہا چند اور خود ڈاکٹر کلارک کے نوجوان عبد الحمید نے بعد انکار و عذرات اور نیز ڈاکٹر کلارک کے اُس وعدہ کے بعد کہ اُسے کوئی نقصان نہیں پہنچایا یہ اقبال کیلئے مرزا غلام احمد نے اس سے کہا تھا کہ جاؤ اور ڈاکٹر کلارک کو کسی مناسب موقع پر نقصان پہنچاؤ یعنی قتل کرو۔ اُس نے آخر کار بوجہ کی اشخاص مذکورہ بالا یہ اقبال تحریر کیا بعد ازاں اُس نے بیان کیا کہ اُس نے قادیان کو مولوی نور الدین کے نام اس غرض سے خط لکھا ہے کہ انکو پتہ معلوم ہو جائے کہ میں کہاں ہوں۔ اُس نے علانیہ مرزا صاحب کو لعنت بھیجی تاکہ مؤخر الذکر شخص کی طرف سے شبہ پیدا نہ ہو۔ اسپر ڈاکٹر کلارک عبد الحمید کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر کے پاس لے گیا اور بعد اس کے اُس کا بیان قلمبند ہوا۔ بدخواست ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس ڈاکٹر مذکور نے نوجوان کو اپنی حفاظت میں لیا تاوقتیکہ اس کا آخری اظہار عدالت میں قلمبند نہ ہوا۔ ایک گواہ پریداس نامی نے بیان کیا کہ اُس نے بیاس پر دو آدمی دیکھے تھے جو عبد الحمید کو پوچھتے پھرتے تھے اور ڈاکٹر کلارک اور ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کو اندیشہ تھا کہ اُسے کچھ ضرر پہنچایا جائے۔ عبد الحمید کی شہادت سے جو اُس نے عدالت میں دی یہ ظاہر ہوا کہ وہ قادیان میں دو دفعہ گیا ہے ایک دفعہ ماہ مئی میں پانچ روز کے لئے اور پھر ماہ جون میں قریب دس دن کے لئے وہ مرزا صاحب کو پہلے کبھی نہیں جانتا تھا اسکے دو بچوں میں سے ایک چچا برطان الدین مرزا صاحب

۲۸۲

۲۸۲

اور یہ کیسا ظلم ہے کہ جہنم میں تو محض روح جلتی اور خدا کے پاس جسم اور روح دونوں جاتیں کیا جیسائیوں کا یہ مذہب نہیں ہے کہ جہنم ایک جسمانی آتش خانہ ہے جس میں گنہگار کے بڑے بڑے پتھر ہیں پھر اُس آتش خانہ میں ایسا جسم کیوں نہیں جلایا گیا جس پر تمام دنیا کی لعنتیں ڈالی گئی تھیں۔ اگر اپنے عدل سے انحراف کر کے بیٹے کی یہ رعایتیں کیں کہ بجائے ابدی لعنت کے تین دن رکاوڑ بجائے جسمانی جہنم کے صرف روح کو جہنم میں بھیجا تو کاش یہ رعایتیں مخلوق سے کیا جاتیں کیونکہ اگر بیٹے

۲۸۲

کا مریہ ہے اور دوسرا سلطان محمود مخالف ہو۔ اس کا گھر حلیہ ہو۔ مگر وہاں بہت سی کم جاتا ہے کیونکہ اس کے خاندان کے لوگ انکی قدر نہیں کرتے۔ اُس نے بیان کیا کہ اُس کے ارادے وقت ڈاکٹر کلارک کے متعلق بدل گئے کیونکہ وہ اس کو نیک آدمی معلوم ہوا۔ اسکو گجرات مشن کے نکالے جانے کے بعد ایک شخص میراں بخش نامی نے جو مرزا صاحب کا مستعد ہے قادیان میں جلنے کی ہایت کی تھی۔ اسکی شہادت نے عموماً اُس بیان کی تائید کی جو ڈاکٹر کلارک نے دیا ہو۔

تحقیقات ۱۰ اگست کو شروع ہوئی اور جس شہادت کا یہاں تک ذکر آچکا ہو وہ ۱۲ اگست تک جاری رہی۔ عبد الحمید اس وقت تک بالکل بعض ماتحت عیسائیوں کی نگرانی میں رہا جو سچاچ مشن کے ملازم ہیں۔ خاصکر عبد الرحیم وارث الدین پرید آس۔ ڈاکٹر کلارک کی یہ رائے کہ وہ اس سے زیادہ جانتا ہو جتنا کہ اُس نے افشا کیا ہو۔ ہم نے بذات خود اُس کے بیان کو جو یہاں تک ہے نہایت ہی بعید التحیل خیال کیا۔ اُس کے اُس بیان میں جو اُس نے امرتسر میں لکھا یا بمقابلہ اس بیان کے جو میرے سامنے لکھایا۔ اختلافات ہیں اور ہم اسکی وضع قطع سے جبکہ وہ شہادت دے رہا تھا مطمئن نہیں ہو تھے۔ علاوہ اسکے ہم نے یہ معلوم کیا کہ جتنی دیر تک بٹالہ میں مشن کے ملازموں کی نگرانی میں رہا اتنا ہی اسکی شہادت مفصل اور طویل ہوتی گئی۔ اسکے پہلے بیان میں جو اُس نے ۱۲ تاریخ کو میرے سامنے لکھایا بہت سی باتیں تھیں۔ اُس بیان میں نہیں تھیں جو اُس نے اول ڈاکٹر کلارک کے سامنے کیا۔ یا جب اس کا اظہار ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر نے لیا۔ اور جب اُس نے دوبارہ ہمارے سامنے ۱۳ اگست کو اظہار دیا تو اُس نے بہت سی باتیں زائد پڑھادیں۔ اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ یا تو کوئی شخص اسکو یا اشخاص سکھاتے پڑھاتے ہیں یا یہ کہ اسکو اس سے اور زیادہ علم ہے جتنا کہ وہ اب تک ظاہر کر چکا ہو

۲۵۳

کے ساتھ عدلی سے اخراج کرنا جائز ہے تو اہل کے ساتھ کیوں جائز نہیں ہے ہی تمام غلطیاں ہیں جنہیں خدا تعالیٰ نے مجھے مطلع کیا تھیں مگر اہل کو متنبہ کروں اور انکو جو تارکی میں رہتے ہیں روشنی میں لاؤں۔ اور میں نے نہ صرف یہ کیا کہ مقول بیان کے ساتھ عیسائیوں کی غلطیاں ان پر کھلے دل بلکہ آسمانی نشانوں کے ساتھ بھی انکو ظہر کیا اور ایسا ہی ان مسلمانوں کو بھی جو ان ہی خیالات

۲۵۳



لہذا میں نے ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کو کہا کہ آپ اسکو اپنی ذمہ داری میں لیں اور آزادانہ طور سے اس سے پوچھیں ۴۴ راکٹ کو مسٹر لیما رچنڈ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے محمد بخش ڈپٹی انسپکٹر ٹرانسپورٹ کو بھیجا کہ وہ عبد الحمید کو سی ایم ایس کو آرڈر انارکلی میں جا کر حفاظت کی جگہ سے یہاں لے آؤ۔ اس کو محمد بخش سید صالحہ رچنڈ کے پاس گاڑی میں لے گیا۔ اول الذکر شخص اس وقت پہلے سے کسی کام میں مصروف تھا اور کچھ عرصہ کے لئے اسکو جلال الدین انسپکٹر کے سپرد کیا۔ مقرر الذکر نے کھلے میدان میں محمد بخش و دیگر اشخاص کی موجودگی میں اس سے پوچھا کچھ دیر کے بعد انسپکٹر مذکور نے مسٹر لیما رچنڈ کے پاس آکر بیان کیا کہ وہ لڑکا اپنے سابقہ بیان پر قائم ہے اور کچھ ایذا نہیں کرتا اور وہ انارکلی واپس جانے کو چاہتا ہے۔ انسپکٹر مذکور نے مسٹر لیما رچنڈ کو اطلاع دی کہ اُس کو واپس بھیجیں مقرر الذکر نے اس امر کو اپنا فرض سمجھا کہ جو کچھ نوجوان بیان کرے لکھ لیا جائے اسلئے اسکو بلا بھیجا۔ انہوں نے بیان کے دو تختے کم و بیش اُسی شہادت کے مطابق لکھے جو سابق میں عدالت کے سامنے دی گئی تھی کہ ناگہان نوجوان زار زار رونے لگا اور مسٹر لیما رچنڈ کے پاؤں پر گر پڑا اور کہا کہ میں اس مقدمہ میں عبد الحمید اور وارث الدین اور پریم داس ملازمان مشن کی سازش سے جبری تحویل میں رہ رہا ہوں اور جھوٹا لٹا رہا۔ وہ کئی روز تک پھر سے میں رکھا گیا۔ وہ سخت مصیبت میں گرفتار رہا اور فی الحقیقت اُس نے خودکشی کا ارادہ کر لیا تھا۔ لہذا اُس نے مسٹر لیما رچنڈ کے سامنے پورا پورا بیان کر دیا۔ لیما رچنڈ صاحب نے شہادت میں بیان کیا کہ اسکے خیال میں جس طرز سے یہ دُوسرا بیان ہوا ہے اُس سے یہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ اُس نے نوجوان کو نہ تو دھمکایا اور نہ اُسے کوئی معافی کا وعدہ دیا۔ نوجوان کی صورت حال اور وضع قطع سے

۲۵۴

میں متیقہ تھے۔ اور ایک ایسے فرضی دجال اور فرضی مسیح کے منتظر تھے جن کے ماننے سے نئے سے اُس شرک کی بنیاد پڑتی ہے جس کی قرآن شریف بیگنی کر چکا ہے۔ اور مسئلہ ختم نبوت بھی ہاتھ سے جاتا ہے۔ سو خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا۔ تا میں اس خطرناک حالت کی اصلاح کروں اور لوگوں کو خالص توحید کی راہ بتاؤں۔ چنانچہ میں نے سب کچھ بتلویا۔ اور نیز میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تائیدافق کو قوی کر دوں اور خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر

۲۵۴

۲۵۴

ظاہر ہوتا تھا کہ وہ فی الحقیقت مصیبت اور تکلیف میں تھا۔ عبد الحمید کو عدالت نے ۲۰ اگست پر دوبارہ طلب کیا۔ اُس نے کہا کہ جو بیان وہ اب کرنے لگا ہے صحیح ہے اور اس بیان کے کرنے میں اسکو کسی نے نہیں سکھایا۔ یہ بات سچ ہے کہ وہ قادیان میں گیا تھا اور کل دو ہفتے رہا۔ اسکو بوجہ اسکے مشتبه چال چلن کے نکالا گیا۔ اُس نے مرزا صاحب کو کبھی گالیلیں نہیں دیں مگر وہاں سے چلنے سے پیشتر اُسکے مریدوں میں سے ایک کے ساتھ جھگڑا ہو گیا تھا۔ وہ امرتسر چلا گیا۔ اور کسی شخص سے کسی عیسائی واعظ کے مکان کا پتہ دریافت کیا۔ وہ اتفاقاً ایک شخص نور الدین امریکن مشن کے پاس بھیجا گیا۔ اُس نے نور الدین کے آگے بیان کیا کہ وہ قادیان سے آیا ہے۔ وہ فی الاصل ایک ہندو رہا۔ رام نامی تھا پھر مسلمان ہو گیا اب عیسائی ہونا چاہتا ہے۔ نور الدین نے اُسے مسٹر گرے کے پاس بھیجا جس نے صرف اس شرط پر اُسے لینا منظور کیا کہ وہ اپنا گذارہ آپ کو سے اور کچھ گفتگو کے بعد اسکو نور الدین کے پاس واپس بھیج دیا مگر وہ اپنے ہی خرچ پر عیسائی ہونے پر تیار نہیں تھا نور الدین نے اُسکو صلح دی کہ وہ ڈاکٹر کلارک کے پاس جائے کیونکہ وہ اچھا آدمی ہے (ان میں سے اکثر بیانات کی تائید بعد ازاں ڈاکٹر گرے کی چٹھی کے مضمون اور نور الدین عیسائی کی شہادت سے ہوتی ہے) وہ ڈاکٹر کلارک کے پاس چلا گیا جس نے اُس کو عبد الرحیم کے حوالہ کر دیا۔ اور شہر کے شفاخانہ میں اُسے کام کرنے کو دیا۔ وہ خیال کرتا ہے کہ عبد الرحیم نے اُس پر شبہ کیا کیونکہ اُس نے اُس سے اصرار اور تاکید سے پوچھا کہ وہ قادیان سے مشن میں کس واسطے آیا ہے اور اُس نے ڈاکٹر کلارک کو بھی اسکے سامنے کہا کہ اُس کا یقین ہے کہ عبد الحمید کسی شخص کو قتل کرنے آیا ہے۔

ثابت کر کے دکھلاؤں۔ کیونکہ ہر ایک قوم کی ایمانی حالتیں نہایت کمزور ہو گئی ہیں اور عالم آخرت صرف ایک افساد سمجھا جاتا ہے۔ اور ہر ایک انسان اپنی علی حالت سے بتا رہا ہے کہ وہ جیسا کہ یقین دنیا اور دنیا کی جاہ و مراتب پر رکھتا ہے اور جیسا کہ اس کو بھروسہ دنیوی اسباب پر ہے یہ یقین اور یہ بھروسہ ہرگز اس کو خدا تعالیٰ اور عالم آخرت پر نہیں۔ زبانوں پر بہت کچھ ہے مگر دلوں میں دنیا کی محبت کا غلبہ ہے۔ حضرت مسیح نے اسی حالت میں یہود

۱۰۰

جس بات کے متعلق ڈاکٹر کلارک عبد الرحیم کے سامنے اُسکے ساتھ ہنسی کرتا رہا بعد ازاں ڈاکٹر کلارک نے اس کا فوٹو اتروایا۔ پھر اسی مطلب کے لئے بہانہ یہ بھیجا گیا تھا امرتسر لایا گیا وہ اس موقع پر کہتا ہوں گے لئے ہسپتال میں بھیجا گیا اور عبد الرحیم نے پھر اسے تنگ کرنا شروع کیا اور یاد دلایا کہ اُس کا فوٹو لیا جا چکا ہے وہ بھاگ نہیں سکتا اسکی ریپورٹ پولیس میں کی جائیگی ورنہ بہتر ہے کہ وہ سچ سچ بیان کرے کہ وہ قتل کرنے کے ارادے پر آیا ہے۔ کچھ دنوں کے بعد ڈاکٹر کلارک و عبد الرحیم و وارث الدین اور پریم داس سب کے سب بیاس میں آئے اُس سے تاکید سے پوچھا گیا۔ عبد الحمید مدد دیگر اشخاص کی جماعت میں فرش کے اوپر بیٹھا ہوا تھا اور ڈاکٹر کلارک کچھ فاصلے پر ایک کرسی پر بیٹھا تھا۔ وہ استقلال سے انکار کرتا رہا کہ وہ کسی بُرے ارادے سے بہانہ نہیں آیا مگر عبد الرحیم نے اُسکے کان میں کہا کہ بہتر ہے کہ وہ تسلیم کر لے کہ وہ ڈاکٹر کلارک کو مرزا صاحب کے کہنے پر ایک پتھر سے مارنے کے لئے آیا ہے ورنہ اس کے لئے زیادہ خرابی کا باعث ہوگا۔ اور ڈاکٹر کلارک اس بات کا ذمہ دار ہوگا کہ اسکو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ اُس نے اسکو مان لیا اور اقبال لکھنؤ پہلے اُس نے لفظ نقصان لکھا۔ اور عبد الرحیم نے اُسے کہا کہ بجائے اس کے لفظ مار ڈالنا دسج کرو الفاظ یہ ہیں۔ ”نقصان یعنی مار ڈالنا“ بعد ازاں انہوں نے کہا ہم تمہارا شکر یہ ادا کرتے ہیں ہماری مراد پوری ہوگئی۔ عبد الرحیم پر پریم داس اور وارث الدین بعد ازاں مفصل جھوٹی شہادت تیار کرتے رہے جو مجبوراً ان کے کہنے سے اُسے عدالت میں دینی پڑی۔ اُس نے یہ بھی بیان کیا کہ اُس نے اپنا نام عبد الحمید بھلے عبد الحمید کے بنایا تھا اور نیز اپنا ہندو جنم محض اسی خیال سے بنایا تھا کہ وہ پہلے گجرات مشن سے نکالا جا چکا تھا اور چاہتا تھا کہ امرتسر میں گرفت نہ ہو۔ اُس نے خیال کیا تھا کہ اغلب ہے کہ مشن کے لوگ اسکی بابت تفتیش کر

کو پایا تھا۔ اور جیسا کہ ضعف ایمان کا خاصہ ہے یہودی اخلاق حالت بھی بہت خراب ہوگئی تھی اور خدا کی محبت ٹھنڈی ہوگئی تھی۔ اب میرے زمانہ میں بھی یہی حالت ہے۔ سو میں بھیجا گیا ہوں کہ تاسمجائی اور ایمان کا زمانہ پھر آوے اور دلوں میں تقویٰ پیدا ہو۔ سو یہی افعال میرے وجود کی علت غائی ہیں۔ مجھے بتلایا گیا ہے کہ پھر آسمان زمین کے نزدیک ہوگا۔ بعد اس کے کہ

۲۵۶

یہ تھیں۔ اُس نے نور الدین مولوی کو قادیان میں اس غرض سے چھٹی لکھی تھی تا انکو معلوم ہو کہ اس کا ارادہ عیسائی بننے کا ہے۔ نور الدین نے اُسے قادیان تعلیم دی تھی اور اسکی بیماری کا علاج کیا تھا یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ اُس نے بیزنگ چھٹی بھیجی تھی۔ نور الدین کہتا ہے کہ میں نے ایسی چھٹی کبھی نہیں لی، عبد الرحیم نے اُسے بٹالہ میں کہا تھا کہ وہ اس چھٹی بھیجنے کو کسی اور امر کی طرف منسوب کر دے یعنی یہ کہ اُس نے نور الدین کو اسلئے چھٹی لکھی تھی کہ مرزا صاحب کو اُس کا پتہ معلوم ہو جائے۔ عبد الرحیم نے بٹالہ میں اُسے یہ بھی کہا تھا کہ ٹھیک ہے کہ اُس نے مرزا صاحب کو جانے سے پہلے گالیاں دی تھیں حالانکہ اُس نے کوئی گالی نہیں دی تھی۔ امرتسر میں اسکو کہا گیا کہ تو یہ کہہ دینا کہ میرا دل اس واسطے بدل گیا کہ میں نے ڈاکٹر کلارک کو اچھا آدمی پایا۔ ۱۳ تاریخ کو بوقت جرح عبد الحمید نے پہلی ہی بار مرزا غلام احمد صاحب کے ایک مرید قطب دین نام کا ذکر کیا جو امرتسر میں رہتا ہے اور کہا کہ میں جسے پہلے قادیان سے امرتسر میں پہنچتے ہی اسی کے پاس گیا تھا اور قطب الدین نے ایک پتھر دزنی تیس سیر جسکے ساتھ ڈاکٹر کلارک کو مار ڈالنا تھا ہتیا کرنے کا ذمہ لیا تھا اور بعد اس کام کے ختم ہونے کے اُس نے قطب الدین ہی کے پاس پناہ لینی تھی۔ عبد الحمید نے بیان کیا کہ یہ تمام تفصیل وارث الدین نے بٹالہ میں بتائی تھی اور اُس نے قطب الدین کو اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔ عبد الحمید نے یہ بھی بیان کیا کہ ڈاکٹر کلارک کے وکیل رام بھجوت نامی نے اُس سے کئی دفعہ بٹالہ میں سوالات کئے۔ اور اسکے ایک ریمارک سے ہی قطب الدین کے ذکر کرنے کی ضرورت پڑی۔ وکیل نے اُسے کہا تھا کہ تو پرندہ نہیں ہے تو نے کس طرح امرتسر سے بھاگ کر جانے کا ارادہ کیا تھا۔ تمہارا ضرور اس جرم میں کوئی ساتھی ہو گا اور وہ کون ہے۔ عبد الحمید نے اس امر سے انکار کیا۔ اسکے بعد وارث الدین

بہت دور ہو گیا تھا۔ سو میں بن ہی باقول کا مجتہد ہوں اور یہی کام ہیں جن کے لئے میں بھیجا گیا ہوں۔ اور مجملہ ان امور کے جو میرے مامور ہونے کی علت غائی ہیں مسلمانوں کے ایمان کو قوی کرنا ہے۔ اور انکو خدا اور اسکی کتاب اور اسکے رسول کی نسبت ایک تازہ یقین بخشنا۔ اور یہ طریق ایمان کے تقویت کا دو طور سے میرے ہاتھ سے ظہور میں آیا ہے۔ اول قرآن شریف کی

بہت دور ہو گیا تھا۔ سو میں بن ہی باقول کا مجتہد ہوں اور یہی کام ہیں جن کے لئے میں بھیجا گیا ہوں۔ اور مجملہ ان امور کے جو میرے مامور ہونے کی علت غائی ہیں مسلمانوں کے ایمان کو قوی کرنا ہے۔ اور انکو خدا اور اسکی کتاب اور اسکے رسول کی نسبت ایک تازہ یقین بخشنا۔ اور یہ طریق ایمان کے تقویت کا دو طور سے میرے ہاتھ سے ظہور میں آیا ہے۔ اول قرآن شریف کی

اسکے پاس آیا اور اُس نے کہا کہ تم قطب الدین کا نام لے لو اور اسکی رہائش کی جگہ کا پتہ بتلایا جب وکیل واپس آیا تو اُس نے ایسا ہی بیان کر دیا اور یہ واقعہ ۱۲ اگست کو جرح میں ٹھیک ٹھیک ظاہر ہو گیا۔ اُس نے یہ بھی بیان کیا کہ پیشتر اسکے کہ وہ عدالت میں گیا پر یہاں سے قطب الدین کا نام اسکی بیٹے عبد الحمید کے ہاتھ کی ہتھیلی پر اس واسطے لکھ دیا کہ وہ اُسے بھول نہ جائے۔ مزید سوالات کرنے پر اُس نے کہا کہ اس پٹسل سے جو وکیل ڈاکٹر کلارک کے ہاتھ میں ہے اور پٹسل ٹکڑوں کی طرف اشارہ کر کے کہا یہی ہے اور یہ وارث الدین کی ہے۔ یہ تسلیم کیا گیا کہ ایسا ہی ہے۔ شہادت میں اول دفعہ تو بمقام بٹالہ بیان کیا گیا تھا کہ عبد الحمید مرزا صاحب کے پاؤں پہلک میں دبایا کرتا تھا۔ عبد الحمید نے بیان کیا کہ یہ بات بھی وارث الدین کی ایجاد ہے۔ ڈاکٹر کلارک کا دوبارہ اظہار اُسی کی درخواست پر لیا گیا۔ اُس نے اُن ترغیبوں کی بابت جو عبد الحمید کو بیانیہ کے مقام پر اظہار لکھانے سے پیشتر دی گئی ہیں بیان کیا کہ میں نہیں خیال کرتا کہ ایسی ترغیبیں میرے علم کے بغیر دی گئی ہوں اور میں نے ہرگز نہیں دیکھا کہ کوئی اس قسم کی بات کی گئی ہو۔ خواہ عبد الحمید کا پہلا بیان سچا ہے یا دوسرا۔ تاہم یہ بات ظاہر ہے کہ اس میں وجوہات کافی نہیں ہیں کہ مقدمہ ہذا میں مرزا غلام احمد کے برخلاف کارروائی کی جائے۔ عبد الحمید جو بڑا گواہ ہے وہی شریک جرم ہے اور اُس نے دو مختلف بیان لکھوائے ہیں۔ ہمارا میلان اس خیال کی طرف ہے کہ فی الجملہ دوسرا بیان غالباً سچا ہے اور یہ کہ مرزا غلام احمد نے عبد الحمید کو ڈاکٹر کلارک کے پاس نہیں بھیجا اور نہ اُس نے اُسکو ڈاکٹر کلارک کے مار ڈالنے کو سکھایا ہے۔ وجوہات حسب ذیل ہیں۔ (۱) خود عبد الحمید ایسی جاننا بازی اور ذمہ داری کے کام کے لائق نہیں وہ ایک لمبا بڑھا ہوا کمزور دل کا نوجوان ہے۔ اور یہ بات بھی مسلم ہے کہ اسی کے خیالات بدکاری

تعلیم کی خوب بیان کرنی۔ اور اسکے اعجازی حقائق اور معارف اور انوار اور برکات کو ظاہر کرنے سے جن سے قرآن شریف کا منہاں اللہ ہونا ثابت ہوتا ہے چنانچہ میری کتابوں کو دیکھنے والے اس بات کی گواہی دے سکتے ہیں کہ وہ کتابیں قرآنی شریف کے عجائب اسرار اور نکات سے پُر ہیں

۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳

کی طرف مائل ہیں اور نہ وہ ذرا بھی جھٹی ہے۔ فی الواقع اسکے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس نے اپنا وقت عیسائیت اور اسلام میں کبھی ادھر اور کبھی اُدھر کاٹا ہے۔ جہاں کہیں اُس کو روٹی کیڑے کے ملنے کا یقین ہوا تو وہ اپنی قسمت کو اسی طرح اختیار کرنے کو مستعد ہو گیا۔ مسٹر گرے بیان کرتا ہے کہ وہ اُسے معاً ایک مفتری معلوم ہوا۔ جہاں تک کہ وہ اپنے معلومات عیسائیت کے متعلق ظاہر کرتا ہے۔ (۲) یہ تسلیم کیا گیا کہ غلام احمد نے صرف اسکو قریب دو ہفتہ کے دیکھا۔ بڑے سے بڑا وقت یہی ہے۔ وہ ایسے تھوڑے عرصہ میں کافی طور سے ایسی واقفیت پیدا نہیں کر سکتے تھے کہ ایسے نازک کام کے لئے اسپر بھر دوسرے کرتے۔ نہ یہ بات ہے کہ وہ اسپر کوئی بڑا اثر پیدا کر سکے ہوں۔ (۳) جس طریق سے عبدالحمید نے اس کام کو بیان کیا ہے اسکی تہہ بہہ بالکل بھونڈی اور احمقانہ معلوم ہوئی ہے۔ یہ امر قرین قیاس نہیں ہے کہ عبدالحمید کو اس بات کے کہنے کی تعلیم دی گئی ہو کہ وہ بٹالہ کا ایک ہندو تھا۔ اور یہ ایسا بیان ہے جسکی تکذیب ڈاکٹر کلارک دو ایک گھنٹے میں کر سکتا۔ غلام احمد کے پچیس جولائی کے اس اقبال کے بعد کہ وہ نوجوان قادیان میں آیا تھا۔ اگر ڈاکٹر کلارک پر کوئی حادثہ پڑتا تو یہ یقینی امر تھا کہ مرزا صاحب کے خلاف اسکی جان کے بدلے میں کوئی عدالتی کارروائی کی جاتی۔ اور اس امر کی نسبت خود مرزا صاحب بھی قبل از وقت پیش بینی کر سکتے تھے۔ یہ بات کسی طرح بھی باور نہیں ہو سکتی کہ مرزا صاحب نے اپنے آپکو ایسے خطرہ میں ڈالا ہو۔ (۴) یہ ثابت ہے کہ وہ نوجوان اقل ڈاکٹر گرے کے پاس امرتسر میں گیا اور اگر وہ اس کو کھانے پینے اور مکان کا وعدہ کرتے تو وہ اسکے پاس رہتا۔ اگر فی الاصل ڈاکٹر کلارک کے پاس بھیجا گیا تھا تو پھر اس امر کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ مسٹر گرے ادوکن مشن کے عیسائی کے پاس وہ کیوں چلا گیا۔ یہ ظاہر ہو چکا ہے کہ وہ محض اتفاق سے ڈاکٹر کلارک کی طرف رستہ بتلایا گیا۔ (۵) اُس نے

۲۵۵

اور ہمیشہ یہ سلسلہ جاری ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ جتنے مسلمانوں کا علم قرآن شریف کی نسبت ترقی کر گیا اسقدر انکا ایمان بھی ترقی پذیر ہوگا۔ اور دوسرا طریق جو مسلمانوں کا ایمان قوی کرنے کے لئے مجھے عطا کیا گیا ہے تائیدات سماوی اور دعاؤں کا قبول ہونا اور

۲۵۵

نور الدین عیسائی امریکن مشن کو کہا تھا کہ وہ قادیان سے آیا ہے اور کہ وہ فی الاصل ہندو تھا۔ اور ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اس کا یہ بیان کرنا نہ تو مرزا صاحب کی سازش ہے اور نہ لیکھرام کے قاتل کے فعل سے مشابہت کیلئے ہے بلکہ بقول اسکے بیان کے اس واسطے ہے کہ مشنریوں سے اس امر واقعہ کو پوشیدہ رکھے کہ وہ گجرات مشن سے نکلا گیا تھا۔ اسی وجہ سے اُس نے عبد الحمید کی بجائے مجھوٹا نام عبد الحمید بیان کیا۔ (۶) اگر عبد الحمید کا بیان جو بمقام بیاس اُس نے کیا ہے سچا ہوتا تو کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ کیوں اُس نے بعد تسلیم کر لینے اس ضروری امر کے کہ وہ ڈاکٹر مارٹن کلاؤرک کے مارنے کے لئے آیا ہے تفصیلات کے بیان کرنے سے رک کر یا۔ یہ بات ظاہر ہے کہ بہت سی تفصیلات اس وقت ظاہر ہوئیں جبکہ وہ نوجوان وارث الدین اور پریم اس اور عبد الرحیم کی حفاظت میں بٹالہ تھا۔ لہذا ہماری یہ رائے ہے کہ عبد الرحیم اور وارث الدین اور پریم اس ہی صرف اس پہلی کہانی کے جوابدہ ہیں اور غالباً وہی اُس کو تمام وقت درغلا تے رہے۔ یہ تو طبعی امر ہے کہ اس نوجوان کے آنے پر مشن کے کبوترخانہ میں بہت پرچا ہوا ہو گا خصوصاً جبکہ اُس نے بیان کیا کہ وہ کسی اور جگہ سے نہیں بلکہ قادیان ہی سے آیا ہے اور عیسائی ہونا چاہتا ہو۔ اسکی شکل و شباب بہت بعض عیسائی ماتحت ملازموں کے پاس اسکی سفارش نہ کر سکی اور اُس نے کہہ دیا کہ وہ ہندو تھا۔ ایسا ہی لیکھرام کے قاتل نے کیا تھا۔ انہوں نے دونوں کو اکٹھے کر لیا۔ اور یہ یقینی بات ہے کہ عبد الرحیم سے اکثر اس بارے میں پوچھا گیا کہ اسکے آنے کے کیا وجوہ ہیں۔ ڈاکٹر کلاؤرک بیان کرتا ہے کہ عبد الرحیم کو خود اپنی جان کا خطرہ پڑ گیا تھا۔ یہ یاد رہے کہ یہ وہی شخص ہے جس نے اول ہی اول ڈاکٹر کلاؤرک کو کہا تھا کہ نوجوان قاتل نہ ارادہ سے آیا ہو اور جس نے

نشانوں کا ظاہر ہونے سے۔ چنانچہ اب تک جو نشان ظاہر ہو چکے ہیں وہ اس کثرت سے ہیں جن کے قبول کرنے سے کسی منصف کو گریز کی جگہ نہیں۔ ایک وہ زمانہ تھا جو نادان عیسائی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور پیشگوئیوں سے انکار کرتے تھے اور آج وہ زمانہ ہے جو تمام پادری ہمارے سامنے کھڑے نہیں ہو سکتے۔ آسمان سے نشان ظاہر ہو رہے ہیں۔

اسکی غوثی آنکھ کی طرف توجہ دلائی تھی۔ یہ ممکن ہے کہ اُس نے اور وارث الدین اور پرمیداس نے فی الحقیقت ایسا یقین کر لیا ہو کہ نوجوان قتل کرنے کے ارادے سے آیا ہے اور اس سے اس امر کو تسلیم کرنے میں انکو خیال آیا ہو کہ وہ زبردستی صداقت کو نکال رہے ہیں۔ بعد ازاں اپنی غلطی پاکر اہول نے اس جھوٹے قصہ کو اور تفصیلات سے ارادہ کر لیا ہے کہ اس معاملہ کو برابر چلائیں گے اور باب ان ترغیبات کے جو ڈاکٹر کلارک کی موجودگی میں ہوئیں جنکی نسبت وہ بیان کرتا ہو کہ نہیں ہو سکتی ہیں یہ ممکن ہو کہ وہ اس وقت وقوع میں آئے ہوں جبکہ اسکی توجہ اور طرف مصروف تھی۔ وہ غالباً نوجوان کی نگرانی غور سے کر رہا تھا جسکو ارد گرد سے عبدالرحیم وارث دین اور پرمیداس گھیرے ہوئے تھے۔ اور ان تینوں میں سے میرا خیال ہو کہ کوئی نہ کوئی عبدالحمید کے کانوں میں پھونک دیتا تھا اور اسکو کوئی دیکھ نہیں سکتا تھا۔ خواہ کچھ ہی حقیقت ہو ہمیں بالکل یقین ہو کہ اگر عبدالحمید کو فی الحقیقت عبدالرحیم نے اپنے پہلے بیان کے کرنے میں درغلایا۔ ڈاکٹر کلارک کو دوران کارروائی میں کامل طور سے دھوکا دیا گیا ہے اور اُسے اپنی مصنوعی کارروائی سے بالکل اطلاع نہیں ہے۔ یہ بات بھی لکھنے کے قابل ہو کہ مرزا غلام احمد نے اس امر کو شادہ پیشانی سے مان لیا ہے اور عدالت میں ڈاکٹر کلارک کو ہر ایک قسم کی شمولیت سے مبرا قرار دیا ہے۔ شہادت میں بہت سی تحریری شہادت پیش کی گئی ہے جس میں سے کسی قدر متعلق سمجھی جاتی اگر اصل بیان جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے ثابت ہو جاتا۔ مرزا غلام احمد زور سے اس بات کا انکار کرتا ہو کہ اُس نے کبھی ڈاکٹر کلارک کے ضرر دہی کیلئے صریحاً یا کنایتاً کبھی کوئی پیشگوئی کی ہو وہ اُسے مسئلہ کی پیشگوئی میں جو مرتبہ

پیشگوئیاں ظہور میں آ رہی ہیں اور عوارق و گہل کو حیرت میں ڈال رہے ہیں۔ پس کیا ہی وہ انسان نیک قسم ہے کہ اب اُن انوار اور برکات سے فائدہ اٹھائے اور ٹھوکر نہ کھائے !!!

اور وہ حوادث ارضی اور سماوی جو مسیح موعود کے ظہور کی علامات ہیں وہ سب میرے وقت میں ظہور پذیر ہو گئی ہیں۔ مدت ہوئی کہ خسوف کسوف رمضان کے چہیتے میں ہو چکا ہے اور سارۃ ذوالحجین بھی نکل چکا۔ اور زلزلے بھی آئے اور مری بھی پڑی اور عیسائی

۱۱



کے بعد کی گئی تھی داخل نہیں سمجھتا اور نہ اس کا پیشگوئی میں کچھ اشارہ ہے جو اب بیان کی جاتی ہے کہ وہ ابھی باقی ہے اور جس کا انجام آتھم سے سوالہ دیا گیا۔ ۸۹۳ء کی ابتدائی پیشگوئی اس طرح ہے۔ (وہ فریق جو دانستہ جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور ضعیف انسان کو خدا بنارہا ہے ہلاک ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ اور) شخص جو سچے خدا کو مان رہا ہے بڑی عورت پائے گا۔ لفظ "ضعیف آدمی کو خدا بنانا" صاف طور سے فریق کا تعلق عیسائی گروہ سے ظاہر کرتے ہیں جس فریق میں سے ڈاکٹر کلاک بھی ہے اور قیاساً وہ شخص جس کا بعد ازاں ذکر ہے مرزا صاحب ہے۔ مرزا صاحب اس سے انکار کرتے ہیں کہ الفاظ فریق اور شخص کا اطلاق کسی خاص شخص پر تھا۔ اور بیان کرتے ہیں کہ ہر صورت میں صرف ان کا اشارہ عبدہ اللہ آتھم سے تھا نہ ڈاکٹر کلاک سے۔ ہم خیال کرتے ہیں کہ وہ الفاظ جو ان کی طرف سے استعمال کئے گئے ہیں اس بات کی تائید نہیں کرتے۔

عیسائی مذہب بڑے زور شور سے دنیا میں پھیل گیا۔ اور جیسا کہ آثار میں پہلے سے لکھا گیا تھا، بڑے تشدد سے میری تکفیر بھی ہوئی۔ غرض تمام علامات ظاہر ہو چکی ہیں اور وہ علوم اور معارف ظاہر ہو چکے ہیں جو دلوں کو حق کی طرف ہدایت دیتے ہیں۔

میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ قرآن شریف کی رو سے کوئی دعویٰ مامور من اللہ ہونے کا اکمل اور اتم طور پر اس صورت میں ثابت ہو سکتا ہے کہ جبکہ تین پہلو سے اس کا ثبوت

۱۰  
۳  
۱۱

چھ یہ ضرور نہیں کہ الہامی پیشگوئیوں کے پہلو کی فہم معلوم ہو جائے اسی لئے ہمارے خیال میں ابتدا سے یہی رہا کہ یہ پیشگوئی خاص آتھم کے متعلق ہو اور آتھم کے نام پر بار بار اشتہار جاری ہوئے اور اُنسی کو قسم کیلئے بلایا گیا بل جبکہ بعض اور عیسائین شریک بحث پر بھی اس پیشگوئی کا اثر پڑا تو یہ سمجھا گیا کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ بھی اسیں داخل ہونے کے درجہ اصل ابتدا سے ہمارا علم یہ تھا کہ اس پیشگوئی کا مصداق صرف آتھم ہے ہماری نیت میں کبھی کوئی اور نہ تھا۔ ان دوسروں پر ہم بے فائدہ دیکھ دینے پہنچے نہیں لکھا کہ جب کہ عبدہ اللہ آتھم اس پیشگوئی میں شریک ہے ایسا ہی دوسرے بھی شریک ہیں۔ اسی لئے ہماری پوری اور اصل توجہ صرف آتھم کی طرف رہی اور اب تک اُنسی کو اصل مصداق پیشگوئی کا سمجھنے میں اور اُنسی کے قسم کھانے اور آخر پیشگوئی کے موافق اُنسی کے فوت ہو جانے سے ہم نے غافلہ اٹھا یا نہ کہ دوسروں سے۔ منہ چلے

مگر معاد متعینہ گذر چکی ہے اور اب پیشگوئی غیر متعلق ہے۔ ایک اور پیشگوئی میں جس کی میعاد ستمبر ۱۸۹۷ء میں منقضی ہوگی غلام احمد (موٹے حروف میں) ڈاکٹر کلارک یا دیگر کسی پادری کو مباہلہ کے لئے طلب کرتے ہیں۔ وہ اپنے دل سے اُمید کرتے ہیں کہ ڈاکٹر کلارک منتخب ہوں اور وہ اُسے ذلیل سا بزدل آدمی کہتے ہیں۔ اگر ڈاکٹر کلارک شیطانی تدابیر کو اختیار کر کے بچنے کی کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ خود اپنے طور سے جھوٹ کی بھگنی کر دیگا۔ ڈاکٹر کلارک کہتا ہو کہ جھوٹ سے اسکی ہی ذات کی طرف اشارہ ہے اور یہاں جو جھوٹ کا لفظ ہے وہ اُس جھوٹ سے ملتا ہے جو ۱۸۹۳ء کی پیشگوئی میں درج ہے۔ مگر مرزا صاحب اس اتہام سے انکار کرتے ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ یہ پیشگوئیاں ٹیلیفک الہام کی طرح دو پہلو رکھتی ہیں اور اسی میں فائدہ ہے کہ وہ ایسی ہوں۔ مرزا صاحب کچھ مطلب بیان کرتے ہیں اور ڈاکٹر کلارک کچھ۔ اور اس صورت میں اس امر کا ثابت کرنا ناممکن ہے کہ ڈاکٹر کلارک کے معنی ٹھیک ہوں۔ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ انہوں نے ڈاکٹر کلارک کی موت کی نسبت کبھی کوئی پیشگوئی نہیں کی اور جس قدر مطبوعہ شہادت پیش کی گئی ہے ہم منجملہ اُسکے کسی میں بھی کوئی صاف اور صریح امر نہیں پاتے جس سے مرزا صاحب کے بیان کی تردید ہوتی ہو۔ غلام احمد نے اپنے اظہار میں بیان کیا ہو کہ اُنکو اُن حملات کا کچھ بھی علم نہیں ہے جو آئندہ کی جان پر کئے گئے۔ مگر کہا کہ لیکچرارم کی نسبت اُسکو علم تھا کہ وہ مرجائے گا۔ اور نیراُس نے دن اور گھنٹہ کی پیش از وقت اطلاع دیدی تھی۔ جہاں تک ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ

۲۶۱

ظاہر ہو۔ اول یہ کہ نصوص صریح اُس کی صحت پر گواہی دیں بیٹھ وہ دعوائے کتب اللہ کے مخالف نہ ہو۔ دوم میرے یہ عقلی دلائل اُس کے عویذ اور مصدق ہوں۔ تیسرے کہ یہ آسمانی نشان اُس مدعی کی تصدیق کریں۔ سو ان تینوں وجوہ استدلال کے رُو سے میرا دعویٰ ثابت ہے۔ نصوص حدیثیہ جو طالب حق کو بصیرت کامل تک پہنچاتی ہیں اور میرے دعویٰ کی نسبت اطمینان کامل بخشتی ہیں ان میں سے مسیح موعود اور مسیح بنی اسرائیل کا اختلاف حلیہ ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری کے صفحہ ۸۵۶ و ۸۵۷ و ۸۵۸ وغیرہ میں جو

۱۰۰  
۱۰۱  
۱۰۲  
۱۰۳  
۱۰۴  
۱۰۵  
۱۰۶  
۱۰۷  
۱۰۸  
۱۰۹  
۱۱۰  
۱۱۱  
۱۱۲  
۱۱۳  
۱۱۴  
۱۱۵  
۱۱۶  
۱۱۷  
۱۱۸  
۱۱۹  
۱۲۰  
۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰  
۱۴۱  
۱۴۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۱۴۵  
۱۴۶  
۱۴۷  
۱۴۸  
۱۴۹  
۱۵۰  
۱۵۱  
۱۵۲  
۱۵۳  
۱۵۴  
۱۵۵  
۱۵۶  
۱۵۷  
۱۵۸  
۱۵۹  
۱۶۰  
۱۶۱  
۱۶۲  
۱۶۳  
۱۶۴  
۱۶۵  
۱۶۶  
۱۶۷  
۱۶۸  
۱۶۹  
۱۷۰  
۱۷۱  
۱۷۲  
۱۷۳  
۱۷۴  
۱۷۵  
۱۷۶  
۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰

سے تعلق ہے ہم کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ غلام احمد سے حفظ امن کے لئے ضمانت لیجائے یا یہ کہ مقدمہ پولیس کے سپرد کیا جائے۔ لہذا وہ بری کئے جاتے ہیں۔ لیکن ہم اس مقدمہ پر ہرگز غلام احمد کو بذریعہ تحریری نوٹس کے جسکو انہوں نے خود پڑھ لیا اور اسپر دستخط کر دیئے ہیں باضابطہ طور سے متنبہ کرتے ہیں کہ ان مطبوعہ دستاویزات سے جو شہادت میں پیش ہوئی ہیں یہ ظاہر ہوتا ہو کہ اُس نے اشتعال اور غصہ دلائیوالے رسالے شائع کئے ہیں جن کو ان لوگوں کی ایذا متصور ہے۔ جسکے مذہبی خیالات اُسکے مذہبی خیالات سے مختلف ہیں۔

مسیح موعود کے بارے میں حدیث ہے جس میں یہ بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو عالم کشف میں خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا اسمیں اُس کا علیہ یہ لکھا ہے کہ وہ گندم گول تھا اور اُسکے بال گھونگروالے نہیں تھے بلکہ صاف تھے۔ اور پھر اصل مسیح علیہ السلام جو اسرائیلی نبی تھا اُسکا علیہ یہ لکھا ہے کہ وہ سرخ رنگ تھا جسکے گھونگروالے بال تھے۔ اور صحیح بخاری میں جا بجا یہ التزام کیا گیا ہو کہ آنیوالے مسیح موعود کے علیہ میں گندم گول اور سیدھے بال لکھ دیا ہو اور حضرت عیسیٰ کے علیہ میں جا بجا سرخ رنگ اور گھونگروالے بال لکھ گیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنیوالے مسیح موعود کو ایک علیحدہ انسان قرار دیا ہے اور اسکی صفت میں اُمّا مکر منکر بیان فرمایا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو علیحدہ انسان قرار دیا ہے۔ اور بعض مناسبات کے لحاظ سے عیسیٰ بن مریم کا نام دونوں پر اطلاق کر دیا ہے۔

اور ایک اور بات غور کرنے کے لائق ہے اور وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

چچہ یہ حکم بری کرنے کا جو ۲۴ اگست ۱۸۹۶ء کو مشرٹ فیض کی قلم سے نکلا اور یہ نوٹس جو بطور تہدید لکھا گیا یہ دونوں باتیں ایسی ہیں جن سے ہماری جماعت کو فائدہ اٹھانا چاہیے کیونکہ ان کو ایک مدت پہلے خدا تعالیٰ سے الہام پاکر ان دونوں باتوں کی تردید کی تھی۔ اب انہیں سوچنا چاہیے کہ کیونکر ہمارے خدا نے یہ دونوں غیب کی باتیں پیش از وقت اپنے بندہ پر ظاہر کر دیں۔ جن لوگوں نے یہ نشان بیچشم خود دیکھ لیا چاہیے کہ وہ ایمان اور تقویٰ میں ترقی کریں اور خدا کے نشانوں کو دیکھ کر غفلت میں زندگی بسر نہ کریں۔ منہ

جو اثر کہ اُسکی باتوں سے اُسکے بے علم مُریدوں پر ہوگا اُسکی ذمہ داری انہی پر ہوگی اور ہم نہیں متنبہ کرتے ہیں کہ جب تک وہ زیادہ تر میانہ روی کو اختیار نہ کریں گے وہ قانون کے رُوسِ بچ نہیں سکتے۔ بلکہ اُسکی زد کے اندر آجاتے ہیں۔ دستخط ایم ڈگلس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور ۲۳ اگست ۱۹۸۷ء  
یہ تمام مقدمہ جو معہ رائے حاکم لکھا گیا ہے اس میں غور کرنے سے ظاہر ہے کہ عیسائیوں کی طرف سے

۲۱۲

جہاں مسیح موجود کا ذکر کیا ہے اس جگہ صرف اسی پر کفایت نہیں کی کہ اُس کا حلیہ گندم گوں اور صاف بال لکھا ہے بلکہ اُسکے ساتھ دجال کا بھی جا بجا ذکر کیا ہے۔ مگر جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کا ذکر کیا ہے وہاں دجال کا ساتھ ذکر نہیں کیا پس اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں عیسیٰ بن مریم دو تھے۔ ایک وہ جو گندم گوں اور صاف بالوں والا ظاہر ہونے والا تھا جسکے ساتھ دجال ہے۔ اور دوسرا وہ جو سُرخ رنگ اور گھونگر یا لے بالوں والا ہے اور بنی اسرائیلی ہے جسکے ساتھ دجال نہیں اور یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شامی تھے اور شامیوں کو آدم یعنی گندم گوں ہرگز نہیں کہا جاتا مگر ہندیوں کو آدم یعنی گندم گوں کہا جاتا ہے۔ اس دلیل سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ گندم گوں مسیح موجود جو آنے والا بیان کیا گیا ہے وہ ہرگز شامی نہیں ہے بلکہ ہندی ہے۔

۲۱۳

اس جگہ یاد رہے کہ نصاریٰ کی تواریخ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ گندم گوں نہیں تھے بلکہ عام شامیوں کی طرح سُرخ رنگ تھے۔ مگر آنے والے مسیح موجود کا حلیہ ہرگز شامیوں کا حلیہ نہیں ہے۔ جیسا کہ حدیث کے الفاظ سے ظاہر ہے۔

اور منجملہ اُن دلائل کے جو نصوص حدیثیہ سے صحت و صدق دعویٰ اس راقم پر قائم ہوئے ہیں وہ حدیث بھی ہے جو مجددوں کے ظہور کے بارے میں ابوداؤد اور مستدرک میں موجود ہے یعنی یہ کہ اس امت کے لئے ہر ایک صدی کے سر پر مجدد پیدا ہوگا اور ان کی ضرورتوں

یہ ایک بناوٹ تھی جسکو صاحب مجسٹریٹ ضلع نے بخوبی دریافت کر لیا اور ہر ایک شخص جو اس تحریر پر غور کریگا اور اس مقدمہ کو اول سے آخر تک غور سے پڑھیں گادہ دلی یقین سے سمجھ لیگا کہ ان لوگوں نے جو مسیح کے خون سے پاک ہو جانے کا دعویٰ کرتے ہیں کیونکہ ایک ناحق کے خون کیلئے پختہ سازش کی تھی۔ یہ ظاہر ہے اور ڈاکٹر کلاک کو اس بات کا اقرار ہو کہ جب انہوں نے ایک عیسائی

کے موافق تجدید دین کریگا۔ اور فقہی مجد دلہا جو حدیث میں موجود ہے یہ صاف بتلا رہا ہے کہ ہر ایک صدی پر ایسا مجد آئے گا جو مفاسد موجودہ کی تجدید کریگا۔ اب جب ایک منصف غم سے دیکھے کہ چودھویں صدی کے سر پر کون سے سخت خطرناک مفاسد موجود تھے جن کی تجدید کے لئے مجد میں لیاقتیں چاہئیں۔ تو صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ بہت بڑا فتنہ جس سے لاکھوں انسان ہلاک ہو گئے پادریوں کا فتنہ ہے۔ اور اس سے کوئی عقلمند اور درد خواہ اسلام کا انکار نہیں کریگا کہ اس صدی کے مجد کا بڑا فرض یہی ہونا چاہیے کہ وہ کسر صلیب کرے اور عیسائیل کی جھوٹوں کو ناپود کر دیے۔ اور جبکہ چودھویں صدی کے مجد کا کسر صلیب فرض رکام ہوا تو اس سے ماننا پڑا کہ وہی مسیح موعود ہے۔ کیونکہ حدیثوں کی رو سے مسیح موعود کی بھی یہی علامت ہو کہ وہ صدی کا مجد ہوگا اور اس کا کام یہ ہوگا کہ کسر صلیب کرے۔ بہر حال اس وقت کے مولوی اگر دیانت اور دین پر قائم ہو کر سوچیں تو انہیں ضرور اقرار کرنا پڑے گا کہ چودھویں صدی کے مجد کا کام کسر صلیب ہی۔ اور چونکہ یہ وہی کام ہے جو مسیح موعود سے مخصوص ہے اسلئے بالضرورت یہ قیہ نکلتا ہو کہ چودھویں صدی کا مجد مسیح موعود چلے جائے۔ اور اگرچہ چودھویں صدی میں فسق و فجور بھی مثل شراب خوردی و زنا کاری وغیرہ بہت پھیلے ہوئے ہیں مگر بنور نظر معلوم ہوگا کہ ان سب کا سبب ایسی تعلیمیں ہیں جن کا یہ مدعا ہے کہ ایک انسان کے خون نے گناہوں کی باز پرس سے کفایت کر دی ہے۔ اسی وجہ سے ایسے جرائم کے ارتکاب میں یورپ سب سے

۱۰

عبدالرحیم نام کو عبدالحمید کا حال دریافت کرنے کے لئے میرے پاس بھیجا تو میں نے اسکی نسبت کچھ بھی اخفا نہیں کیا بلکہ ظاہر کر دیا کہ وہ اچھا آدمی نہیں اور جو اپنا نام ریا رام بیان کرتا ہے یہ بیان سراسر جھوٹ ہے۔ اب عقلمند اسی بات سے سمجھ سکتا ہے کہ اگر میں نے حقیقت عبدالحمید کو خون کرنے کے لئے بھیجا تھا تو پھر میں اسکی چال چلن سے کیونکر ڈاکٹر کلارک کو متنبہ کرتا۔ ماسوا

بڑھا ہوا ہے۔ پھر ایسے لوگوں کی مجاورت کے اثر سے عموماً ہر ایک قوم میں جے قیدی اور آزادی بڑھ گئی ہے۔ اگرچہ لوگ بیماریوں سے ہلاک ہو جائیں۔ اور اگرچہ وہ اُنکو کھا جائے مگر کسی کو خیال بھی نہیں آتا کہ یہ تمام عذاب شامت اعمال سے ہے۔ اسکی کیا وجہ ہے؟ یہی تو ہے کہ خدا اُقلے کی محبت ٹھنڈی ہو گئی ہے۔ اور اُس ذوالجلال کی عظمت دلوں پر سے گھٹ گئی ہے۔ غرض جیسا کہ کفر ارہ کی بیقیدی نے یورپ کی قوموں کو شراب خواری اور ہر ایک فسق و فجور پر دلیر کیا۔ ایسا ہی اُن کا نظارہ دوسری قوموں پر اثر انداز ہوا۔ اس میں کیا شک ہے کہ فسق و فجور بھی ایک بیماری متعدی ہے۔ ایک شریف عورت کج رویوں کی دن رات صحبت میں رہ کر اگر صریح بدکاری تک نہیں پہنچے گی تو کسی قدر گندے حالات کے مشاہدہ سے دل اُس کا ضرور شراب ہو گا۔ غرض صلیبی عقیدہ ہی تمام بیقیدیوں اور آزادیوں کی جڑ ہے اور اس میں کچھ بھی کلام نہیں کہ وہ عقیدہ ان ملکوں میں نہایت خطرناک طور پر پھیل رہا ہے اور کی لاکھ تک اُن لوگوں کا شمار پہنچ گیا ہے کہ جو پادریوں کے دام میں آکر جو ہر ایمان کھو بیٹھے ہیں اور یا پوشیدہ مرتد ہو کر متلاشیوں کے رنگ میں پھرتے ہیں اسلئے خدا تعالیٰ کی غیرت اور رحمت نے چاہا کہ صلیبی عقیدے کے زہرناک اثر سے لوگوں کو بچاؤ اور جس دجالیت سے انسان کو خدا بنایا گیا ہے۔ اس دجالیت کے پردے کھول دیوے اور چونکہ چودھویں صدی کے شروع تک یہ بلا کمال تک پہنچ گئی تھی۔ اسلئے اللہ تعالیٰ کے فضل اور عنایت نے چاہا کہ چودھویں صدی کا مجدد

۱۰۰

اسکے عدالت میں یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ عبد الحمید براہ راست ڈاکٹر کھارک کے پاس نہیں گیا تھا بلکہ اقل نور الدین عیسانی کی چٹھی لیکر پادری گرے کے پاس گیا تھا۔ اگر اصل مقصد اُس کا ڈاکٹر کھارک کو قتل کرنا ہوتا تو پادری گرے کے ساتھ اُس کا کیا کام تھا۔ عدالت میں

کسر صلیب کو نبوالا ہو۔ کیونکہ محمد بطور طبیب کے ہے اور طبیب کا کام یہی ہے کہ جس بیماری کا غلبہ ہو اُس بیماری کی قلع قمع کی طرف توجہ کرے۔ پس اگر یہ بات صحیح ہے کہ کسر صلیب مسیح موعود کا کام ہے تو یہ دوسری بات بھی صحیح ہے کہ چودھویں صدی کا مجدد جس کا فرض کسر صلیب ہے مسیح موعود ہے۔

لیکن اسبجاء طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسیح موعود کو کیونکر اور کن وسائل سے کسر صلیب کرنا چاہیئے؟ کیا جنگ اور لڑائیاں سے جس طرح ہمارے مخالف مولویوں کا عقیدہ ہے؟ یا کسی اور طور سے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مولوی لوگ (خدا انکے حال پر رحم کرے) اس عقیدہ میں سراسر غلطی پر ہیں۔ مسیح موعود کا منصب ہرگز نہیں ہے کہ وہ جنگ اور لڑائیاں کرے بلکہ اُس کا منصب یہ ہے کہ حج عقلیہ اور آیات سماویہ اور دُعا سے اس فتنہ کو فرو کرے۔ یہ تین ہتھیار خدا تعالیٰ نے اُس کو دیئے ہیں اور تینوں میں ایسی اعجازی قوت رکھی ہے جس میں اُس کا غیر ہرگز اُس سے مقابلہ نہیں کر سکیگا۔ آخر اسی طور سے صلیب توڑا جائے گا۔ یہاں تک کہ ہر ایک محقق نظر سے اسکی عظمت اور بزرگی جاتی رہے گی اور رفتہ رفتہ توحید قبول کرنے کے وسیع دروازے کھلیں گے۔ یہ سب کچھ تدریجاً ہوگا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے سارے کام تدریجی ہیں۔ کچھ ہماری حیات میں اور کچھ بعد میں ہوگا۔ اسلام ابتدا میں بھی تدریجاً ہی ترقی پذیر ہوا ہے اور پھر انتہا میں بھی تدریجاً اپنی پہلی حالت کی طرف آئیگا۔

بعض نادان مولوی کہتے ہیں کہ ”اب تک تم نے کوئی کسر صلیب کی؟“ پس انکو یاد رہے

یہ بھی ثابت ہو گیا کہ عبد الحمید نے جو اپنا نام بدایا صرف اس غرض سے تھا کہ گجرات کے مشن سے وہ بوجہ بد چینی نکلا گیا تھا۔ اور اسکو اندیشہ تھا کہ اگر میں اصل نام بیان کروں تو پھر مجھے نہیں لینگے اور اُس کا عیسائی ہونا محض کھانے پینے کے لئے تھا۔ اور عدالت میں یہ بھی ثابت ہو گیا کہ

کہ نشان ظاہر ہوئے اور پیشگوئیاں ظہور میں آئیں اور پادریوں کا منہ بند کیا گیا۔ اور اگر وہ حیا سے کام لیں تو آئندہ اعتراض کی انکو جگہ نہ رہے۔ اور قرآن کی اعلیٰ تعلیم نے جو میری طرف کی بیان کی گئی بڑے بڑے جلسوں میں لوگوں کا سر جھکا دیا۔ اور عیسائی مذہب کے اصول کو ایسے طور سے توڑا گیا کہ کبھی کسی کو پہلے اس سے میسر نہ آیا۔ بھلا اگر صحیح نہیں ہو تو ہمارے مخالف مولوی پادری صاحبوں کی طرف سے کیل بنکر کوئی ایک سوال اُن کا تو ایسا پیش کریں جسکو ہم نے براہین قطعیہ سے کالعدم نہیں کر دیا۔ یا یہی دکھادیں کہ ہم سے پہلے اس تحقیقی طور سے کبھی کسی نے جواب دیا تھا۔ ان لوگوں کو خدا تعالیٰ سے شرم کرنی چاہیئے۔ کہا شک اور کینک سچائی سے لڑینگے !!

اذ آنجلہ نصوص حدیثیہ میں ایک دلیل مسیح موعود کے زمانہ کی یہ لکھی ہے کہ اُس کے ظہور سے پہلے زمین ظلم اور جور سے بھری ہوئی ہوگی اور پھر وہ مہدی موعود عدل اور انصاف سے زمین کو پر کرے گا اور وہ روشن پیشانی اور اونچی ناک والا ہوگا۔ کذا فی مشکوٰۃ رواہ ابو داؤد و الاحکام ایضاً۔ اب ظاہر ہے کہ اس زمانہ میں ہر ایک قسم کے ظلم یعنی محصیت اور افراط اور تفريط اور فسق اور فجور کو زمین بھری ہوئی ہو اور زمین کی تمام تاریکیاں زور کے ساتھ جوش مار رہی ہیں لکن دلوں پر دنیا اور دنیا کی خواہشیں اس درجہ پرخال ہیں کہ گویا انہیں خدا تعالیٰ کی جگہ کچھ بھی باقی نہیں رہی نہ زبانوں میں تقویٰ باقی

وہ دشمن لوگ اُس مضمون کو پڑھیں جو موتسو کے جلسہ میں میری طرف سے پڑھا گیا تھا جو تمام قوموں کی تقریروں کے ساتھ کتاب کے طور پر شائع ہو چکا ہے تا معلوم ہو کہ کیسے کیسے سعادت قرآنی نکات فرقائی اس میں لکھے گئے ہیں جو بطور عجاظ مانے گئے۔ ص ۸۸



اُسکے بیان میں بہت تناقض تھا اور یقینی طور پر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہر روز اُسکو سکھایا جاتا ہو۔  
 ان ہی تمام وجوہات اور خود اُسکے اقرار سے مقدمہ کی اصلیت یہ ثابت ہوئی کہ عبد الرحیم اور وارث دین  
 وغیرہ عیسائیوں کی تعلیم سے یہ مقدمہ کھڑا کیا گیا تھا۔ لیکن اشدّ جل شانہ کا شکوہ ہے کہ اُس نے اُسکی

۲۶۷

سے نہ آنکھوں میں نہ کانوں میں اور انسانی جذبات کا سیلاب زور سے بہہ رہا ہے نہ ایمانی حالتیں  
 درست ہیں نہ عملی۔ اخلاقی بصیرتیں گم ہیں۔ فراستیں معقود ہیں۔ محبت الہی اور دُعاؤں اور وہ  
 ذوق اور وہ غربت اور انکسار اور تقویٰ اور خوف اور شوق اور صدق اور استبازی جو قرآن نے  
 سکھائی تھی۔ محذوم کی طرح ہو گئی ہے۔ مخلوق پرست شرک پھیلانے میں سرگرم ہیں۔ اور  
 فاسق لوگ جاہل فسق کی دوکانیں کھولے بیٹھے ہیں اور ایمان ایک ایسی چیز ہو گئی ہے جو صرف  
 زبانوں میں اس کا دعویٰ رہ گیا ہے۔ اَلَا تَعْلَمُ مَنْ الْعِبَادُ سِوَهُ حَقِیْقَتِ یہ وہی زمانہ ہے جو حدیث  
 کے منشاء کے موافق ہوئے تھے۔ جس میں ہر ایک قسم کا گناہ اور ہر ایک قسم کی بدکاری اور ہر ایک قسم کی  
 بد اعتقادی پھیل گئی ہے اور شرک جو ظلم عظیم ہے اس کا جھنڈا نہایت زور سے کھڑا کیا گیا ہے۔  
 اور یہ حدیث نہایت وضاحت سے بیان کر رہی ہے کہ حالت موجودہ کا ظلم اور جہد جس طرز کا  
 ہو گا اُنسی کی اصلاح کے لئے وہ جہد ہی موعود آئے گا۔ اور یہ جو روشن پیشانی اور اونچی ناک والا  
 اُسکو دکھائے یہ علامت صرف ظاہری حلیہ تک محدود نہیں کیونکہ اس ظاہری حلیہ میں تو  
 ہزاروں انسان شریک ہیں بلکہ اسجملہ علاوہ اس ظاہری علامت کے ایک باطنی حقیقت  
 بھی مراد ہے اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ اُسکی پیشانی میں ایک نور صدق رکھ دے گا جو دلوں کو اپنی  
 طرف کھینچے گا اور اُسکی ناک میں کبریائی کی ایک علامت ہوگی جو بلندی ناک سے مشابہ ہے۔  
 اور کبریائی یہ ہے کہ اس کا رُعب اور اُس کی عظمت دلوں میں خدائی سیاست ڈالے گی۔ اور اگرچہ یہ  
 دونوں علامتیں خدا تعالیٰ کے ہر ایک خاص بندے میں ہوتی ہیں مگر حدیث کا مطلب یہ ہے کہ  
 جہد ہی موعود میں نہایت قوت سے اور نمایاں طور پر پائی جائیں گی۔ اُسکی پیشانی کا نور کثرت سے  
 لوگوں کو اپنی طرف کھینچے گا۔ یہاں تک کہ نادان خیال کیونکے کہ شاید یہ شخص ساحر ہے۔ ایسا ہی  
 اُس کا رُعب بشارت مخالفوں پر پڑے گا۔ اور کبریائی کی علامت جس کا مظہر ناک ہے۔ نہایت

۲۶۸

یہ دونوں علامتیں ظاہری طور پر بھی میرے ہادی جناب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جمال پر انوار کی  
 رونق اندیش کو دو بالا کر رہی ہیں۔ فذہامی والی۔ خاک کاغذ۔

۲۶۵ اصلیت حکام پر کھول دی اور مجھے پہلے سے بذریعہ الہام اطلاع دیدی تھی کہ ایسا مقدمہ ہو گا اور آخر تمہیں بری کیا جائیگا۔ اور وہ الہامات اسوقت میں نے اپنی جماعت میں شائع کئے جبکہ

جلال سے ظاہر ہوئی۔ وہ اپنی کبریائی کے استغنا کے سبب بلند مزاجی دکھائیگا اور شریوں کے آگے تذلل نہیں کریگا اور آخر شریہ خود تذلل ظاہر کریگے۔

۲۶۵ اسجگہ یاد رہے کہ آج سے اٹھارہ برس پہلے براہین احمدیہ میں ان دونوں علامتوں کی طرف الہام الہی میں اشارہ کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ایک الہام یہ ہے کہ القیت علیک محبتہ منیٰ یعنی میں نے اپنی طرف سے کشش محبت کا نشان تجھ میں رکھ دیا ہے کہ جو شخص تعصب غلی ہو کر تجھے دیکھے گا وہ بالطبع تجھ سے محبت کریگا اور تیری طرف کھینچی جائیگا۔ اور دوسرے الہام ہے کہ نصرت بالرعب یعنی تجھ میں ایک علامت رعب بھی رکھ دی ہے اور سوچنے والے اور موجودہ حالات کو دیکھنے والے خوب جانتے ہیں کہ یہ دونوں علامتیں اس بندہ حضرت عزت میں پوری ہوتی جاتی ہیں۔ اکثر نیک دل آٹھی کھینچے جا رہے ہیں اور مخالفوں پر دن بدن رعب زیادہ ہو رہا ہے وہ اپنے ارادوں سے نوامید ہوتے جاتے ہیں اور بعض تو بہ کرتے جاتے ہیں۔

اور منہلہ نصوص حدیثیہ کے ایک وہ دلیل ہے جو مسلم نے لکھی ہے یعنی یہ کہ لو کان الدین عند الثریا لذلک بہ رجل من فارس یعنی اگر دین ثریا کے پاس بھی ہو تب بھی ایک مرد فارس میں سے اُسکو لے آئیگا۔ یہ حدیث صحت و دلالت کرتی ہے کہ اسلام پر ایک ایسا زمانہ آئیوالا ہے کہ جب دین اور علم اور ایمان میں ضعف آجائے گا۔ اور جو دور ظلم زمین پر پھیل جائے گا اور اسوقت ایک شخص فارسی الاصل پیدا ہو گا جو اُسکو پھر زمین پر واپس لائے گا۔ اور ابھی گذشتہ حدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ وہ شخص جس کے ہاتھ سے ہر ایک قسم کے ظلم اور فسق زوال پذیر ہونگے وہی مہدی موعود ہے اور حدیث کا مہلکی الا علیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ وہی مسیح موعود ہے اور اب اس حدیث سے معلوم ہوا کہ

مقدمہ کا ابھی نام و نشان نہ تھا۔ ہماری جماعت کا غالباً دو سو کے قریب ایسا آدمی ہوگا جن کو پیش از وقت اُن الہامات کی خبر مل گئی تھی۔ سو وہ مقدمہ اور وہ ابتلا تو ختم ہو گیا اور اُس کا نتیجہ ایک عظیم الشان پیشگوئی اور نصرت الہی کا نشان رہ گیا جو ہمیشہ بطور یادگار رہیگا۔ اس جگہ ہمیں اپنی

وہ مسیح موعود فارسی الاصل ہوگا۔ سو غور کرنے والے کے لئے اس مقام میں نہایت بعصیرت حاصل ہوتی ہے اور تمام حدیثیں ہر ایک قسم کے تناقض سے صاف ہو کر نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ شخص جو پھر آسمان سے ایمان اور دین اور علم کو واپس لائے گا یعنی دوبارہ دُنیا کو طرح طرح کے نشاںوں سے خدا پرستی یقین بخشنے گا اور ایمانوں کو قوی کرے گا اور عقائد کی تصحیح کرے گا اور قرآن کے حقائق و معارف سمجھائے گا وہ فارسی الاصل ہوگا اور وہی مسیح موعود ہوگا۔ اور حدیث بخاری اور بوداؤ سے ثابت ہو چکا ہے کہ اُس کا زمانہ وہ ہوگا کہ جب دُنیا میں سب سے زیادہ نصاریٰ کی سلطنت کی شکست و نشان بڑھی ہوئی ہوگی اور اکثر ملک اُنکے تصرف میں ہوں گے۔ اور صحیح بخاری اور مسلم میں یہ حدیث بھی ہے کہ وہ نہ ہتھیارا اُٹھائے گا اور نہ لڑائی کرے گا بلکہ سچے سچے نشان اور براہین عقلیہ سے غیر ملکیوں کو ہلاک کر دیگا۔ اور اُس کا حربہ آسمانی ہوگا نہ زمینی۔ سو شکر کرو کہ تمہارے وقت میں اور تمہارے ملک میں خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ پورا ہوا۔ اُن لوگوں کو کیا ایمان نفع دیگا جو پوری روشنی کے بعد اُٹھیں گے۔ حدیث میں اُسی فارسی الاصل کی طرف اشارہ ہو جس کا ذکر آج سے اٹھارہ برس پہلے بابین احمد میں خدا تعالیٰ کے الہام نے کر دیا ہے اور وہ یہ ہے انا فتحنا لک فتحاً مبیناً۔ فتح الولی فتح وقریناہ بنحیا۔ اشیع الناس۔ ولوکان الایمن معلقاً بالثریا لئلاہ انار اللہ عرہانہ۔ یا احمد فاضت الرحمة علی شفیعک .... ائی رافضک الملق والقیق علیک محبة منی .... خذوا التوحید التوحید یا ابنو الفارس ویشل الذین آمنوا ان لہم قدم صدق عند ربہم۔ واتل علیہم ما اوحی الیک من ربک ولا تمتر خلق اللہ ولا تستم من الناس۔ اصحاب النصفہ وما ادراک ما اصحاب

محسن گورنمنٹ کاشیگر اور ان کا ضروری ہے کہ باوجودیکہ مقدمہ پادریوں کی طرف سے تھا مگر محسٹریٹ ضلع نے جو ایک انگریز تھا ہرگز وہ اندر رکھا کہ ایک ذرہ پادریوں کی رعایت کی جائے اور جو کچھ انصاف کا تقاضا تھا وہی کیا اور اس کی بصیرت اور فراست نے فی الفور دریافت کر لیا کہ

الصَّغَةِ - تَرَىٰ اَعِيْنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ - يَصْلُوْنَ عَلَيْهِ - رَبَّنَا اِنْتَا سَمْعُنَا حَمْدًا يٰ  
يُنَادِي لِلْاِيْمَانِ وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ وَمَوَاجِهًا لِّلْاِيْمَانِ - اَصْلُوْا - دِيْخُوْهُ مَغْرِبًا ۲۴۲-۲۴۳ بَابُ اِحْمَدِيَّةِ  
ترجمہ - ہم نے تجھے کھلی کھلی فتح دی ہے یعنی دینگے - ولی کی فتح ایک بزرگ فتح ہو اور ہم نے اُس پر اپنا مقرب  
اور راز دار بنایا جو وہ سب سے زیادہ بہادر ہے - اگر ایمان ثریا پر ہوتا تو وہاں سے لے آتا - خدا اُس کے  
بُربان کو روشن کرے گا - اسے اسد تیرے لبوں پر رحمت جاری ہے - میں تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا اور  
اپنی محبت تیرے پر ڈالوں گا - یعنی لوگ ایک روحانی کشش سے تجھ سے محبت کریں گے اور تیری طرف پھینچے  
جائیں گے - توحید کو پکڑو - توحید کو پکڑو دے غار کے بیٹو - اور انکو خوشخبری دے جو تجھ پر ایمان لاتے ہیں کہ  
وہ خدا کے نزدیک صادق ٹھہر گئے اور انکا صدق قدم ثابت ہو اُنکو اکو میرے الہامات سُننا - اور  
مخلوق اللہ سے منہ بہ مت پھیر اور انکی ملاقات سے مت ملل ہو - یعنی وہ وقت آتا ہے کہ وہ کثرت سے  
اور فوج در فوج تیرے پاس آئیں گے سو خلق اور برداشت سے انکی ملاقات کرنا - اور پھر فرمایا کہ انہیں سے  
ایک گروہ ہو گا جو اکثر حاضر رہیں گے جن کا نام خدا تعالیٰ کے نزدیک اصحاب الصّفہ ہے اور تو کیا مانتا  
ہے کہ اصحاب الصّفہ کیا چیز ہیں یعنی انکی شان بہت بڑی ہے - تو دیکھ لے گا کہ اکثر اوقات انکی آنکھوں  
سے آنسو جاری ہونگے اور پھر درود بھیجیں گے یعنی جبکہ وہ کوئی محنت کئے اور معاف اور حقائق سنیں گے یا  
نشان دیکھیں گے یا افشاح اور یقین کی حالت اپنے غلبہ کرے گی تو وہ محنت اور تودد کے جوش سے تجھ پر  
درود بھیجیں گے اور تیرے حق میں دعا کریں گے یہ کہتے ہوئے کہ اے ہمارے رب ہم نے ایک نادی کر نیوالے  
کی آواز سنی جو ایمان کیلئے منادی کرتا ہے اور خدا کی طرف بلاتا ہے اور چراغ روشن ہے - (لکھ لیں)

ان الہامات میں صاف طور پر بتلادیا کہ بڑا کام تمہارا ایمان کی منادی ہو اور حدیث میں ثابت  
ہو چکا ہے کہ اُس فاسی الاملاں کو یہی سخت ضرورت پیش آئے گی کہ لوگوں کو ایمان تازہ ہو اور اُسکو قدرت  
دی جائے گی کہ اگر اسے تازہ بھی ہو کہ ایمان بکلی زمین پر سے معدوم ہو جائے تب بھی وہ ایمان کو آسمان سے

یہ سراسر عیسائیوں کی بناوٹ ہو۔ ایسا ہی کیتان لیما ریچڈ صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس گورنمنٹ ہسپتال اپنی عقلندی سے فی الفور سمجھ لیا کہ یہ تمام منصوبہ پہلے اصل اور جھوٹا جو اور باوجودیکہ مقدمہ ایک مذہبی رنگ میں تھا مگر انہوں نے نہ جاننا کہ انصاف کو ہاتھ سودیکر اور مذہبی تعصب کا کام لیکر کسی پر ظلم کریں لیکن افسوس کہ شیخ محمد حسین بٹالوی نے مسلمان کہلا کر اس جھوٹے مقدمہ کی تائید کی اور خود بڑے جوش و کراہٹ لڑ کر کاواہ منکر عدالت میں آیا لیکن عدالت نے اس کے بیان کو ایک ذرہ عورت کی نگاہ سے نہ دیکھا بلکہ کسی کی درخواست پر سخت جھڑکیاں دیں اور نہایت ناراضگی ظاہر کی کہ تو نے اپنی حیثیت بڑھ کر کسی ملنے کا کیوں سوال کیا پس یہ بھی خدا تعالیٰ کا ایک نشان تھا کہ ایک ایسا شخص جو میری ذات کی خواہش رکھتا تھا اسکو عین عدالت میں سخت ذلت پیش آتی گویا دروازہ گیر مار پڑی۔ اس جگہ یہ بات بھی دوبارہ بیان کرنی کے لائق ہے کہ ڈاکٹر کلاڑکے کی طرف یہ بیان کیونکر عدالت کو پیش کیا ہوا تھا کہ گویا ہماری طرف سے عیسائیوں کے مقابل پر سخت الفاظ استعمال ہوتے ہیں ایسے جہر عدالت نے آئندہ کے لئے بذریعہ نوٹس یہ ہدایت کی تھی کہ ایسے الفاظ پھر استعمال نہ ہوں میں نے اُنسی وقت صاحب مجسٹریٹ ضلع کو یہ کہا تھا کہ میری طرف سے کوئی سختی ابتدائی طور پر نہیں ہونی بلکہ پادری صاحبوں کی طرف سے سختی ہونی ہو۔ اور میں نے یہ بھی کہا کہ اس وقت کسی ایسے عیسائی کتابوں کے میرے پاس موجود ہیں جن میں

دائیں لائیگا۔ ان حدیثوں میں یہ بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ اُسکے اوائل زمانہ میں ایمانی حالت لوگوں کی نہایت ہی گری ہوئی ہوگی اور وہ اسلئے آئیگا کہ پھر دوبارہ بڑی طاقت اور قوت اور نشانوں کے ساتھ اس حالت کو دہرائیں قائم کرے تہذیب و تمدن میں گئے نہ صلیب دہریگی اور سمجھ رادلوں پر سے اُنسی عظمت اُٹھ جائیگی اور یہ سب باتیں باطل دکھائی دینگی اور سچے خدا کا پھر چہ نمایاں ہو جائیگا مگر یہ نہیں کہ دنیا کی جنگوں کی طرح مسیح موجود کوئی جنگ کر لگایا دنیا کے ہتھیاروں کی طرف جاہت پڑیگی بلکہ خدا اپنے بزرگ نشانوں کے ساتھ اور اپنے نہایت پاک معارف کیساتھ اور نہایت قوی دلائل کیساتھ دلوں کو اسلام کی طرف پھیر دینگا اور وہی منکر رہ جائیگا جسکے دل مسخ شدہ ہیں۔ خدا ایک ہوا چلائیگا جس طرح موسم بہار کی ہوا چلاتی ہے اور ایک رُوحانیت آسمان سے نازل ہوگی اور مختلف بلاد و ممالک میں بہت جلد پھیل جائیگا اور جس طرح بجلی مشرق اور مغرب میں اپنی چمک ظاہر کرتی ہے ویسا ہی اُس رُوحانیت کے ظہور کے وقت ہوگا۔ تب جو

۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

عیسائی صاحبان نے نہایت زیادتی کی ہو۔ لیکن چونکہ صاحب مجسٹریٹ صلح اس وقت مقدمہ تم کر چکے تھے اسلئے میرے جواب کا وقت نہیں ہوا تھا۔ اسی لڑائی میں نے مناسب سمجھا کہ محض حکام کی آگاہی کیلئے اور سرسبز کیلئے سے نمونہ کے طور پر وہ سخت الفاظ جو اسلام کے مقابل پر پادری صاحبان اور آریہ صاحبان استعمال کرتے ہیں اس کتاب میں کسی قدر لکھوں مگر میں اس وقت بطور نصیحت اپنی جماعت کو خصوصاً اور تمام مسلمانوں کو عموماً کہتا ہوں کہ وہ اس طریق سخت گوئی کو اپنے تئیں بچاویں اور غیر قوموں کی باتوں پر پورے صبر و بردباری سے صبر کر کے اپنی نیک اخلاق درگزر اور صبر کو گورنمنٹ پر ظاہر کریں اور ہر ایک قسم کے فتنہ و محنت میں۔ جان معقول اور نرم الفاظ میں بچاؤ حاصل کا

۲۶۲

نہیں دیکھتے تھے وہ دیکھیں اور جو نہیں سمجھتے تھے وہ سمجھیں اور امن اور سلامتی کیساتھ رہنا سہی سہیل جائیگی۔  
 یہی روح اور مغز ان پیشگوئیوں کا ہے جو مسیح موعود کے بارے میں ہیں۔ حدیثوں میں بہت معنائی کی بتلائی گئی ہے کہ اُنکی تلوار اسکے انفاس طبعی میں سے نکلتی تھی کلمات حکمیہ سوان انفاس کو مل باطل ہلاک ہو جائیگی جن جن مقامات تک اُنکی نظر پہنچے گی سب جن مذاہب پر وہ اپنی توجہ مبذول کرے گا انہیں پس ڈالے گا اور دلوں کو حق کی طرف پھیر دے گا۔ وہ کسی اہل مذہب کو نقصان نہیں پہنچائے گا بلکہ لطف اور نرمی کے ساتھ جھوٹ کا سمجھوتہ ہوتا ظاہر کر دے گا تب عموماً دلوں میں روشنی پیدا ہو جائیگی اور وہ سمجھ جائیگی کہ یہاں عقاید و اصل صحیح نہ تھے۔ جب تم دیکھو کہ اُن کے لئے بزرگ اور مالک کو سچا خدا سمجھنے کیلئے دل متحرک ہو گئے ہیں جو قرآن شریف نے پیش کیا ہے یعنی وہی خدا جو تمام خوبیاں اپنی ذات میں رکھتا ہے جس کا منہ والا کبھی شرمندہ نہیں ہو سکتا تب تم سمجھو کہ وہ وقت نزدیک ہے کہ جب یہ سب باتیں پوری ہوں گی۔ موسم بہار کی ابتدا میں دیکھتے ہو کہ پہلے درختوں کی خشک اور بد رنگ لکڑی خوش رنگ اور تروتازہ ہو جاتی ہے اور پھر ذرہ ذرہ پتے نکلتے ہیں اور پھر پھل آتا ہے اور آخر درخت پھلوں سے بھر جاتا ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ ان دنوں میں بھی ایسا ہی ہو گا۔ اور یہ جو الہام الہی میں اصحاب الصفت کی تعریف کی گئی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یقین میں محبت میں معرفت میں وہی لوگ زیادہ ترقی کریں گے جو اکثر پاس رہیں گے اور خدا ان سے پیار کرے گا۔ اور وہ کبھی ٹھوکر نہیں کھائیں گے اور وہ ترقی کریں گے اور اُنکے دل برقت سے بھر جائیں گے۔ غرض خدا کے نزدیک وہی خاص درجہ کے لوگ ہیں جن کو قرب اور ہمسائیگی اور ہم نشینی حاصل ہے۔

۲۶۱

اسی طرح قصص حدیث میں متواتر سکایا گیا ہے کہ وہ مسیح موعود عیسا یوں کی طاقت اور قوت کے وقت میں پیدا ہو گا۔ اُسکے وقت میں ریل گاڑی ہوگی اور تار ہوگی اور نہریں نکلی جائیں گی اور بہاؤ چرے

۲۶۳

جواب دیں اور یقین رکھیں کہ گورنمنٹ ہر ایک مظلوم کی تائید کرنے کو طیارہ ہے۔ اسی مقدمہ کا نمونہ عقلمندوں کے لئے کافی ہو کہ کیونکر حکام کی عدالت اور انصاف پسندی نے پادریوں کی ایک کثیر جماعت کو ان کے مقاصد سے محروم اور ناکام رکھا۔ سو یہی نصیحت ہے کہ اپنے طور پر کوئی اشتغال اور کوئی سختی ظاہر مت کرو اور کسی اور اٹھانے کے وقت حکام سے استغاثہ کرو۔ اور اگر معاف کرو اور درگزر اور صبر سے کام لو تو یہ تمہارے لئے استغاثہ کی نسبت بہتر طریق ہو، کیونکہ مقدمات اٹھانا اور نالاشیں کرتے پھر نا ان لوگوں کی شان کے لائق نہیں ہے جو ایک بڑا حصہ اخلاق کا اپنے اندر رکھتے ہیں۔ فقط یکم رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ

### راقم خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان

جائینگے اور بہشت بیل اونٹ بیکار ہو جائینگے۔ اور نصوص الحکم میں شیخ ابن العربی اپنا ایک کشف لکھتے ہیں کہ وہ خاتم الولاہیت ہے اور تو ام پیدا ہو گا اور ایک لڑکی اس کے ساتھ متولد ہوگی اور وہ عینی ہو گا یعنی اس کے باپ و داد عینی مالک میں ہے ہونگے سو خدا تعالیٰ کے ارادے سے ان سب باتوں کو پورا کر دیا میں لکھ چکا ہوں کہ میں تو ام پیدا ہوا تھا اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی اور ہمارے دو بچے تھے جو چین سے تعلق رکھتا ہے جیسے تھے۔ بالآخر یہ بھی لکھنے کے لائق ہے کہ ایک جنگ جو کتاب میں ہے ایف کے شائع کیں وہ بہت ذیل میں ہے۔

براہین احمدیہ۔ سورہ چشم آریہ۔ شمسہ حق۔ فتح اسلام۔ توضیح مرام۔ ازالہ اوهام۔ آسمانی فیصلہ۔ نشان آسمانی۔ آئینہ کمالات اسلام۔ تحفہ بغداد۔ اتمام الحجۃ۔ سر الخلافہ۔ انوار الاسلام۔ کرامات الصالحین۔ حاتمہ البشری۔ برکات الدعاء۔ نور الحق۔ ضیاء الحق۔ نور القرآن۔ ست مہین۔ آریہ دھرم۔ انجام آتم۔ شہادۃ القرآن۔ سراج منیر۔ حجة الله۔ تحفہ قیصریہ۔ جواب سراج الدین عیسیٰ کے چار سوالوں کا۔ رسالہ استفتاء۔ تقریر جلسہ مہوتسو۔ مباحثہ جنگ مقدس۔ دیگر مباحثات کی تقریریں۔ اشتہار اور غیرہ۔

یہ دیکھ کر منتخب کنو احوال مجہد شمسو۔ ہوا مشیر نظام ام جو پرچہ جواب اب مہدی دے دیے موجودہ غیرہ۔ اور اگر یہ کتاب میسر نہ ہو۔ تو رسالہ میں جو حدیث مولفہ انجمنی کرم مولوی محمد احسن صاحب کا مطالعہ کرو جو عنقریب طبع ہوگا۔ مسئلہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ الْكَرِيمِ

## جلسہ طاعون

جو تکذیب قرین مصلحت ہے کہ ایک جلسہ دوبارہ ہدایات طاعون قادیان میں منعقد ہو۔ اور اس جلسہ میں گورنمنٹ انگریزی کی ان ہدایتوں کے خلاف طاعون کے بارے میں ایک شائع ہوئی ہیں مع طبی اور شرعی ان فوائد کے جو ان ہدایتوں کی موافق ہیں اپنی جماعت کو سمجھانے جائیں۔ اسلئے یہ اشتہار شائع کیا جاتا ہے کہ ہماری جماعت کے احباب حتیٰ الواسع کوشش کریں کہ وہ اس جلسہ میں عید انصافی کے دن شامل ہو سکیں۔ اصل امر یہ ہے کہ ہمارے نزدیک اس بات پر اطمینان نہیں ہو کہ ان آیام گرامی میں طاعون کا خاتمہ ہو جائیگا بلکہ جیسا کہ پہلے اشتہار میں شائع کیا گیا ہے دو جائزوں تک سخت اندیشہ ہے۔ لہذا یہ وقت شکیک وہ وقت ہے کہ ہماری جماعت اپنی نوع کی سچی ہمدردی اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کی ہدایتوں کی دل و جان سے پیروی کر کے اپنی نیک ذاتی اور نیک عملی اور خیر اندیشی کا نمونہ دکھاوے۔ اور نہ صرف یہ کہ خود ہدایات گورنمنٹ کے پابند ہوں بلکہ کوشش کریں کہ دوسرے بھی ان ہدایتوں کی پیروی کریں۔ اور بدبخت محنتوں کی طرح فتنہ انگیز نہ بنیں۔ انفسوس ہمارے ملک میں یہ سخت جہالت ہے کہ لوگ مخالفت کی طرف جلد مائل ہو جاتے ہیں۔ مثلاً اب گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے یہ ہدایتیں شائع ہوئیں کہ جس گھر میں طاعون کی واردات ہو وہ گھر خالی کر دیا جائے اس پر بعض جاہلوں نے ناراضگی ظاہر کی۔ لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ اگر گورنمنٹ کی طرف سے یہ حکم ہوتا کہ جس گھر میں طاعون کی واردات ہو وہ لوگ ہرگز اس گھر کو خالی نہ کریں اور اسی میں رہیں تب بھی نادان لوگ اس حکم کی مخالفت کرتے اور دو تین واردات کے بعد اس گھر سے نکلنا شروع کر دیتے۔ سچ تو یہ ہے کہ نادان انسان کسی پہلو سے خوش نہیں ہوتا اس گورنمنٹ کو چاہیے کہ نادانوں کی بجاواید سے اپنی سچی خیر خواہی رعایا کو ہرگز نہ چھوڑے کہ یہ لوگ اُن بچوں کا حکم رکھتے ہیں کہ جو اپنی ماں کی کسی کارروائی کو پسند نہیں کر سکتے۔ ہاں ایسی ہمدردی کے موقع پر نہایت درجہ کی ضرورت ہے کہ ایسی حکمت عملی ہو جو رعب بھی ہو اور نرمی بھی ہو۔ اور نیز اس ملک میں رسم پرورداری کی غایت درجہ رعایت چاہیے اور اس مصیبت میں جو طاعون زدہ لوگوں اور ان کے عزیزوں کو جو مشکلات اوقات بھری کے پیش آئیں شفقت پوری کی طرح حتیٰ الواسع اُن مشکلات کو آسان کرنا چاہیے۔ بہتر ہے کہ اس وقت سب لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں تا انجام بخیر ہو۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔

۲۲ اپریل ۱۸۹۵ء

الراقم خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

نوٹ۔ یاد رہے کہ اگرچہ ہماری جماعت کا یہ ایک جلسہ ہے۔ لیکن اگر کوئی شریف ٹیک اندیش اس جلسہ میں شامل ہونا چاہے تو خوشی سے اس کی شمولیت منظور کی جائے گی۔ منہ



# میموریل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بمختصر نواب لفٹیننٹ گورنر صاحب بہاور بالقاب

یہ میموریل اس غرض سے بھیجا جاتا ہے کہ ایک کتاب اہیات المؤمنین نام ڈاکٹر احمد شاہ صاحب عیسائی کی طرف سے مطبع آر پی مشن پریس گجراتوالہ میں چھپکر ماہ اپریل ۱۹۹۵ء میں شائع ہوئی تھی اور مصنف نے ٹائٹل پیج کتاب پر لکھا ہے کہ "یہ کتاب ابوسعید محمد حسین بنائوی کی تصدی اور ہزار روپیہ کے انعام کے وعدہ کے معاوضہ میں شائع کی گئی ہے۔" جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل محرک اس کتاب کی تالیف کا محمد حسین مذکور ہے۔ چونکہ اس کتاب میں بہار سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سخت الفاظ استعمال کئے ہیں جن کو کوئی مسلمان سنکر رنج سے رک نہیں سکتا۔ اسلئے لاہور کی انجمن حمایت اسلام نے اس بارے میں حضور گوڈنٹ میں میموریل روانہ کیا۔ تاگوڈنٹ ایسی تحریر کی نسبت جس طرح مناسب سمجھے کارروائی کرے۔ اور جس طرح چاہے کوئی تدبیر امن عمل میں لائے۔ مگر میں مع اپنی جماعت کثیر اور مع دیگر معزز مسلمانوں کے اس میموریل کا سخت مخالف ہوں اور ہم سب لوگ اس بات پر افسوس کرتے ہیں کہ کیوں اس انجمن کے ممبروں نے محض شتابکاری سے یہ کارروائی کی۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ کتاب اہیات المؤمنین کے مؤلف نے نہایت دل دکھانے والے الفاظ سے کام لیا ہے اور زیادہ تر افسوس یہ ہے کہ باوجود ایسی سختی اور بدگوئی کے اپنے اعتراضات میں اسلام کی معتبر کتابوں کا حوالہ بھی نہیں دے سکا۔ مگر ہمیں ہرگز نہیں چاہیے کہ بجائے اسکے کہ ایک خطا کار کو نرمی اور اہستگی سے سمجھاویں اور معقولیت کے ساتھ اس کتاب کا جواب لکھیں۔ یہ حیلہ سوچیں

چونکہ اس وقت میں میموریل بھیجا جبکہ ہزار کاپی اہیات المؤمنین کی مسلمانوں میں مفت تقسیم کی گئی اور خدا جانے کئی ہزار دقموں میں شائع کی گئی یہودہ حرکت ہے کیونکہ اشاعت جس کا ہرگز مقصد تھا کمال طور پر ہو چکی ہے۔ منہ

کہ گورنمنٹ اس کتاب کو شایع ہونے سے روک لے۔ تا اس طرح پر ہم فتح پالیں۔ کیونکہ یہ فتح واقعی فتح نہیں ہے بلکہ ایسے حیلوں کی طرف دوڑنا ہمارے عجز اور داماندگی کی نشانی ہوگی اور ایک طور سے ہم جبر سے مُنہ بند کرنے والے ٹھہریں گے اور گورنمنٹ اس کتاب کو جلا دے۔ تلف کر دے کچھ کرے۔ مگر ہم ہمیشہ کے لئے اس الزام کے نیچے آجائیں گے کہ عاجز آکر گورنمنٹ کی حکومت سے چارہ جوئی چاہی اور وہ کام نیا جو مغلوب الغضب اور جواب سے عاجز آجانے والے لوگ کیا کرتے ہیں۔

ص ۱۷

ہاں جواب دینے کے بعد ہم ادب کے ساتھ اپنی گورنمنٹ میں التماس کر سکتے ہیں کہ ہر ایک فریق اس پیرایہ کو جو سال میں اختیار کیا جاتا ہے ترک کر کے تہذیب اور ادب اور نرمی کو باہر نہ جانے مذہبی آزادی کا دروازہ کسی حد تک کھلا رہنا ضروری ہے تا مذہبی علوم اور معارف میں لوگ ترقی کریں۔ اور چونکہ اس عالم کے بعد ایک اور عالم بھی ہے جس کے لئے ابھی سے سامان چاہیئے۔ اس لئے ہر ایک حق رکھتا ہے کہ نیک نیتی کے ساتھ ہر ایک مذہب پر بحث کرے اور اس طرح اپنے میں اور نیز بنی نوع کو نجات آخری کے متعلق جہاں تک سمجھ سکتا ہے اپنی عقل کے مطابق فائدہ پہنچا دے۔ لہذا گورنمنٹ عالیہ میں اس وقت ہماری یہ التماس ہو کہ جو انجمن حمایت اسلام لاہور نے میموریل گورنمنٹ میں اس بارے میں روانہ کیا ہے وہ ہمارے مشورہ اور اجازت سے نہیں لکھا گیا بلکہ چند شباب کا رد نے جلدی سے یہ جرات کی ہے جو درحقیقت قابل اعتراض ہے۔ ہم ہرگز نہیں چاہتے کہ ہم تو جواب نہ دیں اور گورنمنٹ ہمارے لئے عیسائی صاحبوں کو کوئی باز پرس کرے یا ان کتابوں کو تلف کرے۔ بلکہ جب ہماری طرف سے آہستگی اور نرمی کے ساتھ اس کتاب کا رد شائع ہوگا تو خود وہ کتاب اپنی قبولیت اور وقت سے گرجائیگی اور اس طرح پر وہ خود تلف ہو جائیگی۔ اسلئے ہم باادب متمس ہیں کہ اس میموریل کی طرف جو انجمن مذکور کی طرف سے بھیجا گیا ہے گورنمنٹ عالیہ کچھ توجہ نہ فرماوے۔ کیونکہ اگر ہم گورنمنٹ عالیہ سے یہ فائدہ اٹھاویں

چہ ہم دوبارہ عرض کرتے ہیں کہ انجمن کا یہ میموریل بعد از وقت ہے کیونکہ ان احبات مومنین کی طرف جو ضرورہ کہنے کے لائق تھا وہ ہمیں پہنچا دیا اور اسے طبع پر پنجاب ہندوستان میں اس کتاب کی اشاعت ہو گئی سو ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اب ہم بھی گورنمنٹ

کہ وہ کتابیں تلف کی جائیں یا اور کوئی انتظام ہو تو اسکے ساتھ ایک نقصان بھی نہیں اٹھانا پڑتا ہے کہ ہم اس صورت میں دین اسلام کو ایک عاجز اور فروماندہ دین قرار دینگے کہ جو معقولیت سرحد کو نہ پہنچا سکا۔ اور جواب نہیں دے سکتا۔ اور نیز یہ ایک بڑا نقصان ہو گا کہ اکثر لوگوں کے نزدیک یہ امر مکر وہ اور نامناسب سمجھا جائیگا کہ ہم گورنمنٹ کے ذریعہ سے اپنے انصاف کو پہنچا کر بھی اس کتاب کا رد لکھنا بھی شروع کر دیں اور درحالت نہ لکھنے جواب کے اس کے فضول اعتراضات ناواقفوں کی نظر میں فیصلہ ناطق کی طرح سمجھے جائیں گے۔ اور خیال کیا جائے گا کہ ہماری طاقت میں یہی تھا جو ہم نے کر لیا۔ سو اس سے ہماری دینی عزت کو اس سے بھی زیادہ ضرر پہنچتا ہے جو مخالفت نے گالیوں سے پہنچانا چاہا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جس کتاب کو ہم نے عمداً تلف کر لیا یا روکا۔ پھر اُسی کو مخاطب ٹھہرا کر اپنی کتاب کے ذریعہ سے پھر شائع کرنا نہایت نامعقول اور یہودہ طریق ہو گا۔ اور ہم گورنمنٹ عالیہ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم دردناک دلی سے اُن تمام گندے اور سخت الفاظ پر صبر کرتے ہیں جو صاحب اہبات مومنین نے استعمال کئے ہیں۔ اور ہم اس مؤلف اور اُس کے گروہ کو ہرگز کسی قانونی مواخذہ کا نشانہ بنانا نہیں چاہتے کہ یہ امر ان لوگوں سے بہت ہی بعید ہے کہ جو واقعی نوع انسان کی ہمدردی اور سچی اصلاح کے جوش کا دعویٰ رکھتے ہیں۔

یہ بات بھی گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں عرض کر دینے کے لائق ہے کہ اگرچہ ہماری جماعت بعض امور میں دوسرے مسلمانوں سے ایک جزئی اختلاف رکھتی ہے مگر اس مسئلہ میں کسی سمجھدار مسلمان کو اختلاف نہیں کہ دینی حمایت کے لئے ہمیں کسی جوش یا اشتعال کی تعلیم نہیں دی گئی بلکہ ہمارے لئے قرآن میں یہ حکم ہے وَلَا تَجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ اور دوسرے حکم ہے ادع الحق حیل ربیع بالحق و لیل غلظۃ الحسنۃ و جادلہم بالتی هی احسن اور اسکے معنی ہیں کہ نیک طور پر اور ایسے طور پر جو مفید ہو عیسائیوں سے مجاہدہ کرنا چاہیے اور حکیمانہ طریق اور ایسے نامحاذہ طور کا پابند ہونا چاہیے کہ انکو فائدہ پہنچے۔ لیکن یہ طریق کہ ہم گورنمنٹ کی مدد سے یا فتوہ باللہ خود اشتعال ظاہر کریں ہرگز ہمارے اصل مقصد کو مفید نہیں ہے۔ یہ دنیاوی جنگ و جہل کے نمونے ہیں اور سچے مسلمان اور اسلامی طریقوں کے خلاف ہرگز انکو

پسند نہیں کرتے۔ کیونکہ ان سے وہ نتائج جو ہایت دینی نوع انسان کیلئے مفید ہیں پیدا نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ حال میں پرچہ پھر دکن میں جو مسلمانوں کا ایک اخبار ہو ماہ اپریل کے ایک پرچہ میں اسی بات پر بڑا زور دیا گیا ہو کہ رسالہ اصہبات مومنین کے تلف کرنے یا روکنے کیلئے گورنمنٹ سے ہرگز التجا کرنی نہیں چاہیے کہ یہ دوسرے پیرایہ میں اپنے مذہب کی کمزوری کا اعتراف ہے۔ جہاں تک ہمیں علم ہے ہم جانتے ہیں کہ اخبار مذکورہ کے اس رائے کی کوئی مخالفت نہیں ہوئی۔ جس سے ہم سمجھتے ہیں کہ عالم مسلمانوں کی یہی رائے ہو کہ اس طریق کو جس کا انجمن مذکور نے ارادہ کیا ہے ہرگز اختیار نہ کیا جائے کہ اس میں کوئی حقیقی اور واقعی فائدہ ایک مذہب یا دینی نہیں ہے۔ اہل علم مسلمان اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ قرآن شریف میں اتنی زیادہ کے بارے میں ایک پیشگوئی ہے اور اس کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی کے طہ پر ایک حکم ہے جس کو ترک کرنا سچے مسلمانوں کا کام نہیں ہے اور وہ یہ ہے **لَتَبْلُغُونَ قی اموالکم و انفسکم و لتسرعن من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم و معن الذین اشروا اذی کشیدرا۔ وان تصبروا و تقوا فاک ذالک مع عزم الامور۔** سورہ آل عمران۔ ترجمہ یہ ہو کہ خدا تمہارے مالوں اور جانوں پر بلا بھیجے تمہاری آزمائش کرے گا اور تم اہل کتاب اور مشرکوں کو بہت سی دکھ دینے والی باتیں سنو گے۔ سو اگر تم صبر کرو گے اور اپنے تمہیں ہر ایک ناکرونی امر سے بچاؤ گے تو خدا کے نزدیک اولوالعزم لوگوں میں سے ٹھہرو گے۔ یہ مدنی سورہ قسہ ہے اور یہ اس زمانہ کیلئے مسلمانوں کو وحییت کی گئی ہو کہ جب ایک مذہبی آزادی کا زمانہ ہو گا کہ کچھ کوئی سخت گئی کرنا چاہے وہ کر سکے گا جیسا کہ یہ زمانہ ہے۔ سو کچھ شک نہیں کہ یہ پیشگوئی اسی زمانہ کیلئے تھی اور اسی زمانہ میں پوری ہوئی۔ کون ثابت کر سکتا ہو کہ جو اس آیت میں **اذی کشیدرا** کا لفظ ایک عظیم الشان ایذا دہانی کو چاہتا ہو جو کبھی کسی صدی میں اس کے پہلے اسلام نہ دیکھی ہو؟ اس صدی سے پہلے عیسائی مذہب کا یہ طریقہ تھا کہ اسلام پر گندے اور ناپاک حلقے کرے بلکہ کفرانی تحریریں اور ایلیفیں اپنے مذہب تک ہی محدود تھیں۔ قریباً تیرہویں صدی ہجری سے اسلام کی نسبت بدگوئی کا دورہ لگ گیا۔ جس کے اقل بانی ہمارے ملک میں پادری فنڈل صاحب تھے۔ بہر حال اس پیشگوئی میں مسلمانوں کو یہ حکم تھا کہ جب تم دلائل و کلمات دکھ دینے جاؤ اور گالیاں سنو تو اس وقت صبر کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہو گا۔ سو قرآنی پیشگوئی کے مطابق ضرور تھا کہ ایسا زمانہ بھی آئے گا ایک مقدس رسول کو جس کی اُمت سے ایک حد تک شیرونیہ کا پرچہ عیسائی قوم سے لوگ جن کا

تہذیب کا دعویٰ تھا گالیلے دیتے اور اُس بزرگ نبی کا نام نوحوذاہد زاتی اور ڈاکو اور چور رکھتے اور دنیا کے سب بدتروں سے بدتر ٹھہرتے۔ بیشک یہ اُن لوگوں کیلئے بڑے مسخ کی بات ہے جو اُس پاک رسول کی راویں خدا میں اور ایک دشمن عیسائی بھی احساس کر سکتا ہو کہ جب مثلاً ایسی کتاب اہبات المؤمنین میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نوحوذاہد زنا کار کے نام سے پکارا گیا اور گندے و گندے تحقیر کے الفاظ اسجناب کے حق میں استعمال کئے گئے اور پھر عہد ہزار کا پی اُس کتاب کی شخص دلوں کے دکھانے کیلئے عام اور خاص مسلمانوں کو پہنچائی گئی اس کے کس قدر دردناک غم عام مسلمانوں کو پہنچے ہوئے اور کیا کچھ اُنکے دلوں کی حالت ہوئی ہوگی۔ مگر یہ بدگونی میں یہ کچھ پہلی ہی تحریر نہیں ہے بلکہ ایسی تحریروں کی پادری صاحبوں کی طرقت کو دیکھا تک نوبت پہنچ گئی ہے مگر یہ طریق دلی کھانے کا ایک نیا طریق ہے کہ خواہ خواہ غافل اور بیخبر لوگوں کے گھروں میں کتابیں پہنچائی گئیں۔ اور اسی وجہ سے اس کتاب پر بہت شور بھی مٹا ہو۔ باوجود اس بات کے کہ پادری علیہ الدین اور پادری شاگرد اس کی کتابیں اور نور انشائیہ کی کاپیاں سال کی مسلسل تحریریں سختی میں اس کے کچھ کم نہیں ہیں۔ یہ تو سب کچھ بڑا گناہ ہے تو آریہ موصوفہ بلا میں یہ تاکید ہے کہ جب ہم ایسی بدنامی کے کلمات نہیں جس سے ہم سے دلوں کو دکھ پہنچے تو ہم ضرور ایسی اور کچھ شک نہیں کہ جلد تر حکام کو اس طرف متوجہ کر دیں یہ ایک عسکری تقسیم ہے۔ اسلئے محکمہ اور دوا وراثت مسلمان ہرگز اس طریق کو پسند نہیں کرتے کہ گورنمنٹ عالیہ تک اس بات کو پہنچا جاوے۔ ہمیں خدا تعالیٰ نے قرآن میں یہ بھی تعلیم دی ہے کہ دین اسلام میں اکراہ اور حرام نہیں جیسا کہ وہ فرماتا ہے کہ اکراہ فی الدین ہے اور جیسا کہ فرماتا ہے افانت تکرہ الناس لیکن اس قسم کے جملے اکراہ اور حرام میں داخل ہیں جس کو اسلام جیسا پاک اور معقول مذہب بدنام ہوتا ہے۔

غرض اس بارے میں میں اور میری جماعت اور تمام اہل علم اور صاحب تدبیر مسلمانوں میں سے اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ کتاب اہبات المؤمنین کی لغو گوئی کی یہ سزا نہیں ہے کہ ہم اپنی گورنمنٹ محنت و خدمت اندازی کے لئے قوت و دلاویں کو خودمانا گورنمنٹ اپنے قوانین کے لحاظ سے جو چاہے کہے مگر ہمارا صرف یہ فرض ہو چاہیے کہ ہم ایسے اعتراضات کا کہ جو درحقیقت نہایت نادانی یا دھوکہ دہی کی غرض سے کئے گئے ہیں غبی اور شائستگی کے ساتھ جواب دیں اور یہ ملک کو اپنی حقیقت اور اخلاق کی روشنی دکھلائیں۔ اسی غرض کی بنا پر یہ یہودیوں کی روانہ کیا گیا ہے۔ اور تمام جماعت ہماری معزز مسلمانوں کی اسی پر متفق ہے۔

مراد مئی ۱۸۹۷ء

الراقم خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی

علیٰ و سلم

الکریم

## حُسَيْن كَارْمِي سَفِير سُلْطَان رُوم

پرچہ اخبار ۱۵ مئی ۱۹۹۹ء ناظم الہند لاہور میں جو ایک شیعہ اخبار ہے، سفیر مذکور العنوں کا ایک خط چھپا ہے جو بالکل گندہ اور خلاف تہذیب اور انسانییت ہے اور اس خط کے عنوان میں یہ لکھا ہے کہ سفیر صاحب متواتر درخواستوں کے بعد قادیان میں تشریف لے گئے اور پھر متاسف اور قدر اور طول خاطر واپس آئے اور پھر یہی ایڈیٹر لکھتا ہے کہ یہ سنا گیا تھا کہ سفیر صاحب کو اسلئے قادیان بلایا تھا کہ انکے ہاتھ پر توبہ کریں۔ کیونکہ وہ نائب حضرت خلیفۃ المسلمین ہیں۔ ان افتراؤں کا بجز اسکے کیا جواب دیں کہ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِ بَیِّن۔ اللہ تعالیٰ اس بات پر گواہ ہے کہ مجھے دنیا داروں اور منافقوں کی ملاقات سے اس قدر بیزاری اور نفرت ہے جیسا کہ نبی است۔ مجھے نہ سلطان روم کی طرف کچھ حاجت ہے اور نہ اسکے کسی سفیر کی ملاقات کا شوق ہے۔ میرے لئے ایک سلطان کافی ہے جو آسمان اور زمین کا حقیقی بادشاہ ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ قبل اسکے کہ کسی دوسرے کی طرف مجھے حاجت پڑے اس عالم سے گندہ جاؤں۔ آسمان کی بادشاہت کے آگے دنیا کی بادشاہت اس قدر بھی مرتبہ نہیں رکھتی جیسا کہ آفتاب کے مقابل پر ایک کیڑا مارا ہوا۔ پھر جبکہ ہمارے بادشاہ کے آگے سلطان روم ہیچ ہے تو اس کا سفیر کیا چیز۔

میرے نزدیک واجب التعظیم اور واجب الاماعت اور شکر گزاری کے لائق گورنمنٹ انگریزی ہے جس کے زیر سایہ امن کے ساتھ یہ آسمانی کارروائی میں کر رہا ہوں۔ ترکی سلطنت آجکل تاریکی سے بھری ہوئی ہے اور وہی شامت اعمال بھگت رہی ہے اور ہرگز ممکن نہیں کہ اسکے زیر سایہ رہ کر ہم کسی راستی کو پھیلان سکیں۔ شاید بہت لوگ اس فقرہ سے ناراض ہوں گے مگر یہی حق ہے۔ یہی باقی ہیں کہ

سفر مذکور کے ساتھ غلوت میں کی گئیں تھیں جو سفیر کو بری معلوم ہوئیں۔ سفیر مذکور نے غلوت کی ملاقات کے لئے خود انتہائی اور اگرچہ مجھ کو اسکی اول ملاقات میں ہی دنیا پرستی کی بددعا کی تھی اور منافقانہ طریق دکھائی دیا تھا مگر خشن اخلاق نے مجھے بوجہ جہان ہونی کے اسکے اجازت دینے کیلئے مجبور کیا۔ نامبرودہ نے غلوت کی ملاقات میں سلطان روم کیلئے ایک خاص دعا کر نیکے لئے درخواست کی اور یہ بھی چاہا کہ آئندہ اس کے لئے جو کچھ آسمانی قضاء قدر سے آئیوالات ہو اس سے وہ اطلاع پائے میں نے اسکو صاف کہہ دیا کہ سلطان کی سلطنت کی اچھی حالت نہیں ہو اور میں کشفی طریق سے اسکے ارکان کی حالت اچھی نہیں دیکھتا۔ اور میرے نزدیک ان حالتوں کے ساتھ انجام اچھا نہیں۔ یہی وہ باتیں تھیں جو سفیر کو اپنی بدقسمتی سے بہت بری معلوم ہوئیں۔ میں نے کئی اشاعتیں اس بات پر بھی زور دیا کہ رومی سلطنت خدا کے نزدیک کئی باتوں میں قصور وار ہو اور خدا سچے تقویٰ اور طہارت اور نوع انسان کی ہمدردی کو چاہتا ہو اور روم کی حالت موجودہ بربادی کو چاہتی ہو تو بہرہ کر و تانیک پھل ڈگر میں اسکے دل کی طرف خیال کر رہا تھا کہ وہ ان باتوں کو بہت ہی بُرا مانتا تھا اور یہ ایک صریح دلیل اس بات پر ہو کہ سلطنت روم کے اچھے دن نہیں ہیں اور پھر اسکا بدگوئی کے ساتھ واپس جانا یہ اور دلیل ہو کہ زوال کے علامات موجود ہیں۔ ماسوا اسکے میرے دعویٰ مسیح موعود اور مہدی مہمود کے بے میں بھی کئی باتیں درمیان آئیں۔ میں نے اسکو بار بار سمجھایا کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور کسی خونخوار مسیح اور خونخوار مہدی کا انتظار کرنا جیسا کہ عام مسلمانوں کا خیال ہے یہ سب یہودہ قحطے ہیں۔ اسکے ساتھ میں نے یہ بھی اسکو کہا کہ خدا نے یہی ارادہ کیا ہو کہ جو مسلمانوں میں سے مجھ سے علیحدہ رہیگا وہ کاٹا جائیگا۔ بادشاہ ہو یا غیر بادشاہ۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ یہ تمام باتیں تیرے کھڑے اسکو لگتی تھیں اور میں نے اپنی طرف سے نہیں بلکہ جو کچھ خدا نے الہام کے بغیر فرمایا تھا وہی کہا تھا اور پھر ان تمام باتوں کے بعد گورنمنٹ برطانیہ کا بھی ذکر آیا۔ اور جیسا کہ میرا قدیم سے عقیدہ ہے۔ میں نے اسکو بار بار کہا کہ ہم اس گورنمنٹ سے دلی اخلاص رکھتے ہیں اور دلی وفادار اور دلی شکر گزار ہیں کیونکہ اسکی زیر سایہ اسقدر امن و زندگی بسر کر رہے ہیں کہ کسی رومی سلطنت کے نیچے ہرگز امید نہیں کہ وہ امن حاصل ہو سکے کیا میں اسلام لہل میں امن کے ساتھ اس دعوے کو پھیل سکتا ہوں کہ میں مسیح موعود اور مہدی مہمود

ہوں اور یہ کہ تلوار چلانے کی سب روایتیں جھوٹ ہیں کیا یہ سنکر اسبگد کے درندے مولوی اور قاضی حملہ نہیں کریں گے۔ اور کیا سلطانی انتظام بھی تقاضا نہیں کریں گے کہ انکی مرضی کو مقدم رکھا جائے۔ پھر مجھے سلطان روم سے کیا فائدہ۔ ان سب باتوں کو سفیر مذکور نے تعجب سے سنا اور حیرت میں آئے دیکھتا تھا۔ یہی وجہ ہو کہ وہ اپنے خط میں جو ناظم الہند ہامی شہسہ میں چھپا ہوا میرا نام نہ لے کر اور شداد اور شیطان رکھتا ہوا اور مجھے جھوٹا اور مزور اور مورد غضب الہی قرار دیتا ہو لیکن یہ سخت گوئی اس کی جائے افسوس نہیں کیونکہ انسان نابینائی کی حالت میں سورج کو بھی تاریک خیال کر سکتا ہے۔ اس کے لئے بہتر تھا کہ میرے پاس نہ آتا۔ میرے پاس سے ایسی بد گوئی سے واپس جانا اسکی سخت بد قسمتی ہے اور مجھے کچھ ضرر نہ تھا کہ میں اسکی یا وہ گوئی کا ذکر نہ کرتا۔ مگر اس نے میرا دامن نیکی ہر ایک شخص کے پاس بدی کرنا شروع کیا اور بٹالہ اور امرتسر اور لاہور میں بہت سے آدمیوں کے پاس وہ دل آزار باتیں میری نسبت اور میری جماعت کی نسبت کہیں کہ ایک شریف آدمی باوجود اختلاف رائے کے کبھی زبان پر نہیں لاسکتا۔ افسوس کہ میں نے بہت شوق اور آرزو کے بعد گورنمنٹ روم کا نمونہ دیکھا تو یہ دیکھا۔ اور میں مکرر ناظرین کو اس طرف توجہ دلانا ہوں۔ کہ مجھے اس سفیر کی ملاقات کا ایک ذرہ شوق نہ تھا بلکہ جب میں نے سنا کہ لاہور کی میری جماعت اس سے ملی ہے تو میں نے بہت افسوس کیا اور انکی طرف ملامت کا خط لکھا کہ یہ کارروائی میرے منشا کے خلاف کی گئی۔ پھر آخر سفیر نے لاہور سے ایک انگساری خط میری طرف لکھا کہ میں ملنا چاہتا ہوں۔ سو اس کے الحاح پر میں نے اس کو قادیان لےنے کی اجازت دی۔ لیکن اشد جلش نہ جانتا ہے۔ جس پر جھوٹ باندھنا لعنت کا داغ خریدنا ہے کہ اس عالم الغیب نے مجھے پہلے سے اطلاع دیدی تھی کہ اس شخص کی سرشت میں نفاق کی رنگ آمیزی ہے سو ایسا ہی ظہور میں آیا۔ اب میں سفیر مذکور کا انگساری خط جو میری طرف پہنچا تھا اور پھر اس کا دوسرا خط جو ناظم الہند میں چھپا ہے ذیل میں لکھتا ہوں۔ ناظرین خود پڑھ لیں اور نتیجہ نکال لیں۔



اور ہماری جماعت کو چاہیے کہ آئندہ ایسے اشخاص کے ملنے سے دستکش رہیں آسمانی سلسلہ کو دنیا پیار نہیں کر سکتی۔

### المشہر خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی۔

نقل اس خط کی جو سفیر نے لاہور سے ہماری طاقت کی درخواست کیلئے بھیجا تھا۔  
 بسم اللہ الرحمن الرحیم جناب مستطاب علی القاب قدوة المحققین قطب العارفین حضرت پیر و ستیگر میرزا  
 غلام احمد صاحب دام کرانہ تہ۔ چوں اوصاف جمیلہ و اخلاق حمیدہ آل ذات ملکوتی صفات  
 در شہر لاہور سمیع ممنونیت و از مریدان سعادت انقبایان تقاریر و تصانیف عالیہ کی نجمتہ مقام  
 بدست احترام و ممنونیت رسید لہذا سوداگوں زیارت دیدار ساطع الانوار سید لے دل شادوری را  
 لبریز اشتیاق کردہ است۔ انشاء اللہ تعالیٰ از لاہور بطریق احوال تسوی بخاکپائے روعانیت  
 احتوائی سامی خواہم رسید و دریں خصوص تلفرات بر حضور سر اسرار مقدس خواہم کشید فقط

حسین کامی سفیر

نمبر: سلطان المعظم

نقل اس خط کی جو سفیر کی طرف سے ناظم الہندہ ار می ۱۸۹۷ء میں چھپا ہے۔

بحضور سید السادات العظام و فخر النجباء و الکرام و مولنا سید محمد ناظر حسین صاحب  
 ناظم اداام اللہ فیوضہ و ظل عاطفہ۔ سیدی و مولائی، التفات نامہ ذات سامی شہادت  
 بتجلیل و احترام دار سید الحق ممنونیت غیر مترقبہ عظمیٰ بخشید۔ قداوت شوم کہ استفسار احوال  
 غرائب اشمال کا دیان و کا دیانی (قادیان و قادیانی) را فرمودہ بودید و اکنون ما بحال تمکین ذیل  
 بخد مت والا نہمت و عالی بیان و افادہ میکنم کہ اس شخص عجیب و غریب از صراط المستقیم  
 اسلام برگشتہ قدم بردائے علیہم و الفضائل گذارشتہ و ترویج محبت حضرت خاتم النبیین را  
 در پیش گرفته و بزعم باطل خویش باب رسالت را مفتوح دانستہ است شائستہ ہر اداں خندہ است

چہ فوٹا غور کرنے کے لائق ہے کہ یہ القاب کس مذہب کے شخص کے لئے لکھا ہے۔ منہ

که فرق در بین نبوت و رسالت پیدا شده است و معاذ الله تعالی میگوید که خداوند عالم رسول صلعم را  
گماشته و در قرآن حمید و قرآن مجید بعنوان خاتم المرسلین معنی کرده است فقط خطاب خاتم النبیین الکتماف  
فرموده است - القصه اینکه اول دفع ذوالی طهم میگفت بعد سیح موجود گشته آهسته آهسته بقول مجرد خود  
صعود و ترقیه عالییه میدوید کرده استعین بالله تعالی خود را از خود را می بیایی معلای رسالت رسانده  
ست بناء علی هذا طلق غالب ما بران است که ترقی پنجمین قدم بر سر بر سر بر شد او و نمود نهاده  
کلاه الوصیت بر سر سرکش خود که کال خیالات فاسده و معدن مایخولیا و هذیانات باطله است  
میگذارد و عجب است که شاعر مجرب بیان در حق این ضعیف الاعتقاد و البنیان چندین سال قبل ازین  
گویا بطور پیشبینی گوئی تدوین این شعر در دیوان اشعار آید از خود کرده است -

سال اول مطرب آید سال دوم خواهد شد ؛ بخت گریاری کند امسال سید میشود

خلاصه ازین سخنهاد گردید و او را بر شیطنش پسید و ما را از پریشان نویسی معاف دارید عزیز  
اسلام دار بجانب شریعت دار مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب و جناب داروغه محمد الغفور خان صاحب  
برسانید و سامم مطربائی خود را گرفته بصوب ما روانه کنید تا که از دار الخلافه اسلامبول کفش مسجد  
مطابق آن بطلبیم و در هر خصوص بر ذات عالی شما تقدیم مراسم احترامکاری کرده مساجت بر استیلا  
طبع عالی می نمایم والسلام -  
الراقم حسین کامی -

## فهرست کتب موجوده مع قیمت

آئینه کمالات اسلام عام از اردو بهام مصر شصت و هشت ۶ نور القرآن شصت و اقل ۴ هر ۸ حصه دوم ۸  
رسائل اربعه یعنی انجام اتقتم دعوت قوم خدا کافصله مکتوب عربی مع ترجمه فارسی ۱۲  
ست یحیی مع کرید و هم ۸ انوار الاسلام ۴ مراجع منیر مع خط و کتابت خواج غلام فرید صاحب  
سمجاده نشین چاپچران شریف ۴ رحمت الله عربی مع ترجمه اردو ۸ تحفه قصیریه ۲ استفتاد ۴  
برکات الدعاء ۲ تمام الحجه ۳ تحفه بغداد ۲ کلمات الصادقین یعنی تفسیر سوره فاتحه ۴  
سر الخلافه ۸ نور الحق ۴ ۲ حصه چهارم بر این احمدیه للحد ۸ در شین ۴ جنگ مقدس ۸  
فصل الخطاب مقدمه اهل الکتاب حضرت مولوی نور الدین صاحب - تصدیق بر این احمدیه مولانا موصوف  
۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ

## کیا وہ جو خدا کی طرف سے ہے لوگوں کی بد گوئی اور سخت عداوت سے ضائع ہو سکتا ہے ؟

ناول مرد خدا نامہ بدرود  
بیچ قومے را خدا رسوا نکرد

یہ کچھ قصہ و قدر کی بات ہے کہ بد اندیش لوگوں کو اپنے پرشیدہ کینوں کے ظاہر کرنے کیلئے کوئی نہ کوئی بہانہ ہاتھ آجاتا ہے۔ چنانچہ آج کل ہمارے مخالفوں کو گالیاں دینے کے لئے یہ نیا بہانہ ہاتھ آگیا ہے کہ انہوں نے ہمارے ایک اشتہار کے اُلٹے معنی کر کے یہ مشہور کر دیا ہے کہ گویا ہم سلطان روم اور اُسکی سلطنت اور دولت کے سخت مخالف ہیں اور اُس کا زوال چاہتے ہیں۔ اور انگریزوں کی حد سے زیادہ خوشامد کرتے ہیں۔ اور انگریزی سلطنت کی دولت اور اقبال کے لئے دعائیں کر رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب اور ہندوستان کے اکثر حصوں میں بعض پُر افراط اشتہاروں اور اخباروں کے ذریعہ سے یہ خیال بہت پھیلا یا گیا ہے اور عوام کو دھوکہ دینے کے لئے ہمارے اشتہار کی بعض عبارتیں محرف اور مبدل کر کے لکھی گئی ہیں۔ اور اس طرح پر بے وقوفوں کے دلوں کو جوش دلانے اور ابھارنے کے لئے کارروائی کی گئی ہے۔ اور ہم اگرچہ جل سازوں اور دروغگوؤں کا منہ تو بند نہیں کر سکتے اور نہ اُن کی بدزبانی اور گالیوں اور ڈوموں کی طرح تسخر اور ٹھٹھے کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ تاہم مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی ظالمانہ بدزبانی کو خدا تعالیٰ کی غیرت کے حوالہ کر کے اُن کے اصل مدعا کو دھوکہ دہی سے نادانوں پر اثر ڈالنے سے روکا جائے پس ایسی غرض سے یہ اشتہار شائع کیا جاتا ہے۔

ہر ایک مسلمان عقلمند بمطالعہ نیک فطرت جو اپنی شرافت سے سچی بات کو قبول کرنے کے لئے طیار ہوتا ہے۔ اس بات کو متوجہ ہو کر سُننے کہ ہم کسی ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کلمہ گو سے بھی کینہ نہیں رکھتے چر جائیکہ ایسے شخص سے کینہ ہو جسکی خل حایت میں کروڑہا اہل قبلہ زندگی بسر کرتے ہیں اور جس کی حفاظت کے نیچے خدا تعالیٰ نے اپنے مقدس مکانوں کو سپرد کر رکھا ہے۔ سلطان کی شخصی حالت اور اُس کی ذاتیات کے متعلق نہ ہم نے کبھی کوئی بحث کی اور نہ اب ہے۔ بلکہ اللہ جل شانہ جانتا ہے کہ ہمیں اس موجود سلطان کے بارے میں اُس کے باپ دادے کی نسبت زیادہ حسن ظن ہے۔ ہاں ہم نے گزشتہ اشتہارات میں ترکی گورنمنٹ پر بلحاظ اُسکے بعض عظیم الدخل اور خراب اندرون ارکان اور عائد اور وزراء کے نہ بلحاظ سلطان کی ذاتیات کے ضرور اُس خدا داد نور اور فراست اور الہام کی تحریک سے جو ہمیں عطا ہوا ہے چند ایسی باتیں لکھی ہیں جو خود اُنکے مفہوم کے خوفناک اثر سے ہمارے دل پر ایک عجیب رقت اور درد طاری ہوئی ہے۔ سو ہماری وہ تحریر جیسا کہ گندے خیال والے سمجھتے ہیں کسی نفسانی جوش پر مبنی نہ تھی۔ بلکہ اُس روشنی کے چشمہ سے نکلی تھی جو رحمت الہی نے ہمیں بخشا ہے۔ اگر ہمارے تنگ ظرف مخالف بدظنی پر سرنگوں نہ ہوتے تو سلطان کی حقیقی خیر خواہی اس میں نہ تھی کہ وہ چوہر طویل اور چاروں کی طرح گالیوں پر کمر باندھتے۔ بلکہ چاہیے تھا کہ آیت وَلَا تَقْعُتْ مَنَا لِمِیْسَ لَکَ بِہِ عَلَہِ پر عمل کر کے اور نیز آیت اِنَّ بَعْضَ الظُّلُمِ اَشَدُّ کو یاد کر کے سلطان کی خیر خواہی اس میں دیکھتے کہ اُس کے لئے صدق دل سے دُعا کرتے۔ میرے اشتہار کا بجز اُسکے کیا مطلب تھا کہ رومی لوگ تقویٰ اور طہارت اختیار کریں۔ کیونکہ آسمانی قصا و قدر اور عذاب سماوی کے روکنے کے لئے تقویٰ اور توبہ اور اعمال صالحہ جیسی اور کوئی چیز قوی تر نہیں۔ مگر سلطان کے نادان خیر خواہوں نے بجائے اُسکے مجھے گالیاں دینی شروع کر دیں۔ اور بعضوں نے کہا کہ کیا سارے گناہ سلطان پر ٹوٹ پڑے۔ اور یورپ مقدس اور پاک

ہے جسکے عذاب کے لئے کوئی پیشگوئی نہیں کی جاتی۔ مگر وہ نادان نہیں سمجھتے کہ سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ کفار کے فسق و فجور اور بُت پرستی اور انسان پرستی کی سزا لینے کیلئے خدا تعالیٰ نے ایک دوسرا عالم رکھا ہوا ہے جو مرنے کے بعد پیش آئے گا۔ اور ایسی قوموں کو جو خدا پر ایمان نہیں رکھتیں اسی دنیا میں مورد عذاب کرنا خدا تعالیٰ کی عادت نہیں ہے۔ بجز اُس صورت کے کہ وہ لوگ اپنے گناہ میں حد سے زیادہ تجاوز کریں۔ اور خدا کی نظر میں سخت ظالم اور مودی اور مفسد ٹھہر جائیں۔ جیسا کہ قوم نوح اور قوم لوط اور قوم فرعون وغیرہ مفسد قومیں متواتر بیابکیاں کر کے مستوجب سزا ہو گئی تھیں۔ لیکن خدا تعالیٰ مسلمانوں کی بیباکی کی سزا کو دوسرے جہان پر نہیں چھوڑتا۔ بلکہ مسلمانوں کو ادنیٰ ادنیٰ قصور کے وقت اسی دنیا میں تنبیہ کی جاتی ہے۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے آگے اُن پتھلوں کی طرح ہیں جن کی والدہ ہر دم چھڑکیاں دیکر اُنہیں ادب سکھاتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ اپنی محبت سے چاہتا ہے کہ وہ اس ناپائدار دنیا سے پاک ہو کر جائیں۔ یہی باتیں تھیں کہ میں نے نیک نیتی سے سفیرِ روم پر ظاہر کی تھیں۔ مگر افسوس کہ بیوقوف مسلمانوں نے اُن باتوں کو اور طرف کھینچ لیا۔ ان نادانوں کی ایسی مثال ہے کہ جیسے ایک حاذق ڈاکٹر کہ جو تشخیصِ امراض اور قواعدِ حفظِ ما تقدم کو بخوبی جانتا ہے وہ کسی شخص کی نسبت کمالِ نیک نیتی سے یہ رائے ظاہر کرے کہ اُس کے پیٹ میں ایک قسم کی رسولی نے بڑھنا شروع کر دیا ہے۔ اور اگر ابھی وہ رسولی کاٹی نہ جائے تو ایک عرصہ کے بعد اُس شخص کی زندگی اُس کے لئے وبال ہو جائے گی۔ تب اُس بیمار کے وارث اس بات کو سُفکر اُس ڈاکٹر پر سخت ناراض ہوں اور اُس ڈاکٹر کے قتل کو دینے کے درپے ہو جائیں۔ مگر رسولی کا کچھ بھی فکر نہ کریں۔ یہاں تک کہ وہ رسولی بڑھے اور پھولے اور تمام پیٹ میں پھیل جائے اور اُس بیمار سے زندگی کا خاتمہ ہو جائے۔ سو یہی مثال اُن لوگوں کی ہے جو اپنی دانست میں سلطان کے خیر خواہ کہلاتے ہیں۔

پھر یہ بھی سوچو کہ جس حالت میں میں وہ شخص ہوں جو اُس مسیح موعود ہونے کا دعویٰ رکھتا ہوں۔ جس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا ہو کہ ”وہ تمہارا امام اور خلیفہ ہے اور اُس پر خدا اور اُس کے نبی کا سلام ہے اور اُس کا دشمن لعنتی اور اُس کا دوست خدا کا دوست ہے۔ اور وہ تمام دنیا کے لئے حکم ہو کر آئے گا۔ اور اپنے تمام قول اور فعل میں عادل ہوگا۔ تو کیا یہ تقویٰ کا طریق تھا کہ میرے دعویٰ کو سنو اور میرے نشانوں کو دیکھو اور میرے ثبوتوں کا مشاہدہ کر کے مجھے یہ صلہ دیتے کہ گندی گالیاں اور ٹھٹھے اور ہنسی سے پیش آتے؟ کیا نشان ظاہر نہیں ہوئے؟ کیا آسمانی تائیدیں ظہور میں نہیں آئیں؟ کیا اُن سب وقوتوں اور مومنین کا پتہ نہیں لگ گیا جو احادیث اور آثار میں بیان کی گئی تھیں؟ تو پھر اس قدر کیوں بیباکی دکھلائی گئی؟ ہاں اگر میرے دعوے میں اب بھی شک تھا یا میرے دلائل اور نشانوں میں کچھ شبہ تھا تو غربت اور نیک نیتی اور خدا ترسی سے اُس شبہ کو دور کر لیا ہوتا۔ مگر انہوں نے بجائے تحقیق اور تفتیش کے اس قدر گالیاں اور لعنتیں بھیجیں کہ شیعوں کو بھی پیچھے ڈال دیا۔ کیا یہ ممکن نہ تھا کہ جو کچھ میں نے رومی سلطنت کے اندرونی نظام کی نسبت بیان کیا وہ دراصل صحیح ہو اور ترکی گورنمنٹ کے شیرازہ میں ایسے دھاگے بھی ہوں جو وقت پر ٹوٹنے والے اور خدا کی سرشت ظاہر کرنے والے ہوں۔

پھر ماسوا اسکے میرے مخالف اپنے دلوں میں آپ ہی سوچیں کہ اگر میں حقیقت وہی مسیح موعود ہوں جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک بازو قرار دیا ہے اور جسکو سلام بھیجا ہے اور جس کا نام حکم اور عدل اور امام اور خلیفہ اللہ رکھا ہے تو کیا ایسے شخص پر ایک معمولی بادشاہ کے لئے لعنتیں بھیجنا، اُس کو گالیاں دینا جائز تھا؟ زرہ اپنے جوش کو تمام کے سوچیں نہ میرے لئے بلکہ اللہ اور رسول کے لئے کہ کیا ایسے مدعی کے ساتھ ایسا کرنا روا تھا؟ میں زیادہ کہنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ میرا مقدمہ

تم سب کے ساتھ آسمان پر ہے۔ اگر میں وہی ہوں جس کا وعدہ نبیؐ کے پاک لبوں نے کیا تھا۔ تو تم نے نہ میرا بلکہ خدا کا گناہ کیا ہے۔ اور اگر پہلے سے آثارِ صحیحہ میں یہ وارد نہ ہوتا کہ اُسکو دکھ دیا جائے گا اور اُسپر لعنتیں بھیجی جائیں گی تو تم لوگوں کی محال نہ تھی جو تم مجھے وہ دکھ دیتے جو تم نے دیا۔ پر ضرور تھا کہ وہ سب نوشتے پورے ہوں جو خدا کی طرف سے لکھے گئے تھے اور اب تک تمہیں ملزم کرنے کے لئے تمہاری کتابوں میں موجود ہیں۔ جن کو تم زبان سے بڑھتے اور پھر تکفیر اور لعنت کر کے مہر لگا دیتے ہو کہ وہ بد علما اور اُنکے دوست جو مہدیؑ کی تکفیر کرینگے اور مسیح سے مقابلہ سے پیش آئینگے وہ تم ہی ہو۔

میں نے بار بار کہا کہ اُو اپنے شکوک مثالو۔ پر کوئی نہیں آیا۔ میں نے فیصلہ کیلئے ہر ایک کو بلایا۔ پر کسی نے اس طرف رخ نہیں کیا۔ میں نے کہا کہ تم استخارہ کرو اور یہ رو کر خدا تعالیٰ سے چاہو کہ وہ تم پر حقیقت کھولے پر تم نے کچھ نہ کیا۔ اور تکذیب بھی باز نہ آئے۔ خدا نے میری نسبت سچ کہا کہ ”دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور اور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔“ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک شخص درحقیقت سچا ہو اور منائع کیا جائے کہ یہ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص خدا کی طرف سے ہو۔ اور برباد ہو جائے پس اسے لوگوں نے خدا سے مت لڑو۔ یہ وہ کام ہے جو خدا تمہارے لئے

اور تمہارے ایمان کے لئے کرنا چاہتا ہے۔ اُسکے مزاحمت ہو۔ اگر تم بجلی کے سامنے کھڑے ہو سکتے ہو مگر خدا کے سامنے تمہیں ہرگز طاقت نہیں۔ اگر یہ کار و بار انسان کی طرف سے ہوتا تو تمہارے حملوں کی کچھ بھی حاجت نہ تھی۔ خدا اس کے نیست و نابود کرنے کیلئے خود کافی تھا۔ افسوس کہ آسمان گواہی دے رہا ہے اور تم نہیں سُنتے۔ اور زمین ضرورتِ ضرورت بیان کر رہی ہے اور تم نہیں دیکھتے! اسے بد بخت قوم اٹھ اور دیکھ کہ اس مصیبت کے وقت میں جو اسلام پیروں کے نیچے کچلا گیا اور مجرموں کی طرح بے عزت کیا

گیا۔ وہ جھوٹوں میں شمار کیا گیا۔ وہ ناپاکوں میں لکھا گیا تو کیا خدا کی غیرت ایسے وقت میں جوش نہ مارتی اب سمجھو کہ آسمان جھکتا چلا آتا ہے اور وہ دن نزدیک ہیں کہ ہر ایک کان کو "انا الموجود" کی آواز آئے۔

ہم نے کفار سے بہت کچھ دیکھا۔ اب خدا بھی کچھ دکھانا چاہتا ہے۔ سو اب تم دیدار دانستہ اپنے تئیں مورد غضب مت بناؤ۔ کیا صدی کا سرمہ نے ہمیں دیکھا؟ جس پر وہ برس اور بھی گزر گئے۔ کیا خسوف کسوف رمضان میں تمہاری آنکھوں کے سامنے نہیں ہوا؟ کیا ستارہ ذوالسنین کے طلوع کی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی؟ کیا تمہیں اس جولانگہ زلزلہ کی کچھ خبر نہیں جو مسیح کی پیشگوئی کے مطابق ان ہی دنوں میں وقوع میں آیا اور بہت سی بستیوں کو برباد کر گیا۔ اور خبر دیجیے تھی کہ اُسی کے متصل مسیح بھی آئیگا؟ کیا تم نے آیتھم کی نسبت وہ نشان نہیں دیکھا جو ہمارے سید و مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیشگوئی کے مطابق ظہور میں آیا جس کی خبر سترہ برس پہلے کتاب براہین احمدیہ میں دی گئی تھی؟ کیا لیکھرام کی نسبت پیشگوئی اب تک تم نے نہیں سنی؟ کیا کبھی اس سو کسی نے دیکھا تھا کہ پہلوانوں کی کشتی کی طرح مقابلہ ہو کر اور لاکھوں انسانوں میں شہرت پا کر اور صد ہا اشتہارات اور رسائل میں چھپ کر ایسا کھلا کھلا نشان ظاہر ہوا ہو جیسا کہ لیکھرام کی نسبت ظاہر ہوا؟ کیا تمہیں اُس خدا سے کچھ بھی شرم نہیں آتی جس نے تمہاری تیرہویں صدی کے غم اور صدمے دیکھ کر چودھویں صدی کے اتنے ہی تمہاری تائید کی؟ کیا ضرور نہ تھا کہ خدا کے وعدے عین وقت میں پورے ہوتے؟ بتلاؤ کہ ان سب نشانوں کو دیکھ کر پھر تمہیں کیا ہو گیا؟ کس چیز نے تمہارے دلوں پر ہر لگادی؟ اسے کج دل قوم، خدا تیری ہر ایک تسلی کر سکتا ہے اگر تیرے دل میں صفائی ہو۔ خدا تجھے کھینچ سکتا ہے اگر تو کھینچ جانے کے لئے طیار ہو۔ دیکھو یہ کیسا وقت ہے۔ کیسی ضرورتیں ہیں۔ جو اسلام کو پیش آگئیں۔ کیا تمہارا دل گواہی نہیں دیتا کہ یہ وقت خدا کے رحم کا وقت



ہے؟ آسمان پر بنی آدم کی ہدایت کے لئے ایک جوش ہے۔ اور توحید کا مقدمہ حضرت احدیت کی پیشی میں ہے۔ مگر اس زمانہ کے اندھے اب تک بیخبر ہیں۔ آسمانی سلسلہ کی ان کی نظر میں کچھ بھی عزت نہیں۔ کاش ان کی آنکھیں کھلیں اور دیکھیں کہ کس کس قسم کے نشان اتر رہے ہیں اور آسمانی تائید ہو رہی ہے اور نور پھیلنا جاتا ہے۔ مبارک وہ جو اُس کو پاتے ہیں۔

افسوس کہ پرچہ چودھویں صدی ۵۱۵ھ میں بھی بہت سی جرز فزع کے ساتھ سلطان روم کا یہاں رکھ کر نہایت ظالمانہ توہین و تحقیر و استہزاء اس عاجز کی نسبت کیا گیا ہے۔ اور گندے اور ناپاک اور سخت دھوکہ دینے والے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ اور سراسر شرارت آمیز افتراء سے کام لیا گیا ہے۔ مگر کچھ ضرور نہیں کہ میں اُس کے رد میں قضیع اوقات کروں۔ کیونکہ وہ دیکھ رہا ہے جس کے ہاتھ میں حساب ہے۔ لیکن ایک عجیب بات ہے جس کا اس وقت ذکر کرنا نہایت ضروری ہے اور وہ یہ کہ جب یہ اخبار چودھویں صدی میرے رُوبرو پڑھا گیا تو میری رُوح نے اُس مقام میں بددعا کیلئے حرکت کی جہاں لکھا ہے کہ ”ایک بزرگ نے جب یہ اشتہار (یعنی اس عاجز کا اشتہار) پڑھا۔ تو بیساختہ اُن کے موقع سے یہ شعر نکل گیا ہے چوں خدا خواہ پڑے کس دروڑ۔“  
میلش اندر طعنہ پا کاں برد“ میں نے ہر چند اُس رُوحی حرکت کو روکا اور دبایا اور بار بار کوشش کی کہ یہ بات میری رُوح میں سے نکل جائے مگر وہ نکل نہ سکی۔ تب میں نے سمجھا کہ وہ خدا کی طرف سے ہے۔ تب میں نے اُس شخص کے بارے میں دُعا کی جس کو بزرگ کے لفظ سے اخبار میں لکھا گیا ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ وہ دُعا قبول ہو گئی اور وہ دُعا یہ ہے کہ یا الہی اگر تو جانتا ہے کہ میں کذاب ہوں اور تیری طرف سے نہیں ہوں اور جیسا کہ میری نسبت کہا گیا ہے طعون اور مردود ہوں اور کاذب ہوں۔ اور تجھ سے میرا تعلق اور تیرا مجھ سے نہیں تو میں تیری جناب میں عاجزانہ عرض کرتا ہوں کہ

مجھے ہلاک کر ڈال۔ اور اگر تو جانتا ہے کہ میں تیری طرف سے ہوں اور تیرا بھیجا ہوا ہوں اور مسیح موعود ہوں تو اس شخص کے پر دے پھاڑ دے جو بزرگ کے نام سے اس اخبار میں لکھا گیا ہے۔ لیکن اگر وہ اس عرصہ میں قادیان میں آکر مجمع عام میں توبہ کرے تو اسے معاف فرما کہ تو رحیم و کریم ہے۔

یہ دُعا ہے کہ میں نے اس بزرگ کے حق میں کی۔ مگر مجھے اس بات کا علم نہیں ہو کہ یہ بزرگ کون ہے اور کہاں رہتے ہیں اور کس مذہب اور قوم کے ہیں جنہوں نے مجھے کذاب ٹھہرا کر میری پر وہ درسی کی پیشگوئی کی۔ اور نہ مجھے جاننے کی کچھ ضرورت ہے۔ مگر اس شخص کے اس کلمہ سے میرے دل کو دکھ پہنچا اور ایک جوش پیدا ہوا۔ تب میں نے دُعا کر دی۔ اور یکم جولائی ۱۸۹۷ء سے یکم جولائی ۱۸۹۸ء تک اس کا فیصلہ کرنا خدا تعالیٰ سے مانگا۔

اس دُعا میں شاید ایک یہ بھی حکمت ہوگی کہ چونکہ آج کل ایک فرقہ نیچر مسلمانوں کی گردشِ آیام سے اسلام میں پیدا ہو گیا ہے اور یہ لوگ قبولیت دُعا سے منکر اور اُس برتر ہستی کی بے انتہا قدرت سے انکاری ہیں جو عجائب کام دکھلاتا اور اپنے بندوں کی دُعاؤں قبول کر لیتا ہے۔ گویا نیم دہریہ ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے چاہا کہ انکو پھر ایک استجاب دُعا کا نمونہ دکھلائے جس کا برکاتِ الدعا کے ایک کشف میں وعدہ بھی ہو چکا ہے اور میرے صدق اور کذب کے لئے یہ ایک اور نشان ہوگا۔ اگر میں خدا تعالیٰ کی جناب میں درحقیقت ایسا ہی ذلیل اور دجال اور کذاب ہوں جو اس بزرگ نے سمجھا ہو تو میری دُعا بے اثر جائے گی۔ اور سال عیسوی کے گزرنے کے بعد میری ذلت ظاہر ہوگی اور روسیاسی ناقابلِ زوال مجھے اٹھانی پڑے گی۔ میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ کسی کے اہل اللہ ہونے میں اُسکی دُعا کا قبول ہونا مشروط ہو۔ ہر ایک ولی مستجاب الدعوات ہوتا ہے اور اُسکو وہ حالت پیش آجاتی ہے جو استجاب دُعا کے لئے ضروری ہو۔ ہاں

جب کبھی وہ حالت میسر نہ ہو تب دُعا کا قبول ہونا ضروری نہیں۔ وہ حالت یہ ہے کہ کسی کی نسبت نیک دُعا یا بد دُعا کے لئے اہل اللہ کا دل چشمہ کی طرح یک دفعہ پھوٹتا ہے۔ اور فی الفور ایک شعلہ نور آسمان سے گرتا اور اُس سے اتصال پاتا ہے۔

اور ایسے وقت میں جب دُعا کی جاتی ہے تو ضرور قبول ہو جاتی ہے۔ سو یہی وقت مجھے اس بزرگ کے لئے میسر آیا۔ میں ان لوگوں کی روز کی تکذیبوں اور لعنت اور ٹھٹھے اور ہنسی کے دیکھنے سے تھک گیا۔ میری روح اب رب العرش کی جناب میں رو رو کر فیصلہ چاہتی ہے۔ اگر میں درحقیقت خدا تعالیٰ کی نظر میں مردود اور مخدول ہوں جیسا کہ ان لوگوں نے سمجھا۔ تو میں خود ایسی زندگی نہیں چاہتا جو لعنتی زندگی ہو۔ اگر میرے پر آسمان سے بھی لعنت ہے جیسا کہ زمین سے لعنت ہے۔ تو میری رُوح اُوپر کی لعنت کی برداشت نہیں کر سکتی۔ اگر میں سچا ہوں تو اس بزرگ کی خدا تعالیٰ سے ایسے طور سے پردہ دری چاہتا ہوں جو بطور نشان ہو۔ اور جس سے سچائی کو مدد ملے۔ ورنہ لعنتی زندگی سے میرا مرنا بہتر ہے۔ میرے صادق یا کاذب ہونے کا یہ آخری معیار ہے جس کو فیصلہ ناطق کی طرح سمجھنا چاہیے۔ میں خدا سے دو دل ہاتھ اٹھا کر دُعا کرتا ہوں کہ اگر میں اُس کی نظر میں عزیز ہوں۔ تو وہ اس بزرگ کی ایسے طور سے پردہ دری کرے جو اب تک کسی کے خیال و گمان میں نہ ہو۔ میں جانتا ہوں کہ میرا خدا قادر اور ہر ایک قوت کا مالک ہے۔ وہ اُن کے لئے جو اُسکے ہوتے ہیں بڑے بڑے عجائبات دکھلاتا ہے۔

ایڈیٹر چودھویں صدی کی جس قدر شوخی ہے اس بزرگ کی حمایت سے ہے۔ اور اس کی تمام توہین اور تحقیر کی تحریریں اسی بزرگ کی گردن پر ہیں۔ وہ ہنسی سے لکھتا ہے کہ ”میں مخالفت سے نہ کاٹا جاؤں“ خدا سے ہنسی کرنا کسی نیک

انسان کا کام نہیں۔ انسان ہر ایک وقت اُسکے قبضہ قدرت میں ہے۔

اور گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی کی نسبت جو میرے پر حملہ کیا گیا ہے یہ حملہ بھی محض شرارت ہے۔ سلطان دوم کے حقوق بجا لے خود ہیں۔ مگر اس گورنمنٹ کے حقوق بھی ہمارے سر پر ثابت شدہ ہیں اور ناشکر گزاری ایک بے ایمانی کی قسم ہے۔ اے نادانوں! گورنمنٹ انگریزی کی تعریف تمہاری طرح میری قلم سے مُرتا افتخار نہیں نکلتی۔ بلکہ میں اپنے اعتقاد اور یقین سے جانتا ہوں کہ درحقیقت خدا تعالیٰ کے فضل سے اس گورنمنٹ کی پناہ ہمارے لئے بالواسطہ خدا تعالیٰ کی پناہ ہے۔ اس سے زیادہ اس گورنمنٹ کی پُر امن سلطنت ہونے کا اور کیا میرے نزدیک ثبوت ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ پاک سلسلہ اسی گورنمنٹ کے ماتحت برپا کیا ہے۔ وہ لوگ میرے نزدیک سخت گمگھلام ہیں جو حکام انگریزی کے روبرو اُن کی خوشامدیں کرتے ہیں۔ اُن کے آگے گرتے ہیں۔ اور پھر گھر میں آکر کہتے ہیں کہ جو شخص اس گورنمنٹ کا شکر کرتا ہے وہ کافر ہے۔ یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ ہماری یہ کارروائی جو اس گورنمنٹ کی نسبت کیجاتی ہے منافقانہ نہیں ہے۔ وَ لَعَنَ اللّٰهُ عَلَى الْمُنَافِقِينَ بلکہ ہمارا یہی عقیدہ ہے جو ہم اُسے دل میں ہے۔

آؤ بزرگ مذکور جس نے ہماری پردہ دری کے لئے پیشگوئی کی اس بات کو یاد رکھے کہ ہماری طرف سے اس میں کچھ زیادت نہیں۔ اُنہوں نے پیشگوئی کی اور ہم نے بددعا کی۔ آئندہ ہمارا اور اُن کا خدا تعالیٰ کی جناب میں فیصلہ ہے۔ اگر اُن کی رائے سچی ہے تو اُن کی پیشگوئی پوری ہو جائے گی۔ اور اگر جناب الہی میں اس عاجز کی کچھ عزت ہے تو میری دعا قبول ہو جائے گی۔ تاہم میں نے اس دعا میں یہ شرط رکھ لی ہے کہ اگر بزرگ مذکور قادیان میں آکر اپنی بیباکی سے ایک مجمع میں تو بہ کر میں تو خدا تعالیٰ یہ حرکت اُن کو معاف کرے ورنہ اب

یہ عظیم الشان مقدمہ مجھ میں اور اُس بزرگ میں دائر ہو گیا ہے۔ اب حقیقت میں جو روسیاء ہے وہی روسیاء ہوگا۔ اس بزرگ کو روم کے ایک ظاہری فرمانروا کے لئے جوش آیا۔ اور خدا کے قائم کردہ سلسلہ پر تھوکا اور اُس کے مامور کو پلید قرار دیا۔ حالانکہ سلطان کے بارے میں میں نے ایک لفظ بھی مونہ سے نہیں نکالا تھا۔ صرف اُس کے بعض ارکان کی نسبت بیان کیا تھا اور یا اُس کی گورنمنٹ کی نسبت جو مجموعہ ارکان سے مراد ہے ملہمانہ خبر تھی۔ سلطان کی ذاتیات کا کچھ بھی ذکر نہ تھا۔ لیکن پھر بھی اس بزرگ نے وہ شعر میری نسبت پڑھا کہ شاید ثنوی کے مرحوم مصنف نے غرور اور شہاد اور ابوجہل اور ابولہب کے حق میں بنایا ہوگا۔ اور اگر میں سلطان کی نسبت کچھ نکتہ چینی بھی کرتا تب بھی میرا حق تھا۔ کیونکہ اسلامی دنیا کے لئے مجھے خدا نے حکم کر کے بھیجا ہے جس میں سلطان بھی داخل ہے۔ اور اگر سلطان خوش قسمت ہو تو یہ اُسکی سعادت ہے کہ میری نکتہ چینی پر نیک نیتی کے ساتھ توبہ کرے اور اپنے ملک کی اصلاحوں کی طرف جد و جہد کیساتھ مشغول ہو۔ اور یہ کہنا کہ ایسے ذکر سے کہ زمین کی سلطنتیں میرے نزدیک ایک نجاست کی مانند ہیں۔ اس میں سلطان کی بہت بے ادبی ہوئی ہے یہ ایک دوسری حماقت ہے۔ بیشک دنیا خدا کے نزدیک ہر دار کی طرح ہے۔ اور خدا کو ڈھونڈنے والے ہرگز دنیا کو عزت نہیں دیتے۔ یہ ایک لاعلاج بات ہے جو روحانی لوگوں کے دلوں میں پیدا کی جاتی ہے کہ وہ سچی بادشاہت آسمان کی بادشاہت سمجھتے ہیں اور کسی دوسرے کے آگے سجدہ نہیں کر سکتے۔ البتہ ہم ہر ایک منعم کا شکر کریں گے۔ ہمدردی کے عوض ہمدردی دکھلائیں گے۔ اپنے محسن کے حق میں دعا کریں گے۔ عادل بادشاہ کی خدا تعالیٰ سے سلامتی چاہیں گے گو وہ غیر قوم کا ہو۔ مگر کسی سفلی عظمت اور بادشاہت کو اپنے لئے بُت نہیں بنائیں گے۔ ہمارے پیارے رسول سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

اذا وقع العبد في الهانئة الرب ومهيمنة الصلوة يقين ورهبانية الابرار لم يجد  
احدا ياخذ بقلبه۔ یعنی جب کسی بندہ کے دل میں خدا کی عظمت اور اس کی محبت بیٹھ  
جاتی ہے اور خدا اُس پر محیط ہو جاتا ہے جیسا کہ وہ صدیقیوں پر محیط ہوتا ہے اور اپنی رحمت اور  
خاص عنایت کے اندر اُس کو لے لیتا ہے۔ اور ابرار کی طرح اُس کو غیروں کے تعلقات سے  
چھوڑا دیتا ہے تو ایسا بندہ کسی کو ایسا نہیں پاتا کہ اپنی عظمت یا وجاہت یا خوبی کیساتھ  
اُس کے دل کو کچھ ملے۔ کیونکہ اُس پر ثابت ہو جاتا ہے کہ تمام عظمت اور وجاہت اور خوبی  
خدا میں ہی ہے۔ پس کسی کی عظمت اور جلال اور قدرت اُس کو تعجب میں نہیں ڈالتی۔  
اور نہ اپنی طرف جھکا سکتی ہے۔ سو اُس کو دوسروں پر صرف رحم باقی رہ جاتا ہے۔  
خواہ بادشاہ ہوں یا شہنشاہ ہوں۔ کیونکہ اُس کو اُن چیزوں کی طمع باقی نہیں رہتی جو  
اُن کے ہاتھ میں ہیں۔ جس نے اُس حقیقی شہنشاہ کے دربار میں بار پایا جسکے ہاتھ میں  
ملکوت السموات والارض ہے پھر فانی اور جھوٹی بادشاہی کی عظمت اُس کے دل میں  
کیونکر بیٹھ سکے؟ میں جو اُس طیک مقتدر کو پہچانتا ہوں تو اب میری رُوح اسکو چھوڑ کر  
کہاں اور کدھر جائے؟ یہ رُوح تو ہر وقت یہی جوش مار رہی ہے کہ اے شاہ ذوالجلال  
ابدی سلطنت کے مالک سب ملک اور ملکوت تیرے لئے ہی مسلم ہے۔ تیرے سوا  
سب عاجز بندے ہیں بلکہ کچھ بھی نہیں۔

آں کس کہ بتورسد شہانرا چہ کند      یا فر تو فر خسرواں را چہ کند  
چوں بندہ شناخت باین عزوجل      بعد از تو جلال دیگرانرا چہ کند  
دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی      دیوانہ تو ہر دو جہانرا چہ کند

الراقم میرزا غلام احمدؒ از قادیان ۲۵ جون ۱۸۹۷ء

۳۳۷  
یہ وہ درخواست ہے جس کا ترجمہ انگریزی بحضور نواب لفظ نینٹ گورنر بہادر بالقابہ روانہ کیا گیا ہے :-

(امید رکھتا ہوں کہ اس درخواست کو جو میرے اور میری جماعت کے حالات پر مشتمل ہو غور اور توجہ سے پڑھا جائے)

## بَحْضُورِ نَوَابِ لَفْظِ نِیْنِٹِ گورنر بہادر ام قبائلہ

چونکہ مسلمانوں کا ایک نیا فرقہ جس کا پیشوا اور امام اور پیر یہ راقم ہے پنجاب اور ہندوستان کے اکثر شہروں میں زور سے پھیلتا جاتا ہے اور بڑے بڑے تعلیم یافتہ ٹہنڈ اور معرہ و ار اور نیک نام رئیس اور تاجر پنجاب اور ہندوستان کے اس فرقہ میں داخل ہوتے جاتے ہیں۔ اور عموماً پنجاب کے شریف مسلمانوں کے نو تعلیم باب جیسے بی۔ اے اور ایم۔ اے اس فرقہ میں داخل ہیں اور داخل ہو رہے ہیں اور یہ ایک گروہ کثیر ہو گیا ہے جو اس ملک میں روز بروز ترقی کر رہا ہے۔ اس لئے میں نے قرین مصلحت سمجھا کہ اس فرقہ جدید اور نیر پنے تمام حالات سے جو اس فرقہ کا پیشوا اہل حضور لفظ نینٹ گورنر بہادر کو آگاہ کروں۔ اور یہ ضرورت اس لئے بھی پیش آئی کہ یہ ایک معمولی بات ہے کہ ہر ایک فرقہ جو ایک نئی صورت سے پیدا ہوتا ہے گورنمنٹ کو حاجت پڑتی ہے کہ اس کے اندر روئی حالات دریافت کرے اور بسا اوقات ایسے نئے فرقہ کے دشمن اور خود غرض جن کی عداوت اور مخالفت ہر ایک نئے فرقہ کے لئے ضروری ہے گورنمنٹ میں خلافت واقعہ خبریں پہنچاتے ہیں۔ اور مفتر یا تہ مخبر یوں سے گورنمنٹ کو پریشانی میں ڈالتے ہیں پس چونکہ گورنمنٹ عالم الغیب نہیں ہے اس لئے ممکن ہے کہ گورنمنٹ عالیہ ایسی مخبر یوں کی کثرت کی وجہ سے کسی قدر بذطنی پیدا کرے یا بذطنی کی طرف مائل ہو جائے۔ لہذا گورنمنٹ عالیہ کی اطلاع کے لئے چند ضروری امور ذیل میں لکھتا ہوں :-

(۱) سب سے پہلے میں یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ میں ایک ایسے خاندان میں سے ہوں جس کی نسبت گورنمنٹ نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوتا ہے کہ وہ خاندان اول درجہ ہے

سرکار دولت مدار انگریزی کا خیر خواہ ہے چنانچہ صاحب چیف کمشنر بہادر پنجاب کی چٹھی نمبری ۵۷ مورخہ ۱۸ اگست ۱۸۵۸ء میں یہ مفصل بیان ہے کہ میرے والد مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان کیسے سرکار انگریزی کے سچے وفادار و نیک نام رئیس تھے اور کس طرح اُن سے ۱۸۵۷ء میں رفاقت اور خیر خواہی اور مدد دہی سرکار دولت مدار انگلشیہ ظہور میں آئی اور کس طرح وہ ہمیشہ بدل ہوا خواہ سرکار ہے۔ گورنمنٹ عالیہ اس چٹھی کو اپنے دفتر سے نکال کر ملاحظہ کر سکتی ہے۔ اور رابرٹ کسٹ صاحب کمشنر مورخہ ۱۸۵۸ء میں بھی اپنے مراسلہ میں جو میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ کے نام ہے چٹھی مذکورہ بالا کا حوالہ دیا ہے جسکو میں ذیل میں کہتا ہوں۔

”تہذیب و شجاعت و دستگاہ مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان بعافیت باشند۔ از انجا کہ مرزا غلام مرتضیٰ ہندوستان موقوفہ ۱۸۵۷ء ملاز جانب آپ کے رفاقت و خیر خواہی و مدد دہی سرکار دولت مدار انگلشیہ در باب نگاہداشت سواران و بہر سانی اسپان بخوبی بمنصفہ ظہور پہنچی اور شروع مفسدہ سے ابھجک آپ بدل ہوا خواہ سرکار رہے اور بباعث خوشنودی سرکار ہوا لہذا بجلدوی اس خیر خواہی اور خیر سگالی کے خلعت مبلغ دو صد روپیہ کا سرکار سے آپ کو عطا ہوتا ہے اور حسب نشانہ چٹھی صاحب چیف کمشنر صاحب بہادر نمبری ۵۷ مورخہ ۱۸ اگست ۱۸۵۸ء پر وائے ذابا ظہار خوشنودی سرکار و نیک نامی و وفاداری بنام آپ کے لکھا جاتا ہے۔ مرقومہ تاریخ ۱۲ ستمبر ۱۸۵۸ء“

اور اسی بارے میں ایک مراسلہ سر رابرٹ ایچرٹن صاحب فنانشل کمشنر بہادر کا میرے حقیقی بھائی مرزا غلام قادر کے نام ہے جو کچھ عرصہ سے فوت ہو گئے ہیں اور وہ یہ ہے۔ ”مشفق و مہربان دوستان مرزا غلام قادر رئیس قادیان حفظہ آپ کے خط ۷۔ ماہ حال کا لکھا ہوا ملاحظہ حضور ایہ پنجاب میں گذرا۔ مرزا غلام مرتضیٰ صاحب آپ کے والد کی وفات سے بہکوا بہت افسوس ہوا۔ مرزا غلام مرتضیٰ سرکار انگریزی کا اچھا خیر خواہ اور وفادار رئیس تھا ہم آپ کے خاندانی لحاظ سے اُسی طرح پر عزت کرینگے جس طرح تمہارے باپ قادیان



کیجاتی تھی۔ ہرکو کسی اچھے موقعہ کے نکلنے پر تمہارے خاندان کی بہتری اور پابجائی کا خیال رہے گا۔ المرقوم ۲۹ جون ۱۸۵۷ء

اسی طرح اور بعض چٹھیاں انگریزی اعلیٰ افسروں کی جس جنگو کئی مرتبہ شائع کرچکا ہوں چنانچہ ولسن صاحب کشتہ لاہور کی چٹھی مرقوم ۱۸ جون ۱۸۵۷ء میں میرے والد صاحب کو یہ لکھا ہے۔

ہم بخوبی جانتے ہیں کہ بلا شک آپ اور آپ کا خاندان ابتداء میں اور حکومت سرکار انگریزی سے جان نثار اور وفادار اور ثابت قدم رہے ہیں اور آپ کے حقوق واقعی قابل قدر ہیں اور آپ بہر بیچ تسلی رکھیں کہ سرکار انگریزی آپ کے حقوق اور آپ کے خاندانی خدمات کو ہرگز فراموش نہیں کریگی اور مناسب قعول پر آپ کے حقوق اور خدمات پر غور اور توجہ کیے گی۔

اور سر لیسٹل گر فن صاحب نے اپنی کتاب تاریخ رئیسان پنجاب میں ہمارے خاندان کا ذکر کر کے میرے بھائی مرزا غلام قادر کی خدمات کا خلاصہ کر کے ذکر کیا ہے جو ان سے تم کو کے پل پر باخبروں کی سرزنش کے لئے ظہور میں آئیں۔

ان تمام تحریرات سے ثابت ہو کہ میرے والد صاحب اور میرا خاندان ابتداء سے سرکار انگریزی کے بدل و جان ہوا خواہ اور وفادار رہے ہیں اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کے معزز افسروں نے مان لیا ہے کہ یہ خاندان کمال درجہ پر خیر خواہ سرکار انگریزی ہو۔ اور اس بات کے یاد دلانے کی ضرورت نہیں کہ میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ ان کرسی نشین رئیسوں میں سے تھے کہ جو ہمیشہ گورنری دربار میں عزت کے ساتھ بلائے جاتے تھے اور تمام زندگی انکی گورنمنٹ عالیہ کی خیر خواہی میں بسر ہوئی۔

(۲) دوسرا امر قابل گزارش یہ ہے کہ میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو قریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول رہا ہوں کہ تمام مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور غیر خواہی احمد ہمدردی کی طرف بھیجوں اور انکے بعض کم فصول کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دور کردوں جو انکو دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات رکھتے

ہیں اور اس ارادہ اور قصد کی اول وجہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بصیرت بخشی اور اپنے پاس مجھے ہدایت فرمائی کہ تائیں اُن وحشیانہ خیالات کو سخت نفرت اور بیزاری سے دیکھوں جو بعض نادان مسلمانوں کے دلوں میں مخفی تھے۔ جبکہ وجہ سے وہ نہایت بیوقوفی سے اپنی گورنمنٹ ٹرسٹ کے ساتھ ایسے طور سے صاف دل اور سچے خیر خواہ نہیں ہو سکتے تھے جو صاف دلی اور خیر خواہی کی شرط ہے بلکہ بعض جاہل طاوول کے ورغلائے کی وجہ سے شرائط اطاعت اور وفاداری کا پورا جوش نہیں رکھتے تھے۔ سو میں نے نہ کسی بناوٹ اور ریاکاری سے بلکہ محض اُس اعتقاد کی تحریک سے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے دل میں بڑے زور سے بار بار اس بات کو مسلمانوں میں پھیلا رہا ہے کہ اُنکو گورنمنٹ برطانیہ کی جو درحقیقت اُنکی محسن ہے سچی لطاعت اختیار کرنی چاہیے کہ وقاداری کے ساتھ اُنکی شکر گزاری کرنی چاہیے۔ ورنہ خدا تعالیٰ کے گنہگار ہو گئے اور میں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں پر میری تحریروں کا بہت ہی اثر ہوا ہے اور لاکھوں انسانوں میں تبدیلی پیدا ہو گئی۔

اور میں نے نہ صرف اسی قدر کام کیا کہ برٹش انڈیا کے مسلمانوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی اطاعت کی طرف جھکایا بلکہ بہت سی کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں تالیف کر کے ممالک اسلامیہ کے لوگوں کو بھی مطلع کیا کہ ہم لوگ کیونکر امن اور آرام اور آزادی سے گورنمنٹ انگلشیہ کے سایہ عاطفت میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور ایسی کتابوں کے چھاپنے اور شائع کرنے میں ہزاروں روپیہ خرچ کیا گیا مگر بائیں ہمہ میری طبیعت نے کبھی نہیں چاہا کہ ان متواتر خدمات کا اپنے حکام کے پاس ذکر بھی کر دوں کیونکہ میں کسی صلہ اور انعام کی خواہش سے نہیں بلکہ ایک حق بات کو ظاہر کرنا اپنا فرض سمجھا۔ اور درحقیقت وجود سلطنت انگلشیہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے ملنے والی ایک نعمت تھی جو مدت دراز کی تکلیفات کے بعد ہم کو ملی۔ اسلئے ہمارا فرض تھا کہ اُس نعمت کا بار بار اظہار کریں۔ ہمارا خاندان سکھوں کے ایام میں ایک سخت عذاب میں تھا اور نہ صرف یہی تھا کہ انہوں نے ظلم سے ہماری ریاست کو تباہ کیا اور ہمارے عہد ہادیہات اپنے قبضہ میں لئے بلکہ ہماری اور تمام پنجاب کے مسلمانوں کی دینی آزادی کو بھی روک دیا۔ ایک مسلمان کو بانگ نماز پر بھی

مارے جانے کا اندیشہ تھا چہ جائیکہ اور رسوم عبادت آزادی سے بجالا سکتے ہیں۔ اس گورنمنٹ محسنہ کا  
 ہی احسان تھا کہ ہم نے اس جلتے ہوئے تنور سے خلاصی پائی اور خدا تعالیٰ نے ایک ابر رحمت  
 کی طرح اس گورنمنٹ کو ہمارے آرام کے لئے بھیج دیا۔ پھر کس قدر بد ذاتی ہوگی کہ ہم اس نعمت کا شکر  
 بجا نہ لائیں۔ اس نعمت کی عظمت تو ہمارے دل اور جان اور رگ و ریشہ میں منقوش ہوئی اور ہمارے  
 بزرگ ہمیشہ اس راہ میں اپنی جان دینے کے لئے طیار رہے۔ پھر نحوذ بانہد کیونکر ممکن ہو کہ  
 ہم اپنے دلوں میں مفسدہ اندازہ رکھیں۔ ہمارے پاس تو وہ الفاظ نہیں جن کے ذریعہ  
 سے ہم اُس آرام اور راحت کا ذکر کر سکیں جو اس گورنمنٹ سے ہم کو حاصل ہوئی۔ ہماری تو  
 یہی دعا ہے کہ خدا اس گورنمنٹ محسنہ کو جزاء خیر دے اور اُس سے نیکی کرے جیسا کہ اُس نے ہم  
 سے نیکی کی۔ یہی وجہ ہے کہ میرا باپ اور میرا بھائی اور خود میں بھی رُوح کے جوش سے اس بات  
 میں مصروف رہے کہ اس گورنمنٹ کے فوائد اور احسانات کو عام لوگوں پر ظاہر کریں اور اس کی  
 اطاعت کی فرضیت کو دلوں میں جمادیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ میں اٹھارہ برس سے ایسی کتابوں کی  
 تالیف میں مشغول ہوں کہ جو مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی محبت اور اطاعت کی طرف  
 مائل کر رہے ہیں۔ گو اکثر جاہل مولوی ہماری اس طرز اور رفتار اور ان خیالات کے سخت ناراض ہیں اور  
 اندر ہی اندر جلتے اور دانت پیستے ہیں۔ مگر میں جانتا ہوں کہ وہ اسلام کی اُس اخلاقی تعلیم سے بھی  
 بے خبر ہیں جس میں یہ لکھا ہے کہ جو شخص انسان کا شکر نہ کرے وہ خدا کا شکر بھی  
 نہیں کرتا یعنی اپنے محسن کا شکر کرنا ایسا فرض ہے جیسا کہ خدا کا۔

یہ تو ہمارا عقیدہ ہے مگر افسوس کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس لیے سلسلہ اٹھارہ برس کی  
 تالیفات کو جنہیں بہت سی پُر زور تقریریں اطاعت گورنمنٹ کے بارے میں ہیں کبھی ہماری گورنمنٹ  
 محسنہ نے تو تہرے نہیں دیکھا۔ اور کئی مرتبہ میں نے یاد دلایا مگر اُس کا اثر محسوس نہیں ہوا۔ لہذا میں  
 پھر یاد دلاتا ہوں کہ مفصلہ ذیل کتابوں اور اشتہاروں کو تو تہرے سے دیکھا جائے اور وہ مقامات  
 پڑھے جائیں جن کے ہر صفحات میں نے ذیل میں لکھ دیے ہیں۔

| قبر | نام کتاب یا اشتہار                            | تاریخ طبع       | نمبر صفحات                         |
|-----|-----------------------------------------------|-----------------|------------------------------------|
| ۱   | برایین احمدیہ حصہ سوم                         | ۱۸۸۲ء           | الف سے ب تک (شرح کتاب)             |
| ۲   | برایین احمدیہ حصہ چہارم                       | ۱۸۸۲ء           | الف سے د تک ایضاً                  |
| ۳   | نوکس دربارہ توسیع دفعہ ۴۹۸ در کتاب آریہ دم    | ۲۶ ستمبر ۱۸۹۵ء  | ۵۷ سے ۶۳ تک آخر کتاب               |
| ۴   | التامس در بارہ ایضاً ایضاً                    | ایضاً           | تمام اشتہار ہر چہارم صفحہ آخر کتاب |
| ۵   | درخواست دربارہ ایضاً ایضاً                    | ایضاً           | ۶۹ سے ۷۲ تک آخر کتاب               |
| ۶   | خط دربارہ ایضاً                               | ۱۷ اکتوبر ۱۸۹۵ء | ۱ سے ۸ تک تمام علیحدہ اشتہار       |
| ۷   | آئینہ کمالات اسلام                            | فروری ۱۸۹۲ء     | ۱۷ سے ۲۰ تک اور ۵۱۱ سے ۵۲۸ تک      |
| ۸   | اعلان در کتاب نور الحق                        | ۱۳۱۱ھ           | ۲۲ سے ۵۴ تک                        |
| ۹   | گورنمنٹ کی توجہ کے لائق۔ در کتاب شہادۃ القرآن | ۲۶ ستمبر ۱۸۹۲ء  | الف سے ح تک آخر کتاب               |
| ۱۰  | نور الحق حصہ دوم                              | ۱۳۱۱ھ           | ۴۹ سے ۵۰ تک                        |
| ۱۱  | سبۃ الخلافہ                                   | ۱۳۱۲ھ           | ۷۱ سے ۷۳ تک                        |
| ۱۲  | اتمام الحجۃ                                   | ۱۳۱۱ھ           | ۲۵ سے ۲۷ تک                        |
| ۱۳  | حمامۃ البشری                                  | ایضاً           | ۳۹ سے ۴۲ تک                        |
| ۱۴  | تحفہ قیصریہ                                   | ۲۵ مئی ۱۸۹۵ء    | تمام کتاب                          |
| ۱۵  | ست بچن                                        | نومبر ۱۸۹۵ء     | ۱۵۳ سے ۱۵۴ تک اور ایٹیکل بیچ       |
| ۱۶  | انجام آسم                                     | جنوری ۱۸۹۵ء     | ۲۸۲ سے ۲۸۳ تک آخر کتاب             |
| ۱۷  | سماج منیر                                     | ۲۵ مئی ۱۸۹۵ء    | صفحہ ۷۴                            |
| ۱۸  | تکمیل تبلیغ معہ شرائط بیعت                    | ۱۷ جنوری ۱۸۹۹ء  | صفحہ ۳۴ حاشیہ و صفحہ ۶ شرط چہارم   |
| ۱۹  | اشتہار قابل توجہ گورنمنٹ اور عام اطلاع کے لئے | ۲۷ فروری ۱۸۹۵ء  | تمام اشتہار یک طرفہ                |
| ۲۰  | اشتہار دربارہ سفیر سلطان روم                  | ۲۴ مئی ۱۸۹۵ء    | ۱ سے ۳ تک                          |
| ۲۱  | اشتہار جلسہ احباب برجنش جوہی بمقام قادیان     | ۲۳ جون ۱۸۹۵ء    | ۱ سے ۳ تک                          |
| ۲۲  | اشتہار جلسہ شکر گریہ جوہی حضرت قیصر دوم غلطیہ | ۱۷ جون ۱۸۹۵ء    | تمام اشتہار یک ورق                 |
| ۲۳  | اشتہار متعلق بزرگ اخبار چودھویں والہ          | ۲۵ جون ۱۸۹۵ء    | صفحہ ۱۰                            |
| ۲۴  | اشتہار لائق توجہ گورنمنٹ معہ ترجمہ انگریزی    | ۱۰ دسمبر ۱۸۹۵ء  | تمام اشتہار ۱ سے ۷ تک              |

ان کتابوں کے دیکھنے کے بعد ہر ایک شخص اس نتیجہ تک پہنچ سکتا ہے کہ جو شخص برابر  
اٹھارہ برس سے ایسے جوش سے کہ جس سے زیادہ ممکن نہیں گورنمنٹ انگلشیہ کی تائید میں ایسے  
پر زور مضمون لکھ رہا ہے اور ان مضمونوں کو نہ صرف انگریزی عملداری میں بلکہ دوسرے ممالک میں  
بھی شائع کر رہا ہے کیا اسکے حق میں یہ گمان ہو سکتا ہے کہ وہ اس گورنمنٹ محسنہ کا خیر خواہ نہیں؟  
گورنمنٹ متوجہ ہو کر سوچے کہ یہ مسلسل کارروائی جو مسلمانوں کو اطاعت گورنمنٹ برطانیہ پر  
آکادہ کرنے کے لئے برابر اٹھارہ برس سے ہو رہی ہے اور غیر ملکوں کے لوگوں کو بھی آگاہ کیا گیا ہے  
کہ ہم کیسے امن اور آزادی سے زیر سایہ گورنمنٹ ہذا زندگی بسر کرتے ہیں۔

یہ کارروائی کیوں اور کس غرض سے ہے اور غیر ملک کے لوگوں تک ایسی کتابیں اور  
ایسے اشتہارات کیسے پہنچانے سے کیا مدعا تھا؟ گورنمنٹ تحقیق کرے کہ کیا یہ سچ نہیں کہ ہزاروں  
مسلمانوں نے جو مجھے کافر قرار دیا اور مجھے اور میری جماعت کو ہوا یک گروہ کشمیر پنجاب اور ہندوستان  
میں موجود ہے ہر ایک طور کی بدگوئی اور بداندیشی سے ایذا دینا اپنا فرض سمجھا۔ اس تکفیر اور  
ایذا کا ایک مخفی سبب یہ ہے کہ ان نادان مسلمانوں کے پوشیدہ خیالات کے برخلاف دل و جان  
سے گورنمنٹ انگلشیہ کی شکر گزاری کے لئے ہزار ہا اشتہارات شائع کئے گئے اور ایسی  
کتابیں بلا عرب و شام وغیرہ تک پہنچائی گئیں؟ یہ باتیں بے ثبوت نہیں اگر گورنمنٹ توجہ  
فرماوے تو نہایت بدیہی ثبوت میرے پاس ہیں۔ میں زور سے کہتا ہوں اور میں دعوے سے  
گورنمنٹ کی خدمت میں اعلان دیتا ہوں کہ باعتبار مذہبی اصول کے مسلمانوں کے تمام فرقوں  
میں سے گورنمنٹ اول درجہ کا وفادار اور جان نثار ہے یہی تریاق فرقہ ہے جس کے اصولوں میں سے  
کوئی اصول گورنمنٹ کیلئے مخطرناک نہیں۔ ہاں اس بات کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ میں نے بہت سی  
مذہبی کتابیں تالیف کر کے علی طور پر اس بات کو بھی دکھلایا ہے کہ ہم لوگ سکھوں کے عہد میں کیسے  
مذہبی امور میں مجبور کئے گئے اور فرائض و عبادت دین اور تائید اسلام سے روکے گئے تھے۔ اور  
پھر اس گورنمنٹ محسنہ کے وقت میں کس قدر مذہبی آزادی بھی ہمیں حاصل ہوئی کہ ہم پادریوں کے

مقابل پر بھی جو گورنمنٹ کی قوم میں داخل ہیں پورے زور سے اپنی حقانیت کے دلائل پیش کر سکتے ہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ایسی کتابوں کی تالیف سے جو پادریوں کے مذہب کے رد میں لکھی جاتی ہیں گورنمنٹ کے عادلانہ اصول کا اعلیٰ نمونہ لوگوں کو ملتا ہے۔ اور غیر ملکوں کے لوگ خاص کر اسلامی بلاد کے نیک فطرت جب ایسی کتابوں کو دیکھتے ہیں جو ہمارے ملک سے اُن ملکوں میں جاتی ہیں تو اُنکو اس گورنمنٹ سے نہایت انس پیدا ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض خیال کرتے ہیں کہ شاید یہ گورنمنٹ درپردہ مسلمان ہے۔ اور اس طرح پر ہماری قلموں کے ذریعہ سے یہ گورنمنٹ ہزاروں دلوں کو فتح کرتی جاتی ہے۔

ایسی پادریوں کے نہایت بول آزار حملے اور توہین آمیز کتابیں درحقیقت کسی شخص کی اگر آزادی کے ساتھ اُن کی مداخلت نہ کی جاتی اور اُن کے سخت کلمات کی عوض میں کسی قدر مہذبانہ سختی استعمال میں نہ آتی تو بعض جاہل جو جلد تر بدگمانی کی طرف جھک جاتے ہیں شاید یہ خیال کرتے کہ گورنمنٹ کو پادریوں کی خاص رعایت ہو۔ مگر اب ایسا خیال کوئی نہیں کر سکتا۔ اور بالمقابل کتابوں کے شائع ہونے سے وہ اشتعال جو پادریوں کی سخت تحریروں سے پیدا ہونا ممکن تھا۔ اندر ہی اندر دب گیا ہے۔ اور لوگوں کو معلوم ہو گیا ہے کہ ہماری گورنمنٹ عالیہ نے ہر ایک مذہب کے پیرو کو اپنے مذہب کی تائید میں عام آزادی دی ہے جس سے ہر ایک فرقہ برابر فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ پادریوں کی کوئی خصوصیت نہیں۔ غرض ہماری بالمقابل تحریروں سے گورنمنٹ کے پاک ارادوں اور نیک نیتی کا لوگوں کو تجربہ ہو گیا۔ اور اب ہزار ہا آدمی انشراح صدر سے اس بات کے قائل ہو گئے ہیں کہ درحقیقت یہ اعلیٰ خوبی اس گورنمنٹ کو حاصل ہے کہ اُس نے مذہبی تحریات میں پادریوں کا ذرہ پاس نہیں کیا۔ اور اپنی رعایا کو حق آزادی پر اب رطوبت دیا ہے۔

مگر تاہم نہایت ادب سے گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں عرض ہے کہ اس قدر آزادی کا بعض دلوں پر اچھا اثر محسوس نہیں ہوتا۔ اور سخت الفاظ کی وجہ سے قوموں میں تفرقہ اور

نفاق اور نقص بڑھتا جاتا ہے اور اخلاقی حالات پر بھی اُس کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ مثلاً حال میں جو  
 اسی ۱۸۹۷ء میں پادری صاحبوں کی طرف سے مشن پریس گوجرانوالہ میں اسلام کے رد میں ایک  
 کتاب شائع ہوئی جس کا نام یہ رکھا ہوا ”اتہات المؤمنین یعنی دربار مصطفائی کے اسرار“  
 وہ ایک تازہ زخم مسلمانوں کے دلوں کو پہنچانے والی ہے۔ اور یہ نام ہی کافی ثبوت اس تازہ  
 زخم کا ہے۔ اور اُس میں اشتعال دہی کے طور پر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی ہیں  
 اور نہایت دل آزار کلمے استعمال کئے ہیں۔ مثلاً اُسکے صفحہ ۸۰ سطر ۲۱ میں یہ عبارت ہے۔  
 ”ہم تو یہی کہتے ہیں کہ محمد صاحب نے خدا پر بہتان باندھا۔ زنا کیا اور  
 اُسکو حکم خدا بتلایا۔“ ایسے کلمات کس قدر مسلمانوں کے دلوں کو دکھائیں گے کہ اُنکے  
 بزرگ اور مقدس نبی کو صاف اور صریح لفظوں میں زانی ٹھہرایا۔ اور پھر دل دکھانے کے لئے  
 ہزار کاپی اس کتاب کی مسلمانوں کی طرف مفت روانہ کی گئی ہے۔ چنانچہ آج بھی کی تاریخ جو ۱۵ فروری  
 ۱۸۹۷ء ہے ایک جلد مجھ کو بھی بھیج دی تھی مالا نہ میں نے طلب نہیں کی اور اس کتاب میں  
 یعنی صفحہ ۵ میں لکھ بھی دیا ہو کہ ”اس کتاب کی ایک ہزار جلدیں مفت بصیغہ ڈاک ایک ہزار  
 مسلمانوں کی نذر کرتے ہیں“ اب ظاہر ہے کہ جب ایک ہزار مسلمان کو خواہ مخواہ یہ کتاب بھیج کر  
 اُن کا دل دکھایا گیا تو کس قدر نقص امن کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔ اور یہ پہلی تحریر ہی  
 نہیں بلکہ اس سے پہلے بھی پادری صاحبوں نے بار بار بہت سی فتنہ انگیز تحریریں شائع کی ہیں اور  
 بے خبر مسلمانوں کو مشتعل کرنے کے لئے دو کتابیں اکثر مسلمانوں میں تقسیم کی ہیں جن کا ایک  
 ذخیرہ میرے پاس بھی موجود ہے جن میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بدکار۔ زانی۔  
 شیطان۔ ڈاکو۔ لٹیرا۔ وغایاز۔ و جال وغیرہ دلازار ناموں سے یاد کیا ہے۔ اور

۱۔ اس کتاب کو پر سوئم داس عیسائی نے گوجرانوالہ شعلہ طور پریس سے شائع کیا ہے۔  
 ۲۔ ہمارے بہت سے معزز دوستوں کے بھی اس بارے میں خطوط پہنچے ہیں کہ ان کو مفت بلا طلب  
 یہ کتاب بھیجی گئی ہے۔

گو ہماری گورنمنٹ محض اس بات سے روکتی نہیں کہ مسلمان بالمقابل جواب دیں لیکن اسلام کا مذہب مسلمانوں کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ کسی مقبول القوم نبی کو بُرا کہیں بالخصوص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو پاک اعتقاد عام مسلمان رکھتے ہیں اور جس قدر محبت اور تعظیم سے انکو دیکھتے ہیں وہ ہماری گورنمنٹ پر پوشیدہ نہیں۔ میرے نزدیک ایسی فتنہ انگیز تحریروں کے روکنے کے لئے بہتر طریق یہ ہے کہ گورنمنٹ عالیہ یا تو یہ تدبیر کرے کہ ہر ایک فریق مخالفت کو ہدایت فرماوے کہ وہ اپنے حملہ کے وقت تہذیب اور نرمی سے باہر نہ جاوے اور صرف اُن کتابوں کی بناء پر اعتراض کرے جو فریق مقابل کی مسلم اور مقبول ہوں۔ اور اعتراض بھی وہ کرے جو اپنی مسلم کتابوں پر وارد نہ ہو سکے۔ اور اگر گورنمنٹ عالیہ یہ نہیں کر سکتی تو یہ تدبیر عمل میں لاوے کہ یہ قانون صادر فرماوے کہ ہر ایک فریق صرف اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کیا کرے اور دوسرے فریق پر ہرگز حملہ نہ کرے۔ میں دل سے چاہتا ہوں کہ ایسا ہو۔ اور میں جانتا ہوں کہ قوموں میں صلہ کاری پھیلانے کے لئے اس سے بہتر اور کوئی تدبیر نہیں کہ کچھ عرصہ کے لئے مخالفانہ حملہ روک دیئے جائیں۔ ہر ایک شخص صرف اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے اور دوسرے کا ذکر زبان پر نہ لاوے۔ اگر گورنمنٹ عالیہ میری اس درخواست کو منظور کرے تو میں یقیناً کہتا ہوں کہ چند سال میں تمام قوموں کے کینے دور ہو جائیں گے۔ اور بجائے بغض محبت پیدا ہو جائے گی۔ ورنہ کسی دوسرے قانون سے اگرچہ عمر میں سے تمام جھگڑنے بھر جائیں مگر اُس قانون کا اُن کی اخلاقی حالت پر نہایت ہی کم اثر پڑے گا۔

(۳) تیسرا امر جو قابلِ گزارش ہے یہ ہے کہ میں گورنمنٹ عالیہ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ فرقہ جدیدہ جو برٹش انڈیا کے اکثر مقامات میں پھیل گیا ہے جس کا میں پیشوا اور امام ہوں گورنمنٹ کے لئے ہرگز خطرناک نہیں ہے اور اس کے اصول ایسے پاک اور صفات اور امن بخش اور صلہ کاری کے ہیں کہ تمام اسلام کے موجودہ فرقوں میں اس کی نظیر گورنمنٹ کو نہیں ملے گی۔ جو ہدایتیں اس فرقہ کے لئے میں نے مرتب کی ہیں جن کو میں نے اپنے ہاتھ سے لکھا اور چھاپ کر ہر ایک مُردہ کو دیا ہو کہ



ان کو اپنا دستور العمل رکھے وہ ہدایتیں میرے اُس رسالہ میں مندرج ہیں جو ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں  
چھپکر عام مریدوں میں شائع ہوا ہے جس کا نام تکمیل تبلیغ مع شرائط بیعت ہے جس کی ایک کاپی  
اُسی زمانہ میں گورنمنٹ میں بھیجی گئی تھی اُن ہدایتوں کو بڑھکر اور ایسا ہی دوسری ہدایتوں کو دیکھکر جو  
وقتاً فوقتاً چھپکر مریدوں میں شائع ہوتی ہیں۔ گورنمنٹ کو معلوم ہوگا کہ کیسے امن بخش اصولوں کی رُس  
جماعت کو تعلیم دی جاتی ہو اور کس طرح انکو بار بار تاکیدیں کی گئی ہیں کہ وہ گورنمنٹ برطانیہ کے سچے پیرو  
اور مطیع رہیں اور تمام بنی نوع کے ساتھ بلا امتیاز مذہب و ملت کے انصاف اور رحم اور ہمدردی سے  
پیش آئیں۔ یہ سچ ہو کہ میں کسی ایسے مہدی یا شعی قرشی خونی کا قاتل نہیں ہوں جو دوسرے مسلمانوں  
کے اعتقاد میں بنی فاطمہ میں سے ہوگا اور زمین کو کفار کے خون سے بھر دیگا۔ میں ایسی حدیثوں کو  
صحیح نہیں سمجھتا اور محض ذخیرہ موضوعات ماننا ہوں۔ ہاں میں اپنے نفس کے لئے اُس  
مسیح موعود کا اَدعا کرتا ہوں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح عترت کے ساتھ زندگی بسر کریگا اور  
لڑائیوں اور جنگوں سے بیزار ہوگا۔ اور نرمی اور صلح کاری اور امن کے ساتھ قوموں کو اُس سچے ذوالجلال  
خدا کا چہرہ دکھلائیگا جو اکثر قوموں سے ٹھپ گیا ہے میرے اصولوں اور اعتقادوں اور ہدایتوں میں  
کوئی امر جنگجوئی اور فساد کا نہیں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے،  
ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے۔ کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ  
جہاد کا انکار کرنا ہے۔ میں بار بار اعلان دے چکا ہوں کہ میرے بڑے بڑے اصول پانچ ہیں۔

شرائط میں سے چند شرطوں کی یہاں نقل کی جاتی ہے۔ شرط دوم یہ کہ جو شخص اور نانا اور بھائی اور بہن یا نسبی و فجور  
اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے اور نفسانی جوشوں کی وقت انکا مغلوب نہیں ہوگا  
اگرچہ کسی بھی حد پیش آوے۔ شرط چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں  
کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔ شرط تھمیرہ کہ عام  
خلق اللہ کی ہمدردی میں محض اللہ مشغول رہیگا۔ اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خدا وادواتوں اور  
تعمتوں سے بنی نوع کو خاندان پہنچائے گا۔

اول یہ کہ خدا تعالیٰ کو واحد لا شریک اور ہر ایک منقصت موت اور بیماری اور لاچاری اور درد اور دکھ اور دوسری نالائق صفات سے پاک سمجھنا۔ دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ کے سلسلہ نبوت کا خاتم اور آخری شریعت لانے والا اور نجات کی حقیقی راہ بتلانے والا حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین رکھنا۔ تیسرے یہ کہ دین اسلام کی دعوت محض دلائل عقلیہ اور آسمانی نشانوں سے کرنا۔ اور خیالات غازیانہ اور جہاد اور جنگجوئی کو اس زمانہ کے لئے قطعی طور پر حرام اور محتجج سمجھنا۔ اور ایسے خیالات کے پابند کو صریح غلطی پر قرار دینا۔ چوتھے یہ کہ اس گورنمنٹ محسنہ کی نسبت جس کے ہم زیر سایہ ہیں یعنی گورنمنٹ انگلشیہ کوئی مفید خیالات دل میں نہ لانا۔ اور خلوص دل سے اسکی اطاعت میں مشغول رہنا۔ پانچویں یہ کہ بنی نوع سے ہمدردی کرنا اور حتیٰ الوسع ہر ایک شخص کی دنیا اور آخرت کی بہبودی کے لئے کوشش کرتے رہنا۔ اور امن اور صلحکاری کا مؤید ہونا اور نیک اخلاق کو دنیا میں پھیلانا۔ یہ پانچ اصول ہیں جن کی اس جماعت کو تعلیم دی جاتی ہے۔ اور میری جماعت جیسا کہ میں آگے بیان کرونگا۔ جاہلوں اور وحشیوں کی جماعت نہیں ہے۔ بلکہ اکثر ان میں سے اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ اور علوم مروجہ کے حاصل کرنے والے اور سرکاری معزز عہدہ دار یا سرفرزاد ہیں۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ انہوں نے چال چلن اور اخلاق فاضلہ میں بڑی ترقی کی ہے۔ اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ تجربہ کے وقت سرکار انگریزی ان کو اول درجہ کے خیر خواہ پائے گی۔

(۴) چوتھی گزارش یہ ہے کہ جس قدر لوگ میری جماعت میں داخل ہیں اکثر ان میں سے سرکار انگریزی کے معزز عہدہ دار یا ممتاز اور یا اس ملک کے نیک نام رئیس اور اُنکے

چاہے اس جہاد کے برخلاف نہایت سرگرمی سے میرے پیرو فاضل مولویوں نے ہزاروں آدمیوں میں تعلیم کی ہے اور کہے ہیں جس کا بہت بڑا اثر ہوا ہے۔ منہ

خدا تم اور احباب اور یا تاجر اور یا وکلاء اور یا نو تسلیم یافتہ انگریزی خوان اور یا ایسے نیکنام علماء اور فضلاء اور دیگر شرفاء ہیں جو کسی وقت سرکار انگریزی کی نوکری کر چکے ہیں یا اس نوکری پر ہیں یا ان کے اقارب اور رشتہ دار اور دوست ہیں جو اپنے بزرگ مخدوموں سے اثر پذیر ہیں اور یا استجادہ نشینان غریب طبع۔ غرض یہ ایک ایسی جماعت ہے جو سرکار انگریزی کی نمک پروردہ اور نیک نامی حاصل کردہ اور مورد مہراحم گورنمنٹ ہیں۔ اور یا وہ لوگ جو میرے اقارب یا خدام میں سے ہیں۔ ان کے علاوہ ایک بڑی تعداد علماء کی ہے، جنہوں نے میری تبلیغ میں اپنے وعظوں سے ہزاروں دلوں میں گورنمنٹ کے احسانات جمادیئے ہیں اور میں مناسب دیکھتا ہوں کہ ان میں سے اپنے چند مریدوں کے نام بطور نمونہ آپ کے ملاحظہ کے لئے ذیل میں لکھ دوں۔

(۵) میرا اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں مع اسلام مدین روانہ کرتا ہوں۔ مدعا یہ ہے کہ اگرچہ میں ان خدمات خاصہ کے لحاظ سے جو میں نے اور میرے بزرگوں نے محض صدق دل اور اخلاص اور جوش وفاداری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے لئے کی ہیں عنایت خاص کا مستحق ہوں۔ لیکن یہ سب امور گورنمنٹ عالیہ کی توجہات پر چھوڑ کر بالفعل ضروری استغاثہ یہ ہے کہ مجھے متواتر اس بات کی خبر ملی ہے کہ بعض حاسد بد اندیش جو بوجہ اختلاف عقیدہ یا کسی اور وجہ سے مجھ سے بغض اور عداوت رکھتے ہیں یا جو میرے دوستوں کے دشمن ہیں میری نسبت اور میرے دوستوں کی نسبت خلاف واقعہ امور گورنمنٹ کے معزز حکام تک پہنچاتے ہیں اسلئے اندیشہ ہے کہ ان کے ہر روز کی منفردانہ کاروائیوں سے گورنمنٹ عالیہ کے دل میں بدگمانی پیدا ہو کر وہ تمام جانفشانیوں پچاس سالہ میرے والد مرحوم میرزا غلام مرتضیٰ اور میرے حقیقی بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی جن کا تذکرہ سرکاری چٹھیاں اور سرلیپل گزفں کی کتاب تاریخ ریسان پنجاب میں ہے اور نیز میری قلم کی وہ خدمات جو

میرے اٹھارہ سال کی تالیفات سے ظاہر ہیں۔ سب کی سب ضائع اور برباد نہ جائیں اور خدا نخواستہ سرکار انگریزی اپنے ایک قدیم وفادار اور خیر خواہ خاندان کی نسبت کوئی تکدر خاطر اپنے دل میں پیدا کرے۔ اس بات کا علاج تو غیر ممکن ہے کہ ایسے لوگوں کا منہ بند کیا جائے جو اختلاف مذہبی کی وجہ سے یا نفسانی حسد اور بغض اور کسی ذاتی غرض کے سبب سے جھوٹی حجبی پرکریستہ ہو جاتے ہیں صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولتمدار ایسے خاندان کی نسبت جسکو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جان نثار خاندان ثابت ہو چکی ہے اور جسکی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیاں میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے کچے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں۔ اس خود کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت جرم اور احتیاط اور تحقیق اور تجربہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے ٹخن بیلنے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔ لہذا ہمارا حق ہے کہ ہم خدمات گذشتہ کے لحاظ سے سرکار دولتمدار کی پوری عنایات اور خصوصیت تو جبر کی درخواست کریں تاہر ایک شخص بے وجہ ہماری آبروریزی کے لئے دلیری نہ کر سکے۔ اب کسی قدر اپنی جماعت کے نام ذیل میں لکھتا ہوں۔

|   |                                                       |   |                                                         |
|---|-------------------------------------------------------|---|---------------------------------------------------------|
| ۱ | خانصاحب جناب محمد علی خانصاحب رئیس الیر کوٹہ جی       | ۳ | مرزا خدا بخش صاحب لکچری سابق مسز جعفر کوٹہ جی           |
|   | خاندان کی خدمات گورنمنٹ عالیہ کو معلوم ہیں۔           |   | حال تحصیل علاقہ قبا محمد علی خانصاحب ریاست مالیر کوٹہ   |
| ۲ | مولوی سید محمد عسکری خانصاحب رئیس کڑا ضلع الہ آباد    | ۴ | خشی محمد بخش صاحب ہیڈ دفتر انگریز ریوے لاہور            |
|   | پیشتر ڈپٹی کلکٹر و نائب ہزار المہارم ریاست جھوپال جکی | ۵ | بابو عبد الرحمن صاحب کوٹہ قز کوٹہ ریوے لاہور            |
|   | غیاں خدمات پر سرکار سے لقب عطا ہوا۔ اور               | ۶ | مولوی فیض حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر علی گڑہ ضلع فرخ آباد     |
|   | چٹھیاں خوشنودی ملیں۔                                  | ۷ | میرا چراغ الدین صاحب ملک دکنس ڈپارٹمنٹ پنجاب ریوے لاہور |

|    |                                                                   |    |                                                    |
|----|-------------------------------------------------------------------|----|----------------------------------------------------|
| ۸  | قاضی غلام مرتضیٰ صاحب پیشہ اکثر اسسٹنٹ و منظر نگار                | ۳۲ | مولوی محمد علی صاحب تہجد و قیصر اور شیل کالی لاہور |
| ۹  | منشی عبد العزیز صاحب ملازم محکمہ بند و بست ضلع گورداسپور          | ۳۳ | نفیضت علی شاہ صاحب بیٹا اسپیکر ضلع گورداسپور       |
| ۱۰ | ڈاکٹر سید منصف علی صاحب پیشہ لکھ آباد                             | ۳۴ | میاں محمد ذوالخاں صاحب تحصیلدار جہلم               |
| ۱۱ | منشی عبد الدین صاحب ملازم محکمہ پولیس ضلع لودیانہ                 | ۳۵ | میاں عبد اللہ صاحب پٹواری ریاست پٹیالہ             |
| ۱۲ | منشی طلحہ الدین صاحب اکوٹ محکمہ ریگس لاہور                        | ۳۶ | سید امیر علی شاہ صاحب ملازم پولیس سیالکوٹ          |
| ۱۳ | بابو محمد صاحب ہید گورکھ دفتر سپرنٹنڈنٹ انجینئر محکمہ انہارا بنال | ۳۷ | سید ناصر شاہ صاحب سب اوور سیر کرشمیر               |
| ۱۴ | ڈاکٹر نور محمد صاحب ایل ایم ایس انچارج شفا خانہ قصور              | ۳۸ | پیر ذوق محمد الدین صاحب تحصیلدار راولپنڈی          |
| ۱۵ | محمد فضل خان صاحب (سوانی) رسالہ نمبر ۱۲ ترب ۸                     | ۳۹ | سید عبد اللہ صاحب سب اوور سیر ٹریڈنگ کرن سول       |
| ۱۶ | گلشن خان صاحب (جواب سرحدی خدمات پر)                               | ۴۰ | ماسٹر قادر بخش صاحب مدرس لودیانہ                   |
| ۱۷ | امام بخش خان صاحب (امور ہیں)                                      | ۴۱ | منشی عزیز علی شاہ صاحب پٹواری ضلع کاکڑ             |
| ۱۸ | خواجہ جمال الدین صاحب بی ایس پرنسپل سری نگر کالج جھل              | ۴۲ | سید رمضان علی صاحب پیشہ بیٹا اسپیکر پولیس لکھ آباد |
| ۱۹ | ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب ایل ایم ایس تحصیلدار خاص              | ۴۳ | منشی گل باب دین صاحب مدرس رہتاس ضلع جہلم           |
|    | بندر حبیب اس ملک امرتسار                                          | ۴۴ | منشی محمد نصیر الدین صاحب پیشہ کار ریونیو بورڈ     |
| ۲۰ | ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب ایم بی اسسٹنٹ سول سرجن پٹیالہ           |    | ریاست حیدر آباد دکن                                |
| ۲۱ | ڈاکٹر عبد الرحمن صاحب ایل ایم ایس سول سرجن جکراتہ                 | ۴۵ | چودھری نبی بخش صاحب سارنہ پولیس سیالکوٹ            |
|    | متنیت خدمات خاص                                                   | ۴۶ | حافظ محمد اسحاق صاحب اوور سیر ڈیپوٹ ریولے          |
| ۲۲ | ڈاکٹر محمد خلیفہ خان صاحب متنیت خدمات خاص مشرقی افریقہ            | ۴۷ | منشی احمد الدین صاحب نقشبہ پولیس ٹریڈ آفس پشاور    |
| ۲۳ | منشی محمد علی صاحب صوفی ملازم دفتر ریولے لاہور                    | ۴۸ | محمد الدین صاحب ملازم پولیس سیالکوٹ                |
| ۲۴ | ماسٹر غلام محمد صاحب بی ای سیالکوٹ                                | ۴۹ | بابو غلام محمد صاحب پیشہ لکھ آباد                  |
| ۲۵ | منشی قائم الدین صاحب بی ای سیالکوٹ                                | ۵۰ | منشی عطاء محمد صاحب سب اوور سیر ڈیپوٹ فوٹ فرانڈر   |
| ۲۶ | منشی محمد سمیع صاحب نقشہ نویس کالگاریوے                           | ۵۱ | بابو غلام محمد الدین صاحب گڈ لکھ پچلور             |
| ۲۷ | قاضی یوسف علی صاحب ملازم پولیس ریاست جیندہ                        | ۵۲ | بابو نور احمد صاحب پیشہ ماسٹر ٹائی پور             |
| ۲۸ | میاں محمد خاں صاحب ملازم ریاست کپورت تھلہ                         | ۵۳ | منشی نور الدین صاحب ڈرافٹسمن گورداسپور             |
| ۲۹ | منشی فیاض علی صاحب محمد ریاست                                     | ۵۴ | بابو چراغ دین صاحب پیشہ ماسٹر لیتہ                 |
| ۳۰ | منشی گوہر علی صاحب سب پٹواری ماسٹر جاندھر                         | ۵۵ | مرزا غلام رسول صاحب ٹیلیگراف آفس کراچی             |
| ۳۱ | ڈاکٹر عبد الشکور صاحب سرسہ                                        | ۵۶ | مرزا امین بیگ صاحب سوار ریاست جے پور               |

|    |                                                            |     |                                                      |
|----|------------------------------------------------------------|-----|------------------------------------------------------|
| ۵۷ | فتی عبد الرحمن صاحب ملازم ریاست کپورت تھلہ                 | ۸۲  | مولوی عزیز بخش صاحب بی آسے ریکارڈ کپورت تھلہ         |
| ۵۸ | مرزا اکبر بیگ سارجنٹ درجہ اول حصار                         |     | ڈیڑہ اسماعیل خان                                     |
| ۵۹ | سید جیون علی صاحب اکوٹھنٹ محکمہ پولیس الہ آباد             | ۸۳  | ڈاکٹر فیض قادر صاحب بیٹریکری اسپتال ریاست کپورت تھلہ |
| ۶۰ | سید فرزند علی صاحب ملازم پولیس الہ آباد                    | ۸۴  | مولوی عبداللہ صاحب پروفیسر ہندو کالج ریاست بیٹالہ    |
| ۶۱ | سید دلدار علی صاحب اکوٹھنٹ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس الہ آباد | ۸۵  | مولوی مرزا صادق علی بیگ صاحب مستند مصارف             |
|    |                                                            |     | ریاست حیدر آباد دکن، استاد مدارالہام صاحب            |
| ۶۲ | میاں عبدالقادر خان صاحب مدرس ضلع لودیانہ                   |     | بہادر ریاست مذکور                                    |
| ۶۳ | مرزا نیاز بیگ صاحب پشتر ہند اور رئیس کلاوڑ                 | ۸۶  | مولوی محمد صادق صاحب مولوی فاضل و فتنی فاضل          |
| ۶۴ | مولوی سلطان محمد صاحب اکوٹھنٹ میلا پور دھراس               |     | ملازم ٹالی سکول جھول                                 |
| ۶۵ | مولوی عبد الرحمن صاحب ملازم دفتر جنگ                       | ۸۷  | فتی غلام محمد صاحب دفتر لٹیکل ایجنٹ گلگت             |
| ۶۶ | فتی ملا بخش صاحب کلاک ریڈے لاہور                           | ۸۸  | ڈاکٹر رحمت علی صاحب ممباسہ یوگنڈا ریلوے              |
| ۶۷ | بابو محمد فضل صاحب کلرک ممباسہ یوگنڈا ریلوے                | ۸۹  | شیخ محمد اسماعیل صاحب نقشبہ پولیس محکمہ ریڈے دہلی    |
| ۶۸ | فتی روشن دین صاحب پیشہ ماسٹر ڈنٹ جہلم                      | ۹۰  | شیخ فتح محمد صاحب پٹی اسپیکر کٹ تھلہ                 |
| ۶۹ | میاں کریم اللہ صاحب سارجنٹ پولیس جہلم                      | ۹۱  | مولوی صفدر علی صاحب جہتم محکمہ تعمیرات               |
| ۷۰ | حبیب اللہ صاحب مرحوم محافظ دفتر پولیس جہلم                 |     | ریاست حیدر آباد دکن                                  |
| ۷۱ | حافظ فضل احمد صاحب اگزیکیوٹو آفس لاہور                     | ۹۲  | حافظ محمد صاحب پٹی اسپیکر پولیس ریاست جھول           |
| ۷۲ | فتی اردو صاحب نقشبہ پولیس مجسٹریٹ ریاست کپورت تھلہ         | ۹۳  | شیخ عبد الرحمن صاحب آفیسر محکمہ ڈویژنل کورٹ ملتان    |
| ۷۳ | مولوی وزیر الدین صاحب مدرس کالج گڑھ                        | ۹۴  | مولوی ابو عبد العزیز محمد صاحب دفتر پنجاب یونیورسٹی  |
| ۷۴ | فتی نقاب الدین صاحب ہیڈ ماسٹر دین نگر                      | ۹۵  | ڈاکٹر ظہور اللہ صاحب سول سرجن ریاست                  |
| ۷۵ | فتی شاہ دین صاحب پیشہ ماسٹر دین ضلع جہلم                   |     | حیدر آباد دکن                                        |
| ۷۶ | مولوی احمد جان صاحب مدرس گجراتوالہ                         | ۹۶  | ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب پوس سرجن اسپتال            |
| ۷۷ | فتی فتح محمد صاحب بڑا اسپتال پشمار پورہ اسماعیل خان        | ۹۷  | فتی غلام حیدر صاحب پٹی اسپیکر تھلہ و ال ضلع سیالکوٹ  |
| ۷۸ | میر ذوالفقار علی صاحب ضلع دارنہر سنگرود                    | ۹۸  | فتی جلال الدین صاحب پشتر میر فتنی جھٹ نمبر ۱۲        |
| ۷۹ | فتی وزیر خان صاحب سب اور سیریل بگ گڑھ                      | ۹۹  | مولوی غلام علی صاحب ڈیڑہ سپرنٹنڈنٹ                   |
| ۸۰ | فتی گلاب خان صاحب سب اور سیریل طری درکس                    |     | بندوبست                                              |
| ۸۱ | صادق حسین صاحب وکیل مرحوم ملاوہ                            | ۱۰۰ | شیخ عبد الرحیم صاحب سابق پولیس و فعدار رسالہ نمبر ۱۲ |

|     |                                                                  |     |                                                           |
|-----|------------------------------------------------------------------|-----|-----------------------------------------------------------|
| ۱۰۱ | سید میرزا نصر قوابع صاحب پشتر نقشه نویس                          | ۱۲۲ | فتی محمد یوسف صاحب نائب تحصیلدار کوهاٹ                    |
| ۱۰۲ | سید محمد شاہ صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ دفتر<br>ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ      | ۱۲۳ | فتی رجب علی صاحب پشتر ساکن چوٹھی کبرہ الہ آباد            |
| ۱۰۳ | چودھری دستم علی صاحب کوٹ انسپکٹر دہلی                            | ۱۲۴ | فتی قادر علی صاحب کلرک مدراس                              |
| ۱۰۴ | ڈاکٹر قاضی کرم الہی صاحب نائب سپرنٹنڈنٹ<br>لیونٹیک اسائنمٹ لاہور | ۱۲۵ | فتی سراج الدین صاحب کلکٹر دہلی کلرک مدراس                 |
| ۱۰۵ | ڈاکٹر محبوب علی صاحب ڈار سپنٹل اسسٹنٹ                            | ۱۲۶ | مولوی محمد القادر صاحب مدرس جملی پور لوہانہ               |
| ۱۰۶ | فتی اللہ داد صاحب کلرک تری جیٹرا چھاؤنی شاہین                    | ۱۲۷ | شیخ کرم الہی صاحب کلرک ریلوے پٹنالاہ                      |
| ۱۰۷ | بابو محمد عظیم صاحب کلرک دفتر ریلوے لاہور                        | ۱۲۸ | فتی امانت خان صاحب نادون کاٹنگرہ                          |
| ۱۰۸ | فتی زین الدین محمد ابراہیم صاحب انجینئر بمبئی                    | ۱۲۹ | مولوی عنایت اللہ صاحب مدرس نانانوالہ                      |
| ۱۰۹ | بابو علی احمد صاحب ریلوے آفس لاہور                               | ۱۳۰ | خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی بیٹڈر            |
| ۱۱۰ | فتی محمد الدین صاحب پٹواری ہائی تحصیل کھاریان                    | ۱۳۱ | فتی صادق حسین صاحب مختار عدالت اٹارنہ                     |
| ۱۱۱ | میاں مولاداد صاحب سرور ریلوے                                     | ۱۳۲ | مولوی بلال محمد صاحب کمال ہائی کورٹ حیدر آباد دکن         |
| ۱۱۲ | مولوی سید محمد حسن صاحب سابق فشی ڈائریکٹر لاہور                  | ۱۳۳ | مولوی سید محمد ضوی صاحب کمال ہائی کورٹ حیدر آباد دکن      |
| ۱۱۳ | دہشت محمد صاف ریاست بھوپال رئیس امرہ                             | ۱۳۴ | محمد یعقوب صاحب علم یوسین ڈیرہ دون                        |
| ۱۱۴ | فتی علی محمد صاحب اور سرور ریلوے کٹھی سیالکوٹ                    | ۱۳۵ | مرزا فضل بیگ صاحب مختار عدالت قصور ضلع لاہور              |
| ۱۱۵ | میاں جان محمد صاحب مرحوم قادیان                                  | ۱۳۶ | فتی محمد الدین صاحب اسپل نویس سیالکوٹ                     |
| ۱۱۶ | فتی محمد سعید صاحب ٹیلیگراف اسٹیشن خاندان حکماء شاہی             | ۱۳۷ | فتی ظفر احمد صاحب اسپل نویس کپور تھلہ                     |
| ۱۱۷ | حکیم محمد حسین صاحب کوچ کھنڈ گریڈ لاہور                          | ۱۳۸ | سید مولوی ظہور علی صاحب کمال ہائی کورٹ حیدر آباد دکن      |
| ۱۱۸ | حکیم محمد حسین صاحب بھائی دروازہ لاہور                           | ۱۳۹ | چودھری شہاب الدین صاحب بی۔ اے۔                            |
| ۱۱۹ | میر مردان علی صاحب بہتم دفتر اکوٹنٹ جرنل<br>ریاست حیدر آباد      | ۱۴۰ | ایل ایل بی کلاس لاہور                                     |
| ۱۲۰ | فتی عبد العزیز صاحب محافظ دفتر نہر جرنل دہلی                     | ۱۴۱ | مولوی محمد انصاری صاحب کمال فتح گڑھ ضلع فروغ آباد         |
| ۱۲۱ | بابو جناب الدین صاحب ریلوے ٹکٹ سٹیشن ماسٹر<br>نارتھ ویسٹرن ریلوے | ۱۴۲ | سردار محمد جلال الدین خان صاحب زیری محشر پٹ<br>گوجرانوالہ |
| ۱۲۲ | مولوی فتح محمد صاحب اعلیٰ مدرس مدرسہ خاندانہ ڈوگران              | ۱۴۳ | مولوی غلام حسین صاحب سب رجسٹرار پشاور                     |
|     |                                                                  | ۱۴۴ | راجہ پابندہ خان صاحب رئیس دار پور ضلع جہلم                |
|     |                                                                  | ۱۴۵ | میاں مولراج الدین صاحب رئیس کوٹ سراج الدین<br>گوجرانوالہ  |

|     |                                                             |     |                                                        |
|-----|-------------------------------------------------------------|-----|--------------------------------------------------------|
| ۱۴۵ | سردار محمد باقر خان صاحب قزلباش خلعت المصدق                 | ۱۶۶ | چودھری نمبر بخش صاحب رئیس بٹالہ                        |
| ۱۴۶ | سردار محمد اکبر خان صاحب مرحوم سابق تحصیلدار کلاں گڑھ       | ۱۶۷ | شہزادہ عبدالحمید خاں صاحب لودیانہ                      |
| ۱۴۷ | راجہ عبداللہ خان صاحب رئیس ہریانہ برادر                     | ۱۶۸ | مولوی برہان الدین صاحب گکھر جہلم                       |
| ۱۴۸ | محمد ذواب خان صاحب تحصیلدار جہلم                            | ۱۶۹ | میاں غلام دستگیر صاحب سوتری میلا پور مدراس             |
| ۱۴۹ | میاں معراج الدین صاحب رئیس لاہور از خاندان                  | ۱۷۰ | مولوی محمد الکریم صاحب خلعت الرشید میلا محمد سلطان     |
| ۱۵۰ | میاں محمد سلطان صاحب محمد رئیس اعظم لاہور                   |     | صاحب میونسپل کمشنر لودیانہ                             |
| ۱۵۱ | مفتی محمد صادق صاحب رئیس بھیرہ                              | ۱۷۱ | نشتی قمر الدین صاحب مدرس آریہ سکول لدھیانہ             |
| ۱۵۲ | مرزا محمد یوسف بیگ صاحب رئیس ساہانہ پٹیلہ                   | ۱۷۲ | نشتی رحیم بخش صاحب میونسپل کمشنر لودیانہ               |
| ۱۵۳ | مولوی حکیم نور الدین صاحب رئیس بھیرہ                        | ۱۷۳ | پیر جی خدا بخش صاحب مرحوم تاجر ڈیرہ دون                |
| ۱۵۴ | سابق طبیعت شہزی ریاست جھولی و کشمیر                         | ۱۷۴ | شیخ براغ علی صاحب نذر تہ غلام نبی گورداسپور            |
| ۱۵۵ | نواب معراج الدین صاحب از خاندان دیا لودانہ                  | ۱۷۵ | مرزا ایوب بیگ صاحب خلعت الرشید مرزا نیاز بیگ           |
| ۱۵۶ | سردار عبدالعزیز خاں صاحب قزلباش خلعت الرشید                 |     | صاحب کلاں گڑھ -                                        |
| ۱۵۷ | جبریل عبدالرحمن خان صاحب قزلباش ملازم میرزا ابوالی خان صاحب | ۱۷۶ | شیر محمد خاں صاحب رئیس بھکر محمد کالج علی گڑھ          |
| ۱۵۸ | راجہ عطیہ اللہ خان صاحب رئیس باڑی پور کشمیر                 | ۱۷۷ | حافظ علی صاحب محمد کالج علی گڑھ                        |
| ۱۵۹ | مفتی فضل الرحمن صاحب رئیس بھیرہ                             | ۱۷۸ | مولوی محمود حسن خان صاحب مدرس پٹیلہ                    |
| ۱۶۰ | صاحبزادہ سراج الحق صاحب جمالی نعمانی رئیس مسراہ             | ۱۷۹ | نشتی عبدالرحمن صاحب سندھ کالج پٹیلہ                    |
| ۱۶۱ | حافظ فتح الدین صاحب نمبر دار برادر ریاست کپور تھلہ          | ۱۸۰ | شیخ رحمت اللہ صاحب جنرل مرچنٹ ہالک لکھنؤ پوس           |
| ۱۶۲ | میاں شرف الدین صاحب نمبر دار کوٹہ فقیر ضلع جہلم             | ۱۸۱ | حاجی سید محمد عبدالرحمن صاحب حاجی اللہ دگھا ساہن کپیتی |
| ۱۶۳ | میاں محمد خان صاحب نمبر دار جتو وال ضلع امرتسر              | ۱۸۲ | علیغیر حبیب الدین صاحب تاجر لاہور                      |
| ۱۶۴ | محمد و محمد صدیق صاحب رئیس ضلع شاہ پور                      | ۱۸۳ | چودھری محمد سلطان صاحب تاجر میونسپل کمشنر سیالکوٹ      |
| ۱۶۵ | سید محمد انوار حسین خان صاحب رئیس شاہ آباد ضلع ہردوی        | ۱۸۴ | سید محمد صالح محمد صاحب تاجر مدراس                     |
| ۱۶۶ | حاجی حافظ مولوی فضل الدین صاحب رئیس بھیرہ و تاجر            | ۱۸۵ | میاں محمد اکبر صاحب تحصیلدار چوب بٹالہ                 |
| ۱۶۷ | حکیم سید حسام الدین صاحب رئیس سیالکوٹ                       | ۱۸۶ | سید محمد انصاری آدم صاحب امیر ملا مرچنٹ ہالک           |
| ۱۶۸ | نشتی حبیب الرحمن صاحب رئیس جی پور کپور تھلہ                 | ۱۸۷ | میاں زین بخش صاحب تاجر شیمین و روگر امرتسر             |
| ۱۶۹ | مرزا رسول بیگ صاحب رئیس کلاں گڑھ                            | ۱۸۸ | سید محمد اسحق حاجی محمد صاحب تاجر مدراس                |
| ۱۷۰ | حکیم فضل الہی صاحب رئیس کوٹ بھد اینڈ اس                     | ۱۸۹ | قاضی خواجہ علی صاحب ٹھیکہ دار شکر کم لدھیانہ           |



|     |                                                     |     |                                                  |
|-----|-----------------------------------------------------|-----|--------------------------------------------------|
| ۱۹۰ | مفتی محمد جان صاحب تاجر وزیر آباد                   | ۲۱۱ | احمد دین و محمد بخش تاجران ملتان                 |
| ۱۹۱ | سید محمد والی صاحب جنرل مرچنٹ مدراس                 | ۲۱۲ | میاں قطب الدین صاحب مسگر اترسر                   |
| ۱۹۲ | سید مولوی صاحب جنرل مرچنٹ اینڈ کمیشنر اینڈ          | ۲۱۳ | سراج محمد خان صاحب کراک میونسپل کمیشنر لودیانہ   |
| ۱۹۳ | سجاد الدین امام الدین غیر الدین تاجران سیکسوال      | ۲۱۴ | میاں چراغ الدین صاحب ٹھیکہ دار گجرات             |
| ۱۹۴ | شیخ کریم الہی صاحب اینڈ شیخ محمد رفیع برادر         | ۲۱۵ | منشی عطاء محمد صاحب تاجر واسطیہ فروغ چنیوٹ       |
|     | جنرل مرچنٹ لاہور                                    | ۲۱۶ | میاں عبدالحق صاحب دوکاندار اترسر                 |
| ۱۹۵ | حاجی محمدی بغدادی صاحب انڈیگو مرچنٹ مدراس           | ۲۱۷ | میاں محمد امین صاحب تاجر کتب جہلم                |
| ۱۹۶ | خواجہ عزیز الدین صاحب تاجر لاہور                    | ۲۱۸ | شیخ غلام نبی صاحب تاجر راولپنڈی                  |
| ۱۹۷ | سید محمد احمد عبدالرحمن صاحب فرم آف ساجن کمپنی      | ۲۱۹ | منشی محمد براہیم صاحب تاجر گجرات لدھیانہ         |
|     | مدراس                                               | ۲۲۰ | سید محمد یوسف صاحب حاجی اللہ رکھا مدراس          |
| ۱۹۸ | خواجہ غلام محمد الدین صاحب سوداگر شہید کلکتہ کولکٹو | ۲۲۱ | ڈاکٹر نور محمد صاحب پروپرائیٹر شفا خانہ ولایتیٹر |
| ۱۹۹ | شیخ نور احمد صاحب سوداگر فرم مدراس                  |     | رسالہ ہمدرد صحت لاہور                            |
| ۲۰۰ | شیخ مولانا بخش صاحب سوداگر فرم ڈنگ                  | ۲۲۲ | مولوی حکیم نور محمد صاحب مالک شفا خانہ لوری رئیس |
| ۲۰۱ | خلیفہ نور الدین صاحب تاجر جموں                      |     | مولیٰ ضلع لاہور                                  |
| ۲۰۲ | میاں بیچون بٹ صاحب سوداگر پشیمین اترسر              | ۲۲۳ | شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر اخبار الحکم قادیان     |
| ۲۰۳ | میاں محمد اسماعیل صاحب سوداگر پشیمین اترسر          | ۲۲۴ | مولوی عبدالحق صاحب ایڈیٹر نسیم صاحبانگلور        |
| ۲۰۴ | فیض شاہ صاحب ٹھیکہ دار دوپٹل برک کشمیر              | ۲۲۵ | شیخ نور احمد صاحب مالک مطبع ریاض ہند اترسر       |
| ۲۰۵ | میاں محمد عمر صاحب تاجر رئیس شوپیان کشمیر           | ۲۲۶ | مولوی قطب الدین صاحب واعظ اسلام دہلی             |
| ۲۰۶ | ڈاکٹر مراد بخش صاحب پروپرائیٹر میڈیکل ہال           | ۲۲۷ | مولوی ابوبکر یوسف مالک علی صاحب چھوٹی سیالکوٹ    |
|     | کمر شیل بلڈنگ لاہور                                 | ۲۲۸ | محمد محمد مولوی سید حبیب شاہ صاحب خوشاب          |
| ۲۰۷ | میاں سلطان بخش صاحب تاجر روبریک پنجاب               | ۲۲۹ | صاحبزادہ افتخار احمد صاحب لودیانہ خلف الرشید     |
|     | لونیورسٹی کمر شیل بلڈنگ لاہور                       |     | انجمن حضرت مفتی حاجی احمد جان صاحب مرحوم         |
| ۲۰۸ | میاں امام الدین صاحب پروپرائیٹر تاجر                | ۲۳۰ | صاحبزادہ منظور محمد صاحب علی اہلہ پولیس فزکول    |
| ۲۰۹ | سید محمد علی صاحب حاجی اللہ رکھا جنرل مرچنٹ         |     | جموں                                             |
|     | بنگلور                                              | ۲۳۱ | قاضی زین العابدین صاحب خانپور ریاست پشاور        |
| ۲۱۰ | میاں محمد دین صاحب تاجر پروپرائیٹر شہید کلکتہ جموں  | ۲۳۲ | شاہ رکن الدین احمد صاحب نقشبندی کوہ ضلع الہ آباد |

|     |                           |                                         |
|-----|---------------------------|-----------------------------------------|
| ۲۵۳ | مولوی عبدالرحیم صاحب      | بنگلور                                  |
| ۲۵۴ | مولوی عبدالحکیم صاحب      | دار و دار علاقہ بمبئی                   |
| ۲۵۵ | مولوی غلام امام صاحب      | عزیز الواعظین منی پور                   |
|     | کوسام                     |                                         |
| ۲۵۶ | رحمن شاہ صاحب             | ناکپور ضلع چانده                        |
| ۲۵۷ | حاجی عبدالرحمن صاحب       | مرحوم لودیانہ                           |
| ۲۵۸ | مولوی محمد حسین صاحب      | ریاست کپور تھلہ                         |
| ۲۵۹ | شیخ مولوی فضل حسین صاحب   | آبادی جہلم                              |
| ۲۶۰ | قاضی محمد یوسف صاحب       | قاضی کوٹ گوجرانوالہ                     |
| ۲۶۱ | حافظ عبدالرحمن صاحب       | کلیں مدرسہ انور الرحمن ملتان ساکن ملتان |
|     | مولوی رحیم اللہ صاحب      | مرحوم لاہور                             |
| ۲۶۲ | مستری حاجی عصمت اللہ صاحب | لودیانہ                                 |
| ۲۶۳ | حاجی محمد امیر خان صاحب   | مہتمم کلاں شکر سہارنپور                 |
| ۲۶۴ | مولوی محمد افضل صاحب      | ساکن گندھلہ گجرات                       |
| ۲۶۵ | مولوی محمد اکرم صاحب      | فرزند رشید ایٹھا                        |
| ۲۶۶ | مولوی خان صاحب            | موضع کھیوال ضلع جہلم                    |
| ۲۶۷ | مولوی عبدالرحمن صاحب      | خلعت الرشید ایٹھا                       |
| ۲۶۸ | سید احمد علی شاہ صاحب     | سفید پوش ضلع میانکوٹ                    |
| ۲۶۹ | سید احمد حسین صاحب        | طیب گوایار                              |
| ۲۷۰ | حکیم محمد حسین صاحب       | طیب ریاست گوایار                        |
| ۲۷۱ | بابو نور الدین صاحب       | نقشبندی نولس بیگنہ کس گجرات             |
| ۲۷۲ | شیخ ہدایت اللہ صاحب       | ناجر پشاور                              |
| ۲۷۳ | سید فضل الہی صاحب         | نیرافضی اللہ پک گورداسپور               |
| ۲۷۴ | احمد علی صاحب             | نمبردار وزیر چک                         |
| ۲۷۵ | مولوی غلام مصطفیٰ صاحب    | پروپرائٹر تھلہ نور پور                  |
|     | بٹالہ                     |                                         |
| ۲۵۶ | شیخ حامد علی صاحب         | مندانہ غلام فیض علی گورداسپور           |
| ۲۵۷ | مولوی محمد فضل صاحب       | چنگوی ضلع راولپنڈی                      |
| ۲۵۸ | ڈاکٹر فیض احمد صاحب       | وکیلی فیض ضلع ہزارہ                     |
| ۲۵۹ | حافظ غلام الدین صاحب      | کابل پور راولپنڈی                       |
| ۲۶۰ | میاں غلام حسین صاحب       | مہتمم قادیان                            |
| ۲۶۱ | مولوی عبدالقادر صاحب      | لودیانہ                                 |
| ۲۶۲ | میکم محمد حسین صاحب       | مدرسہ اسلامیہ سکول راولپنڈی             |
| ۲۶۳ | خوشحال خان صاحب           | نولس باریکاب ضلع راولپنڈی               |
| ۲۶۴ | منشی غلام حسین صاحب       | مدرسہ اسلامیہ                           |
| ۲۶۵ | قاضی غلام حسین صاحب       | کلاں فخر الہیہ رولہ لاہور               |
| ۲۶۶ | حافظ حکیم قادیان صاحب     | آباد ضلع جہلم                           |
| ۲۶۷ | میاں قطب الدین صاحب       | کلاں فقیر جہلم                          |
| ۲۶۸ | قاضی عبدالوہاب صاحب       | نائب قاضی ضلع بلاسکو                    |
|     | ممالک متوسط               |                                         |
| ۲۶۹ | حافظ حاجی احمد اللہ خان   | صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان         |
| ۲۷۰ | غلام محی الدین صاحب       | عوضی نولس جہلم                          |
| ۲۷۱ | عبدالرحمن بیٹواری         | سنام ریاست پٹیالہ                       |
| ۲۷۲ | منشی ہاشم علی برنالہ      |                                         |
| ۲۷۳ | عبدالحق صاحب              | ٹیچر بٹالہ                              |
| ۲۷۴ | خشی کرم الہی صاحب         | مدرسہ نصرت اسلام لاہور                  |
| ۲۷۵ | خطیب نعمت علی صاحب        | امیل نولس بٹالہ                         |
| ۲۷۶ | میاں کرم الہی صاحب        | کسٹبل پولیس لودیانہ                     |
| ۲۷۷ | منشی امام الدین صاحب      | پٹواری لوچپ                             |
| ۲۷۸ | منشی رحیم الدین صاحب      | حبیب والا ضلع بجنور                     |
| ۲۷۹ | امام الدین صاحب           | کپور نڈر شفا خانہ لالہ موسیٰ            |

|     |                                                   |     |                                                       |
|-----|---------------------------------------------------|-----|-------------------------------------------------------|
| ۲۸۰ | شیخ عبداللہ دیوبند ناظم شفاخانہ حمایت اسلام لاہور | ۲۰۰ | محمد علی شاہ مدرس غوطہ سیالکوٹ                        |
| ۲۸۱ | حافظ نور محمد صاحب فیض اللہ چک گورداسپور          | ۲۰۱ | عبدالحمید صاحب مھر لوکل فنڈ پٹھانکوٹ                  |
| ۲۸۲ | حافظ غلام محی الدین صاحب بھیروی قادیان            | ۲۰۲ | محمد خاں صاحب مھر جیل راولپنڈی                        |
| ۲۸۳ | مسرح اللہ خان صاحب طابم اگڑا کوٹنجیر صاحب پٹان    | ۲۰۳ | محمد اکبر خالصا صاحب سنور پٹیالہ                      |
| ۲۸۴ | مولوی سرور احمد صاحب برادر زاوہ مولوی صاحب        | ۲۰۴ | مولوی محمد یوسف صاحب مدرس سنور                        |
| ۲۸۵ | حکیم نور الدین صاحب بھیرہ                         | ۲۰۵ | محمد حسن خان صاحب رئیس سنور                           |
| ۲۸۶ | فشی اللہ خالصا صاحب یو پین ٹیچر سیالکوٹ           | ۲۰۶ | میاں کریم بخش صاحب مرحوم جمال پوری سابق مرید          |
| ۲۸۷ | راجہ غلام حیدر خالصا صاحب رئیس یاوری پور کشمیر    | ۲۰۷ | غلام شاہ مجتہد دیوبند پشکوئی والدہ کتاب نشان کشمیری   |
| ۲۸۸ | مولوی نظام الدین خٹارنگ پور ضلع مظفر گڑھ          | ۲۰۸ | میاں نظام الدین صاحب کتب فروش لودیانہ                 |
| ۲۸۹ | مولوی جمال الدین صاحب سیدہ عالم فشمیری            | ۲۰۹ | میاں اللہ دیا صاحب واعظ لودیانہ                       |
| ۲۹۰ | میاں محمد عبداللہ صاحب ذینار ٹیچر میرٹھ           | ۲۱۰ | میاں شہاب الدین صاحب پشتر باجوہ والد لودیانہ          |
| ۲۹۱ | میاں سراج الدین صاحب عطارد سرحد                   | ۲۱۱ | احمد جان صاحب خیاط پشاور                              |
| ۲۹۲ | محمد سیات صاحب سارچنٹ پولس سیالکوٹ                | ۲۱۲ | میاں محمد اسماعیل صاحب سراہہ                          |
| ۲۹۳ | غشی نیاز علی صاحب                                 | ۲۱۳ | غلام محی الدین خالصا صاحب خلف الرشید                  |
| ۲۹۴ | محمد الدین صاحب کنسٹبل                            | ۲۱۴ | ڈاکٹر بوڑیہ محل صاحب قصور                             |
| ۲۹۵ | حکیم احمد الدین صاحب نقل نویس                     | ۲۱۵ | میاں غلام قادر صاحب پٹواری مرحوم سنور                 |
| ۲۹۶ | ڈاکٹر کریم بخش ہاسپٹل سسٹنٹ                       | ۲۱۶ | مولوی غلام حسین صاحب لاہور                            |
| ۲۹۷ | حافظ محمد قاری صاحب جہلم                          | ۲۱۷ | مولوی حسن علی صاحب جم مسلم مشنری ضلع سالور اسلام آباد |
| ۲۹۸ | میاں نجم الدین صاحب تاجک کتب بھیرہ                | ۲۱۸ | سابقہ ہیڈ ماسٹر پٹنہ سکول - بھاگلپوری                 |
| ۲۹۹ | مستری جمال نانک کارخانہ روٹی                      | ۲۱۹ | سید مظاہر الحق صاحب رئیس اٹاواہ                       |
| ۳۰۰ | مولوی فضل محمد صاحب موضع ہریال گورداسپور          |     |                                                       |

راقم خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 بِحَمْدِهِ وَتَوَكُّلِهِ

## پنجاب اور ہندوستان کے مشائخ اور صلحاء اور اہل اللہ باصفا سے حضرت عزت اللہ جل شانہ کی قسم دے کر ایک درخواست

اے بزرگان دین و عباد اللہ الصالحین میں اسوقت اللہ جل شانہ کی قسم دیکر ایک ایسی  
 درخواست آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جس پر تو جہ کرنا آپ صاحبوں پر رفع فتنہ و فساد کے لئے  
 فرض ہے۔ کیونکہ آپ لوگ فراست اور بصیرت رکھتے ہیں۔ اور نہ صرف اٹکل سے بلکہ نور اللہ سے  
 دیکھتے ہیں اور اگر یہ ایسے ضروری امر میں جس میں تمام مسلمانوں کی ہمدردی ہے اور اسلام کے ایک  
 بڑے بھاری تفرقہ کو مٹانا ہے قسم کی کچھ بھی ضرورت نہیں مگر چونکہ بعض صاحب ایسے بھی ہوتے  
 ہیں کہ اپنے بعض مصالح کی وجہ سے خاموش رہنا پسند کرتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ سچی شہادت  
 میں عام لوگوں کی ناراضگی مقصود ہے اور جھوٹ بولنے میں مصیبت ہے اور نہیں سمجھتے کہ اختلاف  
 شہادت بھی ایک مصیبت ہے ان لوگوں کو توجہ دلانے کیلئے قسم دینے کی ضرورت پڑی۔

اے بزرگان دین وہ امر جس کے لئے آپ صاحبوں کو اللہ جل شانہ کی قسم دے کر  
 اُس کے لئے کیلئے آپ کو مجبور کرتا ہوں یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے عین ضلالت اور فتنہ کے  
 وقت میں اس عاجز کو چودھویں صدی کے سربراہ اصلاح خلق اللہ کے لئے  
 مہجّد و کر کے بھیجا۔ اور چونکہ اس صدی کا بھارا فتنہ جس نے اسلام کو نقصان  
 پہنچایا تھا، عیسائی پادریوں کا فتنہ تھا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے اس عاجز کا نام  
 مسیح موعود رکھا۔ اور یہ نام یعنی مسیح موعود وہی نام ہے جس کی ہماری نبی

۷

صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی تھی اور خدا تعالیٰ سے وعدہ مقرر ہو چکا تھا کہ تثلیث کے غلبہ کے زمانہ میں اس نام پر ایک مجدد آئے گا جسکے ہاتھ پر کسر صلیب مقدر ہے۔ اس لئے صحیح بخاری میں اس مجدد کی یہی تعریف لکھی ہے کہ وہ اُمت محمدیہ میں سے اُن کا ایک امام ہوگا اور صلیب کو توڑے گا۔ یہ اسی بات کی طرف اشارہ تھا کہ وہ صلیبی مذہب کے غلبہ کی وقت آئیگا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق ایسا ہی کیا اور اس عاجز کو چودھویں صدی کے سر پر بھیجا اور وہ آسمانی حرمیہ مجھے عطا کیا جس سے میں صلیبی مذہب کو توڑ سکوں۔ مگر افسوس کہ اس ملک کے کوتاہ اندیش علمائے مجھے قبول نہیں کیا۔ اور نہایت بیہودہ عذرات پیش کئے جنکو ہر ایک پہلو سے توڑا گیا۔ انہوں نے یہ ایک لغو خیال پیش کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ مع جسم عنصری آسمان پر چلے گئے تھے اور پھر منارہ دمشق کے پاس آخری زمانہ میں اتریں گے۔ اور وہی مسیح موعود ہوں گے۔ پس ان کو جواب دیا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسم عنصری کے ساتھ زندہ آسمان پر چلے جانا ہرگز صحیح نہیں ہے۔ ایک حدیث بھی جو صحیح مرفوع متصل ہو ایسی نہیں ملے گی جس سے اُن کا زندہ آسمان پر چلے جانا ثابت ہوتا ہو۔ بلکہ قرآن شریف صریح ان کی وفات کا بیان فرماتا ہے۔ اور بڑے بڑے اکابر علماء جیسے ابن حزم اور امام مالک رضی اللہ عنہما اُن کی وفات کے قائل ہیں۔ پھر جبکہ نصوص قطعہ سے اُن کا وفات پانا ثابت ہوتا ہے۔ تو پھر یہ اُمید رکھنا کہ وہ کسی وقت دمشق کے مشرقی منارہ کے پاس نازل ہوں گے۔ کس قدر غلط خیال ہے۔ بلکہ اس صورت میں دمشق حدیث کے وہ معنی کرنے چاہئیں جو قرآن اور دوسری حدیثوں سے مخالفت نہ رکھتے ہوں اور وہ یہ ہے کہ مسیح موعود کا نزول اجلال و اکرام جو ایک روحانی نزول ہے دمشق کے مشرقی منارہ تک اپنے انوار دکھلاے گا۔ چونکہ دمشق تثلیث کے خبیث درخت کا اصل منبع ہے اور اسی جگہ سے اس خراب عقیدہ کی پیدائش ہوئی ہے اس لئے اشارہ

فرمایا گیا کہ مسیح موعود کا نور نزول فرما کر اس جگہ تک پھیلے گا جہاں تثلیث کا مسقط الراس ہے۔ مگر افسوس کہ علماء مخالفین نے اس صاف اور صریح مسئلہ کو قبول نہیں کیا۔ پھر یہ بھی نہیں سوچا کہ قرآن شریف اسلئے آیا ہے کہ تا پہلے اختلافات کا فیصلہ کرے۔ اور یہود اور نصاریٰ نے جو حضرت عیسیٰ کے رفع الی السماء میں اختلاف کیا تھا جس کا قرآن نے فیصلہ کرنا تھا۔ وہ رفع جسمانی نہیں تھا۔ بلکہ تمام جھگڑا اور تنازع روحانی رفع کے بارے میں تھا۔ یہود کہتے تھے کہ نعوذ باللہ عیسیٰ لعنتی ہے۔ یعنی خدا کی درگاہ سے رد کیا گیا اور خدا سے دُور کیا گیا اور رحمت الہی سے بے نصیب کیا گیا جس کا رفع الی اللہ ہرگز نہیں ہوا۔ کیونکہ وہ مصلوب ہوا۔ اور مصلوب تو ریت کے حکم کے رُوسے رفع الی اللہ سے بے نصیب ہوتا ہے۔ جس کو دوسرے لفظوں میں لعنتی کہتے ہیں۔ تو ریت کا یہ منشاء تھا کہ سچا نبی کبھی مصلوب نہیں ہوتا۔ اور جب مصلوب جھوٹا ٹھہرا تو بلاشبہ وہ لعنتی ہوا جس کا رفع الی اللہ غیر ممکن ہے۔ اور اسلامی عقیدہ کی طرح یہود کا بھی عقیدہ تھا کہ مومن مرنے کے بعد آسمان کی طرف اٹھایا جاتا ہے اور اسکے لئے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ کے کافر ٹھہرانے کیلئے یہود کے ہاتھ میں یہ دلیل تھی کہ وہ سُولی دیا گیا ہو۔ اور جو شخص سُولی دیا جائے اُس کا تو ریت کے رُوسے رفع الی السماء نہیں ہوتا یعنی وہ مرنے کے بعد آسمان کی طرف نہیں اٹھایا جاتا۔ بلکہ ملعون ہو جاتا ہے۔ لہذا اُس کا کافر ہونا لازم آیا اور اس دلیل کے ملنے سے عیسائیوں کو چارہ نہ تھا کیونکہ تو ریت میں ایسا ہی لکھا ہوا تھا۔ تو انہوں نے اس بات کے ٹالنے کیلئے دو بہانے بنائے۔ ایک یہ کہ اس بات کو مان لیا کہ بیشک یسوع جس کا دُوسرا نام عیسیٰ ہے مصلوب ہو کر لعنتی ہوا۔ مگر وہ لعنت صرف تین دن تک رہی پھر بجائے اسکے رفع الی اللہ اسکو حاصل ہوا۔ اور دُوسرا یہ بہانہ بنایا گیا کہ چند ایسے آدمیوں نے جو حواری نہیں تھے

گو اہی بھی دیدی کہ ہم نے یسوع کو آسمان پر چڑھتے بھی دیکھا ہے گویا رفع الی اللہ ہو گیا۔ جس سے مومن ہونا ثابت ہوتا ہے۔ مگر یہ گو اہی جھوٹی تھی جو نہایت مشکل کے وقت بنائی گئی۔ بات یہ ہے کہ جب یہود نے حواریوں کو ہر روز دق کرنا شروع کیا کہ بوجہ مصلوبیت یسوع کا لعنتی ہونا ثابت ہو گیا یعنی رفع الی اللہ نہیں ہوا۔ تو اس اعتراض کے جواب سے عیسائی نہایت تنگ آ گئے اور انکو یہودیوں کے سامنے منہ دکھلانے کی جگہ نہ رہی تب بعض مغتری جیلہ سازوں نے یہ گو اہی دیدی کہ ہم نے یسوع کو آسمان پر چڑھتے دیکھا ہے پھر کیونکر اس کا رفع نہیں ہوا؟ مگر اس گو اہی میں گو بالکل جھوٹ سے کام لیا تھا مگر پھر بھی ایسی شہادت کو یہودیوں کے اعتراض سے کچھ تعلق نہ تھا کیونکہ یہودیوں کا اعتراض رفع روحانی کی نسبت تھا جسکی بنیاد تو ریت پر تھی اور رفع جسمانی کی کوئی بحث نہ تھی۔ اور ماسوا اسکے جسمانی طور پر اگر کوئی بغرض محال پرندوں کی طرح پرواز بھی کرے اور آنکھوں سے غائب ہو جائے تو کیا اس سے ثابت ہو جائیگا کہ وہ درحقیقت کسی آسمان تک جا پہنچا ہے؟ عیسائیوں کی یہ سادہ لوحی تھی جو انہوں نے ایسا منصوبہ بنایا۔ ورنہ اسکی کچھ ضرورت نہ تھی۔ ساری بحث روحانی رفع کے متعلق تھی جس سے لعنت کا مفہوم روکتا تھا۔ افسوس انکو یہ خیال نہ آیا کہ تو ریت میں جو لکھا ہے جو مصلوب کا رفع الی اللہ نہیں ہوتا تو یہ سچے نبیوں کی عام علامت رکھی گئی تھی اور یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ صلیبی موت جراثیم پیشہ کی موت ہے اور سچے نبیوں کے لئے یہ پیشگوئی تھی کہ وہ جراثیم پیشہ کی موت سے نہیں مرینگے۔ اسی لئے حضرت آدم سے لیکر آخر تک کوئی سچائی مصلوب نہیں ہوا۔ پس اس امر کو رفع جسمانی سے کیا علاقہ تھا۔ ورنہ لازم آتا ہے کہ ہر ایک سچائی معہ جسم عنصری آسمان پر گیا ہو۔ اور جو جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر نہ گیا ہو وہ جھوٹا ہو۔ غرض تمام جھگڑا رفع روحانی میں تھا۔ جو چھ سو برس تک فیصلہ نہ ہو سکا۔ آخر

قرآن شریف نے فیصلہ کر دیا اسی کی طرف اللہ جل شانہ نے اشارہ فرمایا ہے:-  
**يَا عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ كُنْ رَافِعًا** اَلِیَّ یٰعِیْسٰی اے عیسیٰ میں تجھے طبعی وفات دینگا  
اور اپنی طرف تیرا رفع کرونگا یعنی تو مصلوب نہیں ہوگا۔ اس آیت میں یہود کے اس  
قول کا رد ہے کہ وہ کہتے تھے کہ عیسیٰ مصلوب ہو گیا اسلئے ملعون ہے۔ اور خدا کی طرف  
اُس کا رفع نہیں ہوا۔ اور عیسیٰ کہتے تھے کہ تین دن لعنتی رہ کر پھر رفع ہوا۔ اور اس  
آیت نے یہ فیصلہ کیا کہ بعد وفات بلا توقف خدا تعالیٰ کی طرف عیسیٰ کا رفع روحانی ہوا اور  
خدا تعالیٰ نے اِسجگہ **رَافِعًا اِلِی السَّمَاۃِ** نہیں کہا بلکہ **رَافِعًا اِلِیَّ** فرمایا۔ تا  
رفع جسمانی کا شبہ نہ گذرے۔ کیونکہ جو خدا تعالیٰ کی طرف جاتا ہے وہ روح سے جاتا  
ہے نہ جسم سے ارجحی الی رَبِّکَ اسکی نظیر ہے۔ غرض اس طرح پر یہ جھگڑا فیصلہ  
پایا۔ مگر ہمارے نادان مخالف جو رفع جسمانی کے قائل ہیں وہ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ  
جسمانی رفع امر متنازع فیہ نہ تھا۔ اور اگر اس بے تعلق امر کو بغرض محال قبول کر لیں تو پھر  
یہ سوال ہوگا کہ جو روحانی رفع کے متعلق یہود اور نصاریٰ میں جھگڑا تھا۔ اس کا فیصلہ  
قرآن کی کن آیات میں بیان فرمایا گیا ہو۔ آخر لوٹ کر اسی طرف آنا پڑیگا کہ وہ آیات یہی ہیں۔  
یہ تو نقلی طور پر ہمارا الزام مخالفین پر ہے۔ اور ایسا ہی عقلی طور پر بھی وہ ملزم ٹھہرتے  
ہیں۔ کیونکہ جبکہ دنیا کی بنا ڈالی گئی ہے یہ عادت اللہ نہیں کہ کوئی شخص زندہ اسی جسم  
محصری کے ساتھ کئی سو سال آسمان پر بود و باش اختیار کرے اور پھر کسی دوسرے  
وقت زمین پر اتر آوے۔ اگر یہ عادت اللہ ہوتی تو دنیا میں کئی نظیریں اسکی پائی جاتیں۔  
یہودیوں کو یہ گمان تھا کہ ایلیا آسمان پر گیا اور پھر آئیگا۔ مگر خود حضرت مسیح نے اس گمان کو  
باطل ٹھہرایا اور ایلیا کے نزول سے مراد یوحنا کو لے لیا جو اسلام میں یحییٰ کے نام سے موسوم  
ہے حالانکہ ظاہر نص یہی کہتا تھا کہ ایلیا واپس آئے گا۔ ہر ایک فوق العادہ عقیدہ کی نظیر  
طلب کرنا محققوں کا کام ہے تاکسی گمراہی میں نہ پھنس جائیں۔ کیونکہ جو بات خدا کی طرف سے



ہو۔ اُسکے اور بھی نظائر پائے جاتے ہیں۔ اور یہ بات سچ ہے کہ اس دُنیا میں واقعات صحیحہ کے لئے نظیریں ہوتی ہیں مگر باطل کیلئے کوئی نظیر نہیں ہوتی۔ اسی اصول محکم سے ہم عیسائیوں کے عقیدہ کو رد کرتے ہیں۔ خدا نے دُنیا میں جو کام کیا وہ اسکی عادت اور سنت قدیم میں ضرور داخل ہونا چاہیئے۔ سو اگر خدا نے دُنیا میں ملعون اور مصلوب ہونے کے لئے اپنا بیٹا بھیجا تو ضرور یہ بھی اسکی عادت ہوگی کہ کبھی بیٹا بھی بھیج دیتا ہے۔ پس ثابت کرنا چاہیئے کہ پہلے اس سے اسکے کتنے بیٹے اس کام کے لئے آئے۔ کیونکہ اگر اب بیٹا بھیجنے کی ضرورت پڑی ہے تو پہلے بھی اُس اذلی خالق کو کسی نہ کسی زمانہ میں ضرور پڑی ہوگی۔ غرض خدا تعالیٰ کے سارے کام سنت اور عادت کے دائرہ میں گھوم رہے ہیں اور جو امر عادت اللہ سے باہر بیان کیا جائے تو عقل ایسے عقیدہ کو دُور سے دھکے دیتی ہے۔

باقی رہی کشتی اور الہامی گواہی سو کشف اور الہام جو خدا تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے وہ یہی بتلا رہا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام درحقیقت فوت ہو گئے ہیں اور اُن کا دوبارہ دُنیا میں آنا یہی تھا کہ ایک خدا کا بندہ اُنکی قوت اور طبع میں ہو کر ظاہر ہو گیا۔ اور میرے بیان کے صدق پر اللہ جل شانہ نے کئی طرح کے نشان ظاہر فرمائے اور چاند سورج کو میری تصدیق کے لئے خسوف کسوف کی حالت میں رمضان میں جمع کیا۔ اور مخالفوں سے کشتی کی طرح مقابلہ کرا کے آخر ہر ایک میدان میں اعجازی طور پر مجھے فتح دی۔ اور دوسرے بہت سے نشان دکھلائے جن کی تفصیل رسالہ سراج منیر اور دوسرے رسالوں میں درج ہے۔ لیکن باوجود نصوص قرآنیہ و حدیثیہ و شواہد عقلیہ و آیات سماویہ پھر بھی ظالم طبع مخالف اپنے ظلم سے باز نہ آئے۔ اور طرح طرح کے افتراءوں سے مدد لیکر محض ظلم کے رُوسے تکذیب کر رہے ہیں۔ لہذا اب مجھے تمام نجات کے لئے ایک اور تجویز خیال میں آئی ہے اور اُمید رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس میں برکت ڈال دے اور یہ تفرقہ جس نے ہزار ہا

مسلمانوں میں سخت عداوت اور دشمنی ڈال دی ہے رو باصلاح ہو جائے

اور وہ یہ ہے

کہ پنجاب اور ہندوستان کے تمام مشائخ اور فقراء اور صلحاء اور مردان باصفا کی خدمت میں اللہ جل شانہ کی قسم دیکر التجا کی جائے کہ وہ میرے بارے میں اور میرے دعوے کے بارے میں دُعا اور تصریح اور استخارہ سے جناب الہی میں توجہ کریں۔ پھر اگر ان کے الہامات اور کشوف اور رؤیا صادقہ سے جو حلقہ شائع کریں کثرت اس طرف نکلے کہ گویا یہ عاجز کذاب اور مفتری ہے تو بیشک تمام لوگ مجھے مردود اور مخذول اور طعون اور مفتری اور کذاب خیال کر لیں اور جس قدر چاہیں لعنتیں بھیجیں انکو کچھ بھی گناہ نہیں ہوگا۔ اور اس صورت میں ہر ایک ایماندار کو لازم ہوگا کہ مجھ سے پرہیز کرے۔ اور اس تجویز سے بہت آسانی کے ساتھ مجھ پر اور میری جماعت پر وبال آجائے گا۔ لیکن اگر کشوف اور الہامات اور رؤیا صادقہ کی کثرت اس طرف ہو کہ یہ عاجز منجانب اللہ اور اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو پھر ہر ایک خدا ترس پر لازم ہوگا کہ میری پیروی کرے۔ اور تکفیر اور تکذیب سے باز آوے۔ ظاہر ہے کہ ہر ایک شخص کو آخر ایک دن مرنا ہے۔ پس اگر حق کے قبول کرنے کے لئے اس دُنیا میں کوئی ذلت بھی پیش آئے تو وہ آخرت کی ذلت سے بہتر ہے۔ لہذا میں تمام مشائخ اور فقراء اور صلحاء پنجاب اور ہندوستان کو اللہ جل شانہ کی قسم دیتا ہوں جس کے نام پر گردن رکھ دینا سچے دینداروں کا کام ہے کہ وہ میرے بارے میں جناب الہی میں کم سے کم اکیس روز توجہ کریں یعنی اس صورت میں کہ اکیس روز سے پہلے کچھ معلوم نہ ہو سکے اور خدا سے انکشاف اس حقیقت کا چاہیں کہ میں کون ہوں؟ آیا کذاب ہوں یا منجانب اللہ۔ میں بار بار بزرگان دین کی خدمت میں اللہ جل شانہ کی قسم دیکر یہ سوال کرتا ہوں کہ ضرور اکیس روز تک اگر اس سے

پہلے معلوم نہ ہو سکے۔ اس تفرقہ کے دور کرنے کے لئے دُعا اور توجہ کریں۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی قسم سُنکر پھر التفات نہ کرنا راستبازوں کا کام نہیں ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ اس قسم کو سُنکر ہر ایک پاک دل اور خدا تعالیٰ کی عظمت سے ڈرنے والا ضرور توجہ کریگا۔ پھر ایسی الہامی شہادتوں کے جمع ہونے کے بعد جس طرف کثرت ہوگی وہ امر منجانب اللہ سمجھا جائے گا۔

اگر میں حقیقت میں کذاب اور دجال ہوں تو اس اُمت پر بڑی مصیبت ہے کہ ایسی ضرورت کے وقت میں اور فتنوں اور بدعات اور مفاسد کے طوفان کے زمانہ میں بجائے ایک مصلح اور مجدد کے چودھویں صدی کے سر پر دجال پیدا ہوا۔ یاد رہے کہ ایسا ہر ایک شخص جس کی نسبت ایک جماعت اہل بصیرت مسلمانوں کی صلاح اور تقویٰ اور پاک دلی کا ظن رکھتی ہے وہ اس اشتہار میں میرا مخاطب ہے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ جو صلحاء شہرت کے لحاظ سے کم درجہ پر ہیں۔ میں اُن کو کم نہیں دیکھتا۔ ممکن ہے کہ وہ شہرت یافتہ لوگوں سے خدا تعالیٰ کی نظر میں زیادہ اچھے ہوں۔ اسی طرح میں صالحہ عورتوں کو بھی مردوں کی نسبت تحقیر کی نظر سے نہیں دیکھتا۔ ممکن ہے کہ وہ بعض شہرت یافتہ صالح مردوں سے بھی اچھی ہوں۔ لیکن ہر ایک صاحب جو میری نسبت کوئی رو یا کشف یا الہام لکھیں، اُن پر ضروری طور پر واجب ہوگا۔ کہ وہ حلفاً اپنی دستخطی تحریر سے مجھ کو اطلاع دیں تا ایسی تحریریں ایک جگہ جمع ہوتی جائیں اور پھر حق کے طالبوں کے لئے شائع کی جائیں۔

یہ میں علاوہ قسم کے مشائخ وقت کی خدمت میں اُن کے پیران خاندان کا واسطہ ڈالتا ہوں کہ وہ ضرور میری تصدیق یا تکذیب کے لئے خدا تعالیٰ کی جناب میں توجہ کریں۔ منجھلا

اس تجویز سے انشاء اللہ بندگانِ خدا کو بہت فائدہ ہوگا۔ اور مسلمانوں کے دل کثرتِ شواہد سے ایک طرف تسلی پاکر فتنہ سے نجات پائیں گے۔ اور آثارِ نبوتہ میں بھی اسی طرح معلوم ہوتا ہے کہ اول مہدی آخر الزمان کی تکفیر کی جائے گی۔ اور لوگ اس سے دشمنی کریں گے۔ اور نہایت درجہ کی بدگوئی سے پیش آئیں گے۔ اور آخر خدا تعالیٰ کے نیک بندوں کو اس کی سچائی کی نسبت بذریعہ رؤیا و الہام وغیرہ اطلاع دیجائیگی۔ اور دوسرے آسمانی نشان بھی ظاہر ہونگے۔ تب علماء وقت طوعاً و کرہاً اسکو قبول کریں گے۔ سو اُنے عزیز و اور بزرگوں برائے خدا اُس عالم الغیب کی طرف توجہ کرو۔ آپ لوگوں کو اللہ جل شانہ کی قسم ہے کہ میرے اس سوال کو مان لو۔ اُس قدر ذوالجلال کی تمہیں سوگند ہے کہ اس عاجز کی یہ درخواست رد مت کرو۔

عزیزانِ مے دہم صد بار سوگند  
بروئے حضرت دادار سوگند  
کہ درکارم جواب از حق بجوئید  
بر محبوبِ دل ابرار سوگند  
ہذا ما اردنا لا راتہ اللہ جے — والسلام علی من اتبع الہدے  
الملتمس

خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان

ضلع گورداسپور۔ پنجاب

۱۵ جولائی ۱۸۹۷ء

مطبوعہ منیۃ الاسلام پریس قادیان